مضامین

شفیق پسروری

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مدرسہ مرکز امام بخاری اہلحدیث
کتاب نمبر

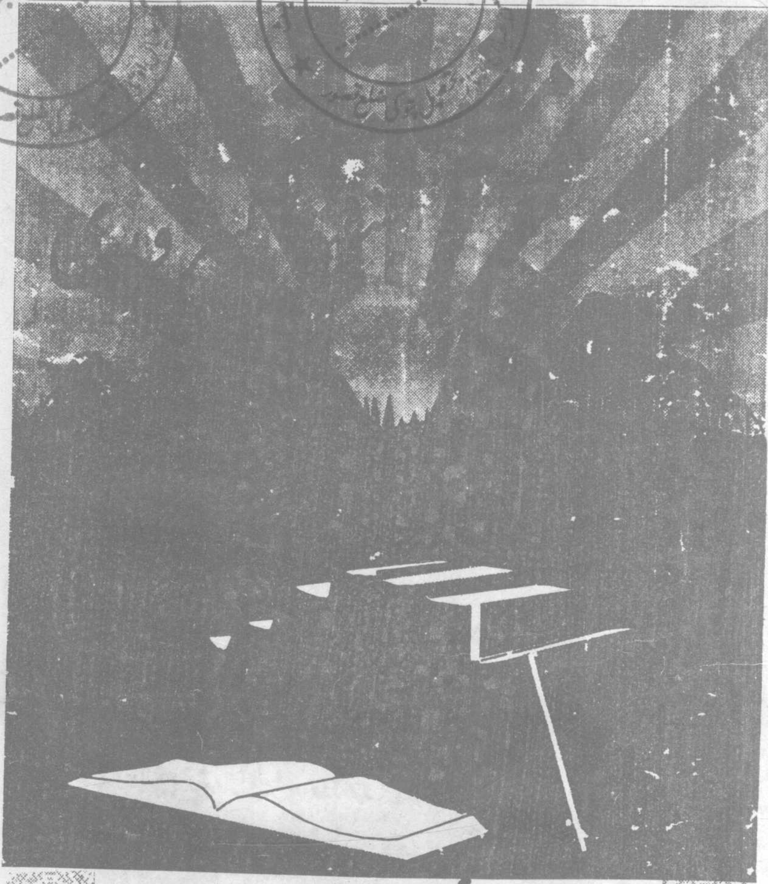

رانا محمد شفیق خاں پسروری

الفلاح پبلیکیشنز۔

چینیانوالی۔ کوچہ چابکسواراں۔ رنگ محل لاہور

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملنے کے پتے

دفتر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان

106 راوی روڈ لاہور فون: 7729933-206097

میاں انٹرپرائزز

الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور فون: 7120207

مکتبہ اہلحدیث

پسرور ضلع سیالکوٹ

مکتبہ ایوبیہ محمدی مسجد اہلحدیث برنس روڈ کراچی

حافظ محمد شفیق صاحب

یوسف وھاتبی ٹریڈرز البراہہ روڈ نزد عید گاہ مصعب بلڈنگ ڈیرہ دبئی۔

پوسٹ بکس نمبر 55864 فون: 721445 فیکس: 715775

GULSHAN PHARMACY, INC.

509 RALPH AVENUE

BROOKLYN NEW YORK, 11233

Phone: 718 - 493- 0288

دفتر جماعت مجاہدین

چھوٹی سول لائن گوجرانوالہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	کیا علماء کو مولانا کہنا شرک ہے	11
2	ایک اہم وضاحت......	21
3	فقہ حنفی اور وسیع المشربی	27
4	سیرت طیبہ کا پیغام امن وعافیت	37
5	تصریحات سیرت	46
6	786 مطلب اور حروف ابجد	56
7	قرآن اور تلاوت کے آداب	66
8	بادشاہ بیگم کی بدعات	77
9	شمع محفل نہیں' ماں بنیئے	90
10	پیر الیاس کی شعبدہ بازیاں	100
11	عمر عائشہ اور انکار حدیث	112
12	تحریک اہلحدیث غیروں کی نظر میں	138
13	مسلک اہل حدیث!	160
14	اہل حدیث اور پاکستان	169
15	اہلحدیث برصغیر میں	176
16	دھوکا کھلا!؟	181
17	جیل کہانی	186
18	کعبہ؟!	194
19	چہ معنی دارد	199
20	بابری مسجد اور شیلانیاس	205
21	تالیفات امام بخاری!	219
22	دینی مدارس اور حکومتی امداد	261
23	ابوالکلام آزاد اور اہل حدیث	269
24	مقلدوں میں غیر مقلد	273
25	عید کے چند مسائل	276
26	طلاق کے مسائل	282
27	جماعت اسلامی' مخالفت نہیں نصیحت	292
28	رجب کے کونڈے	302
	حصہ دوئم	309
1	اردو کے چند محاورے	311
2	دعا نما بددعا	315
3	ہم نے پیپلز پارٹی کی حمایت نہیں کی	317
4	ایڈیٹر کی ڈاک' ایک خط	329
5	رحمت اللعالمین - چینی نکتہ چینی	334/336
6	قوم آوارہ! اپنی باگ موڑ	343
7	جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں	346
8	گواہ ہے دیدہ گریاں	348
9	محدث گوندلوی کا آٹوگراف	354
10	مولانا مدنپوری	361
11	جنازے کی گواہی	367
12	ورد سے واقف نہ تھے	374
13	حضرت مولانا محمد رفیق خاں پسروری	376
14	علم وعمل اور وعظ وتبلیغ کی ایک اور شمع گل ہو گئی	378

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساقی نامہ

عہد کم سنی سے مختلف عنوانات پر مضامین لکھتا رہا ہوں نہ تعداد یاد ہے' نہ ریکارڈ محفوظ ہے۔ جو لکھا ایک جذبے سے اور پیدا شدہ مسائل و معاملات کے رد عمل میں لکھا۔ کئی مضامین "قلم برداشتہ" لکھے گئے۔

برادرم احمد ساقی چھتوی نے میرے کالم اور مضامین اکٹھے کرنے شروع کئے تو جو دستیاب ہوئے وہ مرتب کر کے کتابی شکل میں لے آئے "کالم" کالمیات" کی صورت شائع ہو گئے ہیں (گرچہ کتابت و طباعت کی غلطیاں موجود ہیں) اب مضامین کا مجموعہ شائع ہو رہا ہے (جو آپ کے زیر نظر ہیں)

اس مجموعہ میں جو مضامین احمد ساقی چھتوی کو ملے وہ آ گئے ہیں' کئی مضامین اس میں نہیں آ سکے' کچھ میں نے نکلوا دیئے کہ وہ الگ کتاب کی بنیاد بن سکتے تھے۔ ان مضامین میں سے اکثر اس دور کے ہیں جب قلم ابھی "قدم قدم" چلنا شروع ہوا تھا۔ نظر اور مطالعہ میں محدودیت تھی' وسعت نظر نہ تھی (چنانچہ جوں کے توں ہیں) اور کچھ مضامین میں حالات کی مناسبت سے تبدیلی ضروری تھی مگر وہ بھی "جوں" آ گئے ہیں' مثلاً بابری مسجد والا مضمون "نسیاً منسیاً" کے وقت لکھا گیا تھا اور اس میں بابری مسجد کی شہادت کا ذکر نہیں ہے (مسجد بعد ازاں 6 دسمبر 1992ء کو شہید کر دی گئی تھی۔)

بہر حال احمد ساقی چھتوی کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے مضامین کے لئے محنت کی' جو شاید (بلکہ یقیناً) میں بھی نہ کر سکتا تھا۔

قارئین سے گزارش ہے کہ وہ میرے لئے' میرے والدین و خاندان کے لئے دعا فرماتے رہا کریں' کہ اللہ تعالیٰ دین و دنیا بہترین فرمائیں۔ آمین۔

والسلام:

رانا محمد شفیق خاں پسروری

لاہور 4 اکتوبر 1993ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

غازی اسلام جناب رانا شفیق خاں صاحب پسروری جمعیت اہلحدیث پاکستان کے ایک ممتاز عالم دین' معروف خطیب' منجھے ہوئے تاریخ دان اور ایک بے مثال مقرر کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ کئی سال سے مسلسل لاہور کی سب سے قدیمی مسجد چینیانوالی محلہ چابکسوراں رنگ محل (کہ جس کے منبر پر کبھی کسی دور میں خطیب ملت' اسلام کا بے باک سپاہی' مقرر لاثانی' مصنف کتب کثیرہ' محافظ اسلام حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمتہ اللہ علیہ اپنی زبان اطہر سے جمعتہ المبارک کے خطبات میں علم کے موتی بکھیرا کرتے تھے) کی خطابت کے فرائض اب انہی موصوف کے ذمہ ہیں اور حسن واقعہ یہ ہے کہ رانا صاحب اپنا یہ فرض نہایت حسن و خوبی اور پوری تندہی سے انجام دے رہے ہیں اور زیر نظر کتاب غازی اسلام جناب رانا شفیق خان صاحب پسروری کے ان مجموعہ مضامین کی کتابی صورت ہے جو انہوں نے کبھی ماضی قریب میں پاکستان کے مختلف موقر ہفت روزہ و پندرہ روزہ رسائل و جرائد اور ماہناموں کے ساتھ ساتھ روزناموں میں مختلف اوقات میں مختلف عنوانات کے تحت لکھے ہیں۔

یاد رہے کہ رانا صاحب کے یہ تمام مضامین بہترین اسلوب' اصلاحی انداز میں موثر کن اور ایک بہت بڑا ادبی و علمی خزانہ ہے جن میں سے بعض مضامین پر تو رانا صاحب داد و تحسین کے ساتھ ساتھ انعامات بھی حاصل کر چکے ہیں۔ فاضل مصنف کا یہ علمی خزانہ جہاں عوام الناس کے لیے انتہائی مفید ترین ہے وہاں اس میں علماء' شیوخ' سکولوں' کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلباء کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے بھی ہمہ جہت علمی گوہر جا بجا موجود ہیں گویا کہ

خزینہ ہے یہ دانش و علم کا
جوانوں بزرگوں کی ہے یہ رہنما

اس لیے کہ رانا صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ذہن اور قوت حافظہ اس بلا کا عطا کیا ہے کہ ہر قسم کے احکام و مسائل اور مختلف نوع کے مباحث میں خوب مستحضر ہیں اردو کے ساتھ ساتھ عربی اور فارسی کے بھی سینکڑوں شعر یاد ہیں جن سے اپنے خطبات' مواعظ' تقریر' امور تحریر میں بر محل اور برجستہ جادو کی تاثیر پیدا کر دیتے ہیں منطقیانہ ذہن اور متکلمانہ مزاج کے باوجود جہاں تقریر و تحریر میں عمدگی سلاست اور روانگی ہے وہاں گفتگو و مضامین بڑے مدلل اور باحوالہ مگر مختصر ہوتے ہیں شاید اس وجہ سے فاضل مصنف کی بہت سی تصنیفات پہلے ہی علمی حلقوں میں نہ صرف اپنا وجود منوا چکی ہیں بلکہ' رانا صاحب لوگوں کے دلوں میں بڑے قابل ستائش سمجھے جانے لگے ہیں۔ چونکہ رانا صاحب نے ہمیشہ ہی اپنی ہر کتاب میں علم و ادب کے وہ وہ موتی بکھیرے ہیں کہ جو باوجود بیسار تلاش بھی کہیں سے ملنے ممکن نہیں دوسری بڑی بات یہ ہے کہ رانا صاحب ہمیشہ اپنے حریفوں پر اس لیے بھی فاتح رہے ہیں کہ وہ اپنی بات کو حقیقت کے آئینے میں مدلل اور باحوالہ نقل کرتے ہیں مثلاً" یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے ادنیٰ مثال ہے کہ جس میں حنفی علماء کی وسیع المشربی ہو یا کہ علماء کو مولانا کہنا شرک تصور کیا جانے لگا ہو' رویت ھلال کمیٹی پر طرح طرح کے الزامات اور ٹھیلے گھڑے گئے ہوں اور خواہ بادشاہوں کی ڈگمگاتی ہوئی حکومتوں کو بحال رکھنے کا ذریعہ بنائی گئی ہوں' عمر عائشہ اور انکار حدیث کا مسئلہ ہو یا کہ جمعیت اہلحدیث کا پیادہ مبلغ بابا ٹوبہ ہو' اہل تشیع کا علم ہندسہ سے لوگوں کا گمراہ کرنا ہو کہ قرآن پاک کی تلاوت کے آداب و قوانین ہوں یا کہ عوام الناس میں روزمرہ کے مسائل میں استعمال ہونے والے غلط محاورات ہوں الغرض اس کتاب میں رانا صاحب نے اپنا پورے کا پورا علم عوام الناس تک منتقل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمویا ہے اس میں ہر ایک علم و فن
تبسم یہ ہے ایک رنگین چمن

ویسے بھی میرے خیال میں ہر فرد کو ان کے علمی سمندر سے بہرا ور ہونے کے لیے وہ پورے کا پورا لٹریچر جمع کرنا جہاں کافی سارے خرچہ کے باعث مشکل ہے وہاں بہت زیادہ کام اس پورے لٹریچر کو جمع کرنا بھی ہے اس پر ہم نے مناسب جانا کہ رانا صاحب کے اس علمی خزانہ کو ہی یکجا کر دیا جائے کہ

گر قبول افتدز ہے عزو شرف!

ایک شعر پر قارئین سے درخواست کرتے ہوئے ختم کرتا ہوں کہ زیر نظر کتاب میں کتابت کی یقیناً بہت سی غلطیاں رہ گئی ہوں گی برادرانہ طور پر آگاہ فرما کر ممنون ہوں۔

اثر کرے نہ کرے سن تو لے میری فریاد
نہیں داد کا طالب یہ بندہ آزاد

والسلام

احمد ساقی چھتوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کاوش بھی

والد مکرم حضرت العلام

مولانا محمد رفیق خاں پسروری رحمۃ اللہ علیہ

کے نام معنون کرتا ہوں۔ جن کی مختصر "ہم نشینی" نے کتب

بینی کا ذوق بخشا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اعلیٰ علیین میں "اعلیٰ مقام"

سے نوازیں۔ آمین ثم آمین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا علماء کو مولانا کہنا شرک ہے؟

جب سے چند ڈاکٹر قسم کے افراد علمائے دین کی فہرست میں شامل ہوئے ہیں۔ تب سے سلف صالحین اور اصحاب حدیث و سنت کے اکثر مسائل و افعال شرک کہے جانے لگے۔ اس معاملے میں ان ایم بی بی ایس حضرات کی غلط ذہنیت بے راہ رو نظریات اور غلط ارادوں کے ساتھ ساتھ علم دین سے ناواقفیت اور لغت عربی سے ناواقفیت کا بھی دخل ہے۔ ایسا محض اس لیے ہے کہ وہ انفرادیت اور بزعم خود علمی رعب کے ذریعے عوام میں مقام بنانا چاہتے ہیں خواہ ان کی یہ کاوشیں کتنی ہی غیر صحیح اور حقیقت سے دور ہوں۔

اس مضمون میں' میں صرف اس مسئلے کی طرف اشارہ کر رہا ہوں۔

کچھ عرصے کی بات ہے کراچی کے ایک ڈاکٹر صاحب کے فتوے سے آگہی ہوئی تھی کہ "غیراللہ" کو مولانا کہنا شرک ہے۔ وہ تمام لوگ جو مولانا کہلاتے ہیں اس شرک کے مرتکب ہوئے ہیں۔ پھر جب یہ لوگ شرک کے مرتکب ہوئے ہیں تو بھلا یہ اسلام و توحید کا کیا سبق دے سکتے ہیں۔

چند دن ہوئے یہی بات ہمارے یہاں بھی شروع ہو گئی بلکہ چند افراد کو علماء کے خلاف پروپیگنڈہ کا موقع ہاتھ آگیا۔ مخلص افراد پریشان تھے اور فسادی اپنی علمیت پر نازاں' حالانکہ تمام معاملہ بے علمی کا شاہکار تھا۔ چنانچہ حق کے ظاہر ہوتے ہی باطل پرست نادم و شرمسار تھے اور دوسرے خوش و خرم۔

شرک کیا ہے؟

سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ شرک کیا ہے؟۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں کسی کو شامل کرنا کسی بھی طرح ساجھی بنانا یا اللہ اور غیراللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کسی کو بھی کسی بھی صفت میں ایک طرح کا سمجھنا یا انہی معنوں میں لینا جن معنوں میں وہ اللہ سے مختص ہیں "شرک" ہے۔

یہاں یہ بات سمجھنی بہت ضروری ہے کہ مخلوق کو اللہ سے واقف کرنے کے لیے اور اللہ کی ذات کی پہچان کرانے کے لیے وہ گفتگو کی جاتی ہے یا وہ زبان استعمال ہوتی ہے جو رواجا" ہو۔ ایسے میں اکثر ایسی اصطلاحیں اور الفاظ بھی شامل ہوتے ہیں جو مخلوق میں آپس میں استعمال ہوتے ہیں۔ ان اصطلاحات و الفاظ کے معانی وہ نہیں ہوتے جو عام ہوتے ہیں بلکہ اللہ سے تعلق کی وجہ سے ان کے معانی اور ہوتے ہیں اور وہی معانی مراد لینا جو مخلوق کے آپس میں غیراللہ کے لیے ہوتے ہیں' شرک ہے مثلا" قرآن حکیم میں اللہ کے ہاتھ پنڈلی وغیرہ وجود کا ذکر ہے یا اللہ کے سننے' دیکھنے' جاننے کلام کرنے' ناراض ہونے' خوش ہونے وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ تمام اس طرح نہیں جس طرح ہم انسانوں یا دیگر غیراللہ مخلوق سے متعلق ہے بلکہ یہ اور طرح ہے اور ان الفاظ میں یا ان اصطلاحات میں محض تفہیم و تعریف کے لیے ہے۔ ایسا ہی معاملہ لفظ "لبیک" "ولی" اور "مولی" وغیرہ میں ہے کہ جب یہ الفاظ اللہ سے مختص ہوں گے کسی اور معانی میں ہوں گے اور غیراللہ سے کسی اور معانی میں بلکہ میں انشاء اللہ العزیز قرآن و حدیث سے ثابت کروں گا کہ یہ الفاظ خود اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ نے غیراللہ کے لیے استعمال کیے ہیں۔ اگر ایسا کرنا شرک ہوتا تو کبھی بھی غیراللہ سے متعلق بیان نہ ہوتے۔

لفظ مولانا

لفظ "مولانا" دو لفظوں کا مرکب ہے۔ ایک لفظ "مولی" اور دوسرا ضمیر جمع متکلم "نا" یعنی ہمارا مولی لفظ مولی واحد ہے جب کہ اس کی جمع موالی ہے۔ اس کے معانی کے لیے ہم چند مستند کتب کی عبارات نقل کیے دیتے ہیں تاکہ صحیح طرح سمجھ حاصل ہو۔

"القاموس" میں بذیل مادۃ "الولی رقم ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"الولی" القرب والدنو والمطر بعد المطر ولیت الارض بالضم○
والولی الاسم منه والحب والصدیق والنصیر وولی الشرع○
وعلیه ولایته اوھی المصدر وبالکسر المخطته والامارة○
والسطان ولیته الاصر والولاء الملک وللمولی المالک○
والعبد والمعتق والمعتق والصاحب والقریب کابن العم○
ونحوه والجار والحلیف والابن والعم والنزیل والشریک○
وابن الاخت والولی والرب والناصر والمنعم والمنعم علیه والمحب
والتابع والصھر○

"لغات الحدیث" میں اس مادہ کے تحت لکھا ہے۔ "مولی کے بہت معنی آئے ہیں، رب اور مالک اور سردار اور منعم اور آزاد کرنے والا اور مدد کرنے والا اور محب اور تابع اور ہمسایہ اور چچا کا بیٹا اور حلیف اور عقید اور داماد اور خسر اور غلام اور آزاد کیا ہوا اور جس پر احسان کیا جائے اور یہ لفظ بہت حدیثوں میں وارد ہے تو ہر ایک مقام میں مناسب معنی پر محمول کیا جائے گا۔

امام بخاریؒ بخاری شریف میں "کتاب التفسیر" میں "باب قولہ و لکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والا قربون" میں فرماتے ہیں۔

قال معمر موالی اولیاء، ورثہ، عاقدت ایمانکم ھو مولی الیمین وھو الحلیف والمولی ایضاً ابن العم والمولی المنعم والمعتق والمولی المعتق والمولی الملیک والمولی مولی فی الدین○

نوٹ! یہاں تمام معانی غیر اللہ کے بیان ہوئے یعنی صرف مندرجہ بالا آیت میں تفسیر کیے گئے افراد کا۔

صاحب لغات القرآن نے بہت تشریح سے معانی بیان کیے، فرماتے ہیں۔

ولاء اور توالی دو چیزوں میں ایسی کیفیت اتصال کہ اجنبیت حائل نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے مجازاً" مراد قریب ہوتا ہے خواہ قرب کیسا ہی ہو' مکانی یا نسبی ہو یا دینی' دوستی کے لحاظ سے یا اعتقاد کے لحاظ سے امداد کے لحاظ سے یا مالکیت و مملوکیت کے اعتبار سے۔

ولی اور مولیٰ دونوں ہم معنیٰ ہیں۔ ہر ایک کے معنی میں قرب و اتصال کا مفہوم ماخوذ ہے اسی لیے دونوں لفظوں کا اطلاق اللہ پر بھی ہوتا ہے اور بندوں پر بھی' اہل ایمان اور فرمانبرداروں کا اللہ ولی اور مولیٰ ہے' نیک بندے اور اہل ایمان اللہ کے بھی اولیاء ہیں اور آپس میں بھی ہر ایک دسرے کا ولی اور مولیٰ ہے' مومن اور غیر مومن میں چونکہ رشتہ اتصالی اور تولی نہیں ہے اس لیے کوئی دوسرے کا ولی و مولیٰ متولی نہیں' باہمی خصوصی تعلق کی وجہ سے ہی مولیٰ آزاد کرنے والے آقا کو بھی کہتے ہیں اور آزاد شدہ غلام کو بھی معاہد کو بھی' چچا کے بیٹے کو بھی بلکہ ہر قرابتی رشتہ دار کو بھی اور ہمسایہ اور دوست کو بھی۔(لغات القرآن' جلد 5' ص 469' ض 47)

نوٹ! ولی اور مولی کا مادہ اور معانی ایک ہی ہیں جس طرح لفظ ولی قرآن و حدیث میں اللہ اور اللہ کے علاوہ کے لیے استعمال ہوا ہے اسی طرح لفظ مولی بھی استعمال ہوا ہے اور ایک ہی طرح کے معانی میں۔

لفظ مولیٰ کا اطلاق

جیسا کہ ہم لفظ "مولانا" کی بحث میں جان چکے ہیں کہ لفظ مولی صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مختص نہیں بلکہ اللہ کے علاوہ کئی معنوں میں کئی طرح کے افراد کے لیے بھی آتا ہے۔ اگر صرف اللہ سے خاص ہوتا تو اس صورت میں دسروں کے لیے استعمال کرنا شرک تھا۔ جب یہ خاص ہی نہیں تو پھر اس کا اللہ کے علاوہ استعمال کرنا کس طرح شرک ہوا۔ یہاں اب ہم قرآن کریم سے ایسے مقامات نقل کرتے ہیں جن میں لفظ مولی واحد یا جمع کی صورت میں اللہ کے علاوہ استعمال ہوا ہے۔

-1 يدعوا لمن ضره اقرب من نفعه لبئس المولى ولبئس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العشیرہ ____ 17/9 (بمعنی دوست)

-2 ماذلکم النارھی مولکم و بئس المصیرہ ____ 28/18
(جہنم بمعنی لائق، ساتھی)

-3 ھو کل علی مولہ 14/16 (بمعنی مالک)

-4 یوم لا یغنی مولی عن مولی شیئا ولاھم ینصرون، 15/25 (بمعنی حمایتی، دوست، ساتھی، مددگار)

-5 فان اللہ ھو مولہ و جبریل و صالح المومنین 28/18
(بمعنی مددگار، دوست)

-6 وانی خفت الموالی من ورائی 16/4

-7 بمعنی ورثاء جمع ہے مولی کی، امام بغوی کے نزدیک چچا کے بیٹے، مجاہد کے نزدیک عصبات، ابو صالح کے نزدیک کلالہ اور کلبی کے نزدیک عام ورثاء۔

-8 فاخوانکم فی الدین و موالیکم 21/17 بمعنی دوست، شاہ رفیع الدین نے "چیلے" ترجمہ کیا ہے۔

-9 ولکل جعلنا موالی 5/2 (بمعنی ورثاء امام بغوی نے لکھا ہے، وہ عصبات جوذی الفروض سے بچے ہوئے مال کے وارث ہوتے ہیں اور اگر ذی الفروض نہ ہوں تو کل مال کے وارث ہوتے ہیں۔)

مندرجہ بالا چند مقامات وہ ہیں جن میں لفظ مولی مطلقاً" استعمال ہوا ہے۔ قرآن پاک میں ان مقامات کے علاوہ بھی لفظ مولی آتا ہے مگر ان مقامات میں وہ اللہ تعالٰی کے لیے ہے جب کہ ہم نے ثابت کرنا ہے کہ یہ لفظ اللہ کے علاوہ بھی استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ ہم نے قرآن پاک سے چند مقامات اوپر نقل کیے ہیں۔

اسی طرح لفظ ولی ہے۔ مجھے حیرانی ہے کہ ان افراد پر جو لفظ مولی پر تو اعتراض کرتے ہیں مگر لفظ ولی پر نہیں حالانکہ دونوں ہی ہم معنی ہیں۔ دونوں کا مادہ بھی ایک ہی ہے اور ایک ہی طرح اللہ اور مخلوق کے لیے استعمال ہوتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ "اللہ ولی الذین امنو یخرجھم من الظلمات الی النور" اور "ام اتخذو من دونہ اولیاء اللہ ھو الولی" 25/2 اللہ کے لیے اسی طرح لفظ ولی معنا" کارساز' بیٹے کے لیے 16/24 دوست رفیق' ساتھی کے لیے 9/5' 16/6
24/9 اور محافظ' حامی' بچانے والا' کارساز مددگار کے لیے 15/14' 8/7'
2'10/3' 18/25' 4/4' 12'14/7' 2/15 دیکھیے۔

اور جان لیجیے کہ یہ دونوں لفظ اللہ اور اللہ کے علاوہ مطلقاً" استعمال ہوئے ہیں اور مختلف معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔

ایسے ہی لفظ "لبیک" کے بارے میں کراچی کے بہت بڑے جامعہ کے مدیر التعلیم نے فرمایا تھا کہ حاضری کے اوقات میں طلباء کو لبیک نہیں کہنا چاہیے اس لیے کہ یہ شرک ہے کہ جب اللہ کے لیے حج کے اور طواف کے دوران لبیک کہا جاتا ہے تو پھر دوسروں کو کس طرح لبیک کہا جا سکتا ہے۔

حالانکہ لفظ "لبیک" بھی اللہ اور اللہ کے علاوہ (لفظ ولی و مولی کی طرح) استعمال ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے لیے ثابت ہے مثلاً" مسلم شریف میں باب استجاب الوضع من الدین میں ہے۔

فقال یا کعب فقال لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم○

مزید حوالہ جات کے لیے المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبویؐ سے چند حوالہ جات نقل کر رہا ہوں۔

بخاری کتاب الصلوۃ 81' 83 کتاب العلم 49' کتاب الصلح 14' اطعمہ 1' لباس 101' حصومات 4' استئذان' 30' رقاق 14' 18' 40 توحید 32' 38' 37 مسلم شریف کتاب الایمان 48' 53' زکاۃ' 32' جہاد 84' زہر 84' ابوداؤد کتاب الصلوۃ 81' اقضیہ 12' فتن 1' حدود 2' ترمذی قیامتہ 36' ابن ماجہ صدقات 18' دارمی بیوع 49۔

خیر بحث چل رہی ہے لفظ مولی کے غیراللہ کے لیے استعمال کی۔ چنانچہ میں نے اس کی مثالیں قرآن حکیم سے نقل کر دی ہیں اور اب آخر میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احادیث نبویؐ سے نقل کر رہا ہوں۔ ان کے نقل کرنے سے پہلے خود رسول اللہ ﷺ کی زبان سے لفظ "مولانا" کا صدور نقل کر رہا ہوں۔

I- بخاری شریف، کتاب مناقب اصحاب رسول اللہ باب مناقب زید بن حارثہ مولی النبیؐ وقال البراء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ○

"انت اخونا و مولانا"

i- بخاری شریف میں ہی کتاب الصلح باب کیف یکتب هذا ما صالح فلان بن فلان و فلان بن فلان و ان لم ینبه الی قبیلته ونسبه○

ii- قال (صلی اللہ علیہ وسلم) لزید انت اخونا و مولانا

نوٹ! اوپر کے مقام میں زید بن حارثہ کو نبی اکرم ﷺ کا مولی (غلام) لکھا ہے۔ اسی طرح ابن ماجہ کتاب النکاح اور کتاب الاقامہ میں " سالم مولی ابی حذیفہ سے ہے جب کہ رواۃ احادیث میں اکثر موالی راویوں کے ساتھ مولی کا لفظ آتا ہے۔

احادیث میں مولیٰ

قرآن حکیم کی طرح احادیث مبارکہ میں بھی لفظ مولی اللہ اور اللہ کے علاوہ افراد کے لیے کئی معنوں میں وارد ہے۔ یہاں ہم ' المعجم المفہرس لالفاظ الاحادیث النبویؐ کے حوالے سے صرف وہ احادیث مثال کے طور پر نقل کرتے ہیں جن میں لفظ مولی اللہ کے علاوہ کے لیے مستعمل ہے۔

1- اوصی امرا الرجل الذی مولاه الذی یلیه (ابن ماجہ کتاب الادب، مسند احمد بن حنبل 4 - 311

2- رجع الولاء الموالی ابیھم (دارمی کتاب الفرائض 55)

3- فھذا ولی من اناء مولا (ابن ماجہ، مقدمہ 11)

4- مات مولی علی عھد عثمان لیس له وال (دارمی کتاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفرائض 46)

-5 توفی مولی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسند احمد حنبل 1736)

-6 توفی مولی لہا (ابن ماجہ کتاب الفرائض 7، دارمی کتاب الفرائض 31)

-7 لوکان موسیٰ و عیسیٰ مولی (مسند احمد بن حنبل 280)

-8 وھو مولی لامراۃ من الانصار (نسائی کتاب النکاح 8)

-9 فاستاجر ____ رجلا کافرا ____ و مولی معہ (مسند احمد 4، 337)

-10 المولی اخ فی الدین و نعمتہ (دارمی کتاب الفرائض 31)

-11 فی رجل اعتق مملوکا ثم مات المولی (دارمی کتاب الفرائض 31)

-12 قال عند فراق الدنیا انا مولی فلان (دارمی کتاب الفرائض 44)

-13 باب مولی، موالی، القوم، موالینا مولاکم من انفسہم، منہم، من انفسنا، منکم (بخاری کتاب المناقب 14، فرائض 24، ابوداؤد زکاۃ 29، ترمذی زکاۃ 25، نسائی زکاۃ 97، دارمی سیر 82

-14 فمولی من انا قال اللہ و رسولہ (مسند احمد 2، 182)

-15 اناء اللہ و رسولہ مولی من لا مولی لہ (ابوداؤد کتاب الفرائض 8، ترمذی فرائض 12، ابن ماجہ فرائض 9، دارمی فرائض 27، مسند احمد 28

-16 ھو مولی اللہ و رسولہ (مسند احمد 2، 225)

-17 من سالہ مولاہ فضل مالہ (مسند احمد 5، 2)

-18 فجاء مولاہ فعرفہ (مسند احمد 3، 2، 3)

-19 ھو اخوک و مولاک (دارمی کتاب الفرائض 31)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

20- ولیقل سید مولائی (بخاری کتاب العتق 17' مسلم کتاب الالفاظ 10' 35 ابوداؤد کتاب الادب 75' مسند احمد 2' 316)

21- مات مولائی' ان مولامات و ترابنة (ابن ماجہ فرائض 11' مسند احمد 756)

22- واللہ ورسولہ مولاھم (مسند احمد 5' 718

23- ایما عبد تزوج بغیر اذن مولاہ موالیہ (ابوداؤد نکاح 16' ابن ماجہ 46' دارمی نکاح 40' مسند احمد 3' 1' 30)

24- فباعہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی دین مولاہ (مسند احمد 3' 390)

25- و خطبنی رسول اللہ صص علی مولاہ اسامتہ بن زید (نسائی کتاب النکاح 19)

26- اذا انکحت المراۃ بغیر اذن امر موالیہا مولاھا منکاحہا باطل

27- غزوت مع مولائی یوم خیبر (ابن ماجہ کتاب الجہاد 37)

28- ولا یحل لمولی ان یتولی مسلما بعیر اذنہ (نسائی کتاب القسامتہ 41)

29- فمن لم یعلم لہ اب کان مولی و ازافی الدین (ابوداؤد کتاب النکاح 9)

30- من کنت مولاہ فعلی' فان ھنا فھنا مولاہ (ترمذی کتاب المناقب 19 ابن ماجہ' مقدمہ 11' مسند احمد 1' 84' 118' 119' 102' 321' 4' 281' 328' 272' 8' 347 وغیرہ)

ان مندرجہ بالا مقامات کے علاوہ دیگر سینکڑوں مقامات پر احادیث میں لفظ مولا اللہ کے علاوہ کے لیے ذکر ہوا ہے۔ مزید تسلی کے لیے اگر مقامات چاہییے تو ملاحظہ کیجیے۔ (المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی' جلد 7)

حاصل کلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس تمام بحث سے روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا ہے کہ لفظ مولی کے کئی معانی ہیں اور یہ اللہ کے علاوہ بھی آ سکتا ہے اس لیے ہم اوروں کی طرح علمائے دین کو بھی مولانا کہہ سکتے ہیں۔ ایسا کرنے میں کوئی قباحت نہیں بلکہ بہت صحیح ہے اور جو غلط کہتے ہیں' وہ خود غلط کم علم اور غیر صحیح جلد باز ہیں۔ ایسے میں جب کہ ہم علمائے دین کو مولانا کہیں گے۔ اس مرکب لفظ (مولانا) کا معنی ثابت شدہ معانی کے مندرجہ ذیل ہو گا۔

1- ہمارا مولا (احسان کرنے والا یعنی آیات و احادیث سے واقف' اصلاح کرنے والا)

2- ہمارا مولا (مددگار یعنی صحیح اور سیدھی راہ کی طرف اپنے علم کے ذریعے مدد کرنے والا

3- ہمارا مولا دوست' رفیق' ساتھی' حمایتی' مولی فی دین

4- ہمارا مولا (محب اس انداز سے محبت کرنے والا کہ گمراہی سے بچاکر ہمارا فائدہ کیا)

5- ہمارا مولا' ہمارے قائد کی حیثیت سے' رسول اللہ کے خلیفہ کی حیثیت سے علوم اسلامیہ میں مہارت کی وجہ سے معزز محترم

6- ہمارا مولا (حلیف جس طرح اپنے لیے بہتری چاہے ہمارے لیے)

صحیفہ "اہل حدیث" 16 ربیع الاول 1406ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اہم وضاحت

تحقیق! حافظ ابو محمد عبدالستار الحماد

لایقل العبد لسیدہ مولای فان مولاکم اللّٰہ عزوجل (رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ) غلام اپنے آقا کے لیے لفظ مولی استعمال نہ کرے کیونکہ تمہارا مولیٰ تو اللہ تعالیٰ ہے۔

☆ ہفت روزہ اہل حدیث مجریہ 11 اکتوبر 85ء میں ہمارے ایک فاضل مضمون نگار نے لکھا تھا کہ عزت و احترام کے پیش نظر علماء کرام کو "مولانا" کہا جا سکتا ہے اور یہ شرک نہیں جیسا کہ بعض حلقوں کی طرف سے تاثر دیا جاتا ہے اس پر ہمارے ایک معزز قاری نے درج بالا حدیث کا حوالہ دے کر وضاحت طلب فرمائی تھی۔ درج ذیل مضمون اسی سلسلہ میں ہے۔ (ادارہ)

مذکورہ بالا الفاظ ایک طویل حدیث کا حصہ ہیں بلکہ اصل حدیث میں " اضافہ" کی حیثیت رکھتے ہیں حدیث کا متن درج ذیل ہے "لا یقولن احدکم عبدی فکلکم عبیداللّٰہ ولکن لیقل فتای ولا یقل العبد ربی ولکن لیقل سیدی" یہ حدیث بروایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کئی ایک طرق سے مروی ہے جن کی تفصیل یہ ہے۔

1- جریر بن عبدالحمید عن الاعمش، صحیح مسلم کتاب الالفاظ من الادب باب حکم اطلاق العبد والامۃ والمولی والسید

2- عبداللہ بن نمیر عن الاعمش مسند امام احمد بن حنبل ص 496 ج 2

3- یعلی بن عبید الطنافسی عن الاعمش مسند امام احمد بن حنبل ص 496 ج 2

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4- ابو معاویۃ محمد بن حازم عن الاعمش مسلم کتاب الالفاظ من الادب باب حکم اطلاق العبد الخ

5- ابو سعید عبداللہ بن سعید الاشج عن وکیع عن الاعمش کتاب الالفاظ من الادب باب حکم اطلاق العبد الخ

یہ پانچوں حضرات ثقہ اور بخاری و مسلم کے رجال سے ہیں موخر الذکر دو حضرات یعنی ابو معاویہ اور ابو سعید الاشج نے اس روایت میں مذکورہ بالا "اضافہ" نقل کیا ہے جبکہ باقی اول الذکر تین راوی یعنی جریر' ابن نمیر اور یعلی اس اضافہ کے بغیر روایت نقل کرتے ہیں۔ روایت میں مذکورہ "اضافہ" کو تسلیم کرنے یا نہ کرنے کے متعلق ہمارے سامنے دو راستے ہیں۔

1- محدثین کے اصول کے مطابق کہ زیادتی ثقہ قبول ہوتی ہے اس "اضافہ" کو تسلیم کیا جائے۔

2- بیشتر ثقہ راویوں کی مخالفت کی بناء پر اس "اضافہ" کو شاذ قرار دے کر صرف اصل حدیث کو تسلیم کیا جائے۔

ہمارے نزدیک مذکورہ "اضافہ" کے لیے موخر الذکر صورت زیادہ راجح ہے چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں "بین مسلم الاختلاف فی ذالک عن الاعمش و ان منهم من ذکر هذه الزیادة و منهم من حذفها وقال عیاض حذفها اصح وقال القرطبی المشهور حزفها" (فتح الباری ص 180 ج 5)

امام مسلم نے حضرت اعمش سے منقول اس روایت کے متعلق اختلاف نقل فرمایا ہے چند راوی اس "اضافہ" کو نقل کرتے ہیں جبکہ بعض دوسرے صرف اصل حدیث ذکر کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں' قاضی صاحب کہتے ہیں کہ اس "اضافہ" کو محذوف تسلیم کرنا زیادہ صحیح ہے اور علامہ قرطبی کا بھی یہی موقف ہے۔ ہم نے اس "اضافہ" کو شاذ قرار دیا ہے اس کی بنیاد درج ذیل دلائل ہیں۔

پہلی دلیل:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو سعید الاشج جب اعمش سے بواسطہ وکیع روایت کرتے ہیں تو مذکورہ "اضافہ" نقل فرماتے ہیں جبکہ حضرت وکیع کے دوسرے شاگرد اسے ذکر نہیں کرتے دوسرے شاگردوں کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

"لا یقل احدکم لعبدہ عبدی ولکن لیقل فتای ولا یقل العبد لسیدہ ربی ولکن لیقل سیدی" (مسند امام احمد ص 444 ج 2)

یعنی حضرت وکیع کے تمام شاگرد اس "اضافہ" کے بغیر روایت نقل کرتے ہیں صرف ابو سعید الاشج سے بواسطہ وکیع یہ "اضافہ" منقول ہے جس سے "بلا اضافہ" روات کے محفوظ ہونے کا پہلو واضح ہو جاتا ہے۔

دوسری دلیل:

اضافہ والی روایت کی سند یہ ہے "ابو سعید الاشج عن وکیع عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابو صالح کے علاوہ جب دوسرے شاگرد اس روایت کو نقل کرتے ہیں تو اس "اضافہ" کا ذکر نہیں کرتے جیسا کہ حسب ذیل تفصیل سے ظاہر ہے۔

(الف) عن العلاء عن ابیہ ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال لایقل احدکم عبدی وامتی کلکم عبیداللّٰہ وکل نسائکم اماء اللّٰہ ولیقل غلامی و جاریتی وفتای وفتاتی' (مسند امام احمد ص 464 ج 6) مسلم کتاب الالفاظ من الادب باب حکم اطلاق العبد والامۃ والمولی والسید' الادب المفرد ص 62 حدیث رقم 209-

(ب) ھشام عن محمد بن سیرین عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال لایقولن احدکم عبدی وامتی ولایقولن المملوک ربی و ربتی فلیقل فتای وفتاتی وسیدی کلکم مملوکون والرب اللّٰہ عزوجل مسند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام احمد' ج 2' ص 491- الادب المفرد' ص 63- حدیث رقم' 210-
ابو داؤد رقم' 4975

(ج) ایوب عن محمد بن سیرین عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ الخ مسند امام احمد' ج 2' ص 423-

ان ہر سہ طرق میں مذکورہ بالا "اضافہ" منقول نہیں ہوا۔ حضرت جریر' ابن نمیر اور یعلی کے ساتھ ان کو ملانے سے اس بات کو تقویت ملتی ہے کہ "اضافہ" غیر محفوظ ہے۔

تیسری دلیل:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف غیر اللہ کے لیے لفظ "مولی" استعمال فرمایا ہے بلکہ اس کے استعمال کی تلقین فرمائی ہے چنانچہ ہمام بن منبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کرتے ہیں۔

"لا یقل احدکم اطعم ربک' وضئی ربک ولیقل سیدی و مولای الحدیث (مسند امام احمد ص 316 ج 2) صحیح بخاری کتاب العتق باب کراھیتہ التطاول علی الرقیق' صحیح مسلم کتاب الالفاظ من الاداب باب حکم اطلاق العبد والامتہ الخ۔

اس حدیث کی رو سے آقا کو "مولی" کہنے کا جواز ملتا ہے جبکہ اضافہ والی روایت میں اس کی صریح ممانعت ہے۔ اس صورت میں ایک روایت کو مرجوح قرار دیئے بغیر تطبیق کی کوئی صورت سامنے نہیں آتی محدثین نے "اضافہ" کو حذف کر کے اصل روایت کو راجح تسلیم کیا ہے چنانچہ حافظ ابن حجر علامہ قرطبی کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

"المشھور حذفھا وانما صرنا الی الترجیح للتعارض مع تعزر الجمع وعدم العلم بالتاریخ" فتح الباری' ص 180 ج 5

یعنی ہم نے اضافہ کو محذوف کر کے ترجیح کی ایک صورت نکالی ہے کیونکہ دونوں روایات بایں طور پر متعارض ہیں کہ جمع و تطبیق ناممکن ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ کا بھی علم نہیں ہو سکا تاکہ ایک کو ناسخ سمجھ کر دوسری کو منسوخ قرار دیا جائے۔

اسی طرح علامہ نووی قاضی عیاض کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔ "فقد اختلف الرواۃ عن الاعمش فی ذکر ھذہ اللفظۃ (مولای) فلم یذکرھا عنہ آخرون و حذفھا اصح" شرح نووی طبع ہند ص 238 ج 2

راویان حدیث نے حضرت اعمش سے اس لفظ یعنی مولای کو نقل کرنے میں اختلاف کیا ہے بعض ذکر کرتے ہیں جبکہ کچھ دوسرے اسے نقل نہیں کرتے ہمارے نزدیک اس کا محذوف زیادہ صحیح ہے۔

چوتھی دلیل:

مذکورہ احادیث کی رو سے آقا کو "سید" کہا جا سکتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ لفظ "السید" اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال کیا تھا چنانچہ حدیث میں ہے۔

"السید ھو اللہ" ابو داؤد کتاب الادب باب کراھیتہ التمادح، الادب المفروض 63 حدیث رقم 211 جب آقا کے لیے لفظ "سید" استعمال ہو سکتا ہے جو صرف اعلیٰ اور محترم شخصیت کے لیے ہوتا ہے تو لفظ "مولی" کا اطلاق تو بالاولی جائز ہونا چاہیے جو اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں کے لیے مستعمل ہے علامہ نووی نے پندرہ معانی کے لیے اس کا استعمال بتایا ہے جن میں آقا، مالک، ناصر، دوست اور آزاد کردہ غلام وغیرہ بھی شامل ہیں چنانچہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔

"فان المولی یطلق علی اوجہ متعددۃ منھا الاسفل والاعلی والسید لایطلق الا علی الاعلی فکان اطلاق المولی اسھل و اقرب الی عدم الکراھتہ (فتح الباری ص 180 ج 5)

یعنی لفظ مولی ادنیٰ اور اعلیٰ دونوں معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے جبکہ لفظ "السید" صرف اعلیٰ اور محترم ذات کے لیے مخصوص ہے، جب غیر اللہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے لفظ "سید" کے استعمال کا جواز ملتا ہے تو "مولی" کے استعمال پر کراہت کی کوئی معقول وجہ نہیں۔

مذکورہ بالا تصریحات کی روشنی میں ان دو ثقہ راویوں کا یہ "اضافہ شاذ اور غیر محفوظ معلوم ہوتا ہے مختصر یہ ہے کہ لفظ "مولی" غیر اللہ کے لیے استعمال ہو سکتا ہے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا استعمال فرمایا ہے اور اس کے استعمال کی تلقین فرمائی ہے اور جس روایت میں اس کی ممانعت ہے وہ صحیح مسلم میں ہونے کے باوجود شاذ اور مرجوح ہے۔ ہماری ان گزارشات کا بیشتر حصہ محدث العصر فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی حفظہ اللہ کی تالیفات سے مستفاد ہے جو علم کا بیش بہا خزینہ ہیں۔

جزاہ اللہ خیر الجزاء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہ حنفی اور وسیع المشربی

گذشتہ کئی مہینوں سے ملک میں مختلف مسالک کی طرف سے اپنی فقہ کے نفاذ کا مطالبہ زور پکڑتا جا رہا ہے حالانکہ تقریباً" تمام ہی مسالک کے دانشور اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ فقہوں کے اختلاف کی بجائے محض کتاب و سنت کا نفاذ ہونا چاہیے کہ فقہیں تو الگ الگ آئمہ کے اجتہاد کا نتیجہ ہیں جو کہ صواب ہونے کے باوجود مختلف اور کسی بھی ایک فقہ کو سب پر مسلط نہیں کرنا چاہیے کہ خود ان فقہوں کے آئمہ نے بھی ایسا ہی قرار دیا ہے مثلاً" امام مالکؒ سے جب حاکم وقت ہارون الرشید نے موطا کو بطور ماخذ قانون رواج دینے کی بات کی تو امام مالکؒ نے انکار فرمادیا کہ ایسا نہیں کیا جاسکتا کہ یہ صرف میری آراء و اجتہاد پر مشتمل ہے۔ ایسے ہی دیگر آئمہ نے اپنی فقاہت کے باوجود دیگر آئمہ کی فقاہت کو بھی صحیح قرار دیا ہے۔ چند روز ہوئے ملک کے موقر روزنامہ "جسارت" میں جناب سیف اللہ ربانی کا ایک مضمون "فقہ حنفی" قسط وار شائع ہوا۔ اس میں موصوف نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ صرف فقہ حنفی ہی صحیح ہے اور اسے ہی بطور قانون نافذ ہونا چاہیے۔ اس سلسلے میں انہوں نے چند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقائق نقل کیے ہیں اور کچھ مبالغہ سے کام لیا ہے۔ اگرچہ مضمون سطحی مطالعہ کا مظہر ہے۔ (موصوف اکثر ایک بنیاد بناکر خود ہی گرا دیتے ہیں) لیکن موصوف کا جذبہ قابل ستائش ہے۔ ہمارے اکثر احباب غیر حنفی ہونے کی وجہ سے اس مضمون پر ناراضگی کا اظہار کر رہے ہیں حالانکہ جسارت ایک صحافتی ادارہ ہے۔ جس میں تہذیب کے دائرے میں رہ کر کوئی بھی اپنے نظریئے اور مسلک کے بارے میں لکھ سکتا ہے باقی رہ گئی جناب سیف اللہ ربانی صاحب کے مضمون کی بات تو جیسا ہم لکھ چکے ہیں یہ موصوف کا حق اور نظریئے سے جذباتی لگاؤ کے سبب ہے جو کہ قابل ستائش ہے کہ جس نظریئے کو اچھا سمجھا اسے دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن ہم گزارش کریں گے کہ ایسے مضمون پر لکھنے والے اپنے اپنے مطالعہ کو وسعت دیں اور کوئی بھی بات اس وقت تک قطعی طور پر اختیار نہ کریں جب تک کہ اس کے موافق اور مخالف افکار و نظریات میں موازنہ نہ کرلیں نیز ایک غیر جانبدار فرد رہ کر تحقیق کریں۔ سیف اللہ بنارسی شائد سمجھ نہیں سکے کہ فقہ کیا ہے؟۔ فقہ کا اہل اسلام سے کیا تعلق ہے؟۔ اور کیا اہل فقہ کا دائرہ اسی طرح محدود ہے؟۔

فقہ کیا ہے؟

ہم اپنے اس مضمون میں انہی باتوں پر بحث کریں گے لیکن باحوالہ اور حنفی زعماء و مفکرین و سلف صالحین کی کتب سے "تاج العروس' شرح قاموس' لسان العرب' المنجد وغیرہ کتب لغت کے مطابق لغت میں فقہ' سمجھ' سوجھ بوجھ' عقل و ادراک اور فہم و فراست کو کہا جاتا ہے۔ جب کہ اصطلاح میں اسے علوم شرعیہ سے متعلق کہا گیا ہے کہ فروعی مسائل و احکام میں "اجتہادانہ تدبر" سے استنباط و استخراج فقہ کہلاتا ہے' گویا درجہ اجتہاد پر فائز ائمہ و بزرگان کی فروع شرعیہ میں سعی و جہد اجتہاد اور اس کا نتیجہ فقہ ہے۔

یہ کون نہیں جانتا کہ سلف صالحین میں سے درجہ اجتہاد پر چند ایک نہیں بلکہ بے شمار و لاتعداد فائز تھے اور یہ دروازہ ابھی بند نہیں ہوا۔ گویا کئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک قسمیں پائی جاتی ہیں لیکن مشہور چند ایک ہیں اور ایسا مجتہدین کے اپنے اپنے مکتب و مشرب یعنی سکولز سے تعلق سے شہرے کی وجہ سے ہے نہ کہ اس میں قطعیت کی وجہ سے، یعنی جس مجتہد نے جس مجتہد استاد سے پڑھا اور جس کی فقاہت کو پسند کیا، اسی کے ساتھ اسی کے نام سے مشہور ہو گیا۔ جیسے ندوۃ العلماء کے پڑھے ہوئے ندوی، علی گڑھ کے پڑھے ہوئے علیگ وغیرہ۔ اسی طرح اس وقت اساتذہ میں سے سرخیل سے نسبت ہوتی تھی جیسا کہ خود ربانی صاحب نے دوسری قسط میں امام ابویوسف، امام محمد، امام زفرؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ خود مجتہد تھے لیکن استاد سے نسبت کی وجہ سے معروف ہیں۔ ایسے ہی کتب صحاح ستہ وغیرہ کے مولفین ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے! (تاریخ فقہ، ناشر دارالاشاعت، حجتہ اللہ البالغہ از شاہ ولی اللہ)

ایسے ہی یہ تمام فقہاء اپنے استاد سے نسبت کے باوجود اور اس کی فقہ کے اکثر اختیار کے باوجود دیگر آئمہ کی فقہوں کو بھی قبول کرتے رہے۔ (تفصیل دیکھیے دیوبندی عالم مولانا انیس احمد صدیقی کی مسلک اعتدال) اور خود ربانی صاحب نے بھی اقرار کیا ہے مندرجہ بالا آئمہ نے امام ابوحنیفہؒ سے اکثر اختلاف کیا ہے اور ایسا اس وجہ سے ہے کہ وہ وسیع المشرب تھے۔ ایسے ہی ماضی قریب کے حنفی علماء نے بھی ایک فقہ کے ہوتے ہوئے دوسری فقہوں کے قبول کرنے کے فتوے دیئے ہیں۔ دیکھیے! (کفایت المفتی اور فتاوی اشرفیہ وغیرہ)

ایسا اس لیے ہے کہ ہر مجتہد اپنے تمام تر کمال و ترقی رفعت و اعلیت اور علو مقام و مرتبہ کے باوجود انسان ہوتا ہے۔ اس کے اجتہاد میں صواب و خطاء کا احتمال رہتا ہے جیسا کہ معروف آئمہ کے اخلاص کے باوجود اختلاف سے واضح ہے۔ ملاحظہ فرمایئے! (اصول فقہ کی کتابیں)

اس لیے کسی بھی ایک فقہ پر زور اس لحاظ سے صحیح نہیں کہ وہ ہی (قطعی طور پر) اپنائی جائے بس! نیز اس کے علاوہ کوئی نظریہ یا فقہ قابل قبول نہیں۔

حالانکہ حنفی مفکرین و سلف صالحین نے وضاحت سے لکھا ہے کہ صرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ہی فقہ پر بس نہیں کرنا چاہیے بلکہ خوب سے خوب تر کی جستجو میں لگے رہنا چاہیے اور جب مل جائے تو اپنا لینا چاہیے۔ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں۔

لم نومن بفقیہ یاکان انہ اوحی اللہ الیہ الفقہ و فرض علینا طاعتہ وانہ معصوم فان اقتدینا بواحد منھم فذلک لعلھا بانہ عالم بکتاب اللہ و سنہ رسولہ○

کہ کوئی فقیہہ ہو ہم کسی پر ایمان نہیں لاتے کہ اللہ نے اس پر فقہ بذریعہ وحی نازل کی ہے اور اس کی اطاعت ہم پر واجب ہے۔ وہ (خطاء سے) معصوم ہے' اگر ہم اس کی پیروی کرتے ہیں تو اس وجہ سے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کا عالم ہے۔

یعنی شریعت شارعؑ کے اقوال و احوال و افعال کا ہی نام ہے بس' ملاحظہ فرمائیے! (اصول فقہ کی کتب) جب کہ آئمہ نے ایک مکتب و سکول کی طرف نسبت کے باوجود' اپنی وجہ نسبت استاد کی فقہ سے اختلاف کیا ہے۔ (تفصیلا" مقدمہ شرح و قایہ از مولانا عبدالحئی لکھنوی' تاسیس النظر از ابن عمرو دبوسی حنفی' طبقات سبکی از علامہ تاج الدین سبکی)

ایسے ہی صرف فقہ حنفی میں قبول کی وجہ سے کئی اقسام کے احناف ہیں جن کی تفصیل مولانا عبدالحئی لکھنویؒ نے الرفع و التکمیل فی الجرح والتعدیل میں بیان کی ہے۔

نیز ہمارا یہ حسن ظن ہے کہ فقہ حنفی کی کتب میں جو باتیں ایسی ہیں کہ جنہیں مخالفین فقہ حنفی کو بدنام کرنے کے لیے پیش کرتے ہیں۔ وہ امام صاحب کی نہیں ہیں کہ ان کی اسناد امام صاحب تک نہیں پہنچتی' بلکہ اسناد کا عمل دخل ہی کتب فقہ میں مفقود ہے تو کس طرح معلوم ہو گا کہ کون سی بات واقعتاً امام صاحب کی ہے اور کون سی نہیں؟۔ تفصیلا" دیکھیے تنقید الھدایہ' حمارۃ الرعایہ اجوبتہ فاضلتہ' نافع کبیر مقدمہ جامع صغیر از مولانا عبدالحئی لکھنوی دراسات اللبیب از ملا معین حنفی' ایقاف علی سبب الاختلاف از علامہ محمد حیات سندھی ولایت علی الحنفی' شرح فقہ رسالہ عمل بالحدیث از مولانا ملا علی قاری حجتہ اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البالغہ شاہ صاحب ابو طالب مکی کا قول قوت القلوب سے نقل کرتے ہیں کہ " ان الکتب و المجموعات محدثۃ" کہ یہ تمام کتب اور مجموعہ فتاوی سب نئی چیزیں ہیں یعنی حقیقتاً" ایسا نہیں ملتا" گویا اقوال آئمہ میں بھی شک پڑ گیا۔ اس لحاظ سے سبھی یا کسی ایک امام کی فقہ کو خاص نہیں کر لینا چاہیے۔ اس کے علاوہ کتب فقہ کی طباعتوں میں بھی الفاظ کا ردوبدل ہو سکتا ہے۔ اگر کسی میں شک نہیں تو وہ صرف کتاب اللہ ہے اور سنت رسول ﷺ ہے۔

ایسے ہی کتب فقہ میں امام صاحب کے جو اقوال مذکور ہیں وہ اس لحاظ سے بھی قابل غور ہیں کہ ان کتب میں صرف ابو حنیفہ کی کنیت کا ذکر ہے جب کہ تاریخ میں تقریباً" اکیس ابو حنیفہ کنیت کے افراد ہوئے ہیں جن میں سے ایک امام نعمان بن ثابت" اور باقی ان میں سے غلط نظریات کے حامل ہیں جب کہ کتب فقہ میں اسناد نہیں تو یہ کس طرح معلوم ہوا کہ یہ قول واقعتاً" امام نعمان بن ثابت کا ہے یا کسی اور ابو حنیفہ" کا۔ احادیث میں اسناد ہے پھر بھی موضوع روایات ہیں۔ جس کی سند ہی نہ ہو اس کا پتہ کس طرح چلے جن کتب کے رواج کے وقت کا بھی پتہ یقین سے ثابت نہیں شاہ صاحب نے حجتہ اللہ البالغہ میں صراحت کے ساتھ اس کو بیان کیا ہے۔

ہم صرف یہی کہنا چاہتے ہیں کہ کسی بھی فقہ کے قطعی اختیارات کا اعلان نہیں کرنا چاہیے اور دیگر کو غلط یا غیر صحیح نہیں قرار دینا چاہیے۔ بلکہ بحکم ربانی " اذا اختلفتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول" کہ ہر بات کو قرآن و حدیث سے جانچنا چاہیے جو موافق ہو قبول کر لینی چاہیے ورنہ نہیں ' جیسا کہ خود فقہاء نے صراحتہ فرمایا ہے۔

آئمہ و فقہاء کے اقوال

امام شعرانی ' میزان شعرانی ' مطبوعہ مصر ' صفحہ 26 میں لکھتے ہیں کہ بے شک تمام آئمہ مجتہدین اپنے تلامذہ کو ظاہراً" کتاب و سنت پر عمل کی ترغیب دلایا کرتے تھے اور فرماتے جب تم ہماری بات کو کتاب و سنت کے مخالف پاؤ تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری بات کو دیوار پر دے مارو۔ شاہ ولی اللہؒ حجتہ اللہ البالغہ مطبوعہ صدیقی بریلی' ص 158 میں فرماتے ہیں۔ تمام مجتہدین کاملا" صرف رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتے تھے۔ عقد الجید مطبوعہ صدیقی' لاہور ص 42 پر شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ بے شک تمام جماعت فقہاء نے اپنی اور غیر کی کاملا" پیروی (تقلید) سے منع کیا ہے۔

ایسا ہی علامہ سیوطی نے اپنی کتاب "الرد علی من اخلد الی الارض" میں لکھا ہے۔امام نعمان بن ثابت' ابو حنیفہؒ کے اپنے اقوال کے لیے دیکھیے کہ جن میں کتاب و سنت کی پیروی کا حکم ہے۔ عقد الجید مطبوعہ مجتبائی' ص 53- میزان شعرانی مطبوعہ مصر' ص 29- کلمات طیبات مطبوعہ مطلع الانوار' ص 30- میزان شعرانی' ص 49- عینی شرح ہدایہ مطبوعہ نولکشر' جلد 1' ص 253' رد المحتار شرح درالمختار مطبوعہ دہلی' ج 1' ص 51' وغیرہ بلکہ یہاں تک فرمایا کہ جو میری دلیلوں کو نہیں جانتا' اس کو لائق نہیں کہ میرے قول کو لے اور اس کے مطابق فتوی دے۔ (ملاحظہ فرمایئے عقد الجید ص 70' مقدمہ ہدایہ' جلد 1' صفحہ 53 وغیرہ' میزان شعرانی مطبوعہ جلد 1' ص 49 میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ

ایک آدمی کوفہ میں دانیال علیہ السلام کی کتاب لے کر آیا تو امام ابو حنیفہ اور ان کے علاوہ اور لوگ ان کے قتل پر آمادہ ہو گئے اور کہنے لگے کیا سوائے قرآن و حدیث کے کوئی اور کتاب بھی ہے؟۔ (یعنی کوئی اور بھی قابل اطاعت و اتباع ہے؟)

تحفة الاخیار فی بیان سنت سید الابرار مطبوعہ فاروقی' ص 4 پر ہے کہ امام ابو حنیفہؒ فرمایا کرتے کہ نہ میری' نہ مالک اور نہ ہی کسی اور کی تقلید کاملا" (اتباع) کرو بلکہ احکام کو وہاں سے لینا جہاں سے انہوں نے (کتاب و سنت) سے لیا ہے۔ ایسے ہی اقوال امام ابو یوسف' امام زفر' امام عافیہ بن یزید' امام حسن بن زیاد' امام عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ کے ہیں۔ عقد الجید' ص 56' بستان العارفین مصر' ص 8' اعلام الموقعین ناشرالمطابع' ج 1' ص 4 ان تمام اقوال کو ملاحظہ فرمائیں تو صاف پتہ چلتا ہے کہ ایک ہی فقہ کو سب کچھ جان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لینا کسی طرح بھی صحیح نہیں۔ بلکہ ہر فقہ کو قرآن و حدیث سے پرکھنا چاہیے اور پھر آج کل تو احادیث کی کتب بھی عام فہم زبان اردو میں ترجمہ ہو چکی ہیں۔ نیز اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ خود فقہ حنفی میں امام ابو حنیفہؒ سے لے کر مابعد الی الیوم تک کے کئی فقہاء کے فتاوے ہیں تو بھلا فقہ حنفی کہاں محدود رہی؟۔ یہ وسیع المشربی کا اظہار ہے۔ جیسا کہ تمام دانشور کہہ رہے ہیں اور زمانہ ماضی میں تھے۔ کشف الغمہ میں امام شعرانی فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) یقیناً" کوئی ایک مذہب بھی تمام احادیث شریعت پر حاوی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ یہاں تک صاحب المذہب (امام) صاحب نے کہہ دیا کہ جب بھی صحیح احادیث مل جائیں وہی میرا مذہب ہے۔ اس قول کی بناء پر کسی بھی مجتہد نے جتنی بھی احادیث سے استدلال کیا ہے۔ اس کے مذہب میں داخل ہو جائیں گی اور اس کا مذہب ٹھہریں گی اور امام شافعی سے بھی یہی ثابت ہے۔ اس صورت میں تمام مذاہب اس قول کی وجہ سے شافعیؒ کا مذہب ٹھہرے۔ ہر اس شخص کے نزدیک کہ جس میں تعصب نہیں۔

علامہ شامیؒ، ردالمختار شرح در مختار جلد 1، ص 166 پر لکھتے ہیں۔

(ترجمہ) زمانہ سابق میں لوگوں کا طریقہ یہی تھا کہ وہ ایک دفعہ ایک عالم سے فتویٰ پوچھتے، دوسری دفعہ دوسرے سے، ایک ہی مفتی کا تعین نہ کرتے تھے۔

آج کل کوئی ایک مذہب کو اپنے اوپر لازم سمجھے، حنفی یا شافعی تو بعض کے نزدیک لازم نہیں ہوگا۔ بعض نے کہا ہے کہ اس کو لازم کرنا نہ کرنے والے کے برابر ہے۔ یہی راجح ہے عقد الفرید میں ملا حسن شرنبلالی حنفی فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) سو تمام مذکور سے حاصل کلام یہ ہوا کہ التزام مذہب معین کا آدمی پر ضروری نہیں۔

"تحصیل التعرف" میں شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) اور نقل کیا شیخ عبدالوہاب نے علمائے مذاہب کی ایک بڑی جماعت سے، یہ کہ فتویٰ دیتے تھے اور عمل کرتے تھے مطابق مذہب کے بغیر قید ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہب کے' زمانہ اصحاب مذاہب سے شیخ کے زمانہ تک۔

شاہ ولی اللہؒ کا ارشاد

اس باب میں سب سے بہترین بحث امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے فرمائی ہے۔ آپ حجتہ اللہ البالغہ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی' ص 245 پر "چوتھی صدی ہجری سے پہلے اور بعد لوگوں کا حال "عنوان باندھ کر لکھتے ہیں' معلوم کرنا چاہیے کہ چوتھی صدی ہجری سے پہلے لوگ کسی خالص ایک مذہب معین' پر متفق نہ تھے۔ قوت القلوب میں ابو طالب مکی نے بیان کیا ہے کہ یہ کتابیں (فقہ کی) اور مجموعے (فتاوی) نئی چیزیں ہیں۔ قرن اول اور دوم میں پہلے لوگ اور لوگوں کے اقوال کے قائل نہ تھے۔ کسی مذہب معین کے موافق فتوی دینے کا طریقہ معین نہ تھا۔ خاص کسی شخص کا قول اختیار نہ کیا جایا کرتا تھا۔ ہر ایک قسم کے امر میں اسی کے قول کو نقل نہیں کیا کرتے تھے۔ اسی کے مذہب پر فقہ کی بنیاد قائم نہیں ہوتی تھی۔ تاہم چوتھی صدی کے لوگ مذہب معین کی تقلید پر متفق نہ تھے۔ کسی ایک مذہب کی فقہ کی پابندی نہ تھی کہ اس کا قول نقل کیا جائے۔ جیسے کہ تتبع سے ظاہر ہوتا ہے بلکہ اس زمانے میں دو قسم کے لوگ تھے۔

1- عالم 2- عامی

عوام کی حالت یہ تھی کہ اتفاقی مسائل میں جو مسلمانوں اور جمہور مجتہدین میں مختلف فیہ نہ تھے۔ وہ صرف صاحب شرع ﷺ کی ہی تقلید (کامل پیروی) کرتے تھے۔ وضو' غسل' نماز زکوۃ کا طریقہ وہ اپنے باپ دادوں یا اپنے شہر کے علماء سے سیکھ لیا کرتے تھے۔ اسی روش پر وہ چلتے تھے اور جو کوئی نیا واقعہ پیش آتا تو جو کوئی مفتی مل گیا۔ اسی سے مسئلہ دریافت کرلیا۔ کسی مذہب معین کی تخصیص نہ تھی اور خاص درجے کے لوگوں کی یہ حالت تھی کہ ان میں سے محدثین علم حدیث میں مصروف تھے۔ ان کے پاس احادیث نبویؐ اور آثار صحابہؓ میں ضروری حدیثیں موجود تھیں کہ مسئلہ میں اور کسی چیز کی حاجت نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ وہ حدیثیں یا صحیح قسم کی جمع تھیں جن پر فقہاء عمل کر چکے تھے۔ جو ان پر عمل نہ کرے وہ قابل عذر نہیں ہے اور نیز ان کے پاس ایک مجموعہ ان قولوں کا تھا جو جمہور صحابہؓ اور تابعین سے ایسے موید تھے کہ ان کی مخالفت نازیبا نہ تھی۔ اگر تعارض نقل یا وجہ ترجیح ظاہر نہ ہونے وغیرہ سے مسئلوں میں ان کا دل مطمئن نہیں ہوتا تھا تو گزشتہ فقہاء میں سے کسی کے قول کی طرف رجوع کرلیا کرتے تھے اور اگر فقہاء کے دو قول اس مسئلے میں ملتے تھے تو ان میں سے جو زیادہ قابل اعتماد ہوتا اس کو اختیار کرلیا کرتے تھے۔ خواہ وہ فقیہہ اہل مدینہ سے ہوتا یا اہل کوفہ سے _____!

اس کے بعد شاہ صاحب مذہب معین کے التزام کی وجوہ کو تفصیلا" ذکر کرتے ہیں کہ کس طرح محض تقریب شاہی کے لیے فقہاء کے گروپ بنتے چلے گئے اور کیسے لوگ ایک دوسرے کی فقاہت کی تردید کرنے لگے' فرماتے ہیں۔

"نہایت تاریک واقعات پیش آئے' ایسے ہی ان اختلافات نے جہالت' اختلاط اور شکوک و اوہام کو ہر جانب پھیلا دیا۔ اس لیے ان فرقوں کے بعد خالص تقلید شائع ہو گئی' حق و باطل اور مخاصمت و استنباط میں کچھ تمیز نہ رہی۔"

www.KitaboSunnat.com

شاہ صاحب نے کئی صفحات پر اس بحث کو لکھا ہے ہر ہر لفظ حکمت و حق پر ہے۔ (تفصیل حجتہ اللہ البالغہ میں ملاحظہ فرمایئے) شاہ صاحب اس بحث کے آخر میں لکھتے ہیں۔

میں کلیتہ" یہ بیان نہیں کرتا ہوں اس لیے کہ بندگان الہٰی میں ایسی جماعت ہمیشہ ہوا کرتی ہے جن کو کوئی رسوا کرنے والا مضرت نہیں پہنچا سکتا۔ وھم حجتہ اللّٰہ فی ارضہ اگرچہ ان کی تعداد کم ہی کیوں نہ ہو؟۔ اب جو زمانہ آتا گیا اس میں فتنہ اور تقلید زیادہ ہوتی گئی اور لوگوں کے دلوں میں دم بدم تدین دور ہوتا گیا حتیٰ کہ امور دین میں غور و خوض کرنا انہوں نے ترک کر دیا اور وہ مطمئن ہو گئے اور کہنے لگے۔

انا وجدنا آبائنا علی امۃ وانا علی آثارھم مقتدون ہم نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے باپ دادوں کو ایک جماعت پر متفق پایا ہے۔ ہم ان کے نشانوں کے پیرو ہیں۔ والی اللہ المشتکی وھو المستعان وبہ الثقہ وعلیہ التکلان O

ہم نے مختصراً اس مضمون میں اس بات کی وضاحت کردی ہے کہ کسی خاص فقہ کو ہی سب کچھ نہیں سمجھنا چاہیے اور نہ ہی اس کے کاملا" اور قطعیت سے اختیار کا کہنا چاہیے بلکہ آئمہ و فقہاء سلف صالحین کی طرح "وسیع المشربی" اختیار کرنی چاہیے خصوصا" اختلافات کے خاتمے کے لیے صرف اور صرف کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ تمام آئمہ و فقہاء لائق احترام و احتشام مگر ان سے بمقاضائے بشریت خطاء ممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعد از انبیاءؑ افضل ترین افراد صحابہ کرامؓ ہوئے۔ ان سے بھی بعض معاملات میں خطائیں ہوئیں کہ معصوم عن الخطاء صرف انبیاءؑ کی ذات ہے۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے "العلم والعلماء ازابن عبدالبر الرفع والتیکمل از مولانا عبدالحیٔ لکھنوی اور کتب سیر و اصول البر)

الحمدللہ! اصول میں سب اہل سنت مکاتب متفق ہیں بلکہ نفاذ سے تعلق رکھنے والے فروعات میں بھی اور ان تمام امور پر متفق علیہ احکام شریعت قرآن و حدیث سے مل جاتے ہیں یہ تو واقعات کی بات ہے تو اسلامی نظریاتی کونسل کس لیے ہے؟۔

ہفت روزہ "الاسلام" 14 فروری 1986ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت طیبہؐ کا پیغام امن و عافیت

یہ مقالہ پاکستان قومی سیرت کانفرنس' سیالکوٹ
منعقدہ 17 تا 20 فروری میں پڑھا گیا

فاق النبیین فی خلق وفی خلق
ولم یدانوہ فی علم ولا کرم
وکلھم من رسول اللہ ملتمس
غرفا" من البحر او رشفا" من الدیم
منزہ عن شریک فی محاسنہ
فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

(شرف بو میری)

اے کہ تیرے بیان میں نغمہ صلح و آشتی
اے کہ تیرے سکوت میں خندہ' بندہ پروری
تیرے قدم پر جبہ سا' روم و عجم کی نخوتیں
تیرے حضور سجدہ ریز چین و عرب کی خودسری
تیرے کرم نے ڈال دی طرح خلوص و بندگی
تیرے غضب نے بند کی رسم و رہ ستمگیری

(جوش ملیح آبادی)

سید المرسلین' امام النبیین ﷺ کی ذات بابرکات و اعلیٰ صفات' امن و عافیت اور شفقت و محبت کا مجمع' خلوص و الفت' حلم و سکینت کا مرقع ہے۔ آپؐ کی گفتار' آپؐ کا کردار' نرم دم گفتگو' گرم دم جستجو' رزم ھو یا بزم ھو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاک دل و پاک باز کا شاہکار اور ہر دم درگزری اور معافی کا اعلیٰ معیار ہے۔ آپؐ کی زیست پاک کا مقصد وحید آدمیت سے پیار اور انسانیت پر احسان ہے۔ آپؐ کی شریعت و طریقت محض صلاح و فلاح اور عظمت و اشرفیتِ آدم کی بقا ہے۔ آپؐ فتنہ و فساد کی بیخ کنی اور امن و سلامتی کی ترقی کے لیے مبعوث ہوئے تھے۔ آپؐ کی رسالت مکارم اخلاق کے اتمام اور رحیم و رحمان پروردگار کی نعمت عظمیٰ کے اتمام کے لیے ہے ____ غرضیکہ آپؐ مخلوق خدا کے لیے عافیت و حفاظت کا مرکب اور سراپا کرم و رحمت ہیں۔ بقول رب العلمین کہ احسن القائلین اور اصدق الصادقین ہیں۔

وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین○

کہ ذات محمد عالی ﷺ کو رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا گیا ہے۔

رحمت کا معنی ہوتا ہے شفقت' مہربانی' ہمدردی' غمگساری' خبرگیری' عفو اور درگزری نرمیاں وغیرہ جب کہ عالمین جمع ہے عالم کی' عالم علیت سے ہے یعنی کہ وہ چیز جس میں اپنے وجود کی نمود کی صلاحیت ہو' جو اپنے کو نمایاں کرنے کی طاقت رکھے جس میں اظہار خود کی قوت ہو وہ لفظ عالم سے موسوم ہوگی ____ یعنی نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی رحمت آدمی و انسان کی نوع کے علاوہ جنات' حیوانات' حشرات' نباتات' جمادات ____ ارض و سموات کی تمام موجودات و مخلوقات حتیٰ کہ عالم صوری و معنوی' عالم وجد و شوق و شباب وغیرہ سبھی کو محیط ہے۔

جب آپؐ کا سب سے پیار ہے' آپؐ ہر ایک کے ہمدرد اور غمگسار ہیں۔ اپنے فیوض سے مادیات و ذہنیات' خیالات و کیفیات' تصورات و تدبرات تک کو روشنی بتاتے ہیں۔ اپنے کرم و رحم سے غیروں کو اپنا بناتے ہیں تو کوئی آپؐ سے بڑھ کر طالب عافیت کیا ہوگا؟۔ اور کون آپؐ سے زیادہ متمنی امن' آپؐ کے سوا ہوگا؟۔ طبرانی میں جبیر بن مطعم سے روایت ہے' ابوجہل نے قریش کو مخاطب کرکے کہا محمد (ﷺ) یثرب چلا گیا ہے اور اپنے جاسوسوں کو تمہاری جستجو میں بھیج رہا ہے۔ دیکھو ہوشیار رہنا! وہ بھوکے شیر کی طرح تمہاری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ناک میں ہے' وہ خار کھائے ہوئے ہے کیوں کہ تم نے اسے نکال دیا ہے۔ واللہ! اس کے جادوگر بے مثال ہیں۔ میں اس کے اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ شیطان دیکھتا ہوں۔ ہمارے دشمن محمد (ﷺ) نے ہمارے دشمنوں اوس اور خزرج سے پناہ اور مدد لی ہے۔ وہ تمہارے اوپر قابو پاکر کچھ پاس اور لحاظ نہ کریں گے۔ جب یہ باتیں رسول رحمت ﷺ تک پہنچیں تو آپؐ نے فرمایا۔

"قسم اللہ کی! کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' میں انہیں پکڑ کر احسان کرکے چھوڑوں گا۔ میں تو رحمت ہوں' میرا بھیجنے والا رحمٰن و رحیم اللہ ہے۔ وہ مجھے دین کے غلبہ سے قبل نہ اٹھائے گا۔"

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا' آپؐ (ایذا رسانی پر) مشرکوں کے لیے بددعا کیوں نہیں فرماتے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا "میں لعنت کرنے والا نہیں بھیجا گیا' میں تو فقط رحمت ہی (بناکر) بھیجا گیا ہوں۔ ایک دوسری روایت میں ہے' میں تو صرف رحمت اور ہدایت بناکر بھیجا گیا ہوں۔

وادی طائف میں آپ پر ایذا رسانی کی انتہاء کردی گئی۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ فرمایا کرتے تھے۔ طائف سے بڑھ کر مجھے کبھی تکلیف نہیں پہنچی مگر آپؐ کی درگزری اور عفو کا یہ عالم ہے کہ آپؐ نے جبریل کے کہنے کے باوجود' ان کے لیے سزا کے لیے کچھ نہ کہا' فرمایا تو صرف یہ کہ

اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون ○

ابوداؤد میں حضرت سلمانؓ سے روایت ہے کہ رسول رحمت ﷺ نے خطبہ میں فرمایا۔ جس شخص کو میں نے اپنی امت میں سے برا کہا یا لعنت کی اپنے غصے کی حالت میں' تو سمجھ لو میں بھی تم جیسا ایک انسان ہوں۔ تمہاری طرح مجھے بھی غصہ آجاتا ہے۔ ہاں البتہ میں چونکہ رحمت ہوں تو میری دعا ہے کہ خدا میرے ان الفاظ کو بھی ان کے لیے موجب رحمت بنادے۔

حضورؐ کی نرمی' رحم دلی' درگزری' رقت' مہربانی اور سراپا رحمت العالمینی کے کیا کہنے کہ جس کو جائز طور پر بھی برا کہا' یا لعنت کی تو دعا کرکے یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لعنت بھی اس کے حق میں رحمت میں تبدیل کرادی۔

درخشاں عالم امکاں میں ہے خلق عظیم اس کا
کرم کی روشنی سے پرضیاء کون و مکاں دیکھا
مخالف سے دم گفتار منہ سے پھول جھڑتے تھے
ادیب ایسا نظر آیا نہ ایسا خوش بیاں دیکھا
سلوک بد سے پیش آئیں کسی سے' یہ ہے ناممکن
انہی کی مدح میں دشمن کو بھی رطب اللسان دیکھا
بنا اسلام کی قائم ہوئی خلق و مروت سے
اسی میزان پر اسلام کا پلہ' گراں دیکھا
ہے درس علم و تہذیب و ادب سیرت محمدؐ کا
رواداری کی ہر منزل میں ان کو ضوء فشاں دیکھا

(سہیل بنارسی)

ترمذی اور ابن حبان میں ہے کہ کم سنی میں جب آپؐ خواجہ ابو طالب کے ساتھ تجارتی دورے پر شام گئے تو ایک عیسائی راہب نے آپؐ کے چہرہ اقدس کو دیکھتے ہی کہا تھا۔

ھذا سید العالمین○ ھذا رسول رب العلمین○
بعثہ اللہ رحمۃ للعالمین○

"یہ سردار جہاں ہے۔ یہ رسول رب ارض و سماء ہے اور یہ سراپا رحمت ہے یعنی آپؐ کی برکتوں اور رحمت بھری ذات دنیا کے لیے وجہ امن و عافیت ہے۔" اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم○ (و/9 ع 18)

کہ آپؐ کے ہوتے ہوئے عذاب نہ آئے گا۔ جب آپؐ رفیق اعلیٰ سے جا ملے تو آپؐ کی رسالت و نبوت' آپؐ کی نبوت اور تعلیمات ہی دراصل وجہ رحمت و سکینت ہیں۔ آپؐ کی سیرت کی اتباع ہی امن و عافیت مہیا کرتی ہے کہ آپؐ کی تمام زندگی امن و عافیت کے فروغ کے لیے تھی۔ آپؐ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ہر ہر قدم پر امن و سکینت کے لیے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا جو کہ آپؐ کی فطرت وطینت میں تھا۔ آپؐ اخلاق کے بہت بلند درجے پر فائز تھے۔ اللہ تعالیٰ گواہی دے رہے ہیں کہ انک لعلی خلق عظیمO (قلم 4' جوامع السیرۃ لابن حزم میں ہے) آپؐ اخلاق کے اعتبار سے خوش خلق' خندہ جبیں اور مہربان طبع تھے۔ سخت مزاج اور تنگ دل نہ تھے۔ آپؐ سب سے زیادہ حلیم و بردبار نہایت شجاع اور بہادر' عدل و انصاف کے پیکر' انتہائی پارسا اور پاکدامن تھے۔ جود و سخا آپؐ کی فطرت تھی۔ آپؐ کے کبار صحابہ میں سے ایک ایسا صحابی یہود کے ہاتھوں شہید ہو گیا۔ جس کا مثل مفقود تھا اور ایسا بہادر تھا جس سے بڑے بڑے لشکر خوف زدہ ہو جاتے۔ وہ آپؐ کے دشمنوں (یہود) کے درمیان مقتول پایا گیا۔ آپؐ نے انتقاماً" کسی پر ظلم و زیادتی نہیں کی بلکہ اپنی طرف سے سخت ضرورت مند ہونے کے باوجود سو اونٹ فدیہ میں دیئے۔

آپؐ کو زہر بھی دیا گیا۔ آپؐ پر جادو بھی کیا گیا لیکن آپؐ نے کوئی بدلہ نہیں لیا بلکہ آپؐ تو اپنے اوپر گندگی ڈالنے والی بڑھیا کی بیماری میں خبر گیری کرنے بھی چلے گئے تھے کہ پتہ کروں کہ آج اس نے جسم اطہر پر غلاظت کیوں نہیں پھینکی؟۔

رسول رحمت ﷺ نے فتنہ و فساد کی جڑ انانیت کی سختی سے تردید کی۔ غصہ کو شیطان کی طرف سے قرار دیا کہ یہ عقل کا دشمن ہے اور فرمایا جب غصہ آئے تو اس کے فرو کرنے کے لیے بیٹھ جایا کرو' بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ' لیٹے ہو تو اٹھ کر چلے جاؤ۔ ایک جگہ فرمایا لیس الشدید عن القوۃ ولکن الشدید من غلب النفس عند الغضب کہ بہادر قوت والا نہیں بلکہ وہ ہے جو غصے پر قابو پا جائے۔

قرآن کریم جو آپؐ کی سیرت کا شاہد ہے بلکہ حضرت عائشہؓ کے بقول کان خلقه القرآن آپؐ کی سیرت ہے کہ آپؐ مجسم قرآن ہیں' میں ارشاد ہے۔ الذین ینفقون فی السراء والضراء والکظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنینO (آل عمران' 14) کہ بہترین فرد وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جو غصے کو روکے اور درگزری کرے۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ بھی (ایسے ہی) محسن افراد کو پسند فرماتے ہیں۔

صحیح بخاری جلد 1' ص 11 پر ہے' آپؐ نے فرمایا۔

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده ○

"کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے سلامتی پھیلے اور دوسرے تکلیف نہ اٹھائیں۔"

رسول رحمت ﷺ کی زندگی پائیدار امن اور مستحکم عافیت کی ضمانت ہے۔ آپؐ نے امن و عافیت کے لیے یہود سے بھی معاہدہ کیا اور عیسائیوں سے بھی حتیٰ کہ مشرکین مکہ سے بھی کہ جنہوں نے آپؐ پر زندگی تلخ کر دی تھی۔ طاقت و قوت کے باوجود انہی کی شرائط کے مطابق حدیبیہ میں معاہدہ کیا۔ سیرۃ لابن ھشام جلد 1' ص 178 کے مطابق یہود سے معاہدہ میں لکھا۔

☆ ان بینھم النصح والنصیحة والبر دون الاثم

☆ وان النصر للمظلوم کہ فریقین ایک دوسرے کی بہتری' فلاح اور نیکی میں معاون ہوں گے اور مظلوم کی مدد کریں گے۔

اپنے مفتوح عیسائیوں کے بارے میں فاتح کی زبان استعمال نہیں کی بلکہ امن و عافیت کے تقاضوں کے مطابق ایک مصلح کی طرح فرمایا لنجران جوار اللہ و ذمة محمد النبی علی انفسھم و ملتھم و ارضھم واموالھم و غائبھم و شاھدھم و عشیرتھم و تبعھم کہ اھل نجران اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ میں ہیں۔ ان کی جانوں' قوم قبیلے' مال و زمین' حاضر و غائب' دوست احباب

وان لا یغیر و لما کانوا علیه اور موجودہ حالات کی حفاظت ہو گی۔

ولا یغیر حق من حقوقھم ان کے کسی حق کا بدلہ نہ جائے گا۔

ولا یغیر کلما تحت ایدیھم من قلیل او کثیر اور موجودہ جو کچھ تھوڑا بہت ہے' بحال رہے گا۔

(فتوح البلدان للبلاذری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے دین حق کو قبول کروانے اور اپنانے کے لیے زبردستی نہیں کی، اپنی تعلیمات حسنہ کہ صلاح و فلاح کی ضامن اور نجات کا ذریعہ ہیں" کے لیے قتل و غارت گری کی راہ نہیں اپنائی بلکہ باحسن فرمایا لا اکرہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی کہ دین کے فروغ کے لیے جبر و اکراہ کی اجازت نہیں، یہ معاملہ رشد و ہدایت باحسن طریقہ سے ہو گا۔

دشمن دین عدو ذات کے بارے میں حکم ہوا۔

ادفع بالتی ھی احسن فاذالذی بینک و بینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم ○ کہ دشمن کی دشمنی کے علی الرغم نرم گفتاری اور حسن کرداری کو اپناؤ، اس طرح دشمن دشمنی چھوڑ کر دلی دوست بن جاتا ہے۔

معاملات انصاف و حیات میں عداوت و نفرت کے تاثرات سے یکدم علیحدگی کا فرمان جاری ہوا کہ ولا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون ○ کہ کسی قوم کی دشمنی کی وجہ سے محض تعصب کی بناء پر زیادتی نہ کرنا۔

اور فرمایا کہ ولا یجرمنکم شنان قوم ان صدوکم عن المسجد الحرام ان تعتدوا و تعاونو علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا اللہ ○ اگر انہوں نے تمہیں بیت الحرام کے تقرب سے روکا ہو تو اس وجہ سے ان پر زیادتی نہ کرنا۔

غور فرمایئے! ایک مسلم کی دلی آرزو بیت اللہ الحرام کی قربت میں زندگی گزارنے سے بڑھ کر کیا ہو گی مگر اس حرمان نصیبی میں مبتلا کرنے والوں پر بھی باب عدل و کرم ہی وا ہے۔

ظلم و زیادتی کے سدباب کے لیے اور امن و امان کے استحکام کے لیے انسانی جان کی قدر و قیمت ان الفاظ میں واضح کی۔

من قتل نفساً بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعاً و من احیاھا فکانما احیا الناس جمیعاً کہ جس نے بغیر قصاص کسی ایک شخص کو قتل کیا گویا اس نے انسانیت کا خون کر دیا اور جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ایک زندگی بچائی گویا تمام انسانی زندگیوں کو زندگی عطا کی۔

رحمتہ اللعالمین ﷺ نے خونخوار لڑائیوں کو بند کیا' حکمرانی کی آرزو' توسیع ملک کی تمنا' غلبہ قوت کے اظہار اور جوش انتقام کے وفور کے اصول پر لڑائی کو قطعاً" ممنوع ٹھہرایا۔

انہوں نے جنگ کو صرف مظلوم کی امداد کا آخری ذریعہ' عاجزوں' درماندوں' عورتوں' بچوں کو ظالموں کے ہاتھ سے چھڑانے کا وسیلہ اور مذاہب مختلفہ و ادیان متعددہ میں عدل و توازن قائم کرنے کا آخری حیلہ بتایا۔

دنیا کا رحمدل سے رحمدل انسان بھی ان اصولوں کے لیے لڑائی کی ضرورت سے انکار نہیں کر سکتا اور معمولی سمجھ کا شخص بھی ایسی لڑائی کو سراپا رحمت کہنے میں ذرا تامل نہیں کر سکتا۔ چنانچہ فرمان جاری ہوا۔

وما لكم فى سبيل الله والمستضعفين من الرجال والنساء والولدان الذين يقولون ربنا اخرجنا من هذه القرية الظالم اهلها ○ (4 : 75) کہ ظالموں کے چنگل سے بے کسوں کو چھڑانے کے لیے علم جہاد بلند کرو۔

اسی طرح امن و سکون اور صلاح و فلاح کے لیے جدوجہد کی حتمی شکل اختیار کرنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی فرمایا۔ لا ينهكم الله عن الذين لم يقاتلوكم ولم يخرجوكم من دياركم ان تبروهم و تقسطوا اليهم ان الله يحب المقسطين ○ کہ جو لوگ فسادی نہیں (خواہ وہ غیر مسلم ہیں) ان کے ساتھ نیک سلوک کرو' عدل و انصاف سے پیش آؤ' اللہ عدل کرنے والوں کو (ہی) پسند کرتا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا۔ كونوا قوامين بالقسط عدل و انصاف کرنے والے بنو' ظلم و زیادتی کرنے والے نہیں۔

سورہ الحدید میں فرمایا۔ لقد ارسلنا رسلنا بالبينات وانزلنا معهم الكتاب والميزان ليقوم الناس بالقسط ○ (الحدید 25) کہ رسولوں کی آمد' ان پر کتب سماوی کا نزول' لوگوں پر ظلم و زیادتی کے لیے نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ عدل و انصاف کے لیے ہے تاکہ کوئی کسی کا استحصال نہ کرے۔

یہ تو تمام انبیاء و رسل کے متعلق ہے۔ رسول رحمت ﷺ تو تمام انبیاء و رسل کے سردار، ان کی شریعتوں کے مصدق اور پورا کرنے والے ہیں۔ آپ کی رسالت تو بالاولی امن و عافیت اور عدل و سکینت قائم کرنے والی ہے۔

آپ کی سیرت مبارکہ ہی دراصل دین ھدی اسلام مبین ہے۔ اسلام (یعنی سیرت مقدسہ) اللہ کا واحد مقبول دین ہے۔

"ان الدین عنداللہ الاسلام"

(اور یہی امن و سلامتی کا مظہر ہے)

اسلام کے ایک معنی ہی الدخول فی السلم ہیں۔ (مفردات راغب) یعنی امن و سلامتی اور صلح و آشتی میں داخل ہونا۔

ماہنامہ "ترجمان الحدیث"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصریحات

اس "سیرت طیبہ نمبر" کے اکثر مقالات کا موضوع ایک ہی ہے یعنی سیرت طیبہ کا پیغام امن و عافیت اس نمبر کی مناسبت سے ہم سمجھتے ہیں کہ " سیرت" پر مختصر مگر جامع تحریر آپ کے سامنے رکھیں۔

سیرت

(ع، ج: سیر) لفظ سیرت دراصل سار یسیر سیرا" و مسیرا" سے نکلا ہے اور اس کے معنی ہیں۔ (1) جانا، روانہ ہونا، چلنا (2) طریقہ و مذہب (3) سنت (4) ہیئت (5) حالت (6) کردار (7) کہانی (8) پرانے لوگوں کے قصے اور واقعات کا بیان (9) جس حالت پر انسان یا غیر انسان ہو خواہ وہ اس کی طبعی حالت ہو یا اکتسابی (10) خصوصیت سے آنحضرت ﷺ کے مغازی کا بیان اور بعد میں، (11) آنحضور ﷺ کے طریقے کا بیان جو غیر مسلموں کے ساتھ جنگ اور (صلح) میں آپؐ نے روا رکھا اور آخری صورت میں آپؐ کے تمام حالات کا بیان بمع سوانح عمری۔ (بیوگرافی) لیکن توسیعی صورت میں ابطال کے کارناموں کا بیان (سیرت عنتر) (رک باں) اور سیرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیف بن ذی یزن (رکب باں) اور اکابر کے حالات زندگی (اول الذکر چند معانی کے لیے دیکھئے لسان العرب، تاج العروس اور لین Lane وغیرہ)

یہ لفظ قرآن مجید میں بھی (بمعنی ہیئت و حالت) آیا ہے سنعیدھا سیرتھا الاولی (طٰہٰ 20) یعنی ہم اسے پہلی حالت پر لوٹا دیں گے، سیرت کے اصطلاحی مفہوم کے سلسلے میں (کشاف اصطلاحات الفنون، ص 663 کا بیان ہے۔

اصل میں سیر (بمعنی چلنا اور جانا) تھا، اس سے طریقہ کی طرف انتقال معنی ہوا۔ پھر شرع میں اس پر خاص معنی (طریقه المسلمین فی المعامله مع الکافرین و الباغیین وغیرہ امن المستامنین و المرتدین واهل الذمه بحواله البرجندی و جامع الرموز) غالب ہو گئے اور فتح القدیر کی رو سے کفار سے غزا کے طریقے سے مخصوص ہے اور الکفایہ کے مطابق اس کے مخصوص معنی آنحضرت ﷺ کا مغازی میں طریقہ و روش ہو گئے لیکن اس کے عام معنی طریقہ فی الامور اور سنت فی المعاملات بھی ہیں۔ مثلاً" کہا جاتا تھا سارا ابوبکر رضی اللّٰہ عنه بسیرة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت رسول اکرم ﷺ کے نقش پا پر چلے۔ مغازی کو سیراس لیے کہتے ہیں کہ اول امورها السیر الی الغزو کتاب السیر سے مراد سیر الامام و معاملة مع الغزاة والانصار والکفار یعنی کتاب السیر سے مراد ہے۔ غازیوں، مددگاروں اور کافروں سے مسلمان حاکم وقت کا سلوک اور معاملات و تعلقات، المغرب میں آیا ہے۔ انها غلبت فی الشرع علی امور المغازی وما یتعلق بها کالمناسک علی امور الحج (المغرب کے مطابق شریعت میں عام طور پر سیرت کا اطلاق غزوات اور ان سے متعلق امور پر ہوتا ہے۔ نیز مناسک حج پر فقہ کی اصطلاح میں اس کا مفہوم بین الاقوامی قانون ہے۔ امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ کی کتاب السیر الکبیر کا یہی موضوع ہے۔ (دیکھئے شبلی کی "سیرت النعمان" محمد حمیداللہ کی "اسلام کا بین الاقوامی قانون)

بہرحال سیرت کے اولین اصطلاحی معنی آنحضرت ﷺ کے مغازی اور سوانح حیات ہیں۔ یہ خیال صحیح نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے شمائل و اخلاق و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عادات سے متعلق اور احادیث ہی کو سیرت کہتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ مستند ہونے کے لحاظ سے حدیث کا درجہ بہت بلند ہے۔ سیرت کی روائتیں اس کے مقابلے میں کم تر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے جرح و تعدیل نے ارباب حدیث اور ارباب سیرت کو دو الگ (بلکہ بعض اوقات مخالف) گروہ قرار دیا ہے کیوں کہ اصحاب سیرۃ نے اتنی احتیاط روا نہیں رکھی جو ارباب حدیث نے ملحوظ رکھی تاہم یہ سمجھنا صحیح نہیں کہ سیرت کی کتابیں بالجملہ مستند نہیں۔ ان کی روایات کا خاصہ حصہ ایسا ہے جو جرح و تعدیل کے اصولوں کے مطابق درست ہے۔ سیرت کی الگ ضرورت یوں محسوس ہوئی کہ حدیث کی کتابوں میں آنحضور ﷺ کے اخلاق و عادات و دیگر سوانح بکھری ہوئی صورت میں ملتے ہیں۔ ان میں تاریخی ترتیب نہیں۔ سیرت میں ایک خاص ترتیب ملحوظ ہوتی ہے اس لیے یہ ایک الگ فن ہے۔ محدثین کی اصطلاح میں آنحضرت ﷺ کے خاص غزوات کو مغازی کے علاوہ سیرت کہتے تھے۔ مثلاً" ابن اسحاق کی کتاب کو مغازی بھی کہا جاتا ہے اور سیرت بھی۔ کتب مغازی کا موضوع بھی درحقیقت اکثر سیرت ہوتا تھا۔ آگے چل کر فقہ میں سیرت کے لفظ سے غزوات اور جہاد کے احکام مراد لیے گئے۔ یہ خیال بھی غلط ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اقوال کا سرمایہ تیسری صدی تک زبانی ہی محفوظ رہا۔ حقیقت یہ ہے کہ بہت سی احادیث آغاز ہی سے تحریر میں لائی گئی تھیں مثلاً" حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص؄ یا حضرت ابو ہریرہ؄ اور حضرت انس؄ وغیرہ نے جو حدیثیں لکھ لی تھیں یا فرامین (ہدایات) معاہدات و احکام جو لکھ لیے تھے۔ نیز وہ خطوط جو آنحضرت ﷺ نے سلاطین و امراء کو لکھے۔ یہ سرمایہ بتدریج بڑھتا گیا اور خلافت بنو امیہ کے دور اول میں کتابیں لکھوائی گئیں اور بعد میں تو تصنیف و تالیف کا سلسلہ عام ہو گیا۔

لائیڈن بار اول کے مقالہ نگار G. Levi Dellavida کی یہ رائے قابل اعتناء نہیں کہ عربوں کے پرانے طریقہ مفاخرت کے تتبع میں آنحضرت ﷺ کے غزوات کا فخریہ بیان ہوا۔ اس کے برعکس سیرت نگاری کی حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید نے آپؐ کی زندگی کو قابل تقلید مثالی زندگی قرار دیا لقد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (الاحزاب 21) اور اسی وجہ سے امت نے آپؐ کی زندگی کے ہر گوشہ عمل کو محفوظ کرنے کا پورا اہتمام کیا۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی کا ہر واقعہ قابل تقلید و قابل فخر ہو گیا اور مغازی بھی اس ضمن میں آتے ہیں مگر مغربی مصنفین اس سے آنحضرت ﷺ کو صرف سپہ سالار کی حیثیت سے پیش کرنا چاہتے ہیں' یہ درست نہیں۔ یہ اس لیے بھی درست نہیں کہ مغازی پر سب سے آخر میں توجہ ہوئی بلکہ مغازی کا اہل فن بقول شبلی جتنی مقبول ہوتے تھے۔ خواص میں اسی قدر کم مستند سمجھے جاتے تھے مثلاً" الواقدی کہ اسے کذاب بھی کہا گیا ہے (سیرت النبی مقدمہ)

بہرحال بنوامیہ کے عہد میں اس فن نے ترقی کی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مغازی کی طرف خاص توجہ کی' ان کے حکم سے عاصم بن عمر بن قتادہ (م 121ھ) مسجد دمشق میں مغازی و مناقب کا درس دیا کرتے تھے۔ اسی زمانے میں ابن شہاب الزہریؒ (م 124) نے مغازی پر ایک مستقل کتاب لکھی۔ ان کے زیر اثر اس فن کا ذوق عام ہوا چنانچہ کئی لوگ ایسے تھے جنہیں صاحب المغازی کہا جاتا تھا۔ ابن اسحاق (متوفی 151ھ/768ء) بھی الزہریؒ کے شاگرد تھے اور موسی بن عقبہ الاسدی (141ھ/758ء) بھی ثانی الذکر نے فن مغازی میں نقد و جرح کا اصول برتا اور ابن اسحاق نے تو اتنی شہرت حاصل کی کہ انہیں امام فن مغازی کہا جانے لگا۔ اگرچہ امام بخاری وغیرہ نے ان سے اعتناء نہیں کیا۔ ابن اسحاق کی کتاب المغازی آج کم دستیاب ہے۔ صرف سیرۃ النبی' ابن ہشام (متوفی 218 /834ء) کی منقح اور اضافہ شدہ شکل میں موجود ہے۔ البتہ الطبری نے اپنی تاریخ اور تفسیر میں ابن اسحاق کی روایات کو بکثرت نقل کیا ہے۔ ابن ہشام کی سیرت بہت مشہور ہے۔ ابن ہشام نے سیرت سے متعلق اصطلاحات کی تشریح بھی کی ہے۔ ابن اسحاق کی کتاب سیرۃ رسول اللہ والمغازی کا مخطوطہ بروایت یونس بن بکیر (م 199/814ء) مکتبہ القرویین' فارس میں موجود ہے۔ (احمد امین ضحی الاسلام' 2' 33- براکلمان' تاریخ الادب العربی (تعریب) 3: 11 تا 12)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت ابن ہشام شاید پہلی کتاب ہے جسے مغازی کی بجائے سیرت کہا گیا ہے۔ وسٹنفلٹ کے مرتبہ مجموعہ مطبوعہ نسخے کے سرورق پر یہ الفاظ ملتے ہیں۔ ھذا کتاب سیرۃ رسول اللّٰہ الواقدی میں بھی یہ لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ (ابن سعد) طبقات 2/1 : 18 من روی السیرہ) الواقدی کے شاگرد ابن سعد نے بھی استعمال کیا ہے ھؤلاء اعلم بالسیرۃ والمغازی من غیرھم (طبقات : 2/3 : 152) علاوہ ازیں یہ لفظ اس عہد عام سوانح عمری کے معنوں میں بھی استعمال ہونے لگا تھا۔ چنانچہ عوانۃ الکلبی (م 417 یا 185ھ) یا منجاب بن الحارث التمیمی (م 231ھ) کی ایک کتاب سیرۃ معاویہ و بنی امیہ کا ذکر الفہرست (ص 91' س 18) میں آیا ہے۔ براکلمان میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں جیسے سیرۃ العمرین سیرۃ عمر بن عبدالعزیز' سیرت السلطان الملک الظاہر' بیبرس وغیرہ۔

الواقدی (م 207/823ء) کے شاگرد ابن سعد کی کتاب طبقات کی دو جلدیں آنحضرت ﷺ کی سیرت کے بارے میں ہیں۔ (پوری کتاب پروفیسر زخاؤ نے 12 جلدوں میں لائیڈن سے شائع کی)

شبلی نے مقدمہ سیرۃ النبی (طبع ششم' 1 : 28 ببعد) میں علمائے سیرت کی ایک طویل فہرست دی ہے۔ عربی میں چند اہم کتب سیرۃ کے نام درج ذیل ہیں۔

احمد بن یحییٰ' البلاذری (م 279ھ) : نساب الاشراف جلد اول' ابن حزم (متوفی 456) جوامع السیرۃ ابن عبدالبر (م 463ھ) الدرر فی اختصار المغازی و السیر عبدالرحمن السہیلی (م 581 ھ) الروض الانف (شرح سیرۃ ابن ہشام) سلیمان بن موسی الکلاعی الاندلسی (م 634ھ) الاکتفاء مغازی رسول اللہ عبدالمومن الدمیاتی (م 705ھ) المختصر فی سید البشر ابن سید الناس (م 734) عیون الاثر ابن القیم (م 751ھ) زاد المعاد فی ھدی خیر العباد ابن کثیر (م 774ھ) السیرۃ النبویہ (4 مجلدات) ابراہیم بن محمد المعروف بہ سبط ابن العجمی (م 841ھ) نور النبراس (شرح عیون الاثر) المقریزی (م 845ھ) امتاع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاسماع" ا لقسطلانی(م 932ھ) المواہب اللدنیہ شمس الدین الشامی (م 942) السیرۃ الشامیہ (سبیل الھدی والارشاد فی سیرۃ خیرالعباد' نورالدین الحلبی (م 1044ھ) السیرۃ الجلیہ = (الفسان العیون)! الزرقانی (م 1122ھ) شرح المواہب اللدنیہ)

اسلام کی مجموعی تاریخ میں آنحضرت ﷺ کے مفصل حالات کے علاوہ الگ سیرت پر تمام اسلامی زبانوں (عربی' فارسی' ترکی' اردو وغیرہ) میں کتابیں موجود ہیں اور مزید لکھی جا رہی ہیں۔ یہ سلسلہ یورپ کی زبانوں میں بھی چلتا رہا (بلکہ اب تک چل رہا ہے) جس کی ابتداء سیاسی مخاصمت یا مذہبی مناظرے سے ہوئی۔ اس کے بعد تحقیق و جستجو کے نام سے آپ کی سوانح عمریاں لکھی جانے لگیں ______ لیکن سیاسی و دینی تعصبات ان میں بھی کارفرما ہیں۔ ایسے مصنفوں میں ولیم میور وغیرہ کے علاوہ گولستر Golzihr' مارگولیتھ' شپرنگر' لامنس Lammens اور کیتانی Caetani بھی ہیں' خصوصا" دو مئوخرالذکر جن کے انتہاء پسندانہ غیرذمہ دار بیانات کا لائیڈن کے مقالہ نگار اور نولدکہ (Noldeke) نے بھی اعتراف کیا ہے۔ اسی طرح جدید مصنف منٹگمری واٹ نے بھی ان کی تحقیق کو تشویش کی نظر سے دیکھا ہے۔ (دیکھئے وہی مصنف (MUHAMMAD AT MECCA) مقدمہ ص xii اس سلسلے میں شبلی نے سیرۃ النبی میں اور محمد حسین ہیکل نے حیات محمد ﷺ کے مقدمے میں عالمانہ تنقید کی ہے اور مستشرقین کے علاوہ ان کے اصول کار کی غلطیاں واضح کی ہیں اور سیرت نگاری کے صحیح اصولوں کی نشاندہی کرکے سیرت نگاری کے معیاری نمونے پیش کیے گئے ہیں۔

اس موضوع پر جتنا لکھا گیا ہے۔ اس کی مکمل فہرست کی تدوین ہمارے لیے ممکن نہیں۔ ان کتابوں کی ایک مختصر سی فہرست کا حوالہ دیا جا سکتا ہے جو مجلس اسلامیات اسلامیہ کالج (سول لائنز) لاہور کی سعی و اہتمام سے منعقد شدہ ایک نمائش (2 تا 9 مئی 1963ء) میں رکھی گئی تھی اور بعد میں یہ فہرست جون 1963ء میں باہتمام (حافظ احمد یار' شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب' یونیورسٹی) طبع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی۔ اس فہرست میں سیرت کی باضابطہ کتابوں کے علاوہ ہر قسم کا مواد سیرت و نعت جو اسلامی زبانوں میں ہے، جمع کر دیا گیا ہے اور ان یورپی تصانیف کی فہرست بھی ہے جو اس موضوع پر موجود ہیں۔ اس کے علاوہ محمد حسین ہیکل اور شبلی کی مذکورہ بالا کتابوں کے آغاز میں مراجع و مصادر کی فہرستیں موجود ہیں اور منٹگمری واٹ کے مقدمے میں بھی کچھ تذکرہ ہے۔

دراصل آنحضرت ﷺ کی سیرت نگاری کا شرف حاصل کرنا ہر مسلم کی ہمیشہ سے آرزو رہی ہے اور بقول شبلی مسلمانوں کے اس فخر کا قیامت تک کوئی حریف نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے اپنے پیغمبرؐ کے حالات و واقعات کا ایک ایک حرف اس استقصاء کے ساتھ محفوظ رکھا کہ کسی شخص کے حالات آج تک اس جامعیت اور احتیاط کے ساتھ قلمبند نہیں ہو سکے اور نہ آیندہ کئے جا سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ کیا عجیب بات ہو سکتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے افعال و اقوال کی تحقیق کی غرض سے آپؐ کے دیکھنے والوں اور ملنے والوں میں سے تقریباً" تیرہ ہزار شخصوں کے نام اور حالات قلمبند کیے گئے ________!

اور شپرنگر کی رائے میں "نہ کوئی قوم دنیا میں گذری، نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال (حدیث کے راویوں کے تراجم اور چھان بین) کا سا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصوں کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔ (مقدمہ، اصابہ) ________ یہ ساری کاوشیں اس لیے ہوئیں کہ رسول پاک ﷺ کے صحیح ترین اور مستند ترین حالات کی تدوین ہو سکے اور ایک ایسے زمانے میں جب فراہمی معلومات کے وسائل کم سے کم اور مشکلات زیادہ سے زیادہ تھیں۔ حدیث اور سیرت کے مواد کی فراہمی اور ان کی تنقید، دنیا بھر میں بیاگرافی اور تاریخ کے فن کا محیرالعقول اور عقیدت اور محبت کا ناقابل یقین کارنامہ ہے۔)

(دائرہ معارف اسلامیہ ______ "سیرۃ")

سیرت طیبہ کے پیغام "امن و عافیت" کی بات چھوڑیں۔ مکمل سیرت طیبہ ہی دراصل پیغام امن و عافیت ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ○ کہ رسول اللہ ﷺ تو اللہ کا احسان ہیں۔ (سراپا احسان) جو امن و امان کی بحالی اور عافیت و سکون کے رواج کے لیے نفوس کا تزکیہ اور قلوب کی تطہیر فرماتے ہیں کہ امن و عافیت وقتی رسوم و رواج اور عارضی معاہدوں کی وجہ سے نہیں بلکہ افراد کے اذہان کے تصفیہ سے ہی ممکن ہیں۔ زندگیوں کی تعمیر اور افراد کی ذہنی تربیت و اصلاح ہی اس کا ایسا ذریعہ ہے جو مکمل ضمانت دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے علاقوں کی ترقی کی بجائے فرد کی تربیت پر زور دیا کہ افراد کی اصلاح ہی علاقے اور سوسائٹی کی اصلاح و ترقی کا سبب ہے۔ فرد کی تربیت میں بھی اصل توجہ قلب پر رکھی اور فرمایا۔ خبردار! جسد انسانی میں ایک معمولی لوتھڑا ہے جو صحیح ہو گا تو اعمال صالحہ کا سبب ہو گا اور اگر (بدقسمتی سے) یہ صحیح نہ ہوا تو کیا کرایا تباہی کا پیش خیمہ ہو گا۔

آپ کی تمام تر تعلیمات اور حیات مبارکہ اسی کام کے لیے تھی' فرمایا۔ انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق کہ میں تو مکارم اخلاق کے اتمام کے لیے آیا ہوں یعنی آپ کے مقاصد بعثت اصلاح اور اخلاق حسنہ کی تعلیم اور بتایا کہ اچھا اخلاق' عمدہ صفات ہی ایمان کو مکمل کرتی ہیں اکمل المومنین ایمانا" احسنھم خلقا آپ نے پوری امت کو تعلیم دی کہ ہر ماہ کے آغاز میں خیر و فلاح کی دعا کیا کرے۔ یعنی چاند دیکھتے ہی دعا مانگا کریں۔ اللھم اھلہ علینا بالامن والایمان والصلوۃ والسلام اسلام میں ہر کام مرضات اللہ کے حصول کے لیے کرنے کا حکم ہے جو رضائے الٰہی کے لیے نہ ہو وہ ریاکاری ہوتا ہے۔ اس سے دنیا و آخرت کی ناکامی مقدر بن جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی رحمت و کرم کا حق دار اسے ٹھہرایا ہے جو اہل دنیا کے لیے رحم دل ہو۔ فرمایا لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس ایک دوسری جگہ فرمایا الراحمون یرحمھم الرحمن ارحموا من فی الارض یرحمکم اللہ من فی السماء ایسے ہی فرمایا کل مسلم علی مسلم حرام دمہ ومالہ و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرضہ کہ مسلمان وہ ہے جس سے دوسروں کے مال و جان اور عزت و آبرو محفوظ رہیں۔ رسول اللہ ﷺ واقعتاً" پیغامبر امن و عافیت تھے۔ آپ کی تمام زندگی نے مختلف درجوں اور قسموں میں بنی نوع انسان کو ہر حال میں اکائی فراہم کی۔ ایک اللہ' ایک دین اور ایک کعبے کی طرف بلایا۔ آپ سے قبل امم تھیں۔ آپؐ نے ان کو امت واحدہ بنایا۔ ہر قسم کے فرق کو مٹایا اور عملاً" کر دکھایا کہ امن عافیت اکائی میں مضمر ہیں۔ من و تو کی تقسیم میں نہیں اور من و تو کی تقسیم کا خاتمہ تبھی ممکن ہے۔ جب ہر کام اپنی ذات کے لیے نہ ہو بلکہ ذات برحق' معبود حقیقی کے لیے ہو۔

موجودہ دور بھی امن و عافیت کا متقاضی ہے۔ آج ہر طرف فتنہ فساد کی حکمرانی ہے۔ بلکتی انسانیت اور چیختی انسانیت اسی کے لیے وہائی دے رہی ہے۔ ایسے دور میں امن و سکون اور عافیت و اطمینان کے حصول کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ سیرت طیبہ کو اپنالیا جائے۔ لیکن یہ اپنانا صرف کانفرنسوں' جلسوں اور سیمنارز تک محدود نہ ہو اور نہ ہی محض تحریر و تقریر کے لیے جانا جائے بلکہ اس کو عملاً" نافذ کیا جائے اور سیرت طیبہ کے مطابق معاشرتی مسائل کو حل کیا جائے۔

اگر ایک طرف انصاف مہیا نہ کیا جائے' ضروریات زندگی پوری نہ کی جائیں' ظلم و زیادتی روا رکھی جائے۔ عوام و خاص کی تمیز ہو' امیر و غریب کی درجہ بندی ہو۔ قانونی طور پر مساوات نہ ہو' دولت مند کے لیے سب کچھ جائز ہو اور مسکین کی زندگی تلخ بنا دی جائے۔ رشوت کا دور دورہ ہو' قتل اور غارت گری کی کھلی چھٹی ہو۔ وی۔ آئی۔ پی وغیرہ کے امتیازات ہوں۔ لیاقت و ذہانت کی جگہ سفارشیں چلتی ہوں۔ جانب داری کا بے جا استعمال ہو۔ عزتوں کی دھجیاں بکھرتی ہوں۔ سرعام شرفاء کی پگڑیاں اچھلتی ہوں۔ (جیسا کہ اس وقت پاکستان میں ہو رہا ہے ______) اور دوسری طرف صرف سیرت طیبہ کو محفلوں میں بیان تک محدود کر دیا جائے۔ تو امن و امان کی بحالی مشکل ہی نہیں ناممکن ہے اور نہ ہی یہ کچھ (دنیا و آخرت میں فائدہ مند ہے بلکہ یہ تو کھلم کھلا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرت طیبہ کی توہین ہے کہ اچھا بہترین اور وجہ خیر سمجھنے اور ماننے کے باوجود اسے دھتکارا جا رہا ہے۔

یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ بلا عمل سیرت طیبہ کا بیان کرنا کچھ احسان نہیں بلکہ ورفعنا لک ذکرک کے دعوی الٰہی سے یہ رسول اللہ ﷺ کا حصہ ہے جو اللہ تعالیٰ پوری کائنات سے کروا رہا ہے۔ کیا مسلم کیا غیر مسلم' کیا انسان اور کیا غیر انسان اشیاء و مخلوقات کا سیرت بیان کرنا۔ درحقیقت اپنانا ہے جو دنیا و آخرت کے لیے فائدہ مند ہے اور جس سے واقعتاً" امن و عافیت میسر ہوگی۔ انسانی معاشرہ کو سکون و اطمینان حاصل ہو گا اور ملک و قوم ترقی کی راہ پر گامزن ہو کر منزل مقصود کو پالے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"786" کا مطلب اور حروف ابجد

نوٹ! "یہ مضمون امریکہ کے قیام کے دوران لکھا گیا تھا"

گذشتہ سے پیوستہ اہل حدیث میں ایک مضمون "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' کی جگہ "786" لکھنا درست نہیں" نظر سے گزرا۔ فاضل مضمون نگار نے بالوضاحت اور صحیح لکھا ہے کہ ایسا کرنا درست نہیں۔ میں نے مناسب جانا کہ اس معاملے میں جو باتیں رہ گئی ہیں وہ تحریر کر دوں۔ خصوصاً "786" کا اصل مطلب' اس کا رواج کب اور کیوں ہوا؟۔ نیز یہ کہ "786" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اعداد بالکل نہیں نکلتے جب کہ مضمون نگار کے مضمون سے اس کی قطعی وضاحت نہیں ہوتی بلکہ تاثر ملتا ہے کہ شاید بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و ہری کرشنا دونوں کے اعداد "786" ہیں جب کہ ایسا نہیں۔ یہ صرف ہری کرشنا کے ہیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے نہیں۔

اس کی وضاحت و تفصیل سے قبل ضروری ہے کہ حروف ابجد سے متعلق لکھ دوں کہ جس سے اعداد حروف نکالے جاتے ہیں۔ اگرچہ بحیثیت مسلمان ہمیں ان پر چنداں توجہ نہیں کرنی چاہیے کہ خاتم النبین جن پر نبوت و رسالت مکمل و اتم ہوئی ہے۔ انہوں نے اس قسم کی خرافات سے باخبر نہیں کیا۔ اگر یہ اتنا ہی ضروری علم ہوتا تو اشارتاً ہی سہی رسول اللہ ﷺ سے مروی ہوتا یا صحابہ کرام و تابعین میں سے کسی سے کیا گیا ہوتا _____ بلکہ حقیقی بات تو یہ ہے کہ اسے "باطنیہ" نے رواج دیا تھا اور ان کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہ تھا کہ اس علم سے "راز' راز" میں اپنا کام لیا جائے۔ شعبہ جاسوسی میں ہر خفیہ تنظیم کے اپنے اپنے کوڈ ورڈز (Code Words) یعنی خفیہ اشارات یا خفیہ زبان ہوتی ہے تاکہ کوئی غیر اس سے آگاہ نہ ہو اور معاملات کی ادائیگی میں آسانی ہو۔ چنانچہ شیعہ کے فرقہ باطنیہ نے علم الاعداد کو رواج دیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اپنے تمام تر مکتوب اور پیغام کا ذریعہ بنایا۔ باطنیہ فرقہ وہی ہے جس کا ایک راہنما حسن بن صباح تھا جس نے "قلعہ الموت" بنایا تھا اور عالم اسلام میں جس کے ارکان جنہیں "فدائی" کہا جاتا تھا تخریب کاری میں سرگرم تھے ـــــ آج بھی ملنگ اور خود ساختہ پیر اپنے تعویذات علم الاعداد سے لکھتے ہیں اور گفتگو میں رمزیہ کلمات کہتے ہیں۔ ملنگوں اور پیروں کا سلسلہ ایک ہی ہے اور برائے نام تصوف کی جڑیں بھی اسی باطنیہ سے جا ملتی ہیں۔

شیعہ علماء علم الاعداد کے خصوصی ماہر ہوتے ہیں اور وہ اس علم کی نسبت حضرت جعفر صادق کی طرف کرتے ہیں نہ صرف علم الاعداد کی نسبت بلکہ شیعہ کا تمام جدید مذہب حضرت جعفر کی نسبت سے ہی "جعفریہ" کہلاتا ہے ـــــ تاریخ سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ حضرت جعفر کی اس علم میں شہرت معروف ہے چنانچہ اس علم الاعداد کو علم الجعفر بھی کہتے ہیں اور علم الجمل بھی' جمل کا معنی اونٹ بھی ہے اور ایک اونٹ شیعہ روایات کے مطابق قرآن سمیت غائب بھی ہے۔ (امام مہدی والا)

قبل اس کے کہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کے اعداد پر توجہ دی جائے۔ سنی علماء کی ایک اور علمی روش سے بھی آگاہ کر دوں کہ اکثر وہ کسی کتاب میں حاشیہ لکھ کر آخر میں "12 منہ" لکھتے ہیں مگر "12 منہ" کے مطلب سے واقف نہیں ہوتے اور مکھی پر مکھی مارتے چلے جاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ بھی انہی شیعہ حضرات کی روش ہے۔ 12 سے مراد ان کے بارہ امام ہیں اور منہ کا معنی ہے اس سے یعنی جو کچھ لکھا گیا وہ 12 سے لکھا گیا ہے۔ مطلب بارہ اماموں کے مذہب بارہ اماموں کی تائید و نصرت سے لکھا گیا ہے۔

یہاں ایک ادبی لطیفہ بھی ہے کہ اسد اللہ خاں غالب شیعہ ذہن کا حامل تھا۔ وہ علاؤالدین علائی کو مکتوب لکھتا ہوا کہتا ہے "زبان پر لا معبود الا اللہ ہے اور دل میں لاء موجود الا اللہ یعنی دل میں الا اللہ موجود نہیں" یہ ہے باطنیہ کا کمال' دل اور زبان کا تفاوت' تحریر اور ارادے کے متضاد معاملات۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حروف ابجد کو آٹھ کلموں میں پابند کیا گیا ہے یعنی عربی کے حروف تہجی کی ترتیب کی بجائے انہیں مختلف ترتیب دے کر آٹھ کلمے بنا دیا گیا ہے اور " تقیہ " سے کام لے کر حضرت ادریس ؑ کی طرف منسوب کیا گیا ہے جب کہ لفظ ہند ظاہر کرتا ہے کہ اعداد کا حساب ہند سے نکلا ہے تبھی اہل عرب حساب کو ہندسہ کہتے ہیں جب کہ ہند میں علم الاعداد کو رواج برہمن نے دیا جو کہ آریا نسل سے تعلق رکھتے ہیں اور ایران کہ جس کا پرانا نام "ایرانا اور آریانا" تھا' کی نسبت سے آریا بھی ہے اور آریا کا تعلق اور موجودہ ایرانی نظریات کا تعلق یہودیت اور آل یہود سے ہے نیز فرہنگ آصفیہ جلد نمبر1' صفحہ نمبر86 کے مطابق حروف ابجد کے مطابق تاریخ وفات و پیدائش نکالنا یہودیوں میں مروج تھا۔

حروف ابجد کے آٹھ کلمے یہ ہیں۔ 1- ابجد 2- ہوز 3- حطی 4- کلمن 5- سعفص 6- قرشت 7- ثخذ 8- ضظغ۔

ایک شیعہ مصنف کی کتاب "مدارالافاضل" میں ان کے معانی اس طرح لکھے گئے ہیں۔ (ہر کلمے کا ترجمہ اس کے نمبر کے مطابق)

1- میرا باپ آدم گناہ گار پایا گیا۔
2- اس نے خواہش نفسانی کی پیروی کی
3- اس کے گناہ اس کی توبہ سے کھو دیئے گئے۔
4- زبان پر کلمہ حق لایا۔
5- دنیا اس پر تنگ ہوئی پس بہا دی گئی۔
6- اپنے گناہوں کا اقرار کیا جس سے کرامت کا شرف ملا۔
7- خدا تعالیٰ نے اسے قوت دی۔
8- شیطان کا جھگڑا کلمہ حق سے مٹ گیا۔

یہ تو اس نے رواج دینے کی غرض سے معانی کیے ہیں، جو کہ کسی لغت کی کتاب سے صحیح ثابت نہیں ہو سکتے نہ ہی تاریخ و آثار سے شواہد مل سکتے ہیں جب کہ کتاب الصراح میں لکھا ہوا ہے کہ اباجاد ایک بادشاہ کا نام تھا جس کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخفف ابجد تھا اور باقی سات اس کے بیٹوں کے نام ہیں۔ اسی طرح فرہنگ آصفیہ میں لکھا ہے کہ ایک شخص کا نام "مرامر" تھا جس نے یہ طریقہ لکھنے کا ایجاد کیا اور یہ آٹھوں کلمے اس کے آٹھ بیٹوں کے نام ہیں۔

یہاں ایک اور بات عجیب ہے کہ قلعہ الموت میں حسن بن صباح نے گل اندام دوشیزاؤں کو حوروں کی صورت میں جمع کر رکھا تھا جنہیں "مرمورۃ" بھی کہا جاتا تھا۔ یہ مرمورۃ لفظ مرمرۃ سے نکلا ہے جس کا معنی سفید پتھر ہے جسے ہم لوگ سنگ مرمر بھی کہتے ہیں۔ اسی طرح مرمرۃ کے معنی کڑوا کے بھی آئے ہیں ____ کہیں ایسا تو نہیں کہ فرہنگ آصفیہ نے جس مرامر کا تذکرہ کیا ہے وہ حسن بن صباح ہی ہو' جس نے حقیقتاً" اہل اسلام کی زندگی تلخ کر دی تھی اور واقعتاً" فرقہ باطنیہ کو عروج دیا تھا۔

ایک اور شیعہ تصنیف "ضوابط عظیم" میں ان آٹھ کلمات کے معانی اس طرح لکھے گئے ہیں۔

ابجد یعنی شروع ہوا ہوز یعنی مل گیا۔ حطی یعنی واقف ہوا کلمن یعنی متکلم ہوا۔ سعفص یعنی اس سے سیکھا۔ قرشت یعنی ترتیب دیا۔ ثخذ یعنی محفوظ رکھا ضظغ یعنی تمام کیا۔

قارئین کرام! ان مندرجہ بالا دیئے گئے معانی کو نگاہ میں رکھیں اور پھر تخریبی کاروائیوں کے لیے ملے ہوئے احکامات کی تعمیل میں جواباً" ارسال کرنے کے لیے ان کلمات کے معانی پر غور فرمائیں کہ کتنے بر محل ہیں خصوصاً" باطنیوں کی تاریخ کے حوالے سے مثلاً" باطنیوں کا ایک طریقہ واردات یہ تھا کہ مسلمانوں میں نئے نئے عقائد و اعمال جاری کیے جائیں اور ان کے دین کو پراگندہ کیا جائے چنانچہ مختلف افراد کو جسے اصطلاح میں "داعی" کہا جاتا تھا۔ نیک صورت یعنی صوفی کے رنگ میں مختلف علاقوں میں مبعوث کیا جاتا تھا۔ جہاں وہ پہلے تو اپنے "زہد و تقوی" کی دھاک بٹھاتا پھر اپنے کام شروع کر دیتا تھا۔

اب غور فرمایئے! جب وہ لوگوں کو "زہد و تقوی" کی آڑ میں دین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام سے برگشتہ کرنا شروع کرتا تھا تو اپنے مرکز کے لیے ایک کلمہ ہی بھیجنا کافی سمجھا ہوگا یعنی ابجد کہ وہ شروع ہو گیا ہے اور مقصد کی کامیابی پر ہوز یعنی مقصود مل گیا۔ علی ھذا القیاس۔

یا جنہیں مختلف اکابر اسلام کو قتل کرنے کے لیے بھیجا تھا وہ قتل کر کے کہتے ہوں گے۔ "ضطغ" یعنی تمام کیا یا پھر مکتوب بصورت تعویذ (جس طرح کہ اب تک پیر تعویذ لکھتے ہیں۔) مکمل پیغام لکھا جاتا تھا ____ ان حروف کے جو اعداد مقرر کیے گئے ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں:-

(ہر لفظ کے نیچے اس کی قیمت کا عدد لکھا ہے)

ا	ب	ج	د	ہ	و
1	2	3	4	5	6
ز	ح	ط	ی	ک	ل
7	8	9	10	20	30
م	ن	س	ع	ف	ص
40	50	60	70	80	90
ق	ر	ش	ت	ث	خ
100	200	300	400	500	600
ذ	ض	ظ	غ		
700	800	900	1000		

آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ بچوں میں اس کو رواج دینے کے لیے جنتریوں میں پاس اور فیل کا پتہ لگانے کے لیے یہ حروف اور اعداد لکھتے ہیں۔ ایک صفحے پر "دما دم مست قلندر' علی دا پہلا نمبر" نامی نظم اور دوسرے صفحے پر یہ اعداد ہوتے ہیں۔ حروف ابجد کے اس مختصر تعارف اور ان حروف کے مقرر کردہ اعداد سے آگاہی کے بعد آپ دیکھیں گے کہ "786" بھی اسی خاص گروہ کا اختیار کردہ اور رواج دیا ہوا ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے تمام حروف کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الگ الگ لکھ کر اور ان کی قیمت کے اعداد لکھ کر جس طرح چاہے جمع کریں کبھی بھی "786" نہیں بن سکتا۔ مثلاً ملاحظہ فرمائیں تمام مکتوب حروف الگ الگ مع عدد قیمت۔

ب	س	م	ا	ل	ل	ہ	ا	
2	60	40	1	30	1	5	1	
ل	ر	ر	ح	م	ا	ن	ا	ل
30	200	200	8	40	1	50	1	40
ر	ر	ح	ی	م				
200	200	8	10	40				

اس حساب سے کل جمع اعداد 1188 بنتا ہے۔ یاد رہے کہ اس میں ہم نے ظاہر صورت کتابت کا خیال رکھا ہے جس کے مطابق لفظ الرحمٰن اور لفظ الرحیم میں حرف "را" مشدد ہے اور مشدد حرف دو کے حکم میں ہوتا ہے۔

2- اگر حرف مشدد کو ایک کے حکم میں رکھ کر دیکھیں تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں تین حروف مشدد ہیں۔ ایک حرف لام لفظ اللہ میں، ایک حرف را، لفظ الرحمٰن میں اور ایک حرف را لفظ الرحیم میں اور ان تین حروف کی قیمت بنتی ہے 430، اب اس قیمت کو کل قیمت سے منہا کرلیا جائے تو حساب ہوگا 1188 - 430 = 758

3- اور اگر ملفوظ حروف کے حساب سے نکالیں تو پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں غیر ملفوظ لفظ اللہ کا الف، لفظ الرحمٰن کا ال، اور لفظ الرحیم کا ال یعنی کل پانچ حروف غیر ملفوظ ہیں۔ تین الف اور دو لام جن کی قیمت بنتی ہے 63، جسے کل قیمت 1188 سے منہا کریں تو بھی باقی 1125 بچتے ہیں۔

4- ملفوظ میں سے بھی مشدد حروف کو نکال دیا جائے تو بھی "786" نہیں بنتے کہ ملفوظ میں مشدد ہیں۔ لفظ اللہ میں لام، لفظ الرحمٰن میں را اور لفظ الرحیم میں را یعنی تین حرف جن کی قیمت ہے 430 جس کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملفوظ کی کل قیمت 1125 سے نکالا جائے تو باقی بچے گا 695' گویا کسی طرح بھی "786" صحیح نہیں بنتا۔

"786" صرف ایک صورت میں بنتا ہے اور وہ صورت صرف عقیدہ شیعہ کے مطابق ہے یعنی اگر کہا جائے "امام المومنین علی علیہ الصلوۃ" غور فرمایئے۔

ا	م	ا	م	امام=	82				
1	40	1	40						
ا	ل	م	و	م	ن	ی	ن	المومنین=	227
1	30	40	6	40	50	10	50		
ع	ل	ی	علی=	110					
70	30	10							
ع	ل	ی	ہ	علیہ=	115				
70	30	10	5						
ا	ل	ص	ص	ل	و	ۃ	الصلوۃ=	252	
1	30	90	90	30	6	5			

ان تمام کا مجموعہ بنے گا "786"

امامت کا عقیدہ شیعہ مذہب میں خاص معانی رکھتا ہے۔ ملا باقر مجلسی کی "حیات القلوب۔ جلد 2' ص 526 _____ جلد 3' ص 10" کے الفاظ میں۔

رتبہ امامت بالاتر از رتبہ پیغمبریست" اور مومنین بھی شیعہ کی خاص اصطلاح ہے۔ اسی طرح سلام و دعا کے لیے حق علی اور مولا علی مدد کے الفاظ رائج ہیں۔ اسی طرح "786" سے بنتا ہے "یا علی' مولا علی امیرالمومنین" اور "علی امیرالمومنین وصی محمد" (ہارون و موسیٰ کی طرح وصی محمد) پھر یہ کہ بسم اللہ کے ہر ہر حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔ "786" لکھ کر آدمی ان سے بھی محروم ہو جاتا ہے اور دیار غربت میں کتب کی عدم موجودگی کے باعث باوضاحت اور بالتصریح نہیں لکھ سکا۔ خصوصاً" حوالے رہ گئے ہیں اسی طرح عزیز احمد صدیقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنی ایک کتاب میں بہت سے علم الاعداد کی شیعی کارستانیاں جمع کی ہیں۔

جہاں تک رسول اللہ ﷺ کی سنت مطہرہ ہے۔ وہ تو کافروں کو بھی خط لکھتے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ہی شروع کیا کرتے تھے۔ کیا یہ لوگ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ و تابعین کرام اور آئمہ کرام سے بڑھ کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تعظیم کرنے والے ہیں؟۔ اور اگر تعظیم کے لیے عدد نکالنا ہی ضروری ہیں تو کیا باپ کو نمبر 5 کہتے ہوں گے یا خط لکھتے ہیں پیارے ابا جان کی جگہ پیارے 60 لکھتے ہوں گے اور اگر کوئی باپ کو ابی کہتا ہوگا تو نمبر 15 لکھتا ہوگا اسی طرح اگر کسی کے اعداد 420 نکل آئے یا 302 تو کیا ہوگا؟۔ ماں کو 91 نمبر سے بلائیں گے کیا؟۔ ماں باپ اور عزیز و اقارب نہ ہوئے مختلف روٹ پر چلنے والی ویگنیں اور بسیں ہو گئیں۔

قارئین کرام! حقیقتاً" علم الاعداد اور حروف ابجد خفیہ زبان (کوڈ ورڈز" ہیں جنہیں عامتہ الناس دین کا حصہ بنا چکے ہیں حالانکہ قرآن و حدیث تو دور کی بات آئمہ و فقہاء سے بھی اس کا ثبوت مہیا کرنا ناممکن ہے۔

عزیر احمد صدیقی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں

12 منہ کا اشارہ

بسم اللہ کے اشارے سے زیادہ دلچسپ اشارہ 12 منہ کا ہے۔ آپ نے پڑھا ہے کہ باطنی اور شیعہ بزرگ اولیاء کے بھیس میں حدیث سازی تفسیر و تاویل کے کارخانے چلا رہے تھے مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ ایسی روایتوں اور عبارتوں کے آگے وہ اپنی خاص علامت بنا دیتے تھے تاکہ جاننے والوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ کمال کس کا ہے؟۔ وہ علامت تھی 12 منہ غفرلہ کی جس کا عربی تلفظ ہے۔ (اثناء عشرہ منہ غفرلہ اور اردو ترجمہ ہوگا کہ لکھنے والا بارہ امامی شیعہ ہے۔ اللہ اس کی مغفرت کرے۔ شیعہ حضرات آج بھی اپنی کتابوں پر ایسے انتباہ لکھ دیتے ہیں اور صاف الفاظ میں لکھتے ہیں کہ یہ کتاب اثناء عشری مذہب کی ہے غیر نہ دیکھیں یعنی نہ پڑھیں۔

مگر ہمارا ملا دین کی تلاش میں شیعہ کتابیں پڑھتا ہے اور ان میں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضامین چراتا ہے۔ چنانچہ یہ اشارہ بھی چرالایا اور بے سوچ سمجھے اسے ہر جگہ لکھنے لگا۔ میں نے مودودی صاحب سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ ہماری مذہبی کتابوں میں حتیٰ کہ قرآن کے حاشیوں پر بھی ہر جگہ 12 منہ لکھا ہوتا ہے۔

موصوف نے اپنے مکتوب حوالہ 4096' مورخہ 3 جون 1965ء میں بتلایا۔

محترمی و مکرمی ___ السلام علیکم ورحمتہ اللہ!

خط ملا۔ آپ کے سوال کا جواب درج ذیل ہے:-

12 کے ہندسے سے مراد خاتمہ کلام ہے۔ منہ سے مراد یہ ہے کہ سابق عبارت یا متعلق متن جس شخص کے قلم سے ہے۔ یہ عبارت جس کے بعد منہ تحریر ہے' یہ بھی اسی مصنف کے قلم سے ہے۔ غفرلہ کا مدعا بھی یہی ہے۔ ویسے منہ کے معنی اسی کی طرف سے اور غفرلہ کے معنی اللہ اسے بخشے کے ہیں۔ خاکسار!"

یہ جواب میری ہدایت کے مطابق ہے۔ شرح دستخط! غلام علی۔ شرح دستخط! ابوالاعلیٰ (معاون خصوصی مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ)

اب ہم کس سے پوچھیں کہ حضور خاتمہ کلام کے لیے 12 منہ کیوں ضروری ہے؟۔ کیا 4 منہ' یا 10 منہ لکھنے سے کلام ختم نہیں ہو سکتا بلکہ چلیپا (x) یا ڈیش (--) بھی تو کلام ختم کر سکتا ہے۔ ہمارے قرآن حکیم نے دائرے (○) آیت سے کلام ختم کیا ہے۔ ج۔ ط۔ ء۔ ف وغیرہ سے بھی خاتمہ کلام ہو جاتا ہے۔ ہمیں تو آپ 12 منہ کی اہمیت بتلایئے۔

ایک دوسرے بزرگ نے بتلایا کہ 12 سے مراد حد ہے۔ پس 12 منہ لکھنے سے کلام ختم ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا یہ حد ظاہری اسلام کی یا باطنی اسلام کی کیوں کہ ظاہری اسلام میں حد کے معنی سزا کے ہیں جیسے شراب کی حد کوڑے لگانا ہے اور چوری کی حد ہاتھ کاٹنا۔

البتہ باطنی اسلام میں وضو کی حد علی ہیں اور نماز کی حد محمد _____ جیسا کہ زاہد علی صاحب نے بتلایا ہے۔ ہمارے بزرگان دین علی کا تصور کر لیتے تھے تو ان کا وضو ہو جاتا تھا اور محمد کا خیال کیا تو نماز ادا ہو گئی۔ تو پھر یہ کیسی حد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے؟۔ مولوی کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ سنی مولوی نہ علوم باطنی جانتا ہے نہ علوم ظاہری۔ محض چند عربی' فارسی کی کتابیں پڑھ کر ناظرہ و خطبہ گانا سیکھ لیتا ہے اور مولوی بن جاتا ہے۔ پھر یہ بے چارے کسی سے پوچھنے کی بھی زحمت نہیں کرتے۔ اگر مولوی صاحب نے خطوط غالب ہی پڑھ لیے ہوتے تو معلوم ہو جاتا۔ غالب اپنے دوست اور شاگرد حاتم علی بیگ مہر کو لکھتے ہیں۔

صاحب بندہ اثناء عشری ہوں۔ ہر مطلب کے خاتمے پر 12 منہ کا ہندسہ کرتا (لکھتا) ہوں۔ خدا کرے میرا بھی خاتمہ اسی عقیدے پر ہو۔ 12 منہ خطوط غالب' ص 221-

اس کے بعد اپنے ان علماء کے عقاید کا اندازہ لگایئے جو شعوری یا لاشعوری طور پر صدیوں سے 12 منہ لگاتے چلے آئے ہیں۔ یقیناً" ان کا خاتمہ بھی مرزا غالب کی طرح ہوا ہو گا۔

ہفت روزہ "اہل حدیث" 25 دسمبر 1992ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن اور تلاوت کے آداب

قرآن مجید' انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کی ایک خاص نعمت ہے۔ جس میں موعظت و ہدایت' تفصیل و تکثیر انعامات الٰہی تقرب ربانی اور کرامات کا دریا موجزن ہے۔ یہ ہر طرح انسان کے لیے باعث رحمت' باعث برکت' باعث مغفرت اور ہدایت کاملہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و رضا مندی برائیوں سے بچاؤ' اچھائیوں کی راہ' الاثم و مصائب سے چھٹکارا' دکھ تکلیف' رنج و کلفت سے بچاؤ کا طریقہ' امن و سکینت کا سبب اور رشد و ہدایت نیز انسانی فلاح و بہبود کا منبع ہے۔

انسان کو صحیح معنوں میں مسجود ملائکہ اور اشرف مخلوقات بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے خیر و شفاء کا یہ منبع سب نبیوں کے سردار اور رسولوں کے امام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا اور اس عظیم کتاب کے تھامنے والوں کو سب امتوں سے افضل اور پڑھنے والوں کو سب انسانوں سے بہتر قرار دیا یہ کتاب اللہ تعالیٰ کے حضرت انسان اور امت مسلمہ سے حد درجہ پیار کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت انسان اور مسلمان کو بھی چاہیے کہ وہ اس عظمت و رفعت کے مرکب کی کماحقہ' قدر کرے اور اپنا انگ انگ اس کے حوالے کر دے' تبھی اس کی رحمت و برکات مغفرت و ہدایت اور قرب الٰہی و انعامات ربانی کا حصول ہو سکتا ہے۔

قرآن مجید معبود حقیقی اور محبوب و مطلوب کا کلام خاص ہے۔ محبوب کی تقریر و تحریر کی کسی دل کھوئے کے ہاں جو وقعت ہوتی ہے اور اس کے ساتھ جو وارفتگی و شیفتگی کا معاملہ ہوتا ہے وہ اختیار کرنا چاہیے۔ پھر یہ عظیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب تو احکم الحاکمین کا کلام اور سلطان السلاطین بادشاہوں کے بادشاہ کا فرمان ہے اس سطوت و جبروت والے شہنشاہ کا قانون ہے جس کی ہمسری نہ کسی بڑے سے بڑے سے ہوئی نہ ہو سکتی ہے۔ جن لوگوں کو سلاطین کے دربار سے واسطہ پڑا ہے وہ تجربے سے اور جن کو نہیں پڑا وہ اندازے سے سلطانی فرمان کی ہیبت جان سکتے ہیں۔ کلام الٰہی محبوب و حاکم کا کلام ہے۔ اس لیے دونوں آداب کا خیال رکھنا چاہیے۔ حضرت عکرمہؓ جب کلام پاک پڑھنے کے لیے کھولتے تو بے ہوش ہو کر گر پڑتے، زبان پر یہی جاری ہوتا تھا۔

"ھذا کلام ربی، ھذا کلام ربی"

(یہ میرے رب کا کلام ہے، یہ میرے رب کا کلام ہے)

یعنی اس کو ایک عام فرد کی طرح نہیں پڑھنا چاہیے۔ صرف بندہ بن کر اپنے آقا، مالک، محسن اور منعم کا کلام سمجھ کر پڑھے اس کے حضور اس طرح حاضر ہو جس طرح کسی خاص تقریب میں آقا کے حضور حاضر ہے۔ اچھی طرح مسواک کر کے وضو کر کے ایسی جگہ جہاں یکسوئی حاصل ہو، نہایت وقار اور تواضع کے ساتھ قبلہ رو بیٹھے، نہایت حضور قلب اور خشوع کے ساتھ اس طرح پڑھے گویا حق تعالیٰ سبحانہ کو کلام پاک سنا رہا ہے یا اس ذات برحق سے گفتگو کا شرف حاصل کر رہا ہے۔ (اگر معانی جانتا ہو تو کیا ہی خوب ــــــ!) نہایت تدبر و تفکر کے ساتھ وعدے اور رحمت و مغفرت کی آیات پر مغفرت و رحمت کا بھکاری بن جائے اور خوب دعاء مانگے اور عذاب و وعید کی آیات پر کانپ اٹھے اور اللہ سے پناہ و بخشش کی دعاء مانگے کہ اس کے سوا کوئی بھی چارہ ساز نہیں۔ جن آیات میں اللہ کی تقدیس و تحمید ہے وہاں سبحان اللہ کہے۔ تلاوت کے درمیان از خود رونا آئے تو بہت خوب ورنہ بہ تکلف رونے کی سعی کرے۔ دوران تلاوت کسی اور سے ہمکلام نہ ہو۔ دوران تلاوت اگر کوئی ضرورت پیش آئے تو تلاوت بند کر کے ضرورت پوری کرے اور پھر آعوذ پڑھ کر دوبارہ تلاوت کرے۔ بلند آواز سے پڑھنا اولی ہے لیکن کوئی نماز پڑھ رہا ہو یا لوگ مجمع میں دیگر امور میں مشغول ہوں تو آہستہ پڑھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب کی تلاوت کے آداب جو قرآن و احادیث سے ثابت ہیں' وہ درج ذیل ہیں۔

1- اس عظیم کتاب کو برحق' شک و شبہ سے بالاتر اور انسان کی فلاح و خیر' رشد و ہدایت اور شفا کا باعث جاننا منزل من اللہ' منزل برسول اللہ سمجھنا اور باعث ثواب و اجر قرار دینا' اس میں درج احکامات پر عمل کرنا اور تمام کے تمام پر ایمان لانا ضروری ہے اور اس کے ذریعے دنیا و آخرت کی بہتری کے لیے کوشش کرنا۔ (دنیا و آخرت کی کامیابی کا باعث قرار دے کر اس کی آیات کو لازم حیات بنا لینا)

2- اس کتاب مقدس کو انتہائی پاک جگہ پر رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی صفت بیان کرتے ہوئے "مرفوعۃ مطھرۃ" کے الفاظ بیان کئے ہیں۔ یعنی بلند و پاک' سو اس کتاب مقدس کو کسی اونچی جگہ اور پاکیزہ مقام پر رکھا جائے۔ (عبس: 14)

3- اس کو ناپاک ہاتھ نہ لگنے چاہیئں۔ جب بھی چھوا جائے باوضو ہو کر' لایمسہ الا المطھرون (واقعہ: 79) میں یہی حکم ہے۔ نیز رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ بھی ہے۔ لا یمس القرآن الا طاھر (کہ ہرگز قرآن کو بے وضو نہ چھوا جائے۔ (موطا امام مالک) یہ وہ حکم نبویؐ ہے جو حضرت عمرو بن حزم کے ہاتھ یمن کے روسا کو بھیجا گیا تھا۔ (موطا کتاب القرآن)

4- حالت جنابت اور حیض و نفاس میں قرآن پاک کی تلاوت بھی جائز نہیں ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے ابو داؤد و ترمذی میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لا تقرا الحائض و الجنب شئیا من القرآن۔ (حائضہ اور جنبی قرآن کا کچھ بھی نہ پڑھے۔ (ابو داؤد مراسیل 'کتاب القرآن)

نوٹ! احکام القرآن للجصاص' تفسیر ابن کثیر' روح المعانی وغیرہ کے حوالے سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین۔ بغیر وضو کے قرآن پاک پڑھنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو جائز سمجھتے تھے۔ مگر چھونے کو ناروا۔ یعنی بے وضوء قرآن کو چھونا نہیں چاہیے۔ البتہ زبانی پڑھا جا سکتا ہے' البتہ حالت جنابت' حیض و نفاس میں زبانی بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔ (تحت تفسیر آیت لا یمسه الا المطھرون)

اسی طرح اگر کوئی جنبی اور حائضہ کے سامنے قرآن پاک پڑھ رہا ہو اور وہ غلطی کر جائے تو اس صورت میں غلطی کی درستی کے لیے جنبی اور حائضہ کے قرآن پاک پڑھنے کی اجازت ہے۔ ایسے ہی عام معمولات میں کلمات خیر مثلاً الحمد للہ بسم اللہ' سبحان اللہ' انشاء اللہ وغیرہ کہنے کی بھی اجازت ہے۔

5- جب بھی قرآن پاک پڑھے بلند آواز سے پڑھے کہ اس کا سننا بھی باعث ثواب و رحمت ہے اور اس سے یہ بھی مقصود ہے کہ اگر کوئی غلطی ہو تو کوئی سننے والا درستی کر دے امام بخاری نے جامع الصحیح میں باقاعدہ بلند آواز سے قرآن پاک پڑھنے کا باب باندھا ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن مغفل سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا وہ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور لوچدار لہجے میں بلند آواز سے سورۃ فتح پڑھ رہے تھے۔ (کتاب التفسیر بخاری شریف)

6- قرآن پاک خوش الحانی اور خوش لہجی سے پڑھنا چاہیے رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:-

"حسنوا القرآن باصواتکم فان الصوت الحسن یزید القرآن حسنا○

(کہ تم لوگ اپنی آوازوں سے قرآن پاک کو حسین بناؤ کہ اچھی آواز قرآن کے حسن میں اضافہ کر دیتی ہے۔)

اسی طرح بخاری شریف میں باقاعدہ خوش الحانی سے قرآن پڑھنے کا باب ہے اور حضرت ابوموسیٰؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے حق میں فرمایا:-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لقداوتیت مزمارا من مزامیر ال داؤد ○

(کہ مجھے حضرت داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی سے نوازا گیا ہے۔ (بخاری کتاب التفسیر)

7- قرآن پاک پڑھنے میں تیزی نہیں کرنی چاہیے کہ الفاظ آپس میں گھل جائیں اور سمجھ نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لاتحرک بہ لسانک لتعجل بہ

کہ قرآن پاک پڑھتے ہوئے جلد بازی میں زبان نہیں ہلانی چاہیے۔ (القیامتہ:16)

8- ایک ایک لفظ کھینچ کھینچ کر اور موتیوں کی صورت الگ پڑھنا چاہیے۔ ایسے جیسے ہر لفظ کا مزا لے لے کر پڑھا جائے۔ بخاری شریف میں باقاعدہ الفاظ کھینچ کر پڑھنے کا باب ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خوب کھینچ کر پڑھتے تھے۔

دوسری جگہ حدیث میں ہے :-

فقال کانت مدا ثم قراء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یمد بسم اللہ ویمد بالرحمٰن ویمد بالرحیم ○

"کہ حضرت انسؓ نے کہا کہ آپ کھینچ کر پڑھتے تھے پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کہا کہ بسم اللہ کو کھینچتے' پھر الرحمٰن کو کھینچتے پھر الرحیم کو کھینچتے۔" (بخاری کتاب التفسیر)

9- ترتیل سے یعنی ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہیے۔ رب العزت کا ارشاد ہے۔ ورتل القرآن ترتیلا (مزمل:4)

کہ قرآن پاک کو نہایت اطمینان سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہیے۔ بخاری شریف میں ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے رات پوری مفصل سورتیں پڑھیں تو عبداللہ بن مسعود نے کہا قرآن نہیں پڑھا بلکہ یہ تو گھاس کاٹنی ہوئی۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يقطع قراته يقول الحمد لله رب العالمين ۞ ثم يقف و يقول الرحمٰن الرحيم ۞ ثم يقف وكان يقرا مالك يوم الدين۔ (شمائل ترمذی)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر آیت کو الگ الگ پڑھتے تھے' کہ الحمد للہ رب العالمین پڑھتے پھر ٹھہر جاتے' پھر الرحمٰن الرحیم پڑھتے پھر رک جاتے' پھر مالک یوم الدین پڑھتے۔

یعنی ہر آیت (گول دائرے) پر رکنا اور وقف کرنا ہی سنت اور ترتیل ہے۔

شاہ عبدالعزیزؒ تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں۔ ترتیل لغت میں صاف اور واضح پڑھنے کو کہتے ہیں اور شرع شریف میں کئی چیزوں کی رعایت سے تلاوت قرآن کو کہتے ہیں۔ اول حرفوں کا صحیح طرح مخرج سے نکالنا' دوسرے (گول دائرے) آیات کے نشان پر ٹھہرنا۔ تیسرے حرکتوں میں اشباع کرنا یعنی زبر زیر اور پیش وغیرہ اچھی طرح ظاہر کرنا' چوتھے آواز کو تھوڑا بلند کرنا' پانچویں آواز میں درد پیدا کرنا' کہ دل پر اثر ڈالے۔ چھٹے تشدید اور مد کو اچھی طرح ظاہر کرنا کہ اس کے اظہار سے عظمت کلام ظاہر ہوتی ہے اور تاثیر میں اعانت ہوتی ہے۔ ساتویں آیات رحمت و عذاب کا حق ادا کرے (جیسا شروع میں گزرا اور مقصود ان ساتوں سے قرآن پاک کا فہم و تدبر ہے)۔ (تحت آیت رتل القرآن ترتیلا)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ "میں ترتیل سے القارعۃ اور اذا زلزلت پڑھنا زیادہ پسند کرتا ہوں۔ اس سے کہ سورۃ بقرہ اور آل عمران بلا ترتیل پڑھوں۔"

حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز قرآن پاک کے پڑھنے والے کو کہیں گے کہ ترتیل سے پڑھتا جا جس طرح دنیا میں پڑھتا تھا اور جنت کے درجات طے کرتا جا۔ جہاں آیات ختم ہونگی وہی تیری منزل ہے۔ (سنن اربعہ' احمد' ابن حبان باب فضائل القرآن)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا زیادہ بلند مقام اسی کو ملے گا۔ جو نہایت اطمینان اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا ہے اور یہی مسنون طریقہ ہے۔

10- قرآن پاک کو جتنا بھی غور و فکر سے پڑھا جائے بہتر ہے کم از کم مدت ایک ماہ میں ختم کرنا چاہیے۔ اگر مزید استطاعت ہو تو پندرہ دن میں مزید استطاعت تو سات دن میں اس سے کم بالکل نہیں پڑھنا چاہیے۔

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے دو حدیثیں روایت ہیں جن میں ایک ماہ میں قرآن پڑھنے کی اجازت' حد سات دن کا حکم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اقرء القرآن فی شهر قلت انی اجد قوة حتی قال فاقراه فی سبع ولا تزد علیه○

یعنی تم قرآن کو ایک ماہ میں پڑھو (حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں) میں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ کی استطاعت رکھتا ہوں۔ فرمایا زیادہ سے زیادہ سات دن میں پڑھو اور سات سے کم بالکل نہیں۔ (بخاری کتاب التفسیر)

اسی وجہ سے قرآن پاک کی سات منازل بنائی گئی ہیں۔ تاکہ حفاظ و قراء ایک ہفتے میں قرآن پاک کا دور کر سکیں۔ صحابہ کرامؓ و تابعین نے روزانہ تلاوت کی ایک مقدار مقرر کی ہوئی تھی جسے حزب یا منزل کہا جاتا ہے۔ پورے قرآن کی کل سات منازل یا احزاب ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر مقدمہ)

بخاری میں روایت حدیث' ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔ جس میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ میں نے آج رات مفصل سورتیں پڑھی ہیں تو ابن مسعود نے کہا "هذا کهذا الشعر" کہ یہ تو گھاس کاٹنا ہوا۔ (قرآن پڑھنا نہ ہوا) (کتاب التفسیر بخاری)

ترمذی شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لم یفقه من قرء القرآن فی اقل من ثلث۔ یعنی جس نے تین دن سے کم میں قرآن پڑھا اس نے قرآن کو کچھ سمجھا ہی نہیں ہے۔ (کتاب القرآن)

11- قرآن پاک پڑھتے ہوئے حالت خشوع و خضوع کی ہو خشیت الٰہی کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ سے کپکپاہٹ طاری ہو تو کیا کہنا' آنکھیں اشکبار ہوں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینھم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق ○ (مائدہ 83:5) سنتے کہ جو رسول کی طرف اتارا گیا تو ان کی آنکھیں آنسو بہاتے دیکھتے ہو کہ انہوں نے حق پہچانا ہے۔

بخاری شریف کتاب التفسیر باب البکاء عند قراۃ القرآن میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے سورۃ النساء سنی تو آپ رونے لگے۔

صحابہ کرامؓ کے متعلق خصوصاً" حضرت عمرو ابوبکرؓ کے بارے میں عام روایات ہیں کہ وہ بعض اوقات بے ہوش ہو جایا کرتے تھے۔

12- ریا و نمود سے الگ رہ کر محض رضائے الٰہی اور خوشنودی ربانی کے لیے قرآن پاک پڑھنا چاہیے۔ قرآن پاک میں بار ہا ریا کاری کی سختی سے ممانعت ہے اور اس سے (ریا سے) نہ صرف اعمال ضائع ہوتے ہیں بلکہ سخت سزا و عذاب بھی مقدر بنتی ہے۔ بخاری کتاب التفسیر باب ریا بقرآۃ القرآن میں ایسے قاریوں (یعنی قرآن پاک پڑھنے والوں) کے سلسلے میں احادیث آئی ہیں جو محض ریا کاری کی غرض سے تلاوت و قرات کرتے ہیں اور ان کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:-

یمرقون من الاسلام کما یمرق السھم من الرمیۃ○

کہ وہ اسلام سے ایسے نکلیں گے جیسے کمان سے تیر۔ اور فرمایا:-

و یقراون القرآن لا یجاوز حناجرھم○

کہ قرآن پڑھتے ہیں مگر ان کے حلقوم سے نیچے نہیں اترتا۔ جب بھی پڑھے دل لگا کر پڑھے' جب اکتاہٹ محسوس کرے' تلاوت روک دے۔ جی لگنے تک قرآن پاک پڑھنا ہی بہتر صحیح اور مسنون ہے۔ بخاری کتاب التفسیر باب قرا القرآن ماالتفت قلوبکم میں حضرت جندب بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اقرؤا القرآن ما التفت قلوبکم فاذا اختلفتم فقوموا عنہ"
(کہ قرآن پاک اس وقت تک پڑھو جب تک دل لگا رہے۔ اور جب دل اچاٹ ہو تو نہ پڑھو)

نوٹ! یہ اس لیے ہے کہ اس طرح قرآن پاک پر نہ غور و فکر تدبر و تفکر ہو سکتا ہے نہ آیات و عدو وعید کا حق ادا ہو پاتا ہے۔ نیز اعراب و الفاظ کے خلط ملط اور غلط ہونے کا امکان بھی ہے۔ جبکہ قرآن پاک پر تدبر کا حکم ہے۔ افلا یتدبرون القرآن (اسراء:41)

14- قرآن پاک کو لازمہ حیات اور ایک معمول بنانا چاہیے کہ یہ ہر طرح انسان کے لیے فائدہ مند کتاب ہے۔

بخاری کتاب التفسیر میں باقاعدہ باب ہے۔ "استذکار القرآن و تعاھدہ" کہ قرآن پاک کے ہمیشہ تلاوت کرنے اور پڑھنے (ذکر بنانے) کا بیان حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انما مثل صاحب القرآن کمثل صاحب الابل المعلقة ان عاھد علیھا امسکھا وان اطلقھا ذھبت۔

"کہ قرآن والے کی مثال بندھے اونٹ والے کی طرح ہے کہ کہ اگر وہ اس کے گرد رہے گا تو اسے محفوظ رکھے گا۔ ورنہ وہ بھاگ جائے گا"۔ ایک اور حدیث میں فرمایا تعاھدو القرآن قرآن ہمیشہ پڑھتے رہو۔ (بخاری باب مذکور)

15- جو کچھ بھی پڑھا جائے اس پر عمل کیا جائے۔ قرآن و احادیث کی تمام تر تعلیمات کا مقصد ہے عمل اور لازمہ حیات بنانا ہے' قرآن پاک کو متقیوں' مومنوں کے لیے رحمت' ہدایت' شفاء اور موعظت قرار دیا گیا ہے۔ (یونس: 57 انعام: 15 اعراف 32' آل عمران 138)

امام ابن کثیرؒ نے تفسیر کے مقدمہ میں ایک حدیث نقل کی ہے حضرت عبدالرحمٰن سلمیؒ تابعیؒ کہتے ہیں کہ جن سے (صحابہ سے) ہم نے قرآن سیکھا وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا کرتے تھے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پڑھا اور جب تک ہم دس آیتوں کا علم و عمل نہ سیکھ لیتے تھے آگے نہ بڑھتے تھے۔ غرض قرآن کا علم اور عمل دونوں ہی کو سیکھا۔

16- تلاوت سے قبل اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھنا چاہیے۔
ارشاد باری تعالٰی ہے۔

فاذا قرات القرآن فاستعذ باللہ من الشیطن الرجیم
(نحل:98)

کہ جب قرآن پڑھنے لگو تو اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھ لیا کرو۔

امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں اس سے دو فائدے ہیں ایک قرآن کے طرز بیان پر عمل دوسرے عبادت کے بعد کے غرور کا توڑ نیز جو واہی تباہی منہ سے نکل جاتی ہے اس سے منہ پاک ہو جاتا ہے اور تلاوت کے قابل ہو جاتا ہے۔ اس طرح قرآن پاک کی تلاوت کے دوران وساوس سے بچاؤ بھی ہو جاتا ہے۔

علماء کرام نے تلاوت قرآن کے چھ آداب ظاہری اور چھ باطنی بیان کئے ہیں۔

آداب ظاہری

☆ انتہائی ادب سے قبلہ رو باوضو ہو کر

☆ پڑھنے میں جلدی نہ کریں۔

☆ رونے کی سعی کریں۔

☆ اگر ریا کا احتمال ہو یا کسی فرد کی تکلیف و حرج کا اندیشہ ہو تو آہستہ ورنہ بلند آواز سے۔

☆ آیات عذاب پر پناہ و مغفرت طلب کریں اور آیات رحمت پر بھکاری بن جائے یعنی آیات رحمت و عذاب کا حق ادا ہو۔

☆ خوش الحانی سے پڑھیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آداب باطنی

○ قرآن پاک کی عظمت دل میں ہو۔
○ اللہ تعالیٰ صاحب کلام ہے کی رفعت و کبریائی دل میں ہو۔
○ دل وساوس و خطرات سے پاک ہو۔
○ معانی کا تدبر اور لذت کا اہتمام ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات یہی آیت پڑھتے ہوئے گزار دی۔

ان تعزبهم فانهم عبادک وان تغفرلهم فانک انت العزيز الحکیم○ (مائدہ' 118)

اسی طرح سعد ابن جبیرؒ نے یہ آیت پڑھتے ہوئے صبح کر دی۔

وامتاذوالیوم ایہا المجرمون○ (یٰسین 59)

○ جن آیات کی تلاوت کر رہا ہے' دل ان کے تابع کر دے ○ اس طرح پڑھے گویا اللہ سے گفتگو کر رہا ہے یا اس کو سنا رہا ہے۔

ہفت روزہ "اہل حدیث" 9 اپریل 1993ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بادشاہ بیگم کی بدعات

علم کی روشنی پھیلنے کے ساتھ ساتھ مختلف مکاتب فکر کے ارباب دانش نے اپنے ہاں پیدا ہونے والی ان رسوم پر توجہ دینی شروع کر دی ہے جو دین کا حصہ بنا دی گئی تھیں خصوصا" شیعہ مکتب فکر کے بعض افراد نے جرات مندانہ قدم اٹھایا ہے۔ جناب الفت حسین نے "تنفیح المسائل" میں بالصراحت تعزیہ کو مذہب آئمہ کے خلاف اور سوانگ قرار دیا ہے ماتم حسین پر خرچ کو اسراف' سروسینہ پیٹنے کو بے فائدہ تک لکھ دیا۔ (ص: 17' 18)

اسی طرح مولانا غلام حسین ڈھکو نے "احسن الفوائد" اور "عقائد الشیعہ" میں ان رسوم کے ماننے والوں کو شیخی العقیدہ بتلایا ہے اور کہا ہے کہ یہ لوگ شیخ احمد احسائی کے پیروکار ہیں جس نے شرک و بدعت کو اہل تشیع میں رواج دیا۔

اس طرح شیعہ احباب کی کتب "اصلاح الرسوم بکلام المعصوم" "اصلاح المجالس والمحافل" اور "اصلاح شیعہ" خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس طرح مشہور شیعہ مصنف شاکر حسین نقوی کی کتاب "مجاہد اعظم" ہے جس میں بالوضاحت درج ہے شمالی ہند میں یہ تعزیہ سازی اور ماہ محرم کے جلوس نواب آصف الدولہ کے دور میں لکھنؤ سے شروع ہوئے۔ (یعنی بعد از 1188ھ) اسی طرح لکھا ہے کہ

"تعزیہ جس طرح ہندوستان میں ہوتے ہیں کہیں بھی نہیں ہوتے یہاں تک کہ ایران جو شیعوں کا خاص گھر ہے وہاں بھی اس کا رواج نہیں۔ ہندوستان کے طول و عرض میں ہر جگہ تعزیے بنائے جاتے ہیں۔ کچھ شیعوں پر ہی منحصر نہیں بلکہ سنی بھی اور ہندو بھی اس رسم میں شریک ہیں _____ آخر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی ابتداء کب سے ہوئی؟ اور کس نے کی اور کیوں ہوئی؟۔ افسوس ہے کہ اس سوال کے جواب میں تاریخ خاموش ہے۔" ص:333)

آگے صفحہ 336 پر لکھا ہے ____ گنبد دار تعزیوں کا رواج غالباً" لکھنؤ سے شروع ہوا۔ بعض سن رسیدہ لوگوں سے سنا ہے کہ آغاز زمانہ نواب آصف الدولہ (بعد از 1188ھ) میں اول ایک سبزی فروش نے بانس اور کاغذ کا تعزیہ بنایا۔ جب وہ مرگیا تو وہاں سے میر باقر نے ایک امام باڑہ بنایا اس کے بعد ویسے ہی تعزیوں کا رواج ہوا' رفتہ رفتہ اراکین خاندان سالار جنگ نے گنبد دار تعزیوں کو رواج دیا اور لطافت و زینت روز بروز بڑھتی گئی' شدہ شدہ تمام ہندوستان میں اس کا عام رواج ہوگیا۔" ____ ص:336)

"تاریخ خطہ پاک بلگرام" کے مؤلف نے اس قصے میں محرم کے تعزیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "مشہور تعزیوں میں بیٹوں کا تعزیہ' کرم میاں کا تعزیہ' کنجڑوں کا تعزیہ' پیرزادہ کا تعزیہ' رسول بخش کا تعزیہ' حیدری پنجہ بند کا تعزیہ پھر اس کے قصابوں' گاؤ قصابوں' خیاطوں' معماروں' جوگیوں' نور بافوں کے تعزیوں بلکہ اھل ہنود ایشری شاہ بقال ہیرا لال بھرجی' موہن بقال' گوکل تنبولی' لچھمن بقال' سوہن نجار تک کا ذکر ہے۔"

"مجاہد اعظم" کے شیعہ مولف نے کربلا کے پچیس ایسے واقعات کی جو بہت مشہور ہیں اور شیعوں کے علاوہ پیشہ ور سنی خطباء کی زبان سے بھی ادا ہوتے ہیں اور مرثیوں میں درد انگیز طریقے سے دہرائے جاتے ہیں' پرزور تردید کی ہے۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ مرثیہ گوئی کے علاوہ مرثیہ خوانی بھی لکھنؤ کے شیعہ حکمرانوں کی سرپرستی میں ایجاد ہوئی۔ آواز کے نشیب و فراز' اوضاع و اطوار کے تغیرات سے بیان میں اثر پیدا کرنے' مضامین کے مطابق چہرہ بنالینے اور خط و خال کے اشارات سے گفتگو کو موثر کرنے کے اس فن کو لکھنؤ نے اوج کمال تک پہنچا دیا۔

تحت اللفظ خوانی' روضہ خوانی' حدیث خوانی اور سوز خوانی رفتہ رفتہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستقل فن بن گیا' سوز خوانی تو مودودی گھرانے کے خواجہ حسن مودودی نے جو نغمات الاصفیہ کے استاد تھے بطور فن ایجاد کی۔

بادشاہ بیگم کے یہاں تو کتنی عورتیں تھیں جو اس کام پر مقرر تھیں' سیاہ لباس' حسین چہرے' بال پریشان' رقت خیز مضامین کی ادائیگی میں آواز کا اتار چڑھاؤ' اوضاع و اطوار کے دلکش تغیرات یہ سب مل کر وہ سماں باندھتے کہ متاثر ہوئے بغیر چارہ نہ رہتا ______ مولانا عبدالحلیم شرر نے اپنی کتاب "گزشتہ لکھنؤ" میں اپنا ذاتی تجربہ بیان کیا ہے کہ تمام وضعی داستانوں سے کامل واقفیت کے باوجود وہ کس درجہ متاثر ہوئے تھے۔

بادشاہ بیگم

بادشاہ بیگم غازی الدین حیدر شاہ اودھ کی بیگم تھیں۔ جب کہ غازی الدین حیدر شاہ نوابان اودھ میں سے چھٹا نواب تھا' اوپر بیان کیے گئے نواب آصف الدولہ کا بھتیجا اور نواب سعادت علی خاں کا بیٹا تھا اور آخری نواب اودھ واجد علی شاہ (جنہیں 1856ء میں انگریزوں نے معزول کر دیا تھا) کے دادا محمد علی شاہ کا سگا بھائی تھا' بادشاہ بیگم کا والد منجم تھا جس کا نام مبشر خاں تھا۔ جب کہ بادشاہ بیگم کا دادا مشرف خاں محمد شاہ رنگیلا کی رصدگاہ کے مہتمم خیراللہ خاں کا شاگرد تھا۔ بادشاہ بیگم کی شادی غازی الدین حیدر شاہ سے 1209ھ بمطابق 95 - 1794ء میں ہوئی اور غازی الدین حیدر شاہ 1814ء کو اودھ کے تخت پر بیٹھا۔ بادشاہ بیگم جو شیلی طبیعت کی مالک تھیں اور بااختیار بھی۔ بادشاہ بیگم سے شادی کے کچھ عرصہ بعد غازی الدین حیدر کی طبیعت اپنی بیوی کی ایک باندی صبح دولت پر آ گئی۔ 22 جمادی الاول 1218ھ کو اس باندی کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا جو بعد میں نصیرالدین حیدر کے نام سے اودھ کا ساتواں نواب بنا۔ اس کی ماں کو غضب ناک بادشاہ بیگم نے بے رحمی سے مروا دیا تھا۔ بیٹے کو مارنے لگی تھی کہ خادمہ خاص فیض النساء کے کہنے پر چھوڑ دیا' بعد میں اسی لڑکے سے بادشاہ بیگم نے خوب لاڈ کیا کہ سوتیلے بچوں سے مادرانہ محبت کی مثال بن گئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد ازاں بادشاہ بیگم کے ایماء اور ارادوں سے یہی لڑکا اودھ کا نواب بنا۔
(مقدمہ بادشاہ بیگم)

اس عجیب و غریب کردار کی مالک بادشاہ بیگم کے حالات اودھ میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے نمائندے کرنل جان لو کے اسسٹنٹ لیفٹیننٹ جان ڈیوڈ شیکسپیئر نے ریذیڈنٹ لکھنؤ کے دفتری سرشتہ دار عبدالاحد ولد محمد فائق سے لکھوائے جنہوں نے فارسی میں "وقائع دلپذیر" کے نام سے انہیں قلمبند کیا جو کہ 1253ھ بمطابق 1337ء کو مکمل ہوئے پورے سو سال بعد یعنی 1937ء کو مہاراجہ بلرام پور کے ذاتی کتب خانے سے محمد تقی احمد ایم اے ایل ٹی نے فارسی مخطوطہ حاصل کرکے انگریزی میں "ہسٹری آف بادشاہ بیگم" نام سے شائع کیا جس کا اردو ترجمہ کرکے مکتبہ محمودیہ کراچی سے "بادشاہ بیگم اودھ" کے نام سے شائع کیا گیا۔ اس کتاب کے صفحہ 171 سے 182 تک بادشاہ بیگم کی ان بدعات کا تذکرہ ہے جو آج نادانستگی سے دین کا حصہ سمجھی جاتی ہیں۔ ہم نے اصلاح احوال کے لیے مناسب سمجھا ہے کہ کتاب سے بعینہٖ انہیں نقل کردیا جائے تاکہ بہتوں کا بھلا ہو۔

بادشاہ بیگم کی جاری کردہ بدعات

بادشاہ بیگم مذہبی رسموں' رواجوں اور تقریبوں کی شدت سے پابند تھی مگر اپنے مذہب میں نئی نئی بدعتیں ایجاد و اختراع کرنے کی بھی بے حد شائق تھی۔ علاوہ ازیں بہت تند مزاج' سرکش اور منچلی تھی اس کی طبیعت اور مزاج کی صحیح صحیح کیفیت بیان کرنے کے واسطے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ غصہ اس کا اس درجے ہیجانی ہوتا تھا کہ غازی علم الدین حیدر اس کا شوہر مارے ڈر کے اس کے تابع ہونے پر مجبور تھا اور جب یہ بات زیادہ دنوں تک وہ برداشت نہ کرسکا تو بالآخر اس سے علیحدگی اختیار کرنے پر مجبور ہوا۔ اپنے جاہ و جلال اور قوت و اقتدار بڑھانے کی وہ اتنی زیادہ حریص و دلدادہ تھی کہ کوئی چیز اسے مطمئن نہ کرسکتی تھی سوائے اس کے کہ ساری سلطنت اس کی مٹھی میں ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی بدعت ____ امام مہدی کی چھٹی

پہلی بدعت جو بادشاہ بیگم نے شیعہ مذہب میں قائم کی' وہ امام مہدی کی چھٹی منانے کی رسم تھی۔ یہ رسم ہندوستان میں بچے کی پیدائش کے چھٹے دن ادا کی جاتی ہے۔ اس دن زچہ بچہ کو نہایا جاتا ہے' تمام رشتہ دار مدعو ہوتے ہیں' گانا بجانا اور دعوتیں ہوتی ہیں' زچہ بچہ کو عمدہ نفیس اور نئے نئے قیمتی لباس پہنائے جاتے ہیں۔ بیگم نے امام مہدی کی چھٹی کی یہ رسم اختراع کرکے اس ہندی رسم کو ولادت مہدی سے متعلق کر دیا ____ ہر سال ماہ شعبان میں وہ یہ رسم مناتی' بڑی بڑی کثیر رقمیں اس پر صرف کی جاتیں اور بیگم انتہائی احتیاط کے ساتھ اس کے پروگرام کی ہر ہر مد کے انجام دیئے جانے کی بذات خود نگرانی کرتی مبادا کوئی غلطی یا فروگذاشت رہ جائے۔

دوسری بدعت

دوسری بدعت یہ تھی کہ خوب صورت' خوب صورت لڑکیاں سیدوں کے محلوں میں لے آئی جاتیں۔ وہاں ان کی کفالت و پرورش کی جاتی اور وہ گیارہ اماموں سے منسوب ہوکر ان کی بیویاں کہلاتیں۔ جو والدین خوشی سے اپنی لڑکیاں پیش کر دیتے تھے انہیں بڑی بڑی رقمیں ادا کی جاتی تھیں۔ والدین اگر بخوشی نہ دیتے تو لڑکیوں کو حاصل کرنے کے واسطے دیگر ذرائع اختیار کیے جاتے تھے۔ ہر لڑکی کا نام ایک ایک امام کی بیوی کے نام پر رکھا جاتا تھا اور یہ نام اسلامی تاریخ کی کتابوں کے مطالعہ سے تلاش کرکے رکھے جاتے تھے۔

یاد رہے کہ شیعوں کے حضرت علیؓ کے بعد گیارہ اماموں کے نام جن کی فرضی بیویاں بنائی جاتی تھیں' یہ ہیں۔

1- حضرت حسنؓ 2- حضرت حسینؓ 3- علی زین العابدینؒ 4- محمد باقر 5- جعفر صادق 6- موسیٰ کاظم 7- علی رضا 8- محمد تقی 9- علی نقی 10- حسن عسکری 11- امام مہدی غائب۔

اچھوتیاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان سب لڑکیوں کو جو (اماموں کی فرضی بیویاں قرار پائیں) اچھوتی کہا جاتا تھا۔ ہندی زبان کے اس لفظ سے مراد انتہائی پاک و متبرک سے لی جاتی ہے جسے کسی کا ہاتھ نہ لگا ہو کہ چھونے سے ناپاک ہو جائے۔ یہ لفظ ہندوستانی خواتین کی بول چال میں مستعمل ہے۔ حضرت علی و فاطمہ کا غیر معمولی احترام چونکہ پیغمبر صاحب کے گھرانے کے افراد ہونے کی وجہ سے کیا جاتا ہے لہٰذا ان نقلی شخصیتوں میں ان کی نمائندگی نہیں کی جاتی تھی۔ ہر اچھوتی یعنی انوکھی کی خدمت کے لیے تین تین لونڈیاں مقرر کی تھیں۔ صبح کو جب بیگم بیدار ہو کر اپنے بستر سے اٹھتی تو پابندی کے ساتھ پہلا کام وہ یہ کرتی کہ کسی اچھوتی کا درشن کرے کیوں کہ اس کے خیال میں اچھوتیوں کے چہرے سب سے پہلے دیکھنا نیک شگون ہوتا ہے۔

وہ اچھوتیوں کا نہایت ادب و احترام کرتی۔ جب کسی سے، ان میں سے اس کا آمنا سامنا ہوتا تو بیگم اس کے آگے جھک جاتی۔ وہ انہیں نہایت بیش قیمت لباس پہناتی' بڑے مزے دار کھانے کھلاتی اور جن چیزوں کی وہ خواہش کرتی وہ فوراً" پوری کر دی جاتیں مگر بیگم ان کی شادیاں کرانے کے سخت خلاف تھی۔ اگر کوئی ان میں سے سن بلوغت کو پہنچ جاتی اور شادی کرنے کی جانب مائل ہوتی تو بیگم اس کو یہ بات جتا دیتی کہ جب تم نے اپنے نفس کو ایسے امام کی نذر کر دیا ہے تو دوسرا شوہر قبول کرنا بے حرمتی اور بے ادبی کی بات ہے مگر فطری تقاضے سے ان میں سے بعض کو شادی کرنے کی زبردست خواہش ہوتی۔ چونکہ اس کی اجازت نہیں دی جاتی تھی اس لیے وہ بڑے دکھ سہتیں۔

ان میں سے ایک اچھوتی نے جسے خواہش نفسانی نے بہت ہی ستا رکھا تھا۔ ایک رات ایک اچھی چال چلی _____ وہ اپنے بستر سے، اٹھ کھڑی ہوئی اور زار و قطار رونے اور واویلا مچانے لگی۔ محل کی دوسری سب خواتین اس شوروغل سے جاگ اٹھیں اور جلدی سے جاکر بیگم کو اس افسوس ناک واقعہ کی اطلاع دی۔ بیگم اٹھ کھڑی ہوئی اور بذات خود حال معلوم کرنے کو جھپٹ کر آئی۔ اس مکارہ نے بیگم کو بتایا کہ میں تو میٹھی نیند سو رہی تھی کہ اتنے میں امام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب کو خواب میں دیکھا۔ وہ بہت ناراض نظر آ رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ ہم نے تجھ کو طلاق دے دی۔ اس بات نے مجھے بے چین کر دیا ہے اور اسی دکھ اور اذیت سے میں اٹھ بیٹھی ہوں اور اپنی اس محرومی پر رو پیٹ رہی ہوں کیوں کہ اس بدبختانہ محرومی سے میں بالکل ہی تباہ ہو جاؤں گی۔ بیگم نے یہ ماجرا سن کر اسے مع اس کے تمام قیمتی زیورات کے پالکی میں سوار کرا کے اسے باپ کے گھر بھجوا دیا۔

تیسری بدعت ____ اچھوت

یہ تیسری بدعت اس نے اچھوت کی قائم کی۔ ہندی میں اچھوت سے بھی مراد ایسے پاک و مقدس اور انوکھے مرد سے ہے جسے ہاتھ نہ لگا ہو۔ اچھوتی اور اچھوت میں مذکر اور مؤنث کا فرق ہے۔ چونکہ اچھوتوں کے متعلق میری معلومات کم تھیں۔ صرف اتنا جانتا تھا کہ شاہی محل میں یہ اصطلاح مروج ہے اس لیے خدام خاص سے دریافت حال کیا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ بیگم نے محل کے اندر ایک ایک کمرہ اماموں کے لیے مخصوص کر رکھا ہے۔ جس میں کسی شخص کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ ہر امام کے یوم پیدائش پر کمرے کو قیمتی اشیاء سے سجایا و آراستہ کیا جاتا اور بڑی خوبی و خوش نمائی سے روشنی کی جاتی۔ بیگم ہر طرح کا ادب و احترام بذات خود ملحوظ رکھتی اور بہت جھک کر آداب کورنش بجا لاتی اور زر نقد میں نذر پیش کرتی ہے۔ امام کی مفروضہ بیگم کو بیش قیمت لباس و زیورات دیا کرتی تھی اور کمرہ کا آرائشی سامان باندیوں میں بانٹ دیتی تھی۔

چوتھی بدعت ____ اماموں کے مقبرے

بیگم نے اپنے محل میں بارہ اماموں میں سے ہر امام کا مقبرہ بنوایا اور ہر مقبرے کے ساتھ ایک چھوٹی سی مسجد بھی تعمیر کروائی۔ ان مقبروں کا نام "روضہ دوازدہ امام" رکھا گیا تھا۔ ہر مقبرے کے اندر ایک ضریح بھی رکھی گئی جو اس امام کے اصلی مقبرے کی نقل ہوتی تھی اور ساتھ ہی چند متبرک یادگاریں بھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان مقبروں کے علاوہ ایک اور عمارت بھی بنائی گئی تھی جو حضرت عباسؓ کے مقبرے کی نقل تھی ـــــ (یہ عباس بن علی بن ابی طالب حضرت حسین کے سوتیلے بھائی تھے جو کربلا میں مقتول ہوئے۔ انہی عباس کی پوتی نفیسہ خاتون بنت عبیداللہ بن عباس مذکورہ امیریزید کے پوتے عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ کے ساتھ بیاہی گئی۔ ان کے بطن سے دو بیٹے عباس اور علی ہوئے جن سے آگے نسل چلی۔ انہی عباس کی والدہ بنت حرام شمر ذی الجوشن کی سگی بہن تھی جس سے حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہ کی وفات کے بعد شادی کی۔)

بیگم ہر امام کی وفات کی تاریخ پر دن رات ان کی پوجا پرستش اور عبادت میں مشغول رہتی اور فاتحہ و درود پر بڑی رقمیں خرچ کرتی تھی۔ ان رسوم کی ادائیگی کو اپنی روحانی اور دنیاوی بہتری کا موجب گردانتی تھی۔

پانچویں بدعت ـــــ شاہ جنات کا بیگم پر آنا

بیگم کا عقیدہ تھا کہ شاہ جنات اس کے سر پر آتا ہے۔ (ان) مواقع پر وہ سب سے زیادہ بیش قیمت لباس اور زیورات پہنتی' عمدہ عمدہ عطر اور خوشبوئیں لگاتی اور نہایت ستھرائی و نفاست سے تخت پر بیٹھتی تھی۔ اس کے چاروں طرف ڈومنیاں کھڑی ہوکر گانے گاتیں اور وہ خود اپنے سر کو گھماتی اور اس طرح جھومتی گویا اس پر شاہ جنات کا اثر ہو رہا ہے۔ (یعنی حال ڈالتی۔) جب وہ اس کیفیت میں ہوتی تو جو لوگ وہاں موجود ہوتے' ان کے سوالات اور اگلے پچھلے حالات کے بارے میں جواب دیتی۔

اماموں کی تاریخ ولادت پر بادشاہ کا حاملہ بننا اور بچہ جننا

مرزا نصیرالدین حیدر شاہ اودھ نے چونکہ بیگم کی زیر نگرانی تربیت پائی تھی۔ وہ اسلام کے فرائض خمسہ کے مقابلے میں ان واہی رسوم کی ادائیگی میں بہت مستعد اور چوکس رہتا تھا۔ جب تک ان ماں بیٹے (بادشاہ بیگم اور نصیر الدین حیدر) کے تعلقات خوشگوار رہے سوائے خاص افراد کے بہت کم لوگوں کو اس کا علم تھا کہ نصیرالدین حیدر ان حصوں پر کہاں تک اعتقاد رکھتا ہے۔ عام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طور سے خیال کیا جاتا تھا کہ وہ محض بیگم کے توہمات کی خاطر ان رسموں کو بجا لاتا ہے لیکن جب آپس میں اختلافات رونما ہوئے تو بادشاہ نے اپنے معتقدات کو راز میں نہ رکھا۔ اس نے رسومات کے بجا لانے میں انتہائی دلچسپی کا اظہار کیا بجائے اس کے کہ وہ رسموں میں کمی کرتا یا کسی رسم کو ترک کر دیتا۔ اس نے اپنی طرف سے بھی کچھ اور رسمیں ایجاد کرکے ان میں اضافہ کر دیا اس طرح شاگرد استاد پر سبقت لے گیا۔

بادشاہ بیگم کی طرح نصیر الدین حیدر نے بھی بارہ اماموں میں سے گیارہ کی مفروضہ بیویاں بننے کے لیے عورتوں کو نامزد کیا نیز حضرت قاسم اور حضرت عباس بن ابی طالب جیسی مذہبی ہستیوں کے لیے بھی فرضی بیویاں نامزد کیں۔ (یہ قاسم حضرت حسن بن علی کے بیٹے تھے جن کی شادی فاطمہ بنت حسین سے کربلا کے مقام پر بیان کی جاتی ہے اگرچہ یہ داستان محض اختراعی ہے اور اکثر شیعہ مورخین نے بھی اس کی تردید کی ہے لیکن یہ اس بات کی دلیل ہے کہ محرم میں شادی ہو سکتی ہے۔)

ہر امام کے یوم ولادت پر بادشاہ بذات خود حاملہ عورت کا پارٹ ادا کرتا تھا اور ایسا بنتا تھا گویا وہ وضع حمل کے دردزہ میں مبتلا ہے۔ جواہرات سے جڑی ہوئی گڑیا بطور فرضی بچے کے بادشاہ کی گود میں لٹا دی جاتی۔ منتخب خدام وہ کھانے تیار کرتے جو زچگی کے دنوں میں زچہ کو کھلائے جاتے ہیں یہی بادشاہ کو بھی کھلائے جاتے تھے۔ اس مصنوعی حمل اور وضع حمل کے ایام میں کسی کو اجازت نہ تھی کہ بادشاہ کو چھو سکے۔

بادشاہ کا چھلا نہانا

چھٹے دن بادشاہ زچہ عورتوں کی طرح چھٹی ماماؤں میں سے ایک ماما اس فرضی بچے کو بھی ایک گوشہ میں لے جاتی اور اسے کھڑا رکھتی اور دوسری ماما چند گھڑے پانی کے اس پر انڈیل دیتی۔ اس طریقے سے رواجی غسل کی فرضی رسم ادا کی جاتی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ستارہ بینی

چھٹی کے بعد والی رات کو بادشاہ محل کے صحن میں فرضی بچے کو گود میں لیے باہر آ جاتا۔ ستارہ بینی کی رسم ادا کی جاتی تھی۔ (ستارہ بینی کی یہ رسم کچھ یوں تھی کہ چھٹی کے بعد والی رات زچہ قیمتی پوشاک پہنتی قرآن اس کے سر پر پھیرایا جاتا پھر وہ ستارے دیکھنے کے لیے صحن میں لائی جاتی۔) ان رسوم کے ادا ہونے کے بعد فرضی بچے کو ایک اعلیٰ شاندار بستر پر جس میں جواہرات لگے ہوتے تھے' بٹھا دیا جاتا اور پورے آداب کے ساتھ نذریں پیش کی جاتی تھیں۔ پھر بے شمار قابیں بہت سے اقسام کے مزے دار کھانوں اور مٹھائیوں کی لائی جاتیں' فاتحہ پڑھی جاتی اور خاص خاص لوگوں خصوصاً" خدمت گارنیوں کو تقسیم کر دی جاتی تھیں۔

اماموں کی فرضی بیویوں کی زچگی

لیکن گیارہ اماموں کی فرضی بیویوں کے واسطے بچے جننے کے لیے سونے کی گڑیاں ہوتی تھیں اور دوسری مذہبی پیشواؤں کی بیویوں کے لیے' چاندی کی۔ یہ امتیاز اس احترام کے مطابق ہوتا تھا جو ان کا مذہبی پیشوا ہونے کی حیثیت سے ملحوظ رکھا جاتا تھا۔ خود اماموں کے بچے کی ولادت کے ماسوا اگر ان گھرانوں میں سے کسی اور کے یہاں بچہ پیدا کرایا جاتا تھا تو یہ خواتین ہی ان مواقع پر بچے کی ماں بنتیں اور فرضی بچہ جنتی تھیں۔

زنانی پوشاک میں بادشاہ کا جلوس

جس دن ایام زچگی کی مدت ختم ہو جاتی' بادشاہ اعلیٰ نسوانی پوشاک پہن کر اور نہایت درجہ آراستہ ہو کر اور پالکی میں سوار ہو کر شہر کا چکر لگاتا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ بڑی دھوم دھام سے جلوس نکلتا اور نہایت ہی لذیذ قسم کی مٹھائیوں کے خوان ہوتے تھے۔ ایام زچگی کی معین مدت نہ تھی۔ کبھی ایک ہفتہ کی' کبھی دس دن اور کبھی اس سے زیادہ کی مدت ہوتی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھنؤ میں اچھوتیوں کا طبقہ

مذہبی تضحیک و بے حرمتی کی یہ رسم آہستہ آہستہ اتنی عام ہو گئی کہ شہر لکھنؤ کی بعض عورتیں بھی اچھوتیں کہلانے لگیں پھر تو ان کا ایک طبقہ ہی بن گیا۔ ایسے گھرانوں کے مردوں نے بھی مردانہ صفات سے دشت کشی اختیار کر لی۔ یہ لوگ عورتوں کی سی بولی بولتے' عورتوں ہی کی سی حرکات و سکنات کرتے اور عورتوں ہی کے سے لباس پہنتے۔ (آج کے زنانے اور ہیجڑے یونہی منظم نہیں ہو گئے۔)

حضرت علیؓ و فاطمہؓ کی مورتیں بنا کر ان کی شادی منانا

اسلامی کتب تاریخ سے اماموں کی شادیوں کی تاریخیں بھی چھانٹ لی گئیں اور ان کے مطابق ساچق اور حنا بندی کی رسمیں ادا کی جاتیں۔ (ساچق کی رسم شادی سے ایک دن پہلے رات ہوتی' دلہن کی پوشاک، اور تحفہ و تحائف اور مٹھائی دولہا کی جانب سے دولہن کے ہاں جاتی ہے جب کہ مہندی کی رسم ساچق سے ایک دن پہلے ادا ہوتی ہے۔)

خاص خدمت گاروں میں سے ایک نے مجھے بتایا کہ یکم محرم کو جس دن حضرت، فاطمہ بنت رسول اللہؐ کی شادی ہوئی تھی۔ پورے قد کی دو مورتیں ایک حضرت فاطمہ کے نام کی دوسری ان کے شوہر حضرت علیؓ کے نام کی بنا کر بیش قیمت زردوزی اور کار چوبی کام کے بستر پر بٹھادی جاتی تھیں اور ان کے نکاح کی رسم کی ادائیگی کے بعد نذریں پیش کی جاتی تھیں اور لوگ کچھ عرصے کے واسطے تعظیماً" کھڑے رہا کرتے تھے۔ اس کے بعد نہایت عمدہ قسم کی مٹھائیاں اور کھانے لائے جاتے تھے اور فاتحہ خوانی کر کے خادماؤں میں تقسیم کر دیتے تھے۔

میں جب ان مذہبی بے حرمتیوں کا خیال کرتا ہوں تو خدا کے خوف سے میرے رو نگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن کسی کی مجال نہ تھی کہ ان باتوں کے خلاف کچھ رائے زنی کر سکے اس لیے کہ اس میں بادشاہ کی بے ادبی کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈر لگا رہتا تھا۔

خود بادشاہ نے بھی بادشاہ بیگم کی پیروی کرتے ہوئے اپنے نئے محل "فرح بخش" کے قریب بارہ اماموں کے بارہ مقبرے مع ایک چھوٹی مسجد کے تعمیر کروائے۔ ہر ایک مقبرہ کی مسجد میں ضریح کی متبرک یادگاریں رکھی گئی تھیں۔ نقلی مزار حضرت عباس کی یاد میں لوہے کا بھی بنایا گیا۔ بیگم کے بنوائے ہوئے مقبروں کے مقابلے میں بادشاہ کے بنوائے ہوئے مقبرے زیادہ شان سے آراستہ کیے گئے تھے کیوں کہ بادشاہ کا خیال تھا کہ اس سے اس کی زیادہ فلاح ہو گی۔

چہلم تک بیاہ شادی کی ممانعت

میر احسان علی مرثیہ گو نے جو یمین الدولہ سعادت علی خاں (بادشاہ بیگم کے سسر) کے زمانے میں تھا۔ ایام محرم کے ماتم کی مدت چہلم یعنی 20 ماہ صفر تک بڑھوالی تھی حالانکہ پہلے یہ مدت صرف دس محرم تک تھی۔ اس نئی رسم کے مطابق تعزیئے اب دس محرم کی بجائے بیس صفر کو دفن کیے جانے لگے۔ بادشاہ بیگم نے نصیرالدین حیدر کی تخت نشینی کے پہلے سال یہ اعلان کر دیا کہ ماتم کی مدت آیندہ سے چہلم تک ہوا کرے گی اور ان ایام غمی میں کوئی شادی یا تفریحی پارٹیاں منعقد نہیں کی جائیں گی۔ اس کی خلاف ورزی عتاب شاہی کا باعث ہو گی اور اس کی علت میں سزا دی جائے گی۔

چونکہ یہ حکم مفاد عامہ کے منافی تھا لہذا انگریز ریذیڈنٹ نے مداخلت کر کے بڑی مشکل سے یہ حکم منسوخ کرانے پر بادشاہ کو آمادہ کیا لیکن ذاتی طور پر بادشاہ اپنے مقرر کیے ہوئے عہد کے مطابق محرم کا غم چہلم تک منائے گا۔

سلطنت کی تباہی

قصہ مختصر کہ بیگم کی دی ہوئی تربیت کے برے نتائج یہ ہوئے کہ بادشاہ اپنا تمام وقت ان رسوم کی ادائیگی میں صرف کرتا تھا اور سلطنت کے انتظامی اور مالی امور کی انجام دہی کے واسطے اس کے پاس کوئی وقت نہ تھا۔ شاہی فرائض سے اس غفلت کا نتیجہ یہ ہوا کہ ریاست کے عمال نے خزانہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرکاری میں تغلب کر کے اپنے نجی اخراجات میں روپیہ صرف کرنا شروع کر دیا اور بالآخر سلطنت تباہ ہو گئی۔

اچھوتیوں کی آزادی

نصیر الدین حیدر کی وفات اور بادشاہ بیگم کے معاملات کی بربادی کے بعد اچھوتیاں جو کافی تعداد میں تھیں، آزاد ہو گئیں، محلات سے باہر نکلیں، شادیاں کیں اور زندگی کی مسرتوں سے لطف اندوز ہوئیں۔

(بادشاہ بیگم اودھ، صفحہ نمبر171 تا 183)

ہفت روزہ "اہل حدیث" 30 جون 1995ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شمع محفل نہیں، جنت کو پاؤں کے نیچے لانے والی ماں بنئے

دین اسلام دین فطرت اور عظمت دینے والا دین ہے۔ اس کا ہر حکم احکم الحاکمین کی حکمت سے لبریز ہے۔ اس کے اپنانے سے خالق کی رضا اور عزت و احترام حاصل ہوتا ہے اور چھوڑنے سے اس کی ناراضگی، غضب اور ذلت نصیب بن جاتی ہے۔

اسلام نے عورت کو شعر اور کھیل تماشہ بننے سے بچاکر عظمت و رفعت کے اعلیٰ مقام پر فائز کر دیا ہے۔ قبل اسلام عورت پاؤں کی جوتی، لہو و لعب کی چیز، ہوس پرستی کا لازمہ، تماش بینی کا ذریعہ اور غیر ضروری فرد سمجھی جاتی تھی۔ اسلام نے اس کو دل میں جگہ دینے کا حکم دیا یعنی احترام کی چادر اوڑھا دی، تکریم کا لبادہ پہنا دیا۔ جنت کو اس کے قدموں کے نیچے رکھ دیا اور آدمیت و انسانیت کی تعمیر کی ذمہ داری یعنی اولاد کی تربیت، خانہ و خاندان کی حفاظت پر مقرر کرکے ادب و شرف کے منصب پر بٹھا دیا۔

مگر اسلام کے دشمنوں نے پھر اس کو شمع محفل اور تماشہ کی چیز بنانے کی کوشش کی اور اس طرح نہ صرف عورت کو دوبارہ ذلت کی راہ پر ڈالا بلکہ اسلام کے خلاف ناپاک سازش کی، وہ اس طرح کہ جب یہ عورت جو کہ افراد کی معمار ہے۔ گھر سے لاپرواہ ہو جائے گی، تربیت اولاد سے بے نیاز ہو جائے گی تو لازماً" کوئی موسیٰ نصیر، طارق بن زیاد، محمد بن قاسم اور بخاری و مسلم مسلمانوں میں پیدا نہ ہوگا اور اس طرح اسلام مٹتا چلا جائے گا۔

اسلام دشمنوں نے اسلام کے خاتمے کے لیے تعمیر انسانیت کی عمارت کی بنیادوں پر حملہ کیا ہے۔ انہوں نے اسلامی تہذیب کے حسن کو بد تہذیبی کے ماسک میں چھپا دیا ہے۔ ہماری ماؤں کو کہ جن کے قدموں کے نیچے جنت تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسروں کی عیاشی کے لیے شمع محفل بنا کر' ہماری غیرت و حمیت کی دھجیاں اڑا دی ہیں۔ ہماری بہنوں کے سروں سے دوپٹے کھینچ لیے ہیں' انہیں سرعام و سربازار ننگے سر کر دیا ہے ____ اور ہم بے غیرت بنے تماشہ دیکھ رہے ہیں۔

ہمیں اپنی ماں کی عظمت' بہن کی عزت' بیٹی کی عفت اور اپنی غیرت کے خاتمے کی کچھ پرواہ نہیں۔ یا للعجب! انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ○ یہ قیامت کی نشانی! قیامت سے پہلے قیامت ہے۔ مجھے ایک نومسلم' فرانس کے ماہر طبیعیات ڈاکٹر حتیفز کی اسلام میں دخول کے اسباب سے ایک بات بہت پسند آئی ہے' لکھتے ہیں۔

"میں شروع سے معاشرے کی رنگا رنگ اور ننگی سرگرمیوں سے نالاں تھا' ____ میں جب دیکھتا کہ میری ماں اور بہنیں دوسروں کی ہوس بھری نگاہوں کی تسکین کا سامان ہیں تو اندر ہی اندر کڑھتا رہتا' اس معاشرے سے کہ جہاں لہو و لعب کا ذریعہ محض عورت کو بنایا گیا ہے' مجھے نفرت تھی سوسائٹی کی اوچھی حرکات سے اور یہ نفرت بڑھتی چلی جاتی تھی۔ میں سوچتا جو عورت دوسروں کی تسکین کا سامان ہے جو سرعام دعوت نظارہ دے رہی ہے۔ اس میں اور سرعام اختلاط کرنے والے حیوانوں میں کیا فرق ہے؟۔ میری ماں اور بہنیں جب اس طرح سڑکوں پر نکلتی ہیں تو خود دوسروں کو اپنی طرف راغب کرتی ہیں' پھر بھلا میں کس کس کی نظر کو روکوں؟۔ کس کے ہوس زدہ دل کو پھوڑوں؟۔ کس کے جنسی سوچ والے دماغ کو توڑوں؟۔

میں مایوسیت میں گھرا ہوا تھا کہ اسلامی تعلیمات سے آگہی ہوئی اور میرا دل باغ باغ ہو گیا کہ اس نے عورت کو گھر کی مالکہ' افراد کی معمار اور تہذیب کی نگران بنایا ہے۔ اس نے پردے کی سختی سے تعلیم دے کر' عورت کو اسرار میں چھپا کر اس کو عظمت و عزت دی ہے' دنیاوی امور میں سرگرم اور نگراں مرد بھی جب گھر جاتا ہے تو عورت اس کے موجود ہونے کے باوجود گھر کی مالکہ ہوتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچے کی ابتدائی تعلیم اس کی زندگی بناتی ہے۔ اسلام نے عورت کو گھر میں بٹھا کر افراد کی تعمیر و تربیت کا ذمہ دار بنایا ہے اور کون نہیں جانتا کہ افراد کی تعمیر سے ہی اقوام و ممالک کی تعمیر ہوتی ہے۔

عورت سرعام رسوا ہونے کی بجائے گھر میں بیٹھ کر ملک و ملت کی تعمیر کے لیے پیدا ہوئی ہے۔ وہ لہو و لعب اور ہوس پرستی کا سامان نہیں بلکہ جسم کو چھپانے اور ڈھانپنے کا لباس ہے۔ اس کی جگہ بازار میں نہیں (کہ لوگ آوازے کسیں اور چھیڑ چھاڑ کے ذریعے بدمستی کریں۔ بلکہ گھر ہے۔ (کہ کوئی آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرات بھی نہ کرے۔) یہ پاؤں کی جوتی نہیں' دل کی مالکہ ہے۔ اس کا ادب و احترام مرد کی نسبت تین چوتھائی زیادہ ہے۔ جنت اس کی تہذیب کے سبب اس کے قدموں کے نیچے ہے۔

اللہ تعالیٰ اصدق الصادقین' احسن القائلین اور تمام بھیدوں کے جاننے والے فرماتے ہیں' ہماری فلاح و بہبود کے لیے ہماری ناقص سوچ وہ بات نہیں سمجھ سکتی جو وہ ہمارے فائدے کے لیے کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی پاک اور شک و شبہ سے مبرا کتاب قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

-1 یا ایھاالنبی قل لازواجک وبناتک و نساء المومنین یدنین علیھن من جلا بیبھن ذالک ادنی ان یعرفن فلا یوذین وکان اللہ غفورارحیما○ (الاحزاب' 59)

-2 و قرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی واقمن الصلوۃ واتین الذکوۃ واطعن اللہ ورسولہ○ (الاحزاب' 33)

یعنی مسلمان عورتیں برقع پہن کر اپنے بدن (چہرے اور ہاتھوں سمیت) ان کے اندر چھپالیں' جاہلیت کے زمانے کی طرح بناؤ سنگھار کر کے بازاروں میں بے پردہ نہ گھومیں اور اپنے گھروں میں قرار پکڑ کر نماز قائم کریں' زکوۃ ادا کریں اور اللہ و رسول ﷺ کی سچی اطاعت کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں بھلا ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر ابن کثیر ج 3، ص 18، تفسیر جامع البیان للطبری ج 22، ص 33
میں ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ
(ترجمہ) "اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی عورتوں کو حکم دیا کہ جب وہ اپنے
گھروں سے کسی ضرورت کے لیے نکلیں تو چادروں سے اپنے سروں
کے اوپر سے چہروں کو ڈھانپ لیں اور (صرف) ایک آنکھ کو ظاہر
کریں۔
اسی صفحے پر امام طبری لکھتے ہیں کہ
(ترجمہ) ابن سیرین کہتے ہیں کہ جب میں نے حضرت عبیدہ (بن حارث
حضرمی) سے فرمان الٰہی (قل لازواجک) کے بارے میں پوچھا تو
انہوں نے (مجھے سمجھانے کے لیے) اپنے کپڑے سے اپنے چہرے کو
ڈھانپ لیا اور ایک آنکھ سے کپڑا ہٹا دیا۔
علامہ بیضاوی اپنی تفسیر ج 2، ص 252 میں لکھتے ہیں۔
(ترجمہ) جب عورتیں کسی ضرورت کے لیے باہر نکلیں تو چہرہ اور بدن
کو کپڑے سے ڈھانپ لیں۔"
امام ابو بکر الجصاص "احکام القرآن" ج 3، ص 372 میں لکھتے ہیں۔
(ترجمہ) اس آیت میں دلیل ہے کہ نوجوان عورت اپنے چہرے کو
اجنبی مردوں سے چھپانے کی پابند ہے۔
ایسے ہی تفسیر ابو سعود ج 4، ص 423- اضواء البیان ج 6، ص 597
میں ہے۔
(ترجمہ) عورت کے چہرے کا پردہ قرآن پر عمل کرنا ہے۔
اسی طرح سورۃ احزاب ہی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
واذ سالتموھن متاعا فاسئلوھن من وراء حجاب (آیت،
53)
(ترجمہ) کہ (اے مومنو!) جب تم ازواج النبی ﷺ سے کوئی چیز طلب
کرو تو پردے کے پیچھے سے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں یاد رہے کہ ازواج النبی ﷺ امہات المسلمین ہیں۔ جب ان کے لیے پردہ ہے تو عام عورتوں کے لیے تو بالاولی ہو گا۔

یہ بھی یاد رہے کہ پہلی آیتوں میں زینت کے چھپانے کا صریحاً" حکم ہے اور کون نہیں جانتا کہ عورت کا سب سے زینت والا حصہ اس کا چہرہ ہے۔ بالفاظ دیگر عورت کو اپنی زینت کے اظہار سے احتراز کرنا چاہیے نہ کہ کھلے سر' جیکٹس اور چست پتلونیں اور پاجامے پہن کر سڑکوں پر گھومنا چاہیے۔

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ان عورتوں پر لعنت کی ہے جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں مگر ننگی ہوں یعنی ایسا لباس ہو جس سے جسم کے اسرار و رموز' اس کی موٹائی' چوڑائی ظاہر ہو یا ایسا تنگ ہو کہ اپنی طرف مائل کروائے' وہ باعث لعنت ہے۔ ہمارے یہاں اکثر دینی ذہنیت والے گھرانوں میں برقع تو اوڑھا جاتا ہے مگر اتنا تنگ کہ مذکورہ حدیث اس پر دال ہوتی ہے۔

عورت مکمل قابل عزت و احترام ہے۔ اس کے متعلق غلط سوچنا بھی اس کی بے ادبی ہے۔ ایسا لباس' ایسی حرکات و سکنات' ایسی اشیاء جن سے عورت کے متعلق غلط سوچ پیدا ہو۔ مذکورہ حدیث کے ضمن میں آئیں گی لہذا احتیاط کرنی چاہیے۔

پردہ اسلام میں تاکیدی امر ہے۔ اس کے لیے لازمی ہے کہ عورت اپنے چہرے اور جسم کو چھپائے۔ چنانچہ فتح الباری ج 3' ص 406 میں ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

(ترجمہ) "عورت اپنے چہرے کو چادر سے اس طرح چھپائے کہ چادر سر کے اوپر سے چہرے پر ڈال لے۔" ترمذی کتاب الادب' مسند احمد ج 6' ص 296' ابوداؤد مع عون المعبود ج 4' ص 109 میں تو پردے کی سخت وعید ہے۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔

(ترجمہ) میں اور میمونہؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھیں کہ عبداللہ بن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام مکتومؓ آئے اور یہ آیت حجاب کے نزول کے بعد کی بات ہے تو آپ نے فرمایا ان سے پردہ کرو۔ ہم نے کہا "اللہ کے رسول! وہ تو نابینا ہیں، نہ ہمیں دیکھتے ہیں، نہ پہچانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا "تم تو اندھی نہیں، کیا تم اسے نہیں دیکھتی۔"

غور کیجئے! مرد کے عورت کو دیکھنے کی نسبت عورت کا مرد کو دیکھنا کم فتنے کا سبب ہے نیز یہاں معاملہ ایک عظیم القدر صحابی اور امہات المومنین کا ہے مگر آپؐ نے سختی سے حکم دیا کہ پردہ کیا جائے کہ پردہ عورت کی عظمت اور تقدس کی علامت ہے۔

سنن ابی داؤد کتاب الجہاد میں ہے، قیس بن شماس کہتے ہیں کہ ام خلادؓ نقاب پہن کر نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے مقتول بیٹے کے متعلق پوچھنے کے لیے آئیں۔ بعض صحابہ کرامؓ نے حیرت زدہ ہو کر (ان سے) کہا۔

جئت تسالین عن ابنک وانت منقبة کہ آپ اپنے بیٹے کے متعلق پوچھنے آئی ہیں اور نقاب پہن کر (حالانکہ بیٹے کی ایسی خبر سن کر تو ایک ماں کو تن بدن کا ہوش نہیں رہتا اور آپ باپردہ ہو کر آئی ہیں۔) تو انہوں نے جواب دیا۔

ان ازر ابنی ولن ازراحیائی کہ میں نے اپنا بیٹا قربان کیا ہے اپنی حیاء نہیں۔

قربان جاؤں کتنا بہترین جواب ہے کہ پردہ عورت کی حیاء کا محافظ ہے۔ عورت تبھی عورت ہوتی ہے جب پردہ کرے کہ عورت کا معنی ہی راز ہے۔ جب پردہ الگ ہو جائے تو وہ تماشہ بن جاتی ہے۔ قدر و قیمت اسی چیز کی ہوتی ہے جو پہنچ سے دور ہو اور جو آسان ہو جائے وہ منزلت کھو دیتی ہے۔

ام المومنین حضرت سودہؓ کا بھی ایک واقعہ نہایت اہمیت کا حامل ہے جو بخاری و مسلم میں ہے کہ آپ کے والد کی لونڈی سے کسی نے بدفعلی کی، جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جسے آنحضرت نے الولد للفراش کے تحت حضرت سودہ کا بھائی قرار دیا مگر ساتھ ہی حضرت سودہ کو اس سے پردہ کا حکم بھی دے دیا۔ چنانچہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام المومنینؓ نے ساری عمر اس سے پردہ کیا کہ (وہ حقیقی بھائی نہ تھا۔) اللہ اللہ! کیا بات ہے اطاعت رسولؐ کی۔

احادیث میں مسلمان عورتوں کی ان چادروں کی لمبائی کہ جن سے وہ پردہ کرتی تھی' یہ بتائی گئی ہے کہ وہ زمین پر گھسٹتی ہوئی جاتی تھیں۔

حضرت عائشہؓ کے واقعہ میں بھی یہی ہے کہ میں سوئی ہوئی تھی کہ صفوان بن معطلؓ نے مجھے دیکھ کر انا للّٰه و انا الیه راجعون ○ پڑھا تو میری آنکھ کھل گئی۔ فخمرت وجهی بجلبابی تو میں نے اپنی چادر سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔

روائع البیان ج 2' ص 384 میں ہے۔

(ترجمہ) عورت کے لیے اجنبی مردوں کے سامنے چہرہ چھپانا اور اس کا نہ کھولنا واجب ہے۔ ہاں البتہ پیغام نکاح اور احرام حج میں کھلا رکھا جا سکتا ہے کیوں کہ یہ اس عبادت کا وقت ہے جس میں فتنے کا ڈر نہیں' دیگر اوقات میں کھلا رکھنا ناجائز ہے اور جو لوگ اس کو جائز کہتے ہیں وہ شریعت اسلام کو نہیں سمجھتے۔

مسند احمد' بیہقی' ابوداؤد' ابن ماجہ اور ابن خزیمہ وغیرہ کتب حدیث میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ (بحوالہ منتقی ابن الجارود' ص 169)

(ترجمہ) ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ احرام میں تھیں' جب لوگوں کے قافلے ہمارے قریب سے گزرتے تو ہم اپنے چہروں کے آگے چادریں کر لیتی تھیں اور جب لوگ گزر جاتے تو چہرے کھول لیتی تھیں۔

غور کیجئے! رخصت ہونے کے باوجود اتنی احتیاط تھی۔ روائع البیان ج 2' ص 104 میں ہے۔

(ترجمہ) صحیح یہی ہے کہ عورت کا سارا بدن ہی عورت (پردہ) ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں کہ عورت کے ناخن بھی پردے میں شامل ہیں۔

المغنی لابن قدامہ ج 6' ص 9 میں ہے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) آدمی اپنی مطلقہ کے ساتھ کھانا بھی نہ کھائے کہ وہ اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے اجنبی بن چکا ہے۔ اس لیے جائز نہیں کہ وہ اس کو دیکھے۔ کھانا کھانے سے اس کے ہاتھوں پر نظر جائے گی جو اس کے لیے حلال نہیں۔ (غلط سوچ سکتا ہے۔)

وہ بہترین معاشرہ جس کی صحت کی قسم کھائی جا سکتی ہے۔ آپؐ کے دور کا معاشرہ ہے جس میں شدید ضرورتوں کا لحاظ رکھا گیا لیکن عورتوں کو بے پردہ نہ کیا گیا۔ عورت کی نسوانیت اور عزت کے بدترین دشمن وہ جدید دانشور ہیں جو ہمدردی' آزادی اور روشن خیالی کے پردے میں اس کی شرافت اور حیاء کو اپنی گندی خواہشات کی بھینٹ چڑھا دینا چاہتے ہیں۔ مسلم معاشرے کے لیے مار آستین' زہریلے سانپ وہ مغرب زدہ ہیں جو عورت کے دین و ایمان کو ڈس لینے کے لیے بے قرار ہیں۔ قابل لعنت ہیں وہ مرد جو عورت کو گھر سے نکال کر بازاروں میں ذلیل کروا رہے ہیں۔ اس سے اس کا لباس چھین رہے ہیں۔ پہلے عورت گھر میں تھی پھر برقع میں نکلی' پھر چادر میں آئی' پھر دوپٹہ اوڑھا اور آج ننگے سر صرف شلوار قمیض میں ہے۔ آیندہ معلوم نہیں کیا ہوگا؟۔ مستقبل سے خوف آتا ہے۔ مغربیت کے مبلغ قابل احترام ماں' بہن اور بیٹی سے لباس چھین رہے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورۃ اعراف' آیت 27 میں فرمایا ہے کہ

(ترجمہ) "اے بنی آدم! (خبردار!) شیطان تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دے' جس طرح اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکالا تھا' ان کا لباس ان سے چھینا تھا تاکہ وہ ننگے ہو جائیں۔"

آج پھر شیطان کے پیروکار خواتین سے لباس چھین کر انہیں میدان میں بھیج رہے ہیں کہ ان کو کھیل تماشہ بنائیں۔

عورت کو محرم رشتہ داروں مثلاً" باپ' بھائی' بیٹا' ماموں' چچا وغیرہ سے "ستر" کا حکم ہے یعنی صرف چہرہ ہاتھ پاؤں کھولنے کی اجازت ہے مگر غیر محرموں سے "حجاب" کا حکم ہے یعنی مکمل پردہ میں رہنے کا۔ ہمارے ہاں معیشت کے نام پر معلوم نہیں عورت کو کس منزل پر پہنچانا مقصود ہے؟۔ کیا ہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے عورت کے لیے بے وقعتی، اخلاقی پستی اور گراوٹ کی وہی منزل طے کرلی ہے جو مغربی عورتوں کا مقدر بن چکی ہے؟۔ کہ جس پر پہنچنے کے بعد عورت اپنی نسوانیت کا حقیقی جوہر کھو چکی ہے۔ فطرت سے اس بغاوت کی وجہ سے وہاں خاندانی نظام تباہ ہو چکا ہے اور حالت یہ ہے کہ سڑکیں صاف کرنے، ہوٹلوں میں گاہکوں کے لیے بستر بچھانے اور اپنے جسم کی نمائش تک کوئی گھٹیا سے گھٹیا کام ایسا نہیں جو عورت کے سپرد نہ ہو اور ایک طرف بچے ماں کی آغوش تربیت کو بری طرح ترس رہے ہیں اور گھر اپنی منتظمہ کے وجود کی رونق سے محروم اور ویران پڑے ہیں اور دوسری طرف سڑکیں، بازار اور دکانیں عورت کے حسن و جمال سے سجے ہیں۔

حرم یعنی مسلمان کا گھر ہی وہ آخری جائے پناہ ہے جہاں اسلام اپنے تمدن اور اپنی تہذیب کی حفاظت کرتا ہے۔ عورت کو جن مصلحتوں کی بناء پر اسلام نے حجاب شرعی میں رکھا ہے۔ ان میں سے ایک بڑی مصلحت یہ بھی ہے کہ وہ سینہ تو نور ایمان سے منور ہے جس سے ایک مسلمان بچہ دودھ پیتا ہے۔ کم از کم وہ گود تو کفر و ضلالت اور فساد اخلاق و اعمال سے محفوظ رہے جس میں ایک بچہ پرورش پاتا ہے۔ کم از کم اس گھوارے کے اردگرد تو خالص اسلامی فضاء چھائی رہے۔ جس میں مسلمان کی نسل اپنی زندگی کی ابتدائی منزلوں سے گزرتی ہے، کم از کم وہ چار دیواری تو بیرونی آثار سے محفوظ رہے جس میں مسلمان بچے کے سادہ دل و دماغ پر تعلیم و تربیت اور مشاہدات کے اولین اثرات ثبت ہوتے ہیں پس حرم دراصل اسلامی تہذیب کا سب سے مستحکم قلعہ ہے۔ (جس کی محافظ عورت ہے۔) اس قلعہ کو اس لیے تعمیر کیا گیا ہے کہ یہ تہذیب اگر کبھی شکست کھاکر پسپا ہو بھی تو یہاں پناہ لے سکے۔ (مگر افسوس کہ اب یہ قلعہ بھی ٹوٹ رہا ہے۔)

یہ ہر خاندان کے سربراہ کا فریضہ ہے کہ وہ اپنی خواتین کو بدتہذیبی کے اس دام ہم رنگ زمین میں پھنسنے سے بچائے اور ان کی ایسی تربیت کرے کہ جس سے انہیں اپنے صحیح مقام اور معاشرے کی تعمیر میں اپنے صحیح کردار کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احساس ہو سکے اور وہ خود عورت کی اس مغربی طرز زندگی سے نفرت کرنے لگے جو عورتوں کا سب کچھ داؤ پر لگا دیتی ہے۔

میں پوچھتا ہوں' کیا تم لوگوں کو پسند ہے کہ _____!

تمہاری ماؤں' بہنوں اور بیٹیوں پر ہوس زدہ نظریں پڑیں؟۔ ان پر آوازیں کسی جائیں؟۔ ان سے بے ہودہ مذاق کیا جائے؟۔ ان کے اعضاء پر عجیب عجیب تشبیہیں' استعارے اور گھٹیا الفاظ چسپاں کیے جائیں؟۔

تمہارے گھروں میں محبت کا دور چلے؟۔ حرام اولادیں ہوں؟۔ بات بات پر طلاقیں ہوں؟۔ اور طلاقوں کی شرح بڑھتی چلی جائے؟۔ خاندان سے آزاد لڑکیاں' جنس مقابل میں "دوست" تلاش کریں؟۔ اور ان کے ساتھ تجرباتی طور پر برس' مہینے' دن یا گھنٹے علیحدگی میں گزاریں؟۔ پارکوں میں اوپن ایئر قسم کے جنسی عمل کے مظاہرے ہوں؟۔ خوبصورت لڑکیوں کو سرمایہ دار' دولت کی طاقت سے خرید کر شو بزنس' نائٹ کلبوں اور شراب خانوں میں استعمال کریں؟۔ عورت کا استحصال کرنے والے جرائم' جاسوسی اور کاروباری تشہیر میں اس سے ظالمانہ فائدہ اٹھائیں؟۔ حکومت کے بڑے بڑے محکمے اور کاروباری فرمیں اپنے مہمانوں کی تواضع کا سامان بنانے کے لیے ان کو خریدیں؟۔ قانونی جواز سے ہم جنسی کی شادیاں ہوں؟۔ ماں بہن اور بیٹی کے احترام کا معروف طور پر خاتمہ ہو جائے؟۔ جنسی فراوانی کے باوجود جبری بدکاری کے واقعات بڑھ جائیں؟۔ عورت کا سڑکوں پر چلنا (بعد مغرب) ناممکن ہو جائے؟۔ عورت پھر زمانہ جاہلیت والی زن بن جائے؟۔

اگر جواب نہیں ہے تو آیئے! مغربی تہذیب اور بے پردگی کا خاتمہ کرکے عورت کو شمع محفل بننے سے بچائیں اور اس کے قدموں کے نیچے جنت رکھ دیں۔

ہفت روزہ "اہل حدیث" 21 جون 1996ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیر الیاس کی شعبدہ بازیاں

گذشتہ دنوں لاہور چونگی امر سدھو میں مسمی الیاس کے چلّے کی غرض اس زندہ دفن ہونے کا شہرہ تھا' اخبارات اس کے زندہ دفن ہونے کو اہمیت دے رہے تھے اور ناخواندہ اور نیم خواندہ لوگ اسکو پیر الیاس کی کرامت گردان رہے تھے لیکن جب قبر کشائی ہوئی تو پتہ چلا یہ قبر کشائی نہ تھی بلکہ تہہ خانہ کشائی تھی۔

پیر الیاس اور اس کے گھر والے اس زمین دوزی کو عبادت و ریاضت کا نام دے کر اپنے گھرانے کی پیری اور فقیری کا سکہ جمانا چاہتے تھے حالانکہ اسلام میں عبادت صرف وہ ہے جو شریعت مطہرہ کے ذریعے آنجناب رسول اللہ نے بتا دی ہے اور خیر القرون نے آنجناب سے سیکھنے کے مطابق کی ہے باقی کوئی فعل عبادت نہیں کہلاتا خصوصاً نفس کشی اور اپنے آپ کو تکلیف دینے والے امور قطعاً عبادت و ریاضت نہیں کہلا سکتے۔

قبل اس کے کہ ہم پیر الیاس کے اس شعبدہ پر بحث کریں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قبر کشائی کی خبر اور قبر کی حالت کے متعلق روزنامہ "پاکستان" کی خبر کا اقتباس دیکھ لیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ جس کو قبر کہا جا رہا ہے وہ قبر نہ تھی بلکہ ایک اچھا خاصا پر ہوا کمرہ تھا۔ اصل خبر ملاحظہ فرمائیں۔

"لاہور (اپنے نمائندہ سے) قینچی امر سدھو میں کئی روز تک قبر میں چلہ کاٹنے والے پیر الیاس شاہ کو گذشتہ روز نکال لیا گیا۔ قبر کا اندرونی منظر قبر کی بجائے تہہ خانے کا سا تھا کیونکہ اسی جگہ مشرق کی سمت ہوا کے لئے رکھے گئے سوراخ کے علاوہ شمالی اور جنوبی اطراف ایک ایک مربع فٹ کے دو روشن دان بھی تھے جن پر جالیاں لگی ہوئی تھیں۔ ایک چارپائی پر روئی رکھ کر لائی گئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور قبر کے اندر اتاری گئی جہاں سے نعرے لگاتے لوگوں نے پیر الیاس شاہ کو جو کہ گدے پر کفن پہنے لیٹا تھا' گدے سمیت اٹھا کر چارپائی پر رکھا اور پھر اس کے اوپر بھی روئی رکھ کر اٹھا کر گھر لے گئے۔ اس سے قبل قبر سے چند چیزیں بھی نکالی گئیں۔ علاوہ ازیں اس قبر نما تہہ خانے کے جنوب مغربی کونے میں ایک گھڑا بھی پڑا ہوا تھا جس پر قندوری لپٹی ہوئی تھی' ایک سفید چادر بھی تھی۔ قبر کا اندرونی حصہ تقریباً" دس فٹ لمبا' چھ فٹ چوڑا اور تقریباً" آٹھ فٹ اونچا تھا۔ جس میں آسانی سے آدمی کھڑا بھی ہو سکتا تھا۔ جالی لگے ہوئے روشن دان بھی موجود تھے اور ان روشن دانوں میں لگی ہوئی جالیاں اٹھا کر کوئی شے بھی اندر پکڑائی جا سکتی ہے۔ دوسری طرف پیر الیاس نے جو کفن پہن رکھا تھا' وہ صاف تھا اور قبر میں پڑی سفید چادر بھی صاف تھی۔ گھڑے پر لپٹا ہوا رومال میلا تھا' تکیہ بھی میلا تھا۔ پیر الیاس کو جب نکالا گیا تو آنکھیں جھپک رہا تھا اور گردن بھی ہلا رہا تھا۔ (روزنامہ پاکستان 9 مئی 1995ء)

اس رپورٹ میں چند باتیں قابل غور ہیں :-

1- تہہ خانے (قبر) کی وسعت۔
2- اس کے ایک ایک فٹ کے دو روشندان جن کی جالیاں ہٹا کر کوئی بھی شے بآسانی اندر پکڑائی جا سکتی ہے۔ (اتنے وسیع کمرے میں خوراک ذخیرہ بھی ہو سکتی ہے۔)
3- جنوب مغربی کونے میں گھڑا ۔
4- قضائے حاجت کے برتن بھی روشن دان کے اندر اور باہر پکڑائے جا سکتے تھے۔

www.KitaboSunnat.com

5- قبر سے نکلنے والی اشیاء۔
6- پیر الیاس کا آنکھ جھپکنا اور گردن ہلانا جو کہ اس کے باہوش ہونے کی علامت ہے۔
7- پیر الیاس کو روئی میں لپیٹ کر فوری گھر لے جانا
8- اس کا کفن اور چادر مٹی میں رہنے کے باوجود صاف ہونا جب کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیگر اشیاء میلی ہو چکی تھیں' اس بات کی دلیل ہے کہ وہ تبدیل شدہ تھیں۔

مندرجہ بالا باتوں پر ذرا غور کریں تو کئی ایک گوشے بے نقاب ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس واقعہ کو ایک اور انداز یعنی (اسلامی رو) سے بھی دیکھنا چاہئے۔

حضرت شیخ علی ھجویریؒ نے کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ ابو یزید بسطامیؒ سے پوچھا گیا کہ ولی کون ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا "ولی وہ ہوتا ہے جو باری تعالٰی کے امرو نہی پر قائم رہے" حق تعالٰی کی دوستی نصیب ہو تو اس کے احکام کی تعظیم دل میں زیادہ ہو جاتی ہے اور نواہی سے جسم زیادہ دور رہتا ہے۔

شیخ علی ہجویری ہی کا قول ہے کہ اگر تم کسی کو دیکھو کہ وہ ہوا میں اڑ رہا ہے' آگ نگل رہا ہے اور پانی پر چل رہا ہے تو اس کو ولی نہ جانو بلکہ ولی وہ ہے جو شریعت کا پابند ہو۔

اسی طرح کشف المحجوب میں ہے کہ ابو یزید بسطامی سے لوگوں نے بیان کیا کہ فلاں شہر میں ایک ولی اللہ ہے۔ آپ نے اس کی زیارت کا ارادہ کیا جب اس کی مسجد میں پہنچے تو وہ شخص گھر سے نکل کر مسجد میں آیا اور آتے ہی تھوک دیا۔ آپ اس سے سلام کیے بغیر ہی واپس لوٹ آئے اور کہا کہ ولی شریعت کا پاسدار ہوتا ہے تاکہ باری تعالٰی اس کا مقام برقرار رکھے ــــــ اسی رات پیغمبرؐ کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے فرمایا "اے ابو یزید! جو تو نے کیا خدا تجھے اس کی برکات سے نوازے۔"

شیخ علی ھجویری کشف المحجوب میں آگے لکھتے ہیں کہتے ہیں کہ "ایک شخص ابو سعید کے پاس آیا اس نے اپنا بایاں پاؤں پہلے مسجد میں رکھا۔ شیخ نے اسے روکا اور کہا جو شخص اپنے دوست کے گھر داخل ہونے کے آداب سے واقف نہیں' وہ ہماری مجلس کے قابل نہیں یعنی (شریعت نے مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں قدم پہلے رکھنے کا حکم دیا ہے۔)

اسی طرح کرامت کے بارے میں کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ "

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرامت بجز مومن مطیع (کتاب و سنت یعنی شریعت کے مطیع) کسی سے معرض وجود میں نہیں آتی" _____ آگے چل کر لکھا ہے کہ "معجزہ کی شرط یہ ہے کہ وہ ظاہر ہو' کرامت کے لئے اخفا ضروری ہے کیونکہ معجزہ کا نتیجہ اوروں کے لئے ہوتا ہے اور کرامت صاحب کرامت کے لئے' علاوہ ازیں صاحب معجزہ کو معجزہ کا علم ہوتا ہے ولی کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ظہور پذیر ہونے والا فعل کرامت ہے۔

اسی طرح کشف المحجوب' صفحہ 314 میں لکھتے ہیں کہ "خوارق عادات از قسم معجزہ کرامت کافر کے ہاتھوں بھی رونما ہو سکتی ہے _____ مثلاً" فرعون نے چار سو سال عمر پائی اور اس عرصے میں کبھی کوئی بیماری اس کے نزدیک نہ آنے پائی۔ پانی اس کے عقب میں بلندی پر چڑھ جاتا وہ ٹھہرتا تو پانی بھی تھم جاتا تھا اس کی رفتار کے ساتھ ساتھ پانی بھی رواں رہتا۔---- اسی طرح شداد (صاحب ارم) اور نمرود کے متعلق محیر العقول باتیں مشہور ہیں۔ ثقہ روایات کے مطابق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قرب قیامت میں دجال نمودار ہو گا اور دعوی الوہیت کرے گا اس کے دونوں ہاتھوں میں دو پہاڑ ہوں گے دائیں ہاتھ میں راحت کا پہاڑ اور بائیں ہاتھ کا پہاڑ جائے عذاب ہو گا۔ وہ لوگوں کو دعوت دے گا اور اطاعت نہ کرنے والوں کو سزا دے گا۔

حضرت علی ہجویری فرماتے ہیں کہ _____ "اولیاء کرام کو کرامت پر اختیار نہیں ہوتا بعض اوقات وہ ظہور کرامت چاہتے ہیں اور بعض اوقات وہ کرامت نہیں چاہتے اور وہ معرض ظہور میں آجاتی ہے۔" (کشف المحجوب' ص 320)

پیر کرم شاہ صاحب بھیروی مقدمہ کشف المحجوب میں لکھتے ہیں کہ" حضرت جنید بغدادی کا قول ہے کہ یہ راہ تو وہی پاسکتا ہے جس کے دائیں ہاتھ میں قرآن پاک ہو اور بائیں میں سنت مصطفیٰ اور ان دونوں شمعوں کی روشنی میں قدم بڑھاتا رہے تاکہ شبہات کے گڑھے میں نہ گرے اور نہ بدعات کے اندھیروں میں پھنسے"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ ابو بکر طمستانی فرماتے ہیں کہ "راستہ کھلا ہوا ہے اور قرآن و سنت ہمارے سامنے موجود ہے۔" شاہ کلیم اللہ دہلوی فرماتے ہیں کہ "اگر تم فقراء کے مراتب کا پتہ لگانا چاہتے ہو تو ان کے اتباع شریعت پر نظر کرو شریعت معیار ہے اس کسوٹی پر فقیر کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے"۔

ان تمام اقوال سے ایک ہی بات واضح ہوتی ہے کہ پیر ولی وہ ہے جو پابند شریعت ہو بلکہ اللہ کا زیادہ مقرب وہ ہو گا جو شریعت کا زیادہ پابند ہو گا۔

کیا پیر الیاس نے جو طریقہ اپنی پیری اور فقیری کے لئے اختیار کیا ہے وہ شریعت سے ثابت ہے۔قطعا ایسا نہیں ہے بلکہ یہ طریقہ وہی ہے جو ہندو جوگی اور جین مت والے اختیار کرتے ہیں' پھر ولی و عابد اپنی عبادت کا اعلان و تشہیر نہیں کرتے بلکہ یہ باتیں ریاکاری کے زمرے میں آجاتی ہیں جو شرعی طور و طریقہ کی عبادت کا ثواب بھی ضائع کر دیتی ہیں چہ جائیکہ وہ امور جو شریعت سے کسی طرح ثابت ہی نہیں۔

عبادت وہی عبادت ہے جو رسول اللہ متعین فرماگئے وہ امور و معاملات جو رسول اللہ نے نہیں فرمائے اور جو نفس انسانی پر دشوار ہوں وہ قطعا جائز نہیں ہیں _____ بخاری شریف میں ایک واقعہ منقول ہے کہ _____ تین آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تشریف لائے آپ اس وقت گھر تشریف فرما نہیں تھے۔ ان لوگوں نے امہات المومنین سے رسول اللہ کی عبادت کے متعلق سوال کئے؟ امہات المومنین نے ان کے سوالات کے جوابات دے (یعنی نبی پاک کی عبادت کا طریقہ بتلایا) ان تینوں میں سے ایک نے کہا میں آج کے بعد کبھی روزہ نہیں چھوڑوں گا یعنی (ہر روز نفلی روزہ رکھوں گا اور کسی روز بغیر روزہ کے نہیں رہوں گا)----- دوسرے نے کہا میں ہر رات' ساری رات اللہ کی عبادت کروں گا یعنی (ایک لمحہ کے لئے سوؤں گا نہیں) _____ تیسرے نے کہا کہ میں کبھی شادی نہیں کروں گا اور ساری زندگی عبادت الٰہی کے لئے وقف کردوں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو امہات المومنین نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ کو ان افراد کے واقعہ اور ان کے اقوال سے آگاہ کیا۔۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت مسجد نبوی میں تشریف لے گئے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا! یہ یہ باتیں کن لوگوں نے کی ہیں ان تینوں نے اقرار کیا تو آپ نے فرمایا "لوگو! میں تم میں سے سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور تقویٰ والا ہوں مگر مجھے دیکھو میں روزے بھی رکھتا ہوں اور نہیں بھی یعنی (ہر روز نفلی روزہ نہیں رکھتا) میں راتوں کو عبادت بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں نے شادیاں بھی کی ہیں ۔۔۔۔۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے طریقے سے انحراف کیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔"

اس واقعہ سے ایک بات بالکل واضح اور ثابت ہوتی ہے کہ عبادت کا کوئی بھی طریقہ خواہ بظاہر کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو جب تک اس پر مدینہ کی سرکار کی مہر نہ لگی ہو قابل قبول نہیں اور عبادت وہی عبادت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے عین مطابق ہو اور اگر آپ کے طریقہ کے مطابق نہیں ہے تو وہ آپ کی ناراضگی اور ڈانٹ کا باعث ہو گی۔

اسی طرح کئی ایسے واقعات ہیں کہ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نفسی مشقت سے بچنے کا حکم دیا ہے شریعت نے عبادت میں خصوصا انسانی طبیعت پر بوجھل امور سے بچایا اور بچنے کا حکم دیا ہے۔

بلکہ قرآن پاک میں واضح طور پر ارشاد ہوا ہے کہ :-

لا یکلف اللّٰہ نفسا الا وسعھا (سورۃ البقرۃ، آخری آیت) "

ترجمہ" یعنی اللہ تعالیٰ کسی انسان کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح کو تین دن سے زیادہ باجماعت ادا نہ کیا کہ کہیں فرض ہو کر امت پر دشوار نہ ہوجائے ہر روز نفلی روزہ رکھنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ ایک دفعہ چند لوگوں کو دیکھا کہ وہ سروں پر پانی ڈال رہے ہیں۔ پوچھا کیا معاملہ ہے؟۔ بتلایا گیا اللہ کے رسول سفر میں روزہ کی وجہ سے مشکل میں ہیں آپ نے انہیں روزہ افطار کرنے کا حکم دے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا----- بخاری شریف کی کتاب التفسیر میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے رسول اللہ سے اجازت طلب کی کہ وہ سات دن سے کم میں مکمل قرآن پاک ختم کرنے اور ہر روز روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے پھر بھی اجازت نہ دی اور سختی سے منع فرما دیا اور فرمایا تجھ پر تیرے نفس کا بھی حق ہے۔

شریعت نے محض امت کی آسانی کے لئے سفر میں نماز کی تخفیف اور روزے سے رخصت کا حکم دیا ہے دین آسان ہے مشکل نہیں کئی روایات میں واضح طور پر نفس کے حق ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور نفس کشی سے منع کیا گیا ہے۔

باقی جہاں تک پیرالیاس کا بھوکا رہنا اور محض چند جو کے دانوں پر انحصار کا یہ بات پیرالیاس کی تہہ خانہ نما قبر کے حالات نے مشکوک بنا دی ہے۔ خصوصا" اس میں موجود ایک ایک فٹ کے دو سوراخوں کی موجودگی کہ جن سے چیزیں اندر دی اور باہر پہنچائی جا سکتی تھیں۔ کیا ان کے ذریعے سے خوراک کا انتظام نہ ہو سکتا تھا؟۔ پھر" قبر میں موجود گھڑا بھی ہماری اس بات کا واضح ثبوت ہے۔

کیا مائع خوراک بھی کافی نہیں ہوتی؟۔ اگر مان بھی لیا جائے تو بھی یہ کوئی کرامت اور ولایت کی دلیل نہیں ہو سکتی؟۔ کیا وہ سائنس دان جو خلاء میں سفر کرتے ہیں' وہ ٹھوس غذا کی جگہ چھوٹی چھوٹی گولیاں وغیرہ استعمال نہیں کرتے؟۔ (سائنس نے تو اس مسئلے کو قدرے آسان کر دیا ہے) تو کیا خلاباز سائنس دان بھی ولی ہیں؟۔

پھر گذشتہ دنوں بنگال کے ایک جین مت رہنما کی خبر آئی تھی کہ اس نے دو سو سے زیادہ دن کچھ کھائے پیئے بغیر گذارے تو کیا جین مت کا رہنما یعنی غیر مسلم ولی ہو سکتا ہے؟۔ گینز بک آف دی ورلڈ ریکارڈ میں کئی اور افراد کا تذکرہ بھی ملے گا جو مسلمان ہی نہ تھے۔ تو کیا ان کی بھوک ولایت کی دلیل ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گی؟۔ ہندو مت اور بدھ مت کی تاریخ ایسے کئی کرداروں کی گواہی دے گی جنہوں نے کئی کئی ماہ بھوکے پیاسے گزار دیئے بلکہ یہ طریقہ عبادت وگیان ہے ہی ان لوگوں کا اور اس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ محرف شدہ بائبل کتاب استثناء 9 : 18 کے مطابق جب بنی اسرائیل نے بچھڑے کی پوجا شروع کی تو ان کے نبی نے ان کی بخشش کے لئے چالیس دن رات بھوک برداشت کی جو کہ بعد ازاں یہودی اور عیسائی راہبوں نے اپنا وطیرہ بنا لیا یعنی اتنے دن بھوکا' پیاسا رہنا اسلامی طریقہ نہیں بلکہ یہودی اور عیسائی راہبوں کا طریقہ ہے۔ اسلام دین فطرت ہے اور فطرت کے اصولوں کے خلاف نہیں۔

ہندوستان کے گورنر جنرل لارڈ آک لینڈ کے ملٹری سیکرٹری و یلیم نے رنجیت سنگھ کے دور میں ایک کتاب "دی کورٹ اینڈ کیمپ آف رنجیت سنگھ" کے نام سے لکھی ہے جس کا ترجمہ آتش فشاں پبلی کیشنز نے "رنجیت سنگھ کا دربار" کے نام سے شائع کیا ہے۔ اس میں ایک سکھ فقیر کا واقعہ درج ہے اور ساتھ ہی اس کی تصویر بھی ہے جس نے پیر الیاس سے بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے' ملاحظہ فرمایئے۔

"لاہور میں آکر ایک فقیر نے دعوی کیا کہ اسے اگر ایک بکس میں بند کیا جائے تو بغیر خوردونوش کے زمین کے اندر جتنا عرصہ مقرر کیا جائے' اتنا عرصہ رہ سکتا ہے۔ رنجیت سنگھ نے قدرتی طور پر اس آدمی کے دعوی پر یقین نہ کیا اور اس بات کا ارادہ کرلیا کہ اس کا امتحان ضرور لیا جائے۔ اس غرض سے اس فقیر کو ایک لکڑی کے بکس میں بند کیا اور پھر زمین کے اندر ایک چھوٹے سے تہہ خانے میں رکھ دیا۔ اس بکس کا ایک ڈھکنا تھا جو قفل سے خوب مستحکم کر دیا گیا۔ اس تہہ خانے کے چاروں طرف مکان تھا جس کا دروازہ بھی مقفل تھا۔ ایک بند دیوار اس کے اردگرد موجود تھی اس کے ایک دروازے کو بھی اینٹوں سے چن کر بند کر دیا۔ سپاہیوں کی قطار جن کا مقررہ وقت پر پہرہ تبدیل کروایا جاتا تھا۔ اس غرض سے وہاں رکھی گئی کہ کوئی شخص اس جگہ کے قریب نہ پھٹکنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پائے۔ چالیس دن اور رات تک نہایت سخت نگہبانی اور محافظت کی گئی اور اس عرصے کے گزرنے کے بعد مہاراج مع اپنے نبیرہ اور چند سرداروں و نیز جنرل ونتور اور کپتان ویڈ اور مصنف کے اس جگہ پر فقیر کو نکالنے کے واسطے آئے۔ باہر کے دروازے کی اینٹیں اور مٹی علیحدہ کی گئی اس کے بعد باہر کے مکان کا قفل کھولا گیا اور آخرکار وہ بکس جس میں فقیر بند تھا، کھولا گیا۔ ہم نے دیکھا کہ فقیر ایک سفید چادر میں لپٹا ہوا تھا اور جب اس چادر کو اٹھایا تو اس آدمی کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اس کے ہاتھ اور بازو دونوں پہلوؤں کے ساتھ لپٹے ہوئے تھے اور وہ دو زانوں بیٹھا ہوا تھا۔ پہلی تدبیر جو اس کو زندہ کرنے کے لیے کی گئی، وہ یہ تھی کہ اس کے سر پر گرم پانی ڈالا گیا۔ اس کے بعد آٹے کی گرم روٹی اس کے سر کی چوٹی پر رکھی گئی۔ پھر موم کی ایک گولی اس کے نتھنے میں سے نکالی گئی۔ اس پر اس نے زور سے دم لیا۔ اب اس کا منہ کھولا گیا اور زبان جو تالو کے ساتھ لگی ہوئی تھی، اصلی جگہ پر لائی گئی پھر اس کی اور ہونٹوں کی تیل سے مالش کی گئی۔ اس وقت تک مجھے کلائی میں کوئی حرکت نبض کی محسوس نہیں ہوئی تھی۔ اگرچہ جسم کی حرارت صحت کے معمولی درجہ سے بہت زیادہ تھی، ٹانگوں اور بازوؤں کو سیدھا کر کے آنکھیں کھولی گئیں۔

اول الذکر کی خوب مالش کی گئی اور آنکھوں پر کسی قدر گھی چوپڑا گیا۔ میں نے دیکھا کہ آنکھوں کے ڈھیلے مدھم اور پھیلے ہوئے ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے کسی مردہ آدمی کے معلوم ہوتے تھے۔ اس وقت فقیر نے ایسی علامت ظاہر کی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ جان پڑ رہی ہے۔ نبض محسوس ہونے لگی اور نیز جسم کی غیر طبعی حالت بھی فوراً کم ہو گئی۔ اس نے دو دفعہ بولنے کی کوشش کی مگر ضعف کے سبب سے نہ بول سکا اور آخرکار چند الفاظ اس کے منہ سے نکلے مگر آواز ایسی نرم اور کمزور تھی کہ کچھ سمجھ میں نہ آئی۔ رفتہ رفتہ اس کی آواز قائم ہو گئی اور آس پاس کھڑے بعض آدمیوں کو پہچان لیا اور مہاراج سے جو سامنے بیٹھے اس کی حرکات کو دیکھ رہے تھے، ہم کلام ہوا۔ جس وقت فقیر گفتگو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے قابل ہو گیا تو اس مرحلے کی کامیابی کو مشتہر کرنے کے لیے توپیں سر کی گئیں اور نیز اظہار مسرت اور طریقوں سے بھی کیا گیا۔ رنجیت سنگھ نے ایک بھاری طلائی زنجیر اس کے گلے میں ڈال دی اور تو نگل طلائی اور دو شالے و دیگر اسباب نمائش بھی اس کو دیا گیا۔

اگرچہ یہ کارنامہ اہل یورپ و اہل ہند کے لیے ایک عجوبہ تھا لیکن "فری نولوجی" کے اصول پر اس کی تشریح کرنا تو مشکل ہے گو ناممکن نہیں۔ اس آدمی نے نہ صرف اس بات کا انکار کیا کہ اس نے کوئی چیز کھائی پی نہیں بلکہ یہ بھی کہتا ہے کہ چالیس دن رات کے عرصہ میں اس نے تنفس کے عمل کو بھی بالکل بند رکھا۔ ظاہری صورت سے تو اس لمبی فاقہ کشی نے اپنا معمولی اثر پیدا نہیں کیا۔ کیوں کہ یہ آدمی نہایت اچھی صحت کی حالت میں دکھائی دیتا ہے جس سے ظاہر ہے کہ فعل ہضم و تغذیہ معدہ میں بدستور قائم رہا مگر وہ اس سے بھی منکر ہے اور ایمان سے اصراف کرتا کہ تمام عرصہ کو اس نے ایک نہایت خوشگوار سماء وہی میں وقت گزارا ہے۔ یہ بات مشہور ہے کہ اہل ہند ہمیشہ ریاضتوں کی مدد سے کئی کئی دن تک نہایت ہی قلیل خوراک پر اپنے آپ کو زندہ رکھ سکتے ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے کہ عرصہ کی ریاضت کے بعد یہ لوگ چند منٹ تک اپنے پھیپھڑوں میں ہوا کو بند کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ بات ہرگز سمجھ میں نہیں آتی کہ ہاضمہ اور تنفس کا عمل کس طرح سے اتنی دیر تک روکا جا سکتا ہے۔ اس عمل کے انجام دہی کے زمانے میں اس فقیر کا پوشیدہ رہنا بجائے اس کے کہ اس کے کرتب کو زیادہ حیرت انگیز بنا دے۔ ان وسائل کے اخفاء کا باعث ہوتا ہے جن کے ذریعے سے یہ اس کرتب کو انجام دیتا ہے جب تک وہ اس بات کو نہ مان لے کہ اس حبس کے زمانے کو ایسی جگہ میں جہاں اس کی حرکات دکھائی دیتی رہی۔ گزارنا منظور نہ کرلے تب تک اس کے متعلق کوئی رائے قائم کرنی فضول ہے جو لوگ علم حیوانات سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ ایک حیوان کے سر کو علیحدہ کرنے کے بعد بھی دل کی حرکت قائم رہتی ہے اور پھیپھڑوں کا عمل جاری رہتا ہے لیکن اس بات کو ایک منٹ کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مان لینا کہ بغیر تازہ خون بننے کے جس میں بلاشبہ فعل تنفس بھی شامل ہے جس کا انتظام کچھ دیر تک بھی جاری رہ سکتا ہے بالکل لغو ہے اور اگرچہ غشی کی حالت میں جو ڈوبنے یا پھانسی دینے یا بدبودار ہواؤں سے طاری ہوتی ہے۔ رفتار خون اور تنفس کچھ دیر تک رک جاتے ہیں مگر اس کے لیے بھی ایک حد مقرر ہے جس سے بڑھ کر جان ختم ہو جاتی ہے اور کوئی طاقت جس سے ہم واقف ہیں اس کو پھر دوبارہ پیدا نہیں کر سکتی۔ خود میری رائے یہ ہے کہ آدمی تنفس و رفتار خون اور ہاضمہ سے اس درجہ تک کام لیتا رہا جو جان کے قائم رکھنے کے لیے مناسب ہے اور دیر کی مشق کے بعد اس نے یہ ملکہ پیدا کر لیا کہ جس وقت وہ بند کیا جا رہا تھا اور پھر جب اس کو باہر نکال رہے تھے تو اس نے ہوا کو اپنے پھیپھڑوں میں چند منٹ تک جمع کرایا تھا مگر یہ بات میرے قیاس میں اس طرح نہیں آتی کہ اس کو غذا اور پانی کس طرح ملتا رہا۔ لوگ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے یہ آدمی بتدریج ہاضمہ کے عمل پر قادر ہو جاتا ہے اس لیے جو دودھ پیا جائے اس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی _____ دوسرا فعل اس کا یہ ہے کہ اپنے جسم کی تمام ہوا کو اپنے دماغ میں پہنچاتا ہے جس کے سبب سے کہتے ہیں کہ سر کی حالت گرم کوئلہ جیسی ہو جاتی۔ اس پر پھیپھڑے رک جاتے ہیں اور دل کے لیے جب کوئی چیز محرک نہیں ہوتی تو بند ہو جاتا ہے اور جب اس سے ہاضمہ انہضام' تقسیم غذا' تنفس اور رفتار خون کا انتظام ہو جاتا ہے تو جسم کے جملہ راستے بند ہو جاتے ہیں اور دوزانوں بیٹھ کر دونوں بازو پہلوؤں پر دبا رکھے جاتے ہیں۔ غرض یہ آدمی اس صورت میں ہو جاتا ہے جیسا بکس کھولنے کے وقت دیکھا جاتا ہے _____ اگرچہ یہ سارا بیان طفل تسلی ہے مگر یہ تشریح لاہور کے سادہ لوح آدمیوں نے یہ کرتب جیسلمیری میں بھی کامیابی کے ساتھ دکھایا اور لعبت لولو کی جدید طبع شدہ کتاب میں اس کا ذکر درج ہے۔ (رنجیت سنگھ کا دربار' ص 81 تا 84)

اس سکھ کو یقیناً" ولی ماننا پڑے گا

آپ نے ولیم آسبرن کی تحریر اور سکھ فقیر کا واقعہ پڑھ لیا۔ اب آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں واقعات کا خود موازنہ کر کے یہ بتائیں کہ اگر ہم پیر الیاس کو ولی مان لیں تو پھر اس سکھ کو بھی یقیناً" ولی ماننا پڑے گا۔ کیوں کہ ان دونوں واقعات کی اکثر باتیں باہم ملتی ہیں یا پھر ولایت کے لیے اسلام و شریعت کو بنیاد اور اصل الاصول کی حیثیت دینا ہوگی۔ اگر اسلام اور شریعت کی واقعتاً" اصل الاصول اور بنیادی حیثیت ہے تو پھر لامحالہ پیر الیاس محض شعبدہ باز قرار دیا جائے گا۔

میں آخر میں پھر کشف المحجوب کے حوالہ سے عرض کروں گا کہ "ولی" مستعر ہوتا ہے، مشہور نہیں ہوتا۔ مطلب یہ ہے کہ جس نے شہرت سے پرہیز کیا اور صرف اس بناء پر کہ شہرت فتنہ پرور ہوتی ہے۔ (حوالہ کشف المحجوب، ص 310) اور جو اخبارات کے ذریعے پیری فقیری کا سامان تشہیر کرے۔ وہ کون ہوگا؟۔

ہفت روزہ "اہل حدیث" 9 جون 1995ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرؓ، عائشہؓ اور انکار حدیث

چند اہل حدیث کہلانے والے نوجوانوں نے ایک ماہنامہ پرچہ بنام صراط مستقیم جاری کیا ہوا ہے۔ اس پرچے کو ان لوگوں نے اولا مختلف علماء اہلحدیث کے انٹرویوز سے معروف کیا' ساتھ ساتھ مختلف مصنفین کی کتب سے گاہ بگاہ اقتباسات شائع کرتے رہے۔ اب جبکہ یہ پرچہ اہلحدیث عوام میں کچھ معروف ہو گیا ہے تو اچانک اس میں حضرت عمرؓ حضرت عائشہؓ کے حوالے سے مشہور غالی حنفی مولانا حبیب الرحمان کاندھلوی کا ایک مضمون بالاقساط شائع کر دیا گیا ہے۔ اس مضمون میں محرر نے کھل کر حدیث' اصول حدیث' حجیت حدیث' صحیح بخاری اور آئمہ حدیث پر طعن و طنز کیا ہے اور لفظوں کے کھیل کے ذریعے ایسا مواد فراہم کیا ہے کہ نادان افراد خواہ مخواہ گمراہ ہو سکتے ہیں۔

اہلحدیث مکتبہ فکر سے تعلق کا اظہار کرنے والے لوگوں کی طرف سے اس مضمون کا شائع کیا جانا انتہائی افسوسناک بات ہے خصوصا اس مضمون کی اشاعت کی نہ کوئی ضرورت تھی نہ ہی کوئی ایسی بحث جاری تھی،اس سے کوئی امت کی خدمت نہیں ہوئی نہ ہی مسلک و جماعت کی خدمت ہوئی ہے بلکہ انجان لوگوں کی گمراہی کا سامان فراہم کیا گیا ہے چہ جائیکہ غیر اہلحدیث کی طرف سے شائع ہونے والے غلط لٹریچر کا جواب دیا جائے الٹا اپنے ذرائع مسلک دشمنوں کے لیے فراہم کرنا مسلک دشمنی ہے۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جن لوگوں نے ایسا تباہ کن مضمون شائع کیا ہے' وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ اور ڈاکٹر کہلانے کے باوجود مدارس دینیہ کی تعلیم سے ناآشنا ہیں اور انہیں اپنے علماء کی کتب تک بھی رسائی نہیں ہے ورنہ وہ جانتے کہ اس مضمون میں لکھی گئی باتیں نئی نہیں ہیں بلکہ دہرائی گئیں ہیں اور ان کا جواب علماء اہلحدیث کی طرف سے بار بار دیا جا چکا ہے۔

اہل الرائے کو شروع دن سے ہی حدیث اور اصحاب حدیث سے بلاواسطہ وجہ کا بیر ہے چنانچہ وہ مختلف بہانوں سے تمام منطقی و غیر منطقی اور لسانی زور لگا کر حدیث، حجیت حدیث، آئمہ حدیث کو عامتہ المسلمین کی نگاہوں میں مشکوک کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ عبارات کی کتر بیونت، تحریف لفظی و معنوی استعمال کر کے انجان لوگوں کی گمراہی کا سامان پیدا کرتے رہتے ہیں۔

کبھی روایت پر درایت کو اہمیت کے بہانے، کبھی حدیث کے حوالے سے ظن و یقین کے بحث کر کے کبھی جرح و تعدیل کے اصولوں کے غلط استعمال کے ذریعے۔اہل الرائے کے ان حربوں کو انجان لوگ نہیں سمجھتے مگر اہل حدیث علماء خوب جانتے ہیں اور پہچانتے ہیں چنانچہ انہوں نے ایسے ایسوں کی خوب خبر لی۔

افسوس تو اہلحدیث کہلانے والے ان نوجوانوں پر ہو رہا ہے جنہوں نے اس سازش اور فتنہ کی اشاعت کے لیے اپنے ذرائع مہیا کئے ہیں ـــــ کاش اس پرچے کے ادارہ میں کوئی ایک فرد ہی نظریاتی طور پر پختہ ہوتا اور اہل الرائے کے ان حربوں سے آگاہ ہوتا یا اپنے علماء و محدثین پر اعتماد کرنے والا ہوتا تو اس طرح کا زہریلا مضمون شائع نہ ہوتا۔

اس مضمون کے شائع ہونے پر اکثر علماء اہلحدیث نے افسوس کا اظہار کیا ہم نے براہ راست ایک ذمہ دار سے گفتگو کی تو اس نے جان چھڑاتے ہوئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا کہ ہماری ایک اہم میٹنگ جاری ہے آپ اس کا جواب لکھیں۔ ہم شروع میں یہ سمجھتے رہے کہ شاید یہ مضمون نادانستہ شائع ہوا ہے مگر احتجاج کے باوجود دوسری اقساط کا شائع کیا جانا یہ ثابت کرتا ہے کہ اشاعت عمداً" کی جا رہی ہے

_____ بعدہ' قومی سیرت کانفرنس اسلام آباد میں انہی نوجوانوں کے گروپ کا ایک فرد عامر عبداللہ محمدی سے ملا اس سے بھی بات ہوئی تو اس نے مولانا عطاء الرحمان ثاقب (علامہ شہید کے سابق سیکرٹری) کی موجودگی میں کہا کہ اسلام آباد کے ایک صاحب ہمیں امداد دیتے ہیں یہ مضمون ان کے کہنے پر شائع کیا گیا۔ اس پر عطاء الرحمان ثاقب کہنے لگے ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ کچھ تجارتی مجبوریاں ہیں۔

بہر حال اس رزق کا کیا فائدہ جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی۔

_____ جو مسلک کی بنیادیں ڈھانے کا باعث بنے ایسی امداد و اعانت پر لعنت

_____ ہم نہیں سمجھتے کہ معاملہ وہی ہے جو عامر عبداللہ کی زبان سے نکلا

_____ ممکن ہے بزعم خود علاماؤں کے گروہ نے یہ باتیں پہلی بار دیکھی ہوں اور غالی اہل الرائے کاندھلوی کے اس مضمون سے مرعوب ہو گئے ہوں اور یہ بھی نہ سوچا ہو کہ اس کی گزند کہاں کہاں تک پہنچے گی۔

صحیح البخاری کو بالاتفاق امت مسلمہ "اصح الکتاب بعد کتاب اللہ" کہا جاتا ہے اور اس اجماع کو صدیوں نے ثابت رکھا ہے بلکہ پائیدار کیا ہے۔ اب اگر صحیح بخاری ہی کو ناقابل اعتبار قرار دے دیا جائے تو علم حدیث کا تو اللہ ہی حافظ ٹھہرتا ہے یہ ہے وہ مقصد جو اہل الرائے اور منکر حدیث گروہ کے پیش نظر ہے اور جس کے لیے ان کے پیٹ میں درد ہوتا رہتا ہے اور جس کے لیے یہ لوگ آلہ کار بن گئے ہیں۔

ان نوجوانوں کو چاہیے تھا کہ یہ مضمون شائع کرنے سے پہلے روپڑی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاندان کے علماء کرام کو ہی دکھلا لیتے (کہ جن کے نام کو استعمال کر کے ایک حلقہ اثر پیدا کیا جا رہا ہے) یہاں مجھے روپڑی خاندان کے علمائے کبار سے بھی عرض کرنا ہے کہ وہ ان نوجوانوں کی سرپرستی کرتے ہیں تو ان کی سرگرمیوں پر بھی نظر رکھیں جس خاندان نے ہمیشہ حدیث' حجیت حدیث اور آئمہ حدیث کا دفاع کیا ہو آج اسی خاندان کے زیر سایہ (زیر چراغ) اندھیر مچا ہوا ہے۔ حضرت حافظ عبداللہ روپڑیؒ نے اس مضمون میں مندرج حجیت حدیث کے خلاف اشارات جیسے اشارات کا کھل کر جواب دیا ہے ان کی تصانیف خصوصا تعریف اہل سنت اور فتاوی کی پہلی بحثیں (جو مولانا مودودی کے حوالے سے ہیں) انہی پر مشتمل ہیں۔ پھر کاندھلوی صاحب نے عمر عائشہؓ کے حوالے سے کوئی نئی بات نہیں کی بلکہ اس مضمون میں حکیم نیاز احمد سرگودھوی کی کتاب سے چربہ کیا ہے (جس کی مدح کاندھلوی صاحب نے مضمون میں بھی کی ہے) اور اس کتاب کا مسکت جواب حضرت مولانا محمد صدیق سرگودھویؒ (جو خاندان روپڑی کے شاگرد ہیں) نے "تسہیل المھمہ عن کشف عمر الامۃ" میں دے دیا ہے اور مولانا محمد صدیق سرگودھویؒ کی کتاب "جامع القدس" کے مکتبہ عزیزیہ سے مل جاتی ہے' کم از کم وہی دیکھ لی ہوتی۔ جہاں تک بات ہے حدیث' حجیت حدیث اور آئمہ حدیث کے متعلق طعن و تشنیع کی تو یہ اہل الرائے اور منکرین حدیث کا پرانا حربہ ہے جس کا ہر دور میں اہلحدیث نے جواب دیا ہے۔

زیر نظر مضمون میں جو نکات اٹھائے گئے ہیں ایسے ہی شبلی نعمانی نے " سیرۃ النعمان" میں بھی اٹھائے تھے اور ان کا جواب حسن البیان میں مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی نے دے دیا تھا اسی طرح سبیل الرشاد میں بھی تھے جن کا جواب الارشاد الی سبیل الرشاد میں ہو گیا اور رہی سہی کسر نمبروار مولانا محمد صدیق سرگودھوی نے اپنی کتاب میں پوری کر دی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگرچہ ہم اس پر بحث کرنا نہیں چاہتے تھے لیکن جو زہر اس پرچے کے ذریعے پھیلا ہے (کہ عوام نے سمجھا ہوگا کہ اہلحدیث کہلانے والوں کا نظریہ یہی ہے کہ حدیث، حجیت حدیث، آئمہ حدیث اور اصول حدیث کا مذاق اڑایا جائے) اس کے تدارک کے لیے مختصراً" بحث کریں۔

جناب حبیب الرحمان کاندھلوی نے اپنے مضمون میں سب سے زیادہ زور عقل، حسیات اور مشاہدے کی تصدیق پر دیا ہے لکھتے ہیں ____ "جو حدیث حسیات اور مشاہدے کے خلاف ہو وہ یقیناً موضوع ہو گی حتیٰ کہ ابن جوزی تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ جو روایت عقل صریح کے خلاف ہو یقیناً وہ موضوع ہو گی بلکہ ایسی روایت کے راویوں پر بحث بھی فضول ہے"-- یہ کاندھلوی صاحب کی نئی بات نہیں وہ بہانہ ہے جس کو بنیاد بنا کر منکرین حدیث اور اہل الرائے نے اکثر احادیث کا اصول بنا کر محدثین کی تائید پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

کاندھلوی صاحب نے یہاں ابن الجوزی کا حوالہ دے کر اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کیا وہ بتلائیں گے (وہ تو مرحوم ہو چکے ہیں کیا بتلائیں گے ان کے حواری بتلائیں گے) کہ ابن جوزی نے عمر عائشہؓ والی احادیث کو بھی موضوع قرار دیا ہے کہ جس طرح کاندھلوی صاحب نے دیا ہے اور کیا بخاری: مسلم کی احادیث بھی ابن جوزی کے ہاں موضوع تھیں؟ جس طرح کاندھلوی نے یقین کی زمین پر شک کا بیج بونے کی ناکام کوشش کی ہے اور باتفاق امت اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کے متعلق ذہن گندے کرنے کی سازش کی ہے حالانکہ ابن جوزی امام بخاری اور ان کی صحیح کے حد درجہ کے مداح ہیں اور صحیح البخاری کو اصح الکتاب کا ہی درجہ دیتے ہیں۔

منکرین حدیث اور اہل الرائے کو بخوبی احساس ہے کہ امام بخاری نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے ہاتھ باندھ دیے ہیں امام بخاری "امیر المومنین فی الحدیث" ہیں اور ان کی کتاب حدیث کی صحیح ترین کتاب ہے جس کی تمام روایات اعلیٰ درجے کی صحیح ہیں چنانچہ وہ مختلف حربوں سے امام بخاری اور صحیح بخاری پر حملے کرتے رہتے ہیں تاکہ حدیث کے اس قلعہ کو فتح کرلیا جائے تو باقی آسان ہوں گے۔

کاندھلوی صاحب نے عمر عائشہ والی حدیث سے بخاری و مسلم دونوں میں صحیح سے نچلے درجے کی احادیث تو دور کی بات ہے موضوع ہی قرار دیا ہے جو کہ حدیث کے زمرے میں ہی نہیں آتیں' صحیح غیر صحیح کی بحث کی بحث تو بعد کی بات ہے۔

روایت و درایت کے اصول کو بنیاد بنا کر ہر ایک اپنی عقل کو پیش کرے اور اپنے مشاہدے کو کسوٹی بنا کر احادیث کو پرکھنا شروع کر دے تو پھر خدا ہی حافظ ہے کیا ہر عقل تام اور ہر مشاہدہ کامل ہوتا ہے' مجتہد بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ جو اجتہاد کر رہا ہے' واقعتاً صحیح ہو گا چہ جائیکہ کاندھلوی صاحب کی طرح کا چربہ کرنے ولا فرد نیز دن کے بارہ بجے اندھیرے کمرے میں بیٹھ کر آنکھیں ملنے والا جاہل مطلق بھی اپنی بیوقوفانہ عقل اور کنویں کا مینڈک اپنے مشاہدے کا رونا روئے تو وہ بھی عبث اور فضول ہو گا۔ کیا یہ وہ ہتھیار ہے کہ جو ہر ایک کے ہاتھ میں دے دیا جائے؟۔ اور کیا واقعتاً احادیث اور فرمان نبوی کو عقل پر ہی پرکھنا ہو گا کئی ایسے معاملات ہیں جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سمجھ میں آتے ہیں کہ رسول اللہ قیامت تک کے ہادی اور رسول ہیں نبوت و رسالت کی ہر بات اگر امتی اپنی عقل سے ہی پرکھنے لگے تو ایمان بالغیب اور ایمان بالرسالت کیا ہے؟۔

جہاں تک "روایت و درایت" کی بحث کا تعلق ہے تو اس ضمن میں ہم علماء کرام کی تصریحات نقل کریں گے تاکہ معلوم ہو کہ روایت اور درایت کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصول کیا ہے؟۔ کاندھلوی صاحب اور دیگر منکرین حدیث و اہل الرائے اس کو بنیاد بنا کر کس طرح دھوکا دہی کرتے اور عوام کو گمراہی کا سامان فراہم کرتے ہیں ورنہ حدیث کا تعلق نقلیات سے ہے عقلیات سے نہیں' ساری احادیث اصولی ہیں اور شرعیات سے ہیں جبکہ فقہ تک کا تعلق فروعات سے ہے نیز مقبول حدیث کے لیے کسی صاحب اصول نے درایت کو لازم شرط قرار نہیں دیا۔

مولانا کاندھلوی نے اپنے اس اصول میں امام ابن الجوزی کا حوالہ دیا ہے وہ درحقیقت وہی حوالہ ہے جو سیرۃ النعمان اور مقدمہ سیرت میں مولانا شبلی نعمانی نے امام بخاری کی کتاب فتح المغیث کے حوالے سے نقل کیا ہے کاندھلوی صاحب اگر خود اصل کتاب سے رجوع کر لیتے تو شاید اس طرح حوالہ نہ دیتے (شاید پھر بھی حوالہ دے دیتے کہ مطلب بر آری کے لیے ضروری تھا) خود شبلی سیرت النبی میں جہاں اس حوالے کو نقل کر چکے ہیں بعد میں چوتھے طبع کے وقت حاشیہ پر اعتراف کرتے ہیں کہ افسوس یہ ہے کہ کتاب نہایت غلط چھپی ہے اس لیے بعض عبارتیں ہم نے اس نسخہ کے موافق غلط نقل کی ہیں یہ اصول ابن جوزی کے قائم کردہ نہیں۔

مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی نے "سیرۃ النعمان شبلی" کے جواب میں حسن البیان تصنیف کی تو اس میں مولانا شبلی کو مخاطب کر کے کہا "ابن الجوزی محدث کا قول محدث سخاوی کی کتاب میں آپ کو ملا مگر باہم آپ نے ابن الجوزی کے کلام کا مطلب نہیں سمجھا درایت کے معنی آپ لکھتے ہیں کہ درایت سے مطلب یہ ہے کہ جب کوئی واقعہ بیان کیا جائے تو اس پر غور کیا جائے کہ وہ طبعیت انسانی کے اقتضائے زمانہ کی خصوصیتیں' منسوب الیہ کے حالات اور دیگر قرائن عقلی کے ساتھ کیا نسبت رکھتا ہے؟۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ بتقضائے طبیعت انسانی تو درایت کے وہی سچے معنی ہیں جس کی بنا پر نیچری لوگ مروڑی مرغی حلال کہتے ہیں (یعنی جس کو تم ذبح کرو وہ حلال اور جس کو اللہ مارے وہ کس طرح حرام ہو گئی؟) صاحب سیرۃ النعمان نے باقتضائے ملازمت علی گڑھ کالج یہی بات لکھی ہے۔ نیچری لوگوں کا یہ اصول ہے کہ وہ حدیث نیچر یعنی طبیعت انسانی (حیات و عقل) کے اقتضا کے خلاف ہو وہ قابل تسلیم نہیں ہے اسی وجہ سے وہ لوگ حضرت عیسیٰ کا بن باپ کے پیدا ہونا نہیں مانتے اور معجزات کا انکار کرتے ہیں۔ ابن الجوزی نے جو موضوع حدیث کی علامت لکھی ہے کہ مضمون اس حدیث کا عقل کے خلاف ہو اس کے معنی یہ ہیں کہ مومن کی عقل شریعت محمدی میں ایسی بات ہونے سے ابا کرتی ہو جیسے شارع کا جھوٹ بولنا جس میں کوئی تاویل نہ ہو سکتی ہو یا اس روایت میں ایسی باتیں ہوں جو شرعا بداہتہ باطل ہوں جیسے اجسام کا قدیم ہونا یا صانع کی نفی' ایسی روایتوں کو موضوع کہنا اس پر موقوف نہیں کہ ان کے رواۃ دیکھے جائیں چنانچہ فتح المغیث سے ابن الجوزی کا قول نقل کیا گیا ہے) یوں لکھا ہے۔

"والركة في المعنى كان يكون مخالفا للعقل ضرورة او استدلالا ولا يقبل تاويلا بحال نحو الاخبار من الجمع بين الضدين و عن نفي الصانع وقدم الاجسام وما اشبه ذالک لانه لا يجوز ان يرد الشرع بماينافي مقتضى العقل"

یعنی اور حدیث کے موضوع ہونے کی شناخت ایک یہ ہے کہ معنی ٹھیک نہ ہوں جیسے معنی کا بداہتہ یا ازروئے دلیل کے خلاف عقل ہونا جس میں کوئی تاویل نہیں ہو سکتی جیسے دو مخالف باتوں کے اکٹھا ہونے یا صانع کی نفی یا اجسام کا قدیم ہونا اور جو اس قسم کی بات ہے کیونکہ خلاف عقل باتیں شریعت میں وارد نہیں ہو سکتیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی بعض مثالیں ملاحظ ہوں جس سے یہ مسئلہ بالکل واضح ہو جائے گا جنہوں نے قرآۃ فاتحہ خلف الامام کے بارے میں بعض صحابہ کا یہ قول پیش کیا ہے کہ "جو امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھے اس کے منہ میں نجاست یا آگ بھر دی جائے۔ امام بخاری نے جزء قرات میں اس روایت کو اصول روایت کے علاوہ اصول درایت پر بھی جانچا ہے یعنی صحابہ کا امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا ثابت ہے جس میں کلام نہیں اور اصحاب رسول کا یہ طریقہ نہ تھا کہ اگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہوتا تو کلمات زشت منہ سے نکالتے اور اس طرح کی سخت ترش بات نہ کرتے بلکہ کہتے اللہ فلاں پر رحم کرے یوں نہیں یوں ہے۔ اس حالت میں خلاف عقل یہ بات ہے کہ باوجود اس بات کے علم کے کہ صحابہ رسول اللہؐ قراۃ خلف الامام پڑھتے ہیں کوئی صحابی اس طرح کیسے کہہ سکتا ہے کہ ان کے منہ میں نجاست بھردی جائے یا آگ بھردی جائے۔

رفع الیدین کی روایت (جس کو بڑے بڑے صحابہ خلفاء راشدین، عشرہ مبشرہ نے روایت کیا ہے) اس کے خلاف ان مسعود کے فعل کی صحت ماننی اور کہنا کہ آپؐ نے رفع الیدین نہیں کیا اصول درایت کے خلاف ہے کیونکہ اتنے صحابہ کی تکذیب لازم آتی ہے اب اتنے اور ایسے جلیل القدر صحابہ کا جھوٹ بولنا مومن کی عقل جائز نہیں رکھتی۔

لفظ درایت کے لغوی معنی اور متعارف معانی و جدید اصلاح میں فرق ہے لغت میں اس کے متعدد مصادر ہیں۔ "درایدری ابہ میدری دریا و دریۃ و دریۃ و دریانا و ودریانا ودرایۃ وہی الاثر الاستعمال (یائی) علمہ او توصل الی علمہ بضرب من الحیلۃ (محیط المیط) آخر میں فرمایا وعلم الدرایۃ علم الفقہ اصول الفقہ (ص: 83، ج: 1) القاموس، المحیط، المصباح، المنیر وغیرہ کتب لغت میں اس کا معنی علم یا مخصوص توجہ سے کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیز کا جاننا مرقوم ہے۔ علم فقہ یا اصول فقہ یہ مخصوص انداز ہے دینی علوم میں غور و تدبر کا، اس کا عرفی مفہوم بھی اس کے قریب قریب ہے۔

کشف الظنون میں ہے کہ "العلم بدایۃ الحدیث وھو علم باحث عن المعنی المفھوم من الفاظ الحدیث و عن المراد منھا بنیا علی القواعد العربیۃ و ضوابط الشریعۃ و مطابقالا حوال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم" (ص: 123، ج: 1) یعنی اس علم میں احادیث نبویہ کے معانی اور مقاصد سے عربی زبان کے قواعد اور شریعت کے ضوابط اور آنحضرتؐ کے حالات کے مطابق غور کیا جاتا ہے۔

ابجد العلوم میں ہے "قال الشیخ شمس الدین الاکفانی السخاوی درایۃ الحدیث علم تصرف منہ انواع الروایۃ واحکامھا و قروط الروایۃ واصناف المرویات و استخراج معانیھا و یحتاج الی یحتاج الیہ علم التفسیر من اللغۃ والنحو والتصریف والمعانی والبیان والبدیع والاصول وتحتاج الی تاریخ النقلۃ (ص: 483، ج: 2) یعنی علم درایت حدیث سے روایت کے اقسام، شروط اور احکام مرویات کی اقسام اور ان کے معانی کا استخراج ہوتا ہے اور اس میں لغت، نحو، صرف، معانی، بیان اور بدیع کی اسی قدر ضرورت ہے جس قدر علم تفسیر میں اور ناقلین حدیث کے متعلق تاریخ معلومات یعنی موالید اور وفات کا تذکرہ بھی ہوتا ہے۔

علامہ احمد بن مصطفیٰ طاش زادہ (ف 269ھ) نے علم درایۃ کے متعلق لکھا ہے کہ ھو علم یبحث فیہ عن المعنی المفھوم من الفاظ الحدیث وعن المعنی المراد منھا بینا علی قواعد العربیۃ و ضوابط الشریعۃ مطابقاالاحوال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اس کا موضوع احادیث نبویہ بلحاظ معانی و مقاصد ہیں اس کی غایت آداب نبویؐ کے ساتھ ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور علوم عربیہ اس کے مبادی ہیں یعنی اس علم میں آنحضرتؐ کے حالات اور عربی علوم کی روشنی میں احادیث کے معانی و مفاہیم پر بحث کی جاتی ہے۔ مندرجہ بالا تعریفات سے معلوم ہوا ہے کہ :-

1- درایت کوئی مدون فن نہیں بلکہ عربی زبان اور اس کے متعلقات اور اصول فقہ و اصول حدیث میں مزاولت اور مہارت سے خود بخود ایک ذہن پیدا ہوتا ہے جس سے حدیث کے مفہوم کی بعض پیچیدگیاں بعض اوقات حل ہو جاتی ہیں۔

2- روایت اور رجال کے مباحث میں بھی اس سے فائدہ حاصل ہو سکتا ہے لیکن اس کا زیادہ تر تعلق معانی اور مفاہیم سے ہوتا ہے بعض تاریخی مباحث بھی اس سے حل ہو سکتے ہیں رجال کی پیدائش و وفات' اتصال' انقطاع' ارسال' اعضال وغیرہ کے متعلق بھی اس سے روشنی پڑتی ہے۔ (گو ان مباحث کا براہ راست تعلق اصول حدیث سے ہے)

3- ناقلین تاریخ سے نسخ کے مباحث میں بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے گو اصل اصول فقہ سے ہے۔

4- حدیث کا طالب علم خوب جانتا ہے کہ حدیث کے رواۃ اور اسانید کے متعلق آئمہ حدیث نے کس قدر محنت کی ہے اور ان کے حالات کی کس قدر چھان پھٹک کی ہے تاریخ ہم تک اسی قسم کے اسانید کے واسطے سے پہنچی ہے لیکن اس کے رواۃ اور اسانید حدیث کے رواۃ و اسانید کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ (اس کا اعتراف شبلی نے مقدمہ سیرت میں بھی کیا ہے)

آئمہ اسلام میں بعض محدث ہیں بعض مورخ اور اخباری' بعض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں فنون کے ماہر ہیں۔ اگر اخباری روایت احادیث کے خلاف آ جائیں تو آئمہ حدیث اسے تعارض نہیں سمجھتے۔ تطبیق کی بجائے وہ حدیث کو ترجیح دیتے ہیں جو کہ معقول بات ہے۔

فن درایت کا منشایہ معلوم ہوتا ہے کہ بسا اوقات درایت کی وجہ سے ایسے قرائن جمع ہو جاتے ہیں جن کی بنا پر اخباری روایات کو حدیثی روایات پر ترجیح دینا درست معلوم ہوتا ہے۔ درایت کی تعریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فن میں اہم فائدہ یہی ہے۔

محض شخصی عقل اور تجربہ قرائن کی بنیاد نہیں ہونا چاہیے بلکہ اساس پھر بھی روایت اور واقعات پر ہونی چاہیے بلکہ اگر صحیح روایات کی تغلیط محض عقلی، عقلی احتمالات ایک مستند قصہ کی تغلیط کے لیے کافی نہیں بلکہ اگر صحیح روایات کی تغلیط محض عقلی احتمالات سے کی جائے تو اس کا مطلب روایت و درایت دونوں کی تکذیب ہو گا اور اگر قرائن کی بنیاد کوئی دوسری حدیث ہو تو اعتماد روایت پر اور قرائن ترجیح کا موجب ہو گا۔

پھر درایت صاحبان علم (جو تمام مطلقہ علوم کے ماہر ہوں) کا کام ہے ہر ایرے غیرے نتھو خیرے کا نہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آئمہ سنت کو اس فن کی ضرورت چند وجہ سے ہوئی چونکہ روایت بالمعنی کے متعلق آئمہ میں پہلے ہی اختلاف تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ روایت بالمعنی کا رواج عام تھا حدیث کا ایک طالب علم خوب جانتا ہے کہ اک حدیث کس قدر مختلف الفاظ سے مروی ہوتی ہے خود قرآن عزیز انبیاء کی تاریخ کو متعدد مقامات پر مختلف الفاظ سے ذکر فرماتا ہے اسے روایت بالمعنی ہی کہا جا سکتا ہے آئمہ حدیث اس اجازت کے بعد یقین فرمانا چاہتے تھے کہ کہیں حدیث کا اصلی مقصد ہی اختلافاتِ تعبیرات کی وجہ سے پریشانی کی نذر نہ ہو جائے اس لیے انہوں نے فن درایت کو عربی علوم کی اساس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر قائم فرمایا۔

حضرات عقلاء عراق (اہل الرائے و القیاس) نے وہ فتوے اور بھی دیے جن کی بنا پر درایت کی ضرورت اور بھی زیادہ محسوس ہونے لگی نماز میں فارسی قرات کا مسئلہ حضرت امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب تھا اس سے روایت بالمعنی کے جواز کو مدد ملتی تھی اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ علوم عربیہ اور اس کے متعلقات کی روشنی میں مضبوط احتساب کیا جائے کہ اصل مقصد گم نہ ہو جائے۔

علماء عراق نے فخریہ فرمایا کہ ہم مراسیل کو بھی حجت سمجھتے ہیں شامی نے ابواب وصیت میں فرمایا کہ اگر کوئی آدمی اہلحدیث کے نام پر کوئی چیز وقف کرے تو یہ وصیت حنفی طلباء کو بھی شامل ہے کیونکہ یہ بھی مرسل کو حجت سمجھتے ہیں (رد المحتار ص: 565' ج: 3) اہلحدیث بننے کا شوق بڑا مبارک ہے اور وقف پر قبضہ بھی خوب ہے لیکن بحث تو یہ ہے کہ مرسل کو علی الاطلاق حدیث کہنا درست ہے؟ امام شافعی نے اپنی کتاب الرسالہ میں خوب بحث فرمائی ہے (الرسالہ ص: 462) اور واضح فرمایا ہے کہ مرسل کو حدیث کہنا یا سمجھنا کہاں تک درست ہے۔ کل ممکن ہے کوئی عالم زور بیان میں یہ فرما دے کہ "اصل اہلحدیث ہم ہیں کیونکہ ہم موضوع احادیث کو بھی مانتے ہیں" تو ہم کیا بگاڑ لیں گے؟۔

اس لیے ضرورت سمجھی گئی کہ ان فتنوں کی زد اور نقصان سے بچنے کے لیے کچھ پابندیاں عائد کی جائیں تاکہ نقل احادیث میں طغیانیاں اصل مقصد کو بہا کر نہ لے جائیں اور مراسیل و مقطوعات کی آڑ میں موضوع اور مختلف چیزیں رسول اللہؐ کی طرف منسوب نہ ہو جائیں چنانچہ علم درایت کو حفاظتی حصار کے طور پر رکھا گیا تاکہ روایت کا مفہوم صحیح طور پر منتقل ہو' مراسیل کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح کوئی غلط اور غیر یقینی نوشتہ آنحضرتؐ کی طرف نسبت نہ پا جائے۔

نئی درایت

سابقہ درایت علمی دور کی پیداوار تھی اہل بدعت سے تو بحث نہیں اہل علم نے ابوحنیفہ کی طرف اس سلسلہ میں جو کچھ منسوب کیا وہ قابل تامل ہے حضرت امام کی طرف اس کی نسبت صحیح معلوم نہیں ہوتی۔

ایک نئی درایت ماضی قریب میں برصغیر میں پیدا ہوئی جو علی گڑھ کی تحریک نیچریت اور اس کے اثرات کی شکل میں سامنے آئی۔ سرسید اور ان کے حامی مشنریوں' ساجیوں اور غیر مسلموں کے خلاف خوب لکھنے والے تھے' نیتوں کا حال اللہ ہی جانتا ہے مگر بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات غیر مسلموں کے حملوں سے مرعوب ہو گئے تھے' ظواہر کتاب و سنت کی بجائے ان حضرات نے تاویل اور حقائق کے انکار کی راہ اختیار کی' قادیانی لٹریچر کا انداز بھی قریباً یہی تھا۔ ان حضرات نے اساسی طور پر عقل کو حکم قرار دیا جو چیز ان کی عقول سے بالا ہوتی اس کا انکار کر دیتے اور بڑی سنجیدگی سے فرماتے "یہ نیچر اور فطرت کے خلاف ہے" یہ نیچر اور فطرت عموم اور شمول کے لحاظ سے درایت اور فقہ راوی سے ملتی جلتی تھی نہ اس کا کوئی پیمانہ تھا نہ کوئی اصل مقدار تھی' اندھے کی لاٹھی جس طرف گھوم جائے گھوم جائے۔ چنانچہ ان کا استعمال قرآن پاک اور حدیث مبارکہ پر کیا' قرآن پاک سمجھ نہ آتا تو تاویل کرتے حدیث کا انکار کر دیتے اس نیچر اور فطرت کا معیار ہر آدمی تھا۔

علامہ شبلی نعمانی کا اصل فن تاریخ تھا۔ ابتدائے عمر میں حنفیت کے بہت بڑے حامی تھے۔ سیرۃ النعمان ان کے اسی دور کی پہچان ہے اور مولانا شبلی ان ایام میں علی گڑھ میں تھے اور سرسید کے قریبی ساتھی تھے مولانا لدھیانوی کی تمام تر بحث وہی ہے جو مولانا شبلی نعمانی نے سیرۃ النعمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تحریر کی ہے۔

علامہ شبلی وقت کے مشاہیر میں سے تھے ان کا تاریخی مطالعہ بہت سے ہم عصر علماء سے بہتر تھا وہ حنفی مذہب کے اس خلاء کو محسوس فرماتے تھے جو قلت حدیث اور کثرت آراء کی وجہ سے علمی حلقوں میں مسلم تھا۔ دوسرے آئمہ کی حدیثی خدمات سے بھی یہ بات واضح تھی۔ احناف اس میدان میں بہت دیر سے آئے' دوسرے آئمہ اور ان کے اتباع ان کے آئمہ سے بہت آگے نکل چکے تھے۔ یہاں پورا کارخانہ تقلید اور جمود کے سہارے چل رہا تھا اس لیے انہوں نے ان مخصی آراء کی ترجمانی لفظ درایت سے فرمائی اور اسے نہ صرف حدیث کا نعم البدل قرار دیا بلکہ احادیث کا انکار تاویل کے حربہ کے طور پر استعمال کیا۔ یہ لفظ علمی حلقوں میں معروف تھا اور پرانی اصطلاح بھی تھی۔ پھر سرسید کے لفظ "نیچر اور فطرت" سے بہتر اصطلاح تھی۔ درایت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔ درایت سے مطلب ہے کہ جب کوئی واقعہ بیان کیا جائے تو اس پر غور ہو کہ وہ طبعیت کے اقتضاء' زمانہ کی خصوصیتیں' منسوب الیہ کے حالات اور دیگر قرائن عقلی کے ساتھ کیا نسبت رکھتا ہے۔

غور فرمایئے! اس تعریف میں وہ قیود نہیں جن سے مفہوم یا معانی کی تصحیح میں مدد مل سکے یعنی عربیت میں مہارت کا کوئی تذکرہ نہیں۔

2- جب کسی "واقعہ الفاظ" سے کچھ ظاہر نہیں ہوتا کہ اس حدیث کے واقعات مراد ہیں یا عام۔ دنیاوی حوادث بظاہر آپ کا انداز تاریخی حوادث کی تحقیق کے متعلق معلوم ہوتا ہے جو بلا سند ہم تک پہنچے اور محض خرص و تخمین سے صحت کا اندازہ لگانا پڑے۔

3- پھر اقتضاء طبعیت (حیات) بالکل مہمل جملہ ہے طبائع کے اقتضاء میں اتنا ہی اختلاف ہے جتنا خود انسانی طبائع میں اقتضاء طبائع کے تابع ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تنقید کا معیار کس طرح ہو گیا۔ بے دین طبائع کے تقاضے دینی طبائع سے مختلف ہوں گے عالم اور بے علم کی مقتضیات علیحدہ ہوں گی۔ بچے' جوان' بوڑھے' تاجر' مزدور' بادشاہ اور غریب وغیرہ سب کے تقاضے مختلف ہوں گے ان تقاضوں کی صحت خود محل نظر ہے کسی اور کے لیے معیار اور قانون کس طرح بن سکتے ہیں۔

4- ہر زمانہ کے خصائص الگ الگ ہوتے ہیں۔ قرون خیر کے خصائص بعد کے قرون سے کافی حد تک مختلف ہیں۔ قرون خیر کے واقعات کی سمجھ اس وقت کے عقلی قرائن سے تو سمجھ آ سکتی ہے اور اس وقت کے اہل علم نے یقیناً" ان عقلی قرائن کو مد نظر رکھا ہو گا لیکن اس وقت کے حوادث کو آج کے قرائن پر پرکھنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے جبکہ زمانہ کی خصوصیات بالکل مختلف ہیں۔

5- ہر واقعہ میں منسوب الیہ کے حالات کا جائزہ واقعہ کے سمجھنے میں واقعی مفید ہو سکتا ہے اور عقلی قرائن کے ساتھ نسبت اور تعلق فہم میں معاون ہو سکتا ہے لیکن یہ شرط بہت ہی مجمل ہے جب واقعہ ہو تو قدرتی طور پر حقیقت پسند طبائع قرائن اور منسوب الیہ کا جائزہ لیتے ہیں لیکن یہ جائزہ اور عقلی قرائن کا استعمال صدیوں کے بعد نہیں ہونا چاہیے ایک شاگرد اپنے استاد سے ایک حدیث نقل کرتا ہے اس وقت کے لوگ ان ناقلین کو ذاتی طور پر جانتے ہیں اس سلسلہ میں ان کی ذاتی رائے سے مفید معلومات ہو سکتی ہیں لیکن صدیوں بعد جبکہ افکار اور اذہان اور ان پر غور و فکر کا معیار ہی بدل چکا ہو پھر کیا حاصل ہو گا؟

6- پھر عقلی قرائن کیا چیزیں ہیں اگر کتاب و سنت اصل ہیں تو معیار ان کو ہونا چاہیے' عقل بھی وہی درست ہو گی جو اس پیمانہ میں ناپی جائے (چہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیکہ قرآن و سنت کو عقل میں ناپا جائے' تانگہ گھوڑے کے آگے جوتنے کی کوشش کی گئی ہے جن عقلوں کی اصلاح و تربیت کے لیے قرآن و حدیث (کتاب و سنت) نازل فرمائے گئے تھے وہی عقلیں کتاب و سنت پر مسلط کر دی گئیں۔ (یہ الٹی بہہ نکلی' برہمن کو بہالائی)

علماء اہلحدیث نے اس کا علمی محاسبہ کیا سیرۃ النعمان کے جواب میں حسن البیان مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی نے لکھی اور نمبروار تمام چیزوں کا علمی جواب دیا (اس کا مقدمہ مولانا اسماعیل سلفیؒ نے لکھا اور ہماری یہ بحث اکثر مولانا سلفی کی ہی لکھی ہوئی ہے) مولانا ابو یحییٰ شاہ جہانپوری نے "الارشاد فی امر التقلید والاجتھاد" لکھی' مولانا مبارکپوری نے "سیرۃ البخاری" لکھی' مولانا جوناگڑھی کی کتب' مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی کی تحقیقات اسی ضمن میں ہیں۔ مرزا قادیانی کا حدیث کے متعلق اس قسم کا ذہن تھا اشاعۃ السنۃ میں مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالوی نے اور مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اسے اٹلے ہاتھوں لیا' چکڑالوی کا فتنہ اور پھر مولانا مودودی کا فتنہ حجیت حدیث کا جواب مولانا امرتسری' مولانا عبداللہ روپڑی اور خود مولانا اسماعیل سلفی نے جوابات دیئے۔ غلام جیلانی برق کا جواب مولانا مسعود احمد' مولانا داؤد راز اور دیگر علماء نے تحریر کئے (غلام جیلانی برق بعد ازاں تائب ہو گئے تھے اور اپنے موقف سے رجوع کر لیا تھا مگر منکرین حدیث ان کی تحریرات کو ابھی تک استعمال کر رہے ہیں) بریلوی حضرات (جو کہ اگرچہ حنفی ہیں) اس مصنوعی درایت سے بہت کم متاثر ہوئے کہ اس سے ان کے معجزات کرامات اور فقیروں کے فرضی قصے ختم ہو جاتے لیکن بعض حضرات دیو بند کے سنجیدہ اور دور اندیش بزرگوں نے اس کو اس طرح ناپسند کیا جس طرح علماء اہلحدیث نے کیا تھا۔ مولانا دانا پوری کی اصح السیر میں کافی مواد مل جاتا ہے لیکن نو آموز دیو بندی قلمکاروں (مولانا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لدھیانوی وغیرہ) نے اس کو قبول کر لیا اور احناف میں قلت حدیث سے جو خلا تھا وہ اسے درایت سے پاٹنے کی کوشش کرنے لگے اور یہ نہ سوچا کہ دراصل یہ انکار حدیث کا زینہ ہے۔

حنفی دیوبندی عالم مولانا عبدالصمد صارم الازہری تاریخ حدیث میں لکھتے ہیں "اصول درایت ان قواعد کو کہتے ہیں کہ جن کے ذریعہ سے نفس حدیث کا حال معلوم ہوتا ہے اصل میں تو یہ ایک خاص ملکہ ہے جو ایک فن میں معتبر اور ماہر کامل کو تجربہ اور مہارت تامہ سے حاصل ہوتا ہے۔ حقیقت میں فن درایت کی ممارست سے ایک ملکہ یا ذوق پیدا ہو جاتا ہے جس سے محدث تمیز کر سکتا ہے کہ یہ قول و فعل رسول ہے یا نہیں۔

خلاف عقل سے یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر شخص کی عقل خلاف ہو بلکہ ماہرین فن حدیث اسکو خلاف قرار دیں۔ بعض احادیث کے متعلق ناواقف کہہ دیتے ہیں کہ خلاف عقل ہے' اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ محاورات عرب اور حدیث کے شان نزول وغیرہ سے واقف نہیں ہوتے۔ (ص: 123' 125)

سیرۃ النبیؐ جلد اول مقدمہ روایت میں ہے کہ عقل کا لفظ ایک غیر مشخص لفظ ہے۔ حامیان روایت کہتے ہیں کہ اگر اس لفظ کو وسعت دے دی گئی تو ہر شخص جس روایت کو چاہے گا' انکار کر دے گا کہ یہ میرے نزدیک عقل کے خلاف ہے۔ عام خیال یہ ہے کہ جس روایت کے رواۃ ثقہ اور مستند ہوں اور سلسلہ روایت کہیں منقطع نہ ہو وہ باوجود خلاف عقل کے وہ انکار کے قابل نہیں مقدمہ سیرت میں اس مثال کے بعد چند مثالیں بھی دی گئی ہیں اور کہا گیا ہے کہ اس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں ہم نے اختصار سے یہ درج کی ہیں (ص: 89' 90)

مولانا محمد بدر عالم (حنفی) ترجمان السنۃ میں لکھتے ہیں کہ:-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"وضاعین کو ہر جگہ دخل اندازی کا موقع نہ مل سکا اور جہاں ملا وہاں دودھ اور پانی کو الگ کرنے والوں نے حقیقت کو صاف کر دیا اب اس نقد تبصرہ، حزم و احتیاط کے بعد بھی شک کیے جانا ہٹ دھرمی کے سوا اور کیا ہے مانا کہ وضاعین نے احادیث وضع بھی کی ہیں مگر کیا اس کا یہ نتیجہ ہونا چاہیے کہ ان کے جرم کی پاداش میں صادقین کا قول بھی جھوٹ سمجھ لیا جائے۔ تمام دنیا میں تنقید اس لیے تعریف کی شے سمجھی جاتی ہے کہ اس کے ذریعے صحیح و سقیم میں امتیاز کیا جائے اگر نقد کا نتیجہ سقیم کے ساتھ صحیح کو بھی رد کرنا ہے تو پھر تنقید سے بدتر کوئی اور چیز نہیں ہو سکتی یہ کونسی معقول بات ہے کہ دنیا میں چند جھوٹوں نے جھوٹ بولا ہے اب سچے سے سچے شخص کی بات پر بھی اعتبار نہ کیا جائے۔۔ عقلا زمانہ مباحث دماغی عیاشی کا عذاب تھا جو محض عقلیت کی بدولت معتزلہ پر مسلط کیا گیا۔

امام غزالی احیاء علوم الدین میں فرماتے ہیں کہ "ہمیں ثابت ہو گیا ہے کہ حقائق اشیاء کی معرفت کی راہ یہ عقلیات نہیں ہیں اس راہ سے اگر مسائل پر کچھ روشنی پڑتی بھی ہے تو اتنی ہی جتنی ان کے بغیر بھی حاصل ہو سکتی ہے۔"

مولانا بدر عالم نے اس کے بعد کئی نامور فلاسفہ اسلام کے اقوال کو درج کیا ہے جن میں عقلیات پر نقلیات کو مقدم رکھا گیا ہے وہ امام احمد بن سنان کا ایک واقعہ بھی نقل کرتے ہیں کہ

"احمد بن سنان کہتے ہیں امام ولید بن ابان میرے ماموں تھے وقت نزع اپنی اولاد کو وصیت کی اور پوچھا تمہارے نزدیک مجھ سے زیادہ کوئی عالم ہے انہوں نے کہا نہیں فرمایا میرے متعلق کوئی بدگمانی کر سکتے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں فرمایا اچھا میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں مانو گے؟ انہوں نے کہا ضرور فرمایا بس اسی طریقہ پر قائم رہنا جس پر محدثین تھے مجھے اب خوب ثابت ہو چکا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ حق انہی کے ساتھ ہے" _____ پھر مولانا بدر عالم لکھتے ہیں کہ "ان چند نقول سے عقلاء کے نزدیک محدثین کا سیلان طبع معلوم کیا جا سکتا ہے ہم نے خود دونوں فن پڑھے اور ان کا کافی مطالعہ بھی کیا ہم بلا کسی حسن عقیدت کے یہ کہنے کے لیے تیار ہیں کہ عقل کی جو گہرائی ہمیں محدثین بالخصوص فقہاء محدثین میں نظر آئی اس کا شمہ فلاسفہ میں نظر نہ آیا اگر یہاں ہم ان کی مثالیں لکھیں تو مضمون اور زیادہ طویل ہو جائے گا۔ (جلد اول، ص: 201، 202، 203)

(یاد رہے کہ امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری افقہ المحدثین قرار پائے ہیں جیسا کہ ہم آئندہ لکھیں گے)

مولانا حافظ محمد عبداللہ روپڑی نے اپنے ایک فتوی میں (جو ان کے مجموعہ فتاوی کی پہلی جلد ص: 13 پر ہے) مولانا مودودی کے رد میں فرماتے ہیں کہ "اہلسنت کے کسی فرقے کا یہ مذہب نہیں کہ روایت و درایت کا درجہ مساوی ہے بلکہ حنفیہ تو ضعیف حدیث کو بھی قیاس پر ترجیح دیتے ہیں۔ جیسے حنفیہ کے نزدیک قہقہہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے حالانکہ قیاس چاہتا ہے کہ نہ ٹوٹے کیونکہ ان کے نزدیک نجس شے کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے جیسے نکسیر پھوٹنا، قے آنا وغیرہ اور قہقہہ تو کوئی نجس شے نہیں ہے اور دلیل اس کی ایک ضعیف حدیث پیش کرتے ہیں کہ صحابہ رسول اللہؐ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک نابینا گڑھے میں گر پڑا صحابہ دیکھ کر ہنسے، آپؐ نے ان کو وضو لوٹانے کا حکم دیا۔ اسی طرح حنفیہ کا مذہب ہے کہ کھجوروں کے شربت سے وضو جائز ہے اور دلیل میں ایک ضعیف حدیث پیش کرتے ہیں حالانکہ یہ بھی قیاس کے خلاف ہے ایسی طہارتوں کے لیے اللہ پاک نے پانی مقرر کیا ہے اور شربتوں کا حکم پانی کا نہیں ورنہ دوسرے شربتوں سے بھی وضو جائز ہوتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلسفیانہ عقل کا ایمان بالغیب بہت کمزور ہوتا ہے وہ اسی کو مانتی ہے جو اس میں سما سکے۔ جو اس سے بالاتر ہو اس میں اس کا رجحان دو چیزوں کی طرف ہوتا ہے یا سرے سے انکار یا تاویل و تحریف پھر اس میں دو طرح کے لوگ پائے جاتے ہیں ایک وہ جو غلو زیادہ کریں جس طرح نیچری لوگ تھے' یا آدھا تیتر آدھا بٹیر جیسے مرزائی۔ (ص: 13' 14)

درایت کا اثر فقہ پر

مولانا محمد اسماعیل سلفی مقدمہ حسن البیان میں فرماتے ہیں کہ " درایت کا اثر کہیں زیادہ فقہ پر پڑتا ہے' فقہ حنفی کے بعض ابواب طہارت میں پانی کے مسئلے پر غور فرمایئے (ہمارے ملک میں مدت سے اس کے بعض مسائل پر بحث چل رہی ہے) مثلاً طہارت پانی کا مسئلہ

1- ماء کثیر کی مقدار میں احناف اور شوافع کا اختلاف ہے احناف دہ دردہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس پر نجاست کا اثر نہیں ہوتا اور شوافع قلتین کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ نجاست سے متاثر نہیں ہوتا جب تک اس کے اوصاف ثلاثہ نہ بدل جائیں مالکی کسی مقدار کے قائل نہیں۔ درایت کا فیصلہ تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک کسی چیز میں نجاست کا اثر ظاہر نہ ہو اسے کیوں پلید کہا جائے' قلیل اور کثیر میں اختلاف درایت کے خلاف ہے (اگر سنت کو ان قیود و سلاسل سے آزاد رکھا جا سکے تو حدیث قلتین اصول روایت پر تنقید کے بعد قابل قبول ہو گی احناف کی مقدار غیر منصوص ہے پھر نجاست اور طہارت کا فیصلہ درایت کے خلاف ہو گا۔

2- تالاب اور کنویں میں نجاست کے لحاظ سے جو فرق کیا گیا ہے بالکل درایت کے خلاف ہے حکم نجاست برتن کی وضع کی بجائے پانی کی مقدار پر کرنا چاہیے تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3- تطہیر کے لیے ڈولوں کا تعین آثار سے ثابت ہو ____ یا اہل علم کے ارشادات سے۔ درایت کا اس میں کوئی مقام نہیں فرض کیجئے آپ پلید کنویں کی تطہیر کے لیے بیس ڈول مقرر فرماتے ہیں انیسواں ڈول آپ نکال رہے ہیں اس وقت ڈول پلید ہے' ڈول کا پانی پلید ہے کنواں پلید ہے ____ جب بیسواں ڈول اوپر کی طرف حرکت کرتا ہے کنویں کی ساری فضا طاہر و مطہر ہو جاتی ہے؟۔ بیسواں ڈول تمام گندے جراثیم کو بیک جنبش ختم کر دیتا ہے؟۔ درایت کی کسوٹی پر تو یہ طہارت سمجھ میں نہیں آتی صاحب ھدایہ کا ارشاد ہے "مسائل البیر مبنیۃ علی اتباع الاثار دون القیاس (ج: 1' ص: 45) کنویں کے مسائل کا انحصار آثار پر ہے قیاس پر نہیں۔"

سوال یہ ہے کہ آیا یہ آثار درایت کی زد میں نہیں آتے؟۔ صحیح مرفوع حدیث تو درایت کی وجہ سے محل نظر ہے اور جن آثار کے متعلق کوئی اپنا عالم و امام فیصلہ دے کہ یہاں قیاس کو دخل نہیں وہ قابل عمل ٹھہریں گے؟۔ (قیاس اور درایت کے مفہوم میں اصطلاحا فرق ہو سکتا ہے، مقاصد کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں پھر امام صاحب کے دونوں مقتدر شاگرد کنویں کو جاری پانی کا حکم دیتے ہیں (شامی ج: 1' ص: 317)

امام صاحب اور قیاس

پھر ایک اور بات بھی سامنے آتی ہے کہ امام صاحب نے کئی مقامات پر قیاس کو صرف اس لیے رد کر دیا کہ وہ نص کے خلاف تھے مثلا" رمضان المبارک میں بھول کر کھا پی لینا۔ قیاس چاہتا ہے کہ روزہ ٹوٹ جائے امام صاحب نے فرمایا ہے کہ نہیں ٹوٹتا (مناقب امام اعظم الجواہر المضیہ۔ ص: 74) امام صاحب کا خیال تھا کہ انگلیوں کی دیت کم و بیش ہے (قیاس کا یہی تقاضا تھا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انگلیاں چھوٹی بڑی ہیں) آنحضرتؐ کا ارشاد ہے انگلیاں برابر ہیں۔ قیاس کی بناء پر امام صاحب کا خیال تھا کہ حیض زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ہو سکتا ہے۔ جب امام صاحب کو معلوم ہوا کہ حدیث اس کے خلاف ہے تو امام صاحب کے نزدیک حیض کی تعداد دس دن رہ گئی۔ عید کے پس و پیش نوافل پسند نہیں کرتے تھے جب آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ گھر پر نوافل پڑھتے تھے تو امام صاحب نے رجوع فرمالیا۔

متذکرہ مسائل نئی درایت (عقل پسندی) کے یقیناً خلاف ہیں' قرائن کی مقضیات قیاس ہی کار فرما ہے اس کے لیے اہل علم کے نزدیک کچھ اصول و ضوابط ہیں اور جس درایت (عقل پسندی) کا مولانا ذکر فرماتے ہیں اس کا ذکر احناف' شوافع' حنابلہ و موالک میں سے کسی نے نہیں کیا اس کا تصور سر سید احمد خاں نے دیا اور الفاظ مولانا شبلی نے دیئے۔ کم فہم نو آموز اور متعصب علماء نے صرف اس لیے اپنا لیا کہ اس "درایت" کے ذریعے آئمہ حدیث کی تنقیص ہو اور فقہاء حنفیہ کی (بظاہر) جس سے برتری اور تفوق ثابت ہو متجددین کے لٹریچر میں اس "درایت" کا کثرت سے ذکر ہوتا ہے یہ درایت انکار حدیث' انکار معجزات کے لیے چور دروازہ ہے۔"

مولانا کاندھلوی نے عقل پسندی کو محدثین کے اصول درایت کے پردے میں لپیٹنے کی جسارت کی ہے حالانکہ محدثین کے اصول سے، ان کے من گھڑت؟ اصول کا کوئی تعلق نہیں (جس طرح کہ ہم بحث بالا میں ثابت کر چکے ہیں) اور پھر امام ابن جوزی کا حوالہ دے دیا ہے مولانا کاندھلوی اور ان کے ساتھ کے علماء یہ حوالہ مولانا شبلی کے حوالے سے لکھتے ہیں اور ہم بتا چکے ہیں کہ مولانا شبلی امام ابن الجوزی کی بات صحیح طرح سمجھ نہیں سکے تھے جس کا اعتراف خود انہوں نے سیرۃ النبیؐ کے حاشیے میں بھی کیا ہے۔ نیز امام ابن الجوزی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعلق تاریخ حدیث میں مولانا عبدالصمد صارم ازہری لکھتے ہیں۔

"علامہ ابن جوزی نے خدمت حدیث میں یہ جدت کی ہے کہ موضوعات کو ایک جگہ جمع کر دیا لیکن موضوعات کی تلاش میں بے جا سختی سے کام لیا اور بعض حسن حدیثوں کو بھی موضوع کہہ گئے اس پر علماء نے ان کی تردید کی امام سیوطی نے ان کی تردید میں التعقبات علی الموضوعات لکھی اس طرح عراقی، ابن صلاح اور ابن حجر نے بھی ان کے خلاف لکھا۔" (ص: 65، 66)

اصل وجہ یہ ہے کہ امام جوزی نقد رواۃ میں بڑے متشدد تھے اسی لیے ان کے تعاقب میں امام سیوطی فرماتے ہیں ۔

و بعد کتاب الموضوعات جمع الامام ابی الفرج ابن الجوزی قدنبه الحافظ قديما و حديثا على ان فيه سا هلا كثير او احاديث ليست بموضوعة بل هی من وادی الضعيف وفيه احاديث حسان واخرى صحاح بل فيه حديث من صحيح مسلم نبه عليه الحافظ ابن حجرو وجدت حديثا من صحيح البخاری من رواية حماد بن شاكر (الى قوله) فلذلک وجب على الناقد الاعتناء بما ينقله منهما من غير تقليد لهما O

یعنی ابن جوزی کی نسبت محدثین سلف و خلف نے کہا ہے کہ اس میں بہت تساہل ابن جوزی سے ہوا ہے اس میں بہت سی حدیثیں موضوع بلکہ زیادہ ضعیف سے ہیں۔ حسن حدیثیں بھی ہیں بلکہ صحیح تک بھی ہیں اس میں ایک حدیث صحیح مسلم سے بھی ہے بلکہ ایک صحیح بخاری کی بھی ہے جو حماد بن شاکر کی روایت ہے اس لیے ناقد پر جانچ واجب ہے نہ کہ آنکھیں بند کر کے ابن جوزی کی تقلید۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام سیوطی اپنے آخری رسالہ میں فرماتے ہیں کہ ابن جوزی نے تین سو حدیثیں ایسی لکھ دیں جو موضوعات میں درج نہیں کی جانی چاہییں تھیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ کتب صحاح میں موضوعات کا نام و نشان تک نہیں ہے بالخصوص صحیح البخاری کی احادیث کے مخالف سے مخالف نے بھی کبھی اس کی احادیث پر یہ بھونڈا الزام نہیں لگایا۔

پھر امام ابن جوزی تو امام بخاری اور ان کی صحیح کے مداح تھے مولانا کاندھلوی نے اس جگہ حوالہ تو ابن جوزی کا مکھی پر مکھی مارنے کے مصداق لکھ دیا ہے کوئی پوچھتا ان سے کہ کیا اس حدیث (عمر عائشہ والی) کو تمام تر سختی اور تشدد کے ابن جوزی نے ضعیف تک نہیں کہا آپ اس کو موضوع کہنے پر کس طرح مصر ہیں؟۔ اور جسے آپ خلاف عقل کہہ رہے ہیں وہ بات خلاف عقل نہیں بلکہ آپ کی جہالت ثابت کر رہی ہے۔ ہم آئندہ بحث میں اس بات پر روشنی ڈالیں گے کہ عمر عائشہ والی حدیث حسیات عقل اور مشاہدہ کے مطابق ہے اور کاندھلوی صاحب اور ان کے پیش رو حکیم نیاز احمد اور کنویں کے مینڈک کی طرح محدود الملاحظہ و مقصور المشاہدہ ہیں نیز ہم یہ بھی بتاتے چلیں کہ علامہ ابن جوزی نے ایک کتاب لکھی ہے "اخبار الحمقی والمغفلین" اور اس میں محض عقل پسندی اور روایت پر عقل کو فوقیت دینے کی خوب تردید کی ہے ہم اپنی تحریر کو اپنے ایک حنفی عالم کی کتاب ترجمان السنہ کی ایک عبارت پر سمیٹ رہے ہیں مولانا لکھتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ فرقہ بندی کا باعث نہ تو قرآن ہے نہ حدیث بلکہ وہ عقل ہے جو صرف اپنے اعتماد پر مذہب کا نقشہ تیار کرنا چاہتی ہے چونکہ عقل فہم کے مراتب احادیث کے الفاظ سے زیادہ مختلف ہیں اس لیے ان کا اختلاف بھی زیادہ ہونا چاہیے مزید غور سے نہ اختلافات آج تک ختم ہو سکے نہ کبھی آئندہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو سکتے ہیں یہ طفل تسلی منکرین حدیث کے لیے تو کافی ہو سکتی ہے مگر واقعات کے سراسر خلاف ہے۔ عقل انسانی کی نارسائی اور قصور ہی کی وجہ سے تو آسمان کی کتابیں آئیں اور رسول سمجھانے کے لیے بھیجے گئے پھر ان کے ذریعے سے نیز عمل کروا کے دکھلایا گیا عقل جب بھی احادیث کی روشنی کے بغیر ہدایت کا راستہ تلاش کرنے میں پڑ گئی اسی وقت افتراق و انفرادیت نمودار ہونے لگی (ج: 1' ص: 159)

امام ابن القیم نے اعلام الموقعین میں فرمایا۔ ابو عمر حسن بن واصل نقل کرتے ہیں کہ پہلی امتوں میں افتراق و انتشار اسی وقت پھیلا! جب انہوں نے انبیاء کے آثار و سنن چھوڑ کر رائے (عقل) کی اتباع شروع کر دی۔ پھر خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ (ج: 1' ص: 65) غالباً حضرت علیؓ کا فرمان ہے کہ (جرابوں کے مسح کے حوالے سے) دین عقل کا نام نہیں۔ (بلکہ اتباع رسالت و تعمیل فرمان نبوی ﷺ کا ہے)

ہفت روزہ "اہل حدیث" یکم ستمبر 1995ء
تا 6 راکتوبر 1995ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریک اہلحدیث ____ غیروں کی نظر میں

دشمنی اور حسد ازل سے جاری ہے مگر ہوتا یہ رہا کہ حاسد اپنا خون جلاتے رہے لیکن آج لوگ اتنے دیدہ دلیر پیدا ہوئے ہیں کہ کسی کا کارنامہ اپنے سر لے کر ہیرو بن جانا ان کا دائیں ہاتھ کا کھیل ہے اور اس طرح اصل ہیرو کا خون جلاتے ہیں۔ یہی حال اپنا ہے کہ دشمن کے مکرو فریب کے قلعے پر لگی ہوئی جھوٹ و فریب کی توپوں سے اپنے آشیانے پر طعن و تشنیع کے گولے پھینکے جا رہے ہیں۔ یہ حال دیکھ کر اپنی زبان الامان والحفیظ کا ورد کرتی ہے اور اپنی آنکھ مسکینی کے آنسو بہاتی ہے اپنے ہاتھ عاجزی کے آلے پر سوز کے ساز چھیڑتے ہیں تو ٹھیک اسی وقت اور ان اغیار کی تان میرے کان میں خوشیوں کے گیت بکھیرتی ہے۔

گر نقش قدم ترے مشعل نہ بنے ہوتے
راہ رو بھی لٹے ہوتے' راہبر بھی لٹے ہوتے

آیئے آج انہیں اوراق کا مطالعہ کریں۔

مسلک اہل حدیث کے تابعین کا ہمیشہ یہ طرہ امتیاز رہا ہے کہ وہ ہر دور میں اسلام کی خدمت میں پیش پیش رہے ہیں۔ خواہ حالات کتنے ہی کٹھن کیوں نہ ہوں۔ اس جماعت نے اپنے بال بچوں کو کٹوایا' مال و زر سے ہاتھ دھونے پڑے' دوست و احباب سے قطع تعلق برداشت کیا مگر دین اسلام کی سربلندی و سرفرازی کے لیے کسی قسم کے مصائب کو خاطر میں نہ لائے۔ یہی وجہ ہے کہ جب انگریز نے برصغیر میں تسلط حاصل کرنے کے بعد اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کی کوششیں تیز کر دیں تو سب سے پہلے جماعت حقہ اہلحدیث نے ہی انگریز کے خلاف علم جہاد بلند کیا' حالانکہ اس دور میں مال و زر کی خواہش نے برصغیر کے کئی باسیوں کو انگریز کا حاشیہ بردار بننے پر مجبور کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا۔

چنانچہ اہلحدیث کے علم جہاد بلند کرنے میں سبقت کے بارے میں ایک متعصب مورخ ایوب قادری اپنی کتاب تحریک آزادی کے صفحہ نمبر 29 پر رقم طراز ہے۔

"مفتی محمد عوض نے سب سے پہلے شمالی ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور تحریک آزادی کی بنیاد رکھی۔"

نوٹ: مفتی محمد عوض مرحوم جناب نواب صدیق حسن رحمتہ اللہ علیہ کے سگے نانا محترم تھے۔ اور آپ کے والد نے بھی مفتی صاحب سے تعلیم دین حاصل کی۔ (تحریک آزادی ص 33)

یعنی ایوب قادری بھی مجبور ہے کہ تحریک آزادی کا ہراول دستہ اہلحدیث کو ثابت کرے اور یہ کہے کہ تحریک آزادی کی ابتداء اہلحدیث ہی کے بطل جلیل نے کی تھی۔ اسی طرح تحریک آزادی میں اہلحدیث افراد کی شمولیت ایک انگریز مورخ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کی زبانی سنئے۔

"ہمارے باغی کیمپ کے بانی مبانی سید احمد تھے۔ ان کا (وہابیوں کا) پہلا مرکز دھیلوں کی قوم (خاندان صادق پور) تھی۔ 1820ء میں اس مجاہد نے جنوب سے اپنا سفر شروع کیا۔ ان کے مریدوں میں ان کی بہت فضیلت تھی۔ مرید ان کی پالکی کے ساتھ ننگے پاؤں دوڑنا باعث سعادت سمجھتے تھے۔

سید احمد نے پٹنہ میں قیام کیا جس سے مریدوں کی تعداد خاص بڑھی جس کے پیش نظر ایک باقاعدہ حکومت کی تشکیل کی گئی اور پٹنہ کو مستقل مرکز بنایا (ہندوستانی مسلمان ص 23)

تاریخ گواہ ہے کہ پٹنہ کے تمام مجاہدین اہلحدیث تھے اور انگریز پٹنہ کو ہی مرکز تحریک قرار دے رہا ہے۔

جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے۔

ایک انگریز مورخ لکھتا ہے۔

"غداری اور بغاوت کا مرکز پٹنہ میں بیان کیا جاتا ہے۔" (ہندوستان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اڑتیس برس، ص 274، ج 2) بالکل اسی طرح ایک مورخ مسعود عالم ندوی اپنی کتاب میں رقم طراز ہیں کہ:

"اس پوری مدت میں پٹنہ سازش کا مرکز تھا اور اس کے لیڈر عنایت علی اور ولائت علی تھے (ہندوستان میں پہلی اسلامی تحریک ص 99 از مردم شماری 1911ء)-

ولیم ولسن ہنٹر ایک جگہ لکھتا ہے:

"بغاوت کا سب سے مقدم مرکز پٹنہ تھا" (ہندوستانی مسلمان، ص 106)

ایک اور مورخ ڈاکٹر قیام الدین اپنی کتاب میں جرنل آف ایشیا ٹک سوسائٹی جلد 1- 1880ء- ص 354 کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتا ہیں:

سید احمد نے پٹنہ میں ایک مرکزی تنظیم قائم کر کے اس امر کو واضح کر دیا کہ سرحد پر جنگ چھیڑنے سے پہلے پٹنہ کو تحریک کا پہلا منظّم مرکز منتخب کر کے اسے غیر معمولی امتیاز دیا گیا ہے بعد میں پٹنہ کے وہابیوں نے تحریک کی تاریخ میں زبردست حصہ لے کر سید احمد کے اعتماد کی توثیق کر دی۔ (ہندوستان میں وہابی تحریک ص 66)

ان مندرجہ بالا حوالہ جات کو پڑھ کر معمولی آدمی بھی یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ تحریک آزادی کی ابتداء فرزندان توحید (اہلحدیث) نے کی، جنگ آزادی کا مرکز پٹنہ کے وہابیوں کے قائد عنایت علی اور ولایت علی تھے۔

تحریک اہلحدیث (وہابی تحریک) صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے احکامات کی تبلیغ و اشاعت _____ اور حکومت الٰہیہ کے قیام کے لیے متحرک تھی۔

وہابیوں (اہل حدیثوں) کا اصل مقصد اللہ کی زمین پر اللہ کے بھیجے ہوئے قانون کا نفاذ تھا۔ چنانچہ ایوب قادری لکھتا ہے کہ:

"اس تحریک کا اصل عنصر جہاد اور اہم ترین حکومت الٰہیہ کا قیام تھا" (تحریک آزادی، ص 55)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور جگہ لکھتا ہے:

"یہ تحریک تجدید احیائے دین کی تحریک تھی۔ توحید خالص کی تبلیغ شرک و بدعت اور قبر پرستی کا استیصال' مراسم محرم کی بیخ کنی۔ شادی و غمی نیز دوسری تقریبات کے غیر اسلامی مراسم کی بجائے اسلامی زندگی کا احیاء اور نکاح بیوگان کی ترویج و اشاعت اس تحریک کے خاص عنصر تھے۔ (تحریک آزادی' ص 54)

یہی وجہ ہے کہ مندرجہ بالا رسومات کو اپنانے والے تحریک آزادی میں اہلحدیث کا قصداً ذکر نہیں کرتے۔ اس کتاب میں مذکور ہے:

"اس سلسلے میں اس خانوادے (دہلوی خاندان) کے تربیت یافتہ علماء نے احیائے سنت اور اصلاح معاشرہ کے لیے متعدد کتب اور رسالے لکھے۔ (کتاب مذکور ص 54)

انگریز مورخ اہلحدیث کے قلمی جہاد کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے کہ:

اگر انگریزوں کے خلاف ضرورت جہاد پر وہابیوں کی نظم و نثر کو یکجا کیا جائے تو مختصر سے مختصر کرنے کی کوشش میں بھی ایک دفتر چاہیے۔ اس جماعت نے بہت ادب پیدا کیا جو انگریزی حکومت کے زوال کی پیش گوئیوں اور ضرورت جہاد سے بھرا ہوا ہے۔ (آور انڈین مسلمان ص 59)

انگریز مورخ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر' میرے اکابر کے کارناموں کا اقرار کرتا ہوا لکھتا ہے:

"یہ انہی وہابیوں' کا کام ہے کہ انہوں نے ہزاروں ہم وطنوں کو بہترین زندگی بسر کرنے اور اللہ تعالیٰ کے متعلق بہترین تصور پیدا کرنے کی ترغیب دی۔" (آور انڈین مسلمانز' ص 107)

ایک اور جگہ یہی ڈبلیو ہنٹر' مجاہدین حریت کے بارے میں لکھتا ہے کہ:

"پٹنہ کا مرکز ہمیشہ اس بات پر زور دیتا رہا کہ ہندوستانی مسلمانوں کے لیے اپنے آپ کو بچانے کے دو ہی راستے ہیں یا تو وہ انگریز کافروں کے خلاف جہاد کریں یا پھر اس ملک سے ہجرت کر جائیں کیونکہ کوئی سچا دیانتدار اپنی روح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خراب کیئے بغیر اس حکومت کا وفادار نہیں ہو سکتا۔ اور جہاد سے روکنے والے دلی منافق ہیں۔" (کتاب مذکور، ص 109)

مندرجہ بالا عبارت پڑھیں تو روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ اہل حدیث ہی انگریز کے خلاف جہاد کرتے اور کراتے رہے بلکہ جہاد سے روکنے والے کو دلی منافق سمجھتے رہے اور مسلمانوں کو آخرت سے بچاؤ کا طریقہ ہجرت بتاتے رہے۔

اولئک ابائی فجئنی بمثلھم

اذا جمعتنا یا جریر المجامع

آئینہ تاریخ ہمیں دکھاتا ہے کہ جب اس برصغیر پر ذہنی جمود طاری تھا تو اس وقت اہلحدیث اکابر نے ہندوستان کے باسیوں کو قال اللہ و قال الرسول کی صداؤں کے ساتھ ذہنی غنودگی کے سمندر سے باہر نکالا اور ایسی انقلاب آفریں کتابیں اور رسائل تحریر کیئے کہ فکر و فن کے ایسے نادر المثال معجزے کبھی کبھار ظہور میں آتے ہوں گے۔ چنانچہ ولیم ولسن ہنٹر لکھتا ہے:

"کتاب جتنی سخت اور باغیانہ ہو گی۔ اتنی ہی عوام میں مقبول ہو گی لیکن یہ اشتعال انگیز لٹریچر تو اس مستقل چار گانہ تنظیم کا ایک حصہ ہے جو وہابی لیڈروں نے بغاوت پھیلانے کے لیے قائم کر رکھا ہے۔" (ہندوستانی مسلمان ص 107)

اہل حدیث اکابر نے جنگ آزادی کو پھیلانے کے لیے زیادہ سے زیادہ کام کیا، مال و زر لٹا دیئے گھربار کو خیرباد کہا، دوست و احباب کی دوستی اور سب سے قطع تعلق کر کے برصغیر کے گلی کوچے میں جاہدوا جاہدوا پکارتے رہے۔

ولیم ولسن ہنٹر لکھتا ہے کہ:

"پٹنہ کے خلفاء جوان تھک واعظ، خود اپنے آپ سے بے پروا، بے داغ زندگی بسر کرنے والے، انگریز کافروں کی حکومت کو تباہ کرنے میں ہمہ تن مصروف، روپیہ اور رنگروٹ جمع کرنے کے لیے ایک مستقل نظام قائم کرنے میں نہایت چالاک تھے۔ ہر ضلع کے مبلغین متعصب لوگوں کے گروہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دارالاشاعت بھیجتے ان میں سے اکثر (جن کا جوش پٹنہ کے لیڈر اور بھی بھڑکا دیتے تھے) چھوٹے چھوٹے گروہوں کی صورت میں سرحدی کیمپوں کی طرف روانہ کر دیا جاتا تھا جب وہ باغیانہ اصولوں سے اچھی طرح واقف ہو جاتے تو ان کو صوبے کی طرف واعظ' مبلغ یا کتب فروش کی حیثیت سے واپس کر دیا جاتا۔ (کتاب مذکورہ ص 7' 10' 8)

یعنی اہلحدیث نے اپنی تمام زندگی تحریک آزادی کے لیے وقف کر دی تھی اور انگریز کے خلاف جہاد کی صدا کو برصغیر کے کونے کونے تک پھیلا دیا۔ چشم کائنات شاہد ہے کہ:

ان مردان خدا' ان حریت کے پروانوں کی آواز پر لبیک کہنے والوں کا رش ہو گیا۔ بالاکوٹ سے لے کر بنگال تک' پنجاب سے آسام تک' گنگا سے ہمالہ تک' مزدور و غریب' مسکین و یتیم' مملوک و غلام تو ایک طرف ایوانوں میں پلنے والے نوابزادے' جھولوں میں آرام کرنے والے شاہزادے' لعل یمن کے مالک' درعدن کے مختار بھی والیل رھبانا والنھار فرسانا کی عملی تصویر بن گئے تھے۔

میرے ان مجاہدین آزادی کی تصویر ان کا دشمن انگریز مورخ ان الفاظ میں کھینچتا ہے کہ:

"امیر تو تھے ہی معمولی مزدوری کر کے پیٹ پالنے والا مزدور اپنے آقا سے کہتا مجھے دو ماہ کی رخصت دی جائے۔ میں صف مجاہدین میں شامل ہو کر جہاد کرنا چاہتا ہوں۔ (کتاب ہمارے ہندوستانی مسلمان' ص 35)

ہاں یہی ہیں میرے اکابر کہ جن کے جوش حریت کی انگریز قسمیں کھاتے ہیں ۔

میں وہی مومن مبتلا ہوں تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

آگے چل کر یہی مورخ میرے اسلاف کی جدوجہد کا تذکرہ کرتا ہے۔

"ہندوستانی وہابیوں نے اپنے امام کی تبلیغ کو منجانب اللہ ثابت کرنے کے بعد تمام مسائل چھوڑ کر اپنی تمام توجہ جہاد کے اہم اصولوں کی طرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبذول کر دی۔" (کتاب مذکور ص 96)

ایک اور جگہ خدمات اہلحدیث کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"ان وہابیوں کی نظموں میں بھی روح جہاد کام کر رہی ہے۔ ہماری سرحدوں پر باغی کیمپ میں صبح و شام اسی قسم کے ترانے کی لے پر قواعد سیکھتے ہیں اور رنگروٹوں کی وہ کمپنیاں جو ہمارے علاقے سے بھرتی کی جاتی ہیں۔ شمال کی طرف جاتے ہوئے برطانوی شاہراہوں پر بھی یہی نظمیں گاتی ہیں۔" (کتاب مذکورہ' ص 97)

میرے اکابر وہی تھے جن کے جسم کے تمام اعضاء دشمن اسلام و مسلمان انگریز کے خلاف مصروف جہاد تھے اور بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہ کرتے تھے۔

ان تبتدر غاية يوما لمكرمة

تلق السوابق منا و لمصلينا

آج دعوائے حریت کرنے والو! گھروں میں بیٹھ کر جری نہیں بنا جاتا بلکہ عندالرھان تعرف السوابق۔

آؤ تمہیں میں بتاؤں جن کی لیاقت و ذکاوت' جرات و شجاعت کی دشمن بھی تعریف کرے میں انہی کے نقش قدم کا راہی ہوں۔ سنو میرے اکابر' اہلحدیث اسلاف کے بارے میں دشمن اسلام کہتا ہے:

میرے لیے ناممکن ہے کہ میں ان کا ذکر ادب سے نہ کروں ان میں بیشتر خدا ترس نوجوانوں کی حیثیت سے زندگی شروع کرتے اور اپنا جوش آخر تک برقرار رکھتے۔ (کتاب مذکورہ ص 105)

پھر ص 107 پر لکھتا ہے:

"میرا تجربہ یہ ہے کہ یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ ایک وہابی مبلغ سب سے زیادہ روحانیت والا اور سب سے کم خود غرض ہوتا تھا۔ (کتاب مذکورہ' ص 107)

یہی وجہ تھی کہ شاہ اسمٰعیل شہید رحمتہ اللہ اور سید احمد بریلوی شہید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں پر ہزاروں غیر مسلم مسلمان ہو کر تحریک آزادی کے مجاہد بنے اور انگریز کے چھکے چھڑا دیئے تھے کہ اب تک وہابیوں کا ذکر احرار ہند کے نام سے کرتا ہے۔

وہابی تحریک کے مجاہد خون لگا کر شہیدوں میں نام نہ لکھوا رہے تھے بلکہ بقول ولیم ولسن ہنٹر:

"وہ فتح اور شہادت کی امید پر بڑے پر جوش اور بے صبر ہو رہے تھے۔" (ہندوستانی مسلمان' ص 59)

یہ تمام حوالہ جات پڑھنے والے کو یقین اور یقین میں پختگی ضرور آئے گی کہ انگریز بھی اقراری ہے کہ تحریک آزادی صرف فرزندان اہلحدیث کا کرشمہ ہے ایک انگریز مورخ ڈاکٹر اسٹارو تحریک کے بارے میں موشگافی قلم کرتا ہے کہ:

"شمالی ہندوستان میں وہابی جانبازوں نے حقیقتاً ایک مذہبی سلطنت قائم کر لی تھی۔ اور جب انگریز نے اس ملک کو فتح کر لیا تو وہابی عقائد کی ان سلگتی ہوئی چنگاریوں نے بہت پریشان کیا۔" (جدید دنیائے اسلام' مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ)

اسی طرح ایک انگریز مسٹر ریلی ساکی محل کی رپورٹ میں لکھتا ہے کہ:

"اکتوبر 1868ء میں جب میں پچھلی بار اس ملک میں آیا تھا۔ اس وقت سے اب میں ان مذہبی دیوانوں میں نمایاں تغیر پاتا ہوں۔ بلاشبہ اب وہ بہت دلیرانہ اقدامات کے لیے تیار ہیں۔ (ہندوستان میں وہابی تحریک' ص 323)

بحر غنودگی کے تیرا کو یہ تھا معرکہ شمشیر وسناں جس کے جریوں کے بارے میں انگریز لکھتا ہے کہ:

"کوئی وہابی باپ اپنے دیندار بیٹے کے بارے میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ کب جہاد کے لیے گھر سے نکل جائے۔" (ہمارے ہندوستانی مسلمان' ص 35)

آگے چل کر اس معرکہ خیر و شر کے بارے میں رقم طراز ہے کہ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ہر وہابی کی یہ خواہش تھی کہ وہ سکھوں کے گاؤں تاخت و تاراج کرتا رہے اور اس بات پر بھی خوش ہوتے تھے کہ انہیں انگریز کافروں پر بھی ہاتھ صاف کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔" (ہندوستانی مسلمان' ص 35)

ہم جب یہ پڑھتے ہیں کہ انگریز قلم نگار بھی وہابی احرار کی خو نبازی حریت اور جذبہ صادق کی قسمیں کھاتے ہیں تو سوچتے ہیں کیا واقعی وہ مجاہد سلطنت کے خواہش مند تھے؟ کیا ان کے یہ کام مال غنیمت کے لیے تھے؟ کیا ان کی سرگرمیاں' انگریز کے خلاف لڑائیاں مال و دولت کے لیے تھیں؟ تو تاریخ کے اوراق یہ ثابت کرتے ہیں کہ "نہیں" کیونکہ جو انگریز کے حمایتی اور وہابیوں کے مخالف تھے انہیں انگریز سے جاگیریں ملی تھیں اور کئی وہابی دشمن اور انگریز دوست افراد کے وظیفے مقرر ہوئے تھے۔

"اس تحریک کا اصل مقصد اسلامی حکومت کا قیام ہے اور اسی لیے ان کا مقابلہ پہلے سکھ اور بعد میں انگریز سے ہوا۔" (ہندوستانی مسلمان ص 126)

یعنی نگریزوں اور سکھوں سے اہل حدیث کی لڑائی مال و متاع اور مال غنیمت کی لڑائی نہ تھی بلکہ یہ تحریک احیائے دین کی تحریک تھی۔ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر ایک اور جگہ تحریر کرتا ہے کہ:

"وہ (وہابی) علانیہ اس بات پر مصر تھے کہ ہمیں آغاز اسلام کے مسلمانوں کے عقائد اور ان کے سیدھے سادھے اطوار' ان کے اخلاق کی پاکیزگی کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ خواہ اس میں کتنے کفار کا خون کیوں نہ بہے یا خود ان کو کتنی ہی جانوں کی قربانی کیوں نہ کرنی پڑے۔ (ہندوستانی مسلمان' ص 88)

ایوب قادری بھی اس عنوان کے تحت لکھتا ہے:

"یہ تحریک احیائے دین کی تحریک تھی' توحید خالص' تردید شرک و بدعت' قبرپرستی اور مراسم محرم کا استیصال اور غیر اسلامی مراسم کی بیخ کنی وغیرہ اس کے خاص موضوع تھے۔" (تحریک آزادی' ص 54)

ان تمام حوالہ جات سے آفتاب کی آب و تاب کی طرح ظاہر ہو گیا ہے کہ ہندوستان کی وہابی تحریک آزادی صرف اور صرف اسلام اور مسلمانوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی خاطر تھی کہ اس ملک میں نظام مصطفےٰ آنا چاہیے۔ انگریز مورخ آگے چل کر رقم طراز ہے۔

"وہابی اپنی رائے کا اظہار اس اعلان سے کرتے تھے کہ ہندوستان دار الحرب ہے لہٰذا اس کے حاکموں کے خلاف جہاد کرنا فرض ہے۔" (ہندوستانی مسلمان' ص 184)

میں صرف اختصار کے ساتھ اکابرین اہلحدیث کا مجموعی ذکر کر رہا ہوں۔ اگر انفرادی طور پر اکابرین اہلحدیث پر اغیار کے تبصرے رقم کروں تو دفتروں کے دفتر چاہییے۔ اب ذرا اختصار سے کام لیتے ہوئے برصغیر کے دوسرے علاقوں کے اہل حدیث پر اغیار کی نگاہ ناز کے لشکارے پڑتے ہیں۔ ولیم ولسن ہنٹر اپنی کتاب کے ص 176 پر لکھتا ہے۔

"بنگال جیسے دور دراز کے صوبے نے اپنے خرچ پر سرحدی کیمپ کے لیے رنگروٹوں کے گروہ تیار کیے اور اس کے ہر گاؤں بلکہ ہر خاندان نے ان کی مثال کی پیروی کی اور مصارف جنگ میں حصہ لیا۔" (ہندوستانی مسلمان)

اسی طرح کلکتہ ریویو جلد نمبر 51' ص 177 تا 179 میں بنگال و بہار کے وہابیوں کی کارروائیاں نقل کی گئی ہیں کہ:

"بنگال میں بھی وہابیوں نے بہت زیادہ کارروائیاں کیں جس کی بنا پر ان پر کئی مقدمات کیے گئے مگر ان بے نیتجہ اور تکلیف دہ عدالتی کارروائیوں کے سلسلہ لامتناعی نے ان کے صبر کے پیمانے کو لبریز کر دیا اور وہ بلاواسطہ اور براہ راست کارروائی پر تل گئے۔" (ہندوستان میں وہابی تحریک ص 125)

اسی طرح ایک انگریز جسٹس او کنیلی ایک مقالے میں لکھتا ہے:

"اب بھی چالیس سال گزرنے کے بعد کوئی آدمی اس ہنگامے کی تاریخ پڑھ کر حکومت کی بے بسی پر تعجب کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ 1822ء میں سید احمد نے ہندوستان میں غیر مسلم حکمرانوں کے خلاف بلا روک ٹوک جہاد کی تبلیغ کی۔ آدمیوں اور روپوؤں کی کثیر تعداد و مقدار بنگال سے اس (سید احمد) کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھلم کھلا مہیا ہوتی رہی اسے خفیہ رکھنے کی کوشش نہ کی گئی۔"
(کلکتہ ریویو' نمبر51 ص 184) منقول ہندوستان میں وہابی تحریک' ص
(129

اسی طرح مورخہ 29 مارچ 1845ء کو صوبہ زیریں بنگال کا سپرنٹنڈنٹ پولیس ڈبلیو ڈیمپر نے سیکرٹری حکومت بنگال محکمہ عدالت نمبر581 مسٹر ایف جے ہیلڑے کو ایک خط لکھا کہ:

"مسلمان ملاؤں کا ایک جتھہ اضلاع کا چکر لگا کر روپے اور رنگروٹ اکٹھے کرتا اور سکھوں اور انگریزوں کے خلاف جہاد کی تبلیغ کرتا پھرتا ہے۔"
(ہندوستان میں وہابی تحریک' ص 138)

اسی طرح سپرنٹنڈنٹ پولیس نے یہ رپورٹ بھی دی کہ:
بنگال کے مشرقی اضلاع کی آبادی زیادہ تر وہابیوں پر مشتمل ہے۔ یہ لوگ نہایت متحد اور جوشیلے مذہبی ہماری سرکار کے دشمن ہیں۔ اگر کسی شورش کا خطرہ ہے تو اسی گروہ کے مذہبی جنونیوں کی برا نگیختی کا نتیجہ ہے۔ (ہندوستان میں وہابی تحریک' ص 139)

ایک بہت بڑا انگریز جسٹس اوکنیلی اہل حدیث کی جرات و شجاعت کا ذکر یوں کرتا ہے کہ:

"جو لوگ جہاد میں شرکت سے مجبور ہوتے ہیں وہ اس بات پر ثابت قدم رہتے ہیں کہ کافر حکمرانوں سے تمام تعلقات منقطع کر لیے جائیں تاکہ حکومت کے اندر حکومت کے بالکل خلاف ایک طاقت قائم کر سکیں۔" (کلکتہ ریویو جلد نمبر51' 1870ء' ص 393)

مسٹر ہمس اور جسٹس اوکنیلی اس جرات و شجاعت کا نتیجہ یوں نکالتے ہیں کہ:

"کمزور اور بزدل بنگالی خونخواری اور جذبہ جہاد میں افغانوں سے کم نہیں۔" (حوالہ مذکور' ص 394)

اب بھی اس بات میں شک ہے کہ برصغیر میں اہل حدیث نے اپنی تمام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تر کوششیں انگریزوں کے خلاف صرف کر دی تھیں۔

یہ انگریزوں کا اقرار ہے کہ وہابی اہل حدیثوں نے ہمارے خلاف جہاد کیا اور ہم مجبور تھے کہ کچھ کر سکیں۔ (الحق ماشہ ت بہ الا اء)

اور پھر تاریخ کے ایک دوسرے پہلو پر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ اگر کسی جماعت پر انگریز نے ظلم و جور کی انتہا کی تھی تو وہ صف اول کے اہلحدیث تھے۔

ہمارے جوانوں کو سوروں نے سوروں کی کھالوں میں سی کر توپوں کے گولوں کی جگہ استعمال کیا۔ ہمارے مجاہدوں کو سر عام پھانسیوں پر لٹکایا گیا۔ شہ رگیں کاٹ کر سڑکوں پر چھوڑا گیا۔ ہمارے بہادروں کی لاشوں کے پل بنائے گئے۔ ہماری ماؤں اور بہنوں کی عصمتوں سے مذاق کیا گیا۔

بقول غیرے:

"ہمارے بوڑھے تلواروں کی دھاروں پر تڑپے۔ ہمارے بچوں نے نیزوں کی انیوں پر رقص کیا۔"

"ہماری ان بچیوں کی عصمتیں لوٹی گئیں جن کے چہروں کو آسمان نے نہ دیکھا تھا۔"

جماعت اہل حدیث پر ان الائم و مصائب کی کہانی اپنے دشمنوں کی زبانی سنئے:

ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر لکھتا ہے کہ:

"ان بد نصیب غداروں کے گروہ کے گروہ ہم نے قید خانے میں ڈال دیئے اور عدالتوں نے ان کے سرغنوں کو سمندر پار کے بے آب و گیا جزیروں پر بھیج دیا۔"

ایوب قادری لکھتا ہے:

"جائدادیں ضبط ہوئیں' ان (وہابیوں) کو جیلوں میں ٹھونسا گیا' حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزائیں دی گئیں۔ یہی نہیں بلکہ بنگال اور بہار کے تمام مبلغوں کی فہرست مرتب کی گئی اور اس فہرست کی وجہ سے بنگال کے کتنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی خوشحال خاندان تباہ و برباد کر دیئے گئے (تحریک آزادی' ص 60'61)

رثی لنا الحاسد والشامت

ہماری بربادیاں دیکھ کر مسعود عالم ندوی نے لکھا ہے:

"1849ء سے 1871ء تک گرفتاریوں کا سلسلہ جاری رہا اور بے قانون حوالات اور جیلوں میں گلتے سڑتے رہے۔ اسی طرح ایوب قادری خطبہ صدارت آنریبل سر عبدالرحیم کے حوالے سے لکھتا ہے۔

"وہابی تحریک کے بعد جو عمل اختیار کیا گیا اس سے مسلمان جاگیرداروں اور زمینداروں کی تمام املاک جو وسعت میں تمام بنگال کی ایک چوتھائی تھی۔ گورنمنٹ انگلشیہ نے ضبط کرلی۔ اس پالیسی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہماری ملت کے ہزاروں شریف اور خوشحال خاندان نان شبینہ کے محتاج ہو گئے اور ہماری قوم کے ہزاروں افراد مفلسی میں در در پھرنے لگے۔" (تحریک آزادی' ص 41)

انگریز کے خلاف جہاد میں میرے اسلاف نے بلال حبشی کے نقش قدم پر قدم رکھ کر آنے والی نسلوں کے لیے نقش قدم بنا دیا۔

ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کی زبان قلم سے اپنے اسلاف کی داستان جرات سنئے۔

"مسلمانوں نے وہابیوں کو دھوکا دیا' انگریز نے غلبہ پایا تو مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا' جو بچ نکلے انہیں چن چن کر سزائیں دی گئیں۔ کچھ سولی پر چڑھائے گئے کچھ قید ہوئے' کچھ کالے پانی بھیجے گئے۔" (ہندوستان مسلمان' ص 63)

جو بچ نکلے ان کے بارے میں مصنف ہندوستان میں وہابی تحریک لکھتا ہے کہ:

"کئی مہینے غلہ دستیاب نہ ہوا اور فاقہ زدہ جماعت نے درختوں کی جڑیں اور پتے کھا کھا کر جانیں بچائیں (شعب ابی طالب کی یاد زندہ ہو گئی) حقیقتاً یہ ایک سخت آزمائش تھی پھر بھی انکے قدم نہ ڈگمگائے اور انگریزوں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اطاعت تسلیم نہ کی۔" (ہندوستان میں وہابی تحریک' ص 227)

اسے کہتے ہیں ۔

سر اتر سکتا ہے غیور کا جھک نہیں سکتا!

اسی طرح مصنف ایک اور جگہ رقم طراز ہے کہ:

"1870ء کے وسط تک سارے ہند میں اکثر ممتاز وہابی قائدین ڈھونڈ ڈھونڈ کر گرفتار کر لیے گئے تھے۔" (ہندوستان میں وہابی تحریک' ص 327)

اللہ اللہ گردش دوراں
راہ حق اور زنداں زنداں

آگے چل کر لکھتا ہے:

1865ء میں جب قیدیوں کی پہلی کھیپ جزائر انڈیماں کی مہیب نو آبادیوں کے سفر پر روانہ کی گئی تو وہ قریبا ایک سال میں وہاں پہنچی۔ راستے میں لاہور میں رکی تو قیدیوں کے لیے بدخواہیوں' انسانیت سوز سلوک' خلاف انسانیت ایذا رسانیوں کا دور شروع ہوا۔ سفر کے دوران سب قیدی اکٹھے ایک زنجیر میں بندھے ایک مقفل ڈبے میں بند رہے۔ سفر کے دوران ایک ہفتے تک اکٹھے ایک تختوں کے فرش پر بٹھائے گئے اور ان کے درمیان سے ایک زنجیر ایسے گزاری گئی کہ اٹھ نہ سکیں۔ ایسی جکڑ بندئیت میں حاجت ضروری سے نمٹا جاتا۔ اس زمانہ میں ان آہنی ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کا مجموعی وزن فی کس آدھ من ہو گا۔ ایک ایسے قیدخانہ میں بند کئے گئے۔ جو سخت اور بے اندازہ ایذاؤں کے لیے مشہور تھا۔ (ہندوستان میں وہابی تحریک ص 274)

مجھے یقین ہے کہ میرے اکابر اس مشقت میں بھی یہ ترانے گاتے ہوں گے۔

ہم قید مشقت کیا سمجھیں ہم طوق و سلاسل کیا جانیں
اک ساز پہ نغمہ ہے گویا ہم شور سلاسل کیا جانیں

آگے چل کر یہی مصنف لکھتا ہے:

"جیل میں قیدیوں کے ساتھ طرح طرح کے بہیمانہ سلوک کئے جاتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیل کے افسروں نے قیدیوں کو پھانسی کے لیے ریشمی ڈوریاں اور چوبی تختے خریدے۔" (کتاب مذکور، ص 383)

اب ذرا ولیم ولسن ہنٹر کے اس بیان کو دیکھیں کہ:

"میں اپنے آپ کو مجبور سمجھتا ہوں کہ قیدی وہابیوں کی ایمانداری کی تحسین کروں۔ جنہوں نے کبھی وفاداری کا اظہار نہ کیا، ہم سے کوئی رعایت طلب کی اور اپنے تیئں زہر میں بجھے ہوئے تیر چبھو لئے۔" (ہندوستان میں وہابی تحریک، ص 383)

ایک اور جگہ ہنٹر لکھتا ہے:

"ان آدمیوں میں سے ایک بھی پکڑا جاتا تو انعام کالالچ اپنے رہنماؤں کے خلاف آمادہ نہ کر سکتا۔" (ہندوستانی مسلمان، ص 88)

یہ تمام حوالہ جات پڑھنے کے بعد آفتاب کے چمکنے کی طرح یقین ہو جاتا ہے کہ اہل حدیث تحریک آزادی کی وجہ سے قید ہوئے، مشقتیں سہیں، مصیبتیں برداشت کیں، آلام و مصائب کا نشانہ بنے مگر اپنے نصب العین کو ترک نہ کیا۔

پھر عطا ہوں ملت کو ایسے جری بطل جلیل
خالق ارض و سما سے دعا ہے بار بار
عالم اسلام ہو جن کے لہو سے سرخرو
ملت بیضاء کا استخلاف ہو جن کا شعار

یہی نہیں کہ قید ہوئے یا صرف مشقتیں سہیں بلکہ اکابر اہلحدیث کے مکانات منہدم کر دیئے۔ املاک چھین لی گئیں چنانچہ مورخ لکھتا ہے:

"لیفٹیننٹ گورنر کے حکم کے مطابق خاندان صادق پور کے مکانات میونسپلٹی کو دے کر منہدم کرا دیئے گئے۔" (ہندوستان میں وہابی تحریک، ص 291)

آگے چل کر مصنف خاندان پٹنہ کے حالات لکھتا ہے کہ آنسو خود بخود جاری ہو جائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دل کانپ اٹھے، جگر لخت لخت ہو جائے کہ وہابی خاندانوں کے ساتھ کیسا کیسا سلوک کیا گیا۔ لکھا ہے:

"ساری قیمتیں جائدادیں بیک قلمی جنبش ضبط کر لی گئیں اور گاجر مولی کے بھاؤ بیچ دی گئیں۔ عورتیں اور بچے گلی و کوچہ میں ڈال دیئے گئے۔ جس کی وجہ سے وہ کوڑی کوڑی کے محتاج ہو گئے، مکینوں کو صرف اپنے تنوں پر کپڑے پہنے ہوئے خانہ بدر ہونا پڑا۔ ان کو اپنے ساتھ ایک سوئی بھی لے جانے کی اجازت نہ تھی۔ (ہندوستان میں وہابی تحریک، ص 292)

اس حالت زار کو دیکھ کر پٹنہ خاندان کے ایک بزرگ عبدالرحیم نے کہا تھا کہ ؎

احمد اللہ بود مجرم شاہ
طفلک بے گناہ راچہ گناہ

اور تقدیر کا وار دیکھئے کہ یہ سب کارروائی عید کے روز ہوئی لوگوں نے عید کے جشن منائے ہوں گے مگر اہل حدیثوں کی عید اپنے نصب العین کی پاداش میں "شام غریباں" سے کم نہیں ہو گی ؎

"چوں شب عید را سحر کردند
ہمہ را از مکاں بدر کردند
مایہ عیش ساز ماتم شد
عید ما غرہ محرم شد"

اسلاف کی کہانی سننے کے لیے دل تھامنے کی ضرورت ہے کیونکہ جس طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی لاش اقدس کی بے حرمتی کی گئی اسی طرح ان اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثاروں کی قبریں کھود کر لاشیں باہر پھینک دی گئیں۔

چنانچہ مصنف لکھتا ہے:

"مقامی افسروں نے وہابی تعمیرات کو منہدم کرنے کے احکامات کی تعمیل کرتے ہوئے قبروں کو توڑ کر برابر کر دیا اور انہیں کھود ڈالا۔" (ہندوستان میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہابی تحریک' ص 2)

میری خاک بھی لحد میں نہ رہی امیر باقی
انہیں مرے مرنے کا ہی نہیں اعتبار ہوتا

اسی طرح ولیم ولسن ہنٹر لکھتا ہے:

وہ عقائد جن کو انہوں نے اپنے خون کے ساتھ لکھا-------

(ہندوستانی مسلمان' ص 84)

اس لیے میرا جواب ان دوستوں کی خدمت میں (جو یہ کہتے ہیں کہ تحریک آزادی کی تاریخ میں تمہارا کچھ ذکر نہیں) یہ ہوا کرتا ہے کہ:

تمہاری تاریخ کانچ کے معمولی ٹکڑوں نے گھٹیا سیاہی سے جھوٹ[1] کے ہاتھوں ردی کاغذ پر تھوپی ہوگی مگر میرے اسلاف کے کارنامے' میرے اکابر کی یادیں' میرے بزرگوں کے واقعات' میرے مردان حریت کے تذکرے خون شہادت کے چھینٹے حرف و حکایت کو نقوش نو سوار بنا کر صفحہ عالم پہ ثبت کر رہے ہیں۔

تحریک آزادی کی تاریخ پڑھیے تو معلوم ہوگا کہ اہل حدیثوں کو مٹانے کے لیے انگریز نے ہزاروں تدابیر اختیار کیں حالانکہ قصور کیا تھا؟ ۔

کسی کے حسن فروزاں سے پیار ہم نے کیا
یہی گناہ تھا جو بار بار ہم نے کیا
بس اک ستارہ مژگان کا آسرا لے کر
ہزار وادی ظلمات کو پار ہم نے کیا
ہمیں کو آج چمن میں گزر کا اذن نہیں
لہو کو صرف فروغ بہار ہم نے کیا

کچھ افراد سے یہ بھی سنا گیا ہے کہ یہ اہلحدیث تحریک آزادی والے وہابی نہیں ہیں بلکہ یہ ان کے بہت بعد منظر عام پر آئے۔ حالانکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اہل حدیث آغاز اسلام سے جاری ہیں لیکن احیائے اسلام کے سلسلے میں انگریزوں اور سکھوں سے جہاد کرنے کی بناء پر وہابی کے نام سے موسوم کر کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظلم وجور کی اندھی کوٹھڑیوں کے باسی بنے۔

ہنٹر لکھتا ہے:

"ہم نے سادہ اور بھولے افراد کو وہابیوں کے خلاف بھڑکا دیا۔"

(ہندوستانی مسلمان ص 63)

ولیم ہنٹر کے اس بیان کی وضاحت اور اہل حدیث جنگ آزادی کے وہابی ہونے کی تصدیق ایوب قادری کے اس بیان سے ہوتی ہے کہ:

"انگریز نے تحریک جہاد کو بری طرح کچلا مجاہدین اور مصلحین کو "وہابی" کے نام سے موسوم کر کے بدنام کیا گیا۔ تمام ملک میں وہابیوں کی سرگرمیوں کا جائزہ لیا گیا۔ مرکزی حکومت نے صوبائی حکومتوں سے ان کے حالات اور سرگرمیوں کی کیفیت طلب کی ایک محکمہ سراغرسانی خاص اسی مقصد کے لیے وجود میں آیا۔ انگریزی حکومت نے باغی اور وہابی مترادف لفظ قرار دیئے، عامۃ المسلمین میں ان کے خلاف نفرت کا جذبہ پیدا کیا اور ایک عام معاشرتی انقطاع شروع ہو گیا۔

بہت سے علماء نے مذہبی خدمات سمجھتے ہوئے وہابیوں کی مخالفت کی، حکومت کی طرف سے ایسے علماء کو بنظر استحسان دیکھتے ہوئے بالواسطہ یا بلاواسطہ معاوضہ دیا۔ مقدمات قائم کر کے ان کے قبضے سے مسجدیں نکالی گئیں۔ ایک عرصے تک حکومت کا رویہ یہ رہا کہ ایسے مقدمات میں وہابیوں کی مخالف پارٹی کے حق میں فیصلہ ہوا۔ (تحریک آزادی، ص 61، 62)

اسی طرح آگے چل کر "وہابی یا اہل حدیث" کی سرخی باندھ کر تحریر کرتا ہے کہ:

"غیروں اور اپنوں کے اس رویے سے تنگ آ کر اپنے لیے وہابی کی بجائے اہل حدیث کا نام مروج و مشتہر کیا۔" (تحریک آزادی، ص 64)

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا!

هذا فضل الله علينا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا اعتراض ہم پر یہ کیا جاتا ہے کہ ٹھیک ہے مان لیتے ہیں یہ وہی وہابی ہیں مگر انہوں نے سکھوں سے جہاد کیا تھا نہ کہ انگریز سے بلکہ یہ فرقہ تو انگریز کا حامی تھا۔

یہ تمام حوالہ جات جو تحریر کیئے گئے ہیں ان کو پڑھ کر ہر سمجھ دار فرد سمجھ سکتا ہے کہ اہل حدیث انگریز کا حامی نہ تھا اور اس نے جہاد انگریز اور سکھ دونوں کے خلاف کیا تھا۔ میری اس بات کی تصدیق انگریز بھی کرتا ہے کہ:

”میں نے اس جنگجو (وہابی) جماعت کی گزشتہ اور موجودہ ضروریات کو بالوضاحت بیان کر دیا ہے کہ جس کے متعلق ہندوستان کے انگریزی حکام بار بار اعلان کر چکے ہیں کہ وہ ہماری سلطنت کے لیے ایک مستقل خطرہ ہے۔“ (ہندوستانی مسلمان)

ایک اور جگہ ہنٹر لکھتا ہے کہ:

”جب ہم نے پنجاب کا الحاق کیا تو تعصب کی روٗ کا رخ جو پہلے سکھوں کی طرف تھا اب انگریزوں کیطرف پھر گیا اور وہابیوں کی نظر میں سکھ اور انگریز برابر تھے۔“ (ہندوستانی مسلمان)

ایک اور انگریز مورخ لکھتا ہے:

”ان ناقابل تردید حقائق کی روشنی میں یہ نظریہ رکھنا کہ وہابی صرف سکھ کے خلاف جہاد کر رہے تھے تاریخ کے بہت بڑے حصے کا انکار ہے۔“ (اولیور ص 290' 291- ہندوستان میں وہابی تحریک)

اب ایوب قادری کی تصدیق ملاحظہ فرمائیں کہ:

”پنجاب کے انگریزوں کے قبضے میں آ جانے کے بعد مجاہدین کا مقابلہ براہ راست انگریزوں سے تھا۔“ (تحریک آزادی' ص 63)

ان تمام مندرجہ بالا حوالہ جات سے یہی نیتجہ نکلتا ہے کہ اہل حدیث سکھ اور انگریز کے خلاف جہاد کرتا رہا ہے۔

آج ہم سے سوتیلی ماں جیسا سلوک کیا جا رہا ہے کہ جب تحریک آزادی کا ذکر آتا ہے تو تحریک کے بانی اور مجاہدین اہل حدیثوں کو یکسر نظرانداز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیا جاتا تھا۔

ہند کی اس بوریا نشین جماعت کے مصنفین، مناظرین، مقررین، مبلغین، محدثین، محققین، اسلامی تعلیمات کے معلمین اور غیر اسلامی ادعیان کے واقفین غرضیکہ ہر فرد نے تحریک آزادی میں کام کیا۔

چنانچہ سید سلیمان ندوی مرحوم لکھتے ہیں۔

"اہل حدیث کے نام سے اس وقت بھی جو تحریک ہے حقیقت میں وہ قدم نہیں نقش قدم ہے۔" (تراجم علمائے حدیث سند، ص 38)

اسی طرح سید صاحب نے مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی وفات پر کہا تھا۔

"مولانا اس جماعت سے تعلق رکھتے تھے جس نے ہر دم انگریز کے خلاف علم جہاد بلند رکھا اور کبھی بھی اسے سرنگوں نہ ہونے دیا۔"

دیو بندی مکتب فکر کے ایک جید عالم جناب تقی عثمانی فرماتے ہیں:

"اکابر اہل حدیث کے احسانات سے ملت پاکستان کی گردن ہمیشہ جھکی رہے گی۔" (ضوءالبدر فی لیل اسود)

اسی طرح ایک اور مورخ جماعت اہل حدیث کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتا ہے:

"برصغیر پاک و ہند کی تاریخ میں پنجاب کے مخصوص سیاسی مزاج، برٹش حکومت سے کمال وفاداری، اس کے استحکام و دفاع مخصوص خدمات، برطانوی مفاد کے لیے جان سپاری اور سب سے بڑھ کر دین کے نام پر برٹش استعمار کی وفاداری و خیر خواہی کی بناء پر رسوائی و بدنامی اسی خطے کے حصے میں آئی ہے۔ لیکن پنجاب کا ایک ایسا شرف بھی ہے جو برصغیر کے کسی دوسرے صوبے کے حصہ میں نہ آیا۔ وہ (پنجاب) اس پر جتنا بھی فخر کرے بجا ہے۔ پنجاب کا یہ فخر علمائے حق کی اس مقدس جماعت (اہلحدیث) کی وجہ سے ہے جس نے کفر زار ہند میں مرکز علمی و دینی کے لیے پنجاب کا انتخاب کیا۔ اسلامی ہند کے آخری ڈھائی سو سال میں ان کی خدمات کی تاریخ نہایت شاندار رہی ہے۔ علمائے حق کی یہ مقدس جماعت مزرعہ ہند پر ابر کرم کا ایک چھینٹا تھا۔ جس نے مسلمانوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نخل امید کو سرسبز و شاداب کیا۔" (تاریخ نظم جماعت' ص 200' 201)
اب اگر صرف انہی حوالہ جات کو مدنظر رکھتے ہوئے ضمیر کے ساتھ سوچا جائے تو فیصلہ یہی ہو گا کہ۔

ہر سو اس کا خون رواں دواں
اسی سے اسلام کی آن سلامت
یہ پیکر جانثاری و جانفروشی ہے
اس کے دم سے پیارا پاکستان سلامت

آخر میں شورش کاشمیری کی زبانی میرے اسلاف کی کہانی سن لیجئے۔
وہ ایک تقریر میں کہتے ہیں:
"جب بھی کوئی مورخ برصغیر کی حریت اور آزادی کی تاریخ رقم کرے گا تو مجبور ہو گا کہ تاریخ کو اہل حدیث علماء کے تذکرے سے شروع کرے۔ کیونکہ وہ اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ تحریک آزادی کا ہراول دستہ علمائے اہل حدیث تھے۔ مجاہدین سب کے سب اہلحدیث گھرانے کے سپوت تھے۔ انہی کے خون نے آزادی کے پودے کو پروان چڑھایا ہے۔
جس طرح مغربی پاکستان کے آزاد کرانے میں اہل حدیث کا ہاتھ تھا بالکل اسی طرح مشرقی پاکستان کی آزادی بھی انہی کی رہین منت ہے۔
یاد رہے کہ یہ تقریر 19 جنوری 1969ء کو بہت سے سیاسی اور مذہبی رہنماؤں کی موجودگی میں کی گئی۔ (الاعتصام' 20 جنوری 1949ء)
یہ اپنے اکابر کی اجتماعی تحریک پر میری نگاہ میں آئے ہوئے غیروں کے اقوال کا اختصار تھا۔ اگر انفرادیت کا دامن تھاما جائے تو بلا مبالغہ میرے قلم کو چارا نہیں کہ وہ واقعات حریت مکمل کر سکے۔ یہ صرف اپنے احباب کی سستی ہے کہ تاریخ اہل حدیث پر کام نہ ہوا ورنہ دنیا کے سامنے پاکستان کے بانی اہل حدیث ہوتے۔

لوکنت من مازن لم تستبح ابلی
بنو اللقیطة من ذھل ابن شیبانا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب بتائیے کہ کیا اہل حدیث کا اس ملک کی تشکیل و تکمیل میں کوئی ہاتھ نہیں؟ کیا یہ انگریز کے حامی تھے؟ کیا یہ انگریز کے خلاف نہ لڑے تھے؟ کیا انہوں نے اپنے بچوں کے خون اور اپنی بچیوں کی عصمتوں کا گارا بنا کر اپنے بوڑھوں کی ہڈیوں کی اینٹوں سے اس وطن کی بنیاد نہیں رکھی؟ کیا مقتل گاہوں میں ان کے لاشے نہ تڑپے؟

کیا یہ شہداء کی تحریک کے فرزند نہیں؟ کیا ان کی ماؤں نے اپنی زندگیاں برباد نہ کی تھیں؟ کیا ان کی بہوؤں نے اپنے سینوں پر کرپانیں نہ رکھ لی تھیں؟ کیا یہ وہ نہیں جن کی خواتین کو سربازار رسواء کیا گیا؟ کیا ان کی بیٹیوں کی عصمتوں کو نیلام نہ کیا گیا؟ کیا ان کی عزتوں کے پرخچے نہ اڑائے گئے؟ کیا ان کے خون سے عمارتوں کی زیب و آرائش نہ ہوئی تھی؟ کیا ان کے نوزائدہ بچے بلکتے ہوئے دم نہ توڑ گئے تھے؟ کیا انہوں نے تحریک آزادی کے لیے بھوکیں برداشت نہ کی تھیں؟ کیا یہ راہ قید و صعوبت کے راہی نہیں تھے۔ کیا ان کے مردوں سے برا سلوک نہ ہوا؟ کیا ان کی قبروں کی خاک گندگی کے ڈھیروں پر نہ بکھیری گئی؟ کیا ان سے جزائر انڈیمان آباد نہ تھے؟ کیا ان کا خون وطن کی دھرتی پر دریا کی صورت نہ بہا تھا؟۔

جواب دو اے محل کذب کے باسیو!
میں تمہارے جواب کا منتظر رہوں گا!

ہفت روزہ "الاسلام" 28 دسمبر 1979ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مسلک اہل حدیث"

(ایک انعام یافتہ تقریر ہدیہ قارئین ہے)

حمد و ثناء کے بعد:

اہل الحدیث عصابة الحق
فازوا بدعوة سید الخلق
ما اہلحدیثیم دغارا نشناسیم
صد شکر کہ در مذہب ماحیلہ و فن نیست

واجب قدر، قابل فخر، گرامی قدر، جناب صدر! محترم المقام، واجب الاحترام، منصفین عظام، لائق صد احترام و اکرام، سامعین کرام اور قابل فخر و جفا، ہم نوا و ہم صدا ساتھیو! آج کی اس محفل سخن، بزم نطق میں موضوع تکلم عنوان تحدث ہے "مسلک اہل حدیث" اس مختصر وقت، سمندر کو کوزے میں بند کرنے، کے مصداق "کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء" کے مصداق، موضوع طویل کا احاطہ کرنے کی کوشش کروں گا۔

جناب صدر!

آج کی محفل میں جو عنوان تفویض ہوا ہے، وہ دو لفظوں سے مرکب ہے۔ ایک لفظ "مسلک" اور دوسرا مرکب لفظ "اہل حدیث" ہے۔

"مسلک" کا لغوی معنی ہوتا ہے "راہ" اور اصطلاحی معنی طریقہ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظریہ' اصول و قواعد وغیرہ جب کہ "اہل حدیث" کے لغوی معنی "حدیث والے" اور اصطلاحی معانی وہ افراد جن کے لیل و نہار' شب و روز محض قرآن و سنت کے تعلق میں بسر ہوں اور جن کا کوئی بھی قول و فعل اور عمل' طور طریقہ اور رسم و رواج قرآن و حدیث سے الگ نہ ہو اور جو ان دو عظیم الشان منبعوں اور سرچشموں کے علاوہ کہیں نگاہ التفات نہ ڈالیں یعنی ۔

جو ہوتے ہوئے مصطفٰے کی گفتار
نہ دیکھیں کسی کا قول و کردار

گویا "مسلک اہل حدیث" کا معنی ہوا' وہ دستور حیات جو صرف قرآن و حدیث سے عبارت' جس پر رسول اللہ ﷺ کی مہر ثبت ہو اور جس پر خیر القرون کا کردار گواہ ہو۔

اس وقت کتنے ہی مذاہب اسلام کے نام پر روئے عالم پہ نظر آ رہے ہیں اور ہر ایک کا زعم و دعوی یہی ہے کہ وہ ہی صحیح اور برحق ہے مگر درحقیقت وہ کسی نہ کسی طور اسلام میں ترمیم و اضافہ اور کمی بیشی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ تقریبا" ہر مذہب میں شخصیت پرستی ہے یا خاص افراد کی تعلیمات و افکار پر دارومدار ہے جب کہ مسلک اہل حدیث اشخاص و افراد کی عزت و توقیر کو ملحوظ تو رکھتا ہے مگر انہیں دین میں حجت نہیں سمجھتا بلکہ اپنا ہر معاملہ' زندگی کا ہر مسئلہ صرف اور صرف قرآن و حدیث سے حل کرنا سکھاتا ہے اور "امرین صحیحین" کے علاوہ کسی کو بھی قابل حجت نہیں مانتا اور لائق تعمیل نہیں جانتا۔

بزرگان دین کی عزت سکھاتا ہے مگر اس میں مبالغہ نہیں' آئمہ کو عظیم سمجھتا ہے مگر ان میں مقابلہ نہیں' فقہاء و مجتہدین کی جدوجہد ذہنی اور اجتہاد کو خراج تحسین پیش کرتا ہے مگر ان پر دارومدار کی تلقین نہیں' کسی کے تدبر و تفکر پر کامل یقین نہیں رکھواتا البتہ انہیں آیات و احادیث سے تزئین ضرور بخشتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ انسان اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود بتقضائے بشریت خطا و نسیان سے مبرا نہیں اور "مسلک اہل حدیث" عصمت رسول ﷺ کی وجہ سے عیوب و نقائص سے مصفا ہے۔

واقعتاً" مسلک اہل حدیث ____ اہل حق کا مسلک' اہل دل کا مسلک' اہل نظر کا مسلک' اہل خبر کا مسلک' اہل ادراک کا مسلک' اثبات و احقاق کا مسلک' عیوب سے مبراء تعریج کا مسلک' مصفا ترویج کا مسلک' کشور وحدانیت کے تاجوروں کا مسلک' قاطعین شرک ناموروں کا مسلک' مسلک اہل حدیث ____ رہروان صدق صفاہ کا جادہ و منزل' لیلائے سنت کا محمل' امن و سکینت کا نام' شجاعت و شہادت کا مقام' راہ حق میں سر کٹانا' آگے بڑھتے جانا' لڑتے مرتے سر بکف' ہر سمت' ہر طرف' باطل کے مقابل' ادائے حق کی خاطر صدائے کلمتہ اللہ بلند کرنا۔

سنا سنا کے دم عشق کے فسانے کو
اس کی راہ پہ چلانا زمانے کو

"مسلک اہل حدیث" چند افراد کے ذہن کی اختراع' چند رسوم کے تحفظ اور چند وجوہ کی پیداوار کا نام نہیں بلکہ آقائے ذی وقار و ذیشان ﷺ پر اتاری گئی شریعت مطہرہ' منزل من اللہ دین مبین اسلام متین اور رسول اللہ ﷺ کے طریقہ مقدسہ کا نام ہے۔

آج بھی مسلک اہل حدیث' کسی ردوبدل' ترمیم و اضافہ اور کمی بیشی کے بغیر قرون اولی ہی کی صورت میں جاری و ساری ہے۔ بقول صادق (علی لسان الکفار) و مصدق (فی الحقیقتہ والاقرار) ﷺ قیامت تک ہر فتنہ اوہام و شکوک سے محفوظ اور "ذمۃ اللہ ورحمتہ" سے محظوظ رہے گا۔

اسی کے سینے پر "لا تزال طائفة منصورين على الحق" کا تمغہ'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی کے نصیب میں "ما انا علیہ و اصحابی" کا ثمرہ' اسی کے لیے "اما مھم النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم" کا شرف' اسی کے حاملین کے لیے "انتم اصحاب الحدیث انطلقوا الی الجنۃ" کا فخر' کہ یہ احکام ربانی کی تعمیل' فرامین نبویؐ کی تجمیل' طریق صحابہ کی روش' تابعین کی کشش' تبع تابعین کی راہ' محدثین کی جاہ' آئمہ کا گزر' فقہاء کا فخر' اسلام کی ترجمانی' حق کی فراوانی' توحید کی صدا' (ہر طرف سدا)' شرک و بدعت کے خلاف جہاد' قرآن و حدیث پر اعتماد ہے۔

تبلیغ و جہاد اس کا طرہ امتیاز' تحقیق و تدقیق و جنہ اعجاز' خلوص و دیانت اک اعزاز' ہمت و غیرت کو اس سے نیاز' یہ امن و آشتی کا سبق' اصلاح قلوب' تطہیر ارواح اور طہارت اذہان کا درس ہے۔

"مسلک اہل حدیث" نام ہے "اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول" کی آواز کا _____ "ترکت فیکم امرین" کی صدائے دلنواز کا _____ "ما اتاکم الرسول فخذوہ" کی پکار کا _____ "لا تتبعوا خطوات الشیطن" کے فرمان کا _____ "فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ" کے نشان کا _____ "من یتبع غیر الاسلام دینا" میں اسلام متین کا _____ "ان الدین عند اللہ الاسلام" میں دین کا _____ یعنی کامل قرآن کا _____ فرمان آقائے ذیشان کا۔

مسلک "اہل حدیث" نام ہے _____ سنت رسول ﷺ کی عصمت کا' طریق صحابہ کرام کی عظمت کا' کردار تابعین کی شوکت کا' تبع تابعین کے چلن کی سطوت کا' آئمہ کرام کے تفقہ کی رفعت کا' محدثین کی عدالت کی حشمت کا' مفسرین اولی کی اعلیت کا' فقہاء حق کی ارفعیت کا۔

"ابو حنیفہ و شافعی" کے اقوال کا "ابن حنبل و مالک" کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احوال کا' "ابن تیمیۃ و ابن قیم" و غیرہم کے کمال کا' خاندان ولی اللہ کے جاہ و جلال کا' حق کے شیدائیوں کا' صرف سچ کے داعیوں کا۔

"مسلک اہل حدیث" نام ہے _____!

روایت کا' درایت کا' ثقاہت کا' فقاہت کا' ودیعت کا' براعت کا' ذہانت کا' فطانت کا' دیانت کا' امانت کا' امامت کا' عدالت کا' ندرت کا' ہدایت کا' محبت کا' الفت کا' جرات کا' شجاعت کا' شہادت کا' اقبالیت کا یعنی آدمیت کا' کامل انسانیت کا۔

"مسلک اہل حدیث" _____ اذہان کو اعراف و عرفان' ارواح کو سرور و وجدان' قلوب کو ایمان و ایقان اور زیست کو عروج اور شان کی دولت بخشتا ہے۔

"مسلک اہل حدیث" "لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنہ" کے مصداق "ما اتاکم الرسول فخذوہ" کے محقاق کا' یہ نام ہے _____ رسول اللہ ﷺ کے اقوال کا' آپؐ کے احوال کا' ذیشان افعال کا' معلی اطوار کا' مصفا اطراز کا' عظیم الشان گفتار کا' عظیم المرتبت کردار کا' رفیع المنزلت مقام کا' آپؐ کی شان و شوکت کے دوام کا' اعلیٰ عصمت و رفعت کا' ختم نبوت کا' دین کے اکمال کا' نعمت حقہ کے اتمام بجمال کا' صرف آپؐ ہی کی ذات بالا صفات کی ہر ہر بات کا یعنی _____ سادگی و بے باکی کا' ایثار و حق گوئی کا' رحم و عزم کا' علم و حلم کا' احسان و کرم کا' نظر و فکر کا' عاجزی و شکر کا' یقین و محبت کا' وفا و الفت' خشیت و للہیت اور غیرت و حمیت کا' غرضیکہ آپؐ کی رسالت کے ہوتے ہوئے اور کسی کا سکہ نہ چلنے کا' کسی اور کا دم نہ بھرنے کا۔

"رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ" کی تفسیر اور "انعمت علیھم و اولٓئک ھم المفلحون" کی تعبیر میں "مسلک اہل حدیث" نام ہے _____!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیات اصحاب کا' زیست بہ آب و تاب کا' ہر حال میں قربانی کا' خون میں لت پت "لا الہ الا اللہ" کی ترجمانی کا' ابطال باطل اور تشہیر احقاق کا' عدم ریا کا' حصول رضا کا' تحصیل اجر میں بے قراری کا' خوش گفتاری و اعلیٰ کرداری کا' نرم دم گفتگو کا' گرم دم جستجو کا' رزم و بزم میں پاک دل و پاکبازی کا' اللہ کے لیے ہر شئے سے بے نیازی کا ______!

"یاایھاالذین امنوا اتقواللہ حق تقاتہ" کی تعمیل اور "من یشتری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ" کی تاثیر میں "مسلک اہل حدیث" نام ہے۔

عباداللہ کے چلن کا' قرآن و سنت سے ملن کا' امرین صحیحین سے رغبت کا' ور دین مصطفےٰ ظن و قیاس سے نفرت کا' توحید و سنت کے پرچار کا' قال اللہ و قال الرسولؐ کے اختیار کا' تحریر و تقریر میں انتہائی احتیاط کا' راہ خدا میں تکالیف اٹھانے کا' ادائیگی فرائض میں سر کٹانے کا۔

مسلک "اہل حدیث" نام ہے ______ اسلامی طریقت کی اعلائی کا' منزل من اللہ شریعت کی بالائی کا' اشرف المخلوقات کی اشرفیت کا' احسن تقویم کی ارفعیت کا ______ جادہ عظیم کا' صراط مستقیم کا ______!

"مسلک اہل حدیث" وما ینطق عن الھوی ○ ان ھو الا وحی یوحی کی شہادت سے کسی انسان کی کاوش نہیں کہ انسانی جذبات و خواہشات کا اس میں کچھ دخل ہو' بلکہ "نزلنا علی عبدنا" کی تصدیق سے اللہ تبارک و تعالیٰ کا عطاء کردہ ہے' تبھی تفکرات و تدبرات' تخلیات و تصورات' ذہنیات و کیفیات کی تصحیح و تزئین کرتا ہے اور انہیں اصلاح و ہدایت بخش کر معزز و مشرف بناتا ہے۔

"مسلک اہل حدیث" میں لالچ نہیں سخاوت ہے' مادیت نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روحانیت ہے' طلب ثروت نہیں آرزوئے مغفرت ہے' شاہی نہیں خدمت ہے' غرور تکبر نہیں محبت ہے' بدعت نہیں سنت ہے' شرک نہیں توحید ہے' تجسیم الٰہی نہیں تمجید ہے' اوتار نہیں کلمہ تہلیل و تحمید ہے' ریا نہیں طلب رضا ہے' تصنع نہیں استغنا ہے' تکلف نہیں اخلاص و وفا ہے اور ہر فعل باحضور و باخدا ہے۔

ربط و تعلق' تحقق و تعمق' تدقق و ترفق' تزئین و تحسین' تقرر و تحرر' تصور و تخیل' تدبر و تفکر' مساواۃ مواخاۃ' نصرت و اخوت' شرف و احترام' عزت و اکرام' فخر و احتشام _____ حقیقی کامیابی' دونوں جہاں کی کامرانی' ایمان اور مسلمانی' غرضیکہ ہر خوبی ' ہر عظمت کی نشانی "مسلک اہل حدیث" میں ہے۔

یہ نیک طینتی کا اعلان' پاک طبیعتی کا اعلام' قرآن و حدیث کا اثبات و التزام' تعلیوں کا نام' تجلیوں کا مقام اور تمام تر خوبیوں کا قوام ہے۔ اس میں سیاست کے نشیب و فراز اور شرعی ترنگ بھی ہے اور جہاد و شہادت کی امنگ بھی۔ نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی' محض آدمیت و انسانیت کی بھلائی' انسانی زندگی کی تعمیر میں مرضات اللہ کا حصول اور حصول میں تکالیف و مصائب آلائم و شدائد سب قبول۔

قد آور شخصیات کو محور بنانے کی بجائے وحی الٰہی (قرآن و حدیث) کو اپنا مرکز حیات و نصب العین جاننا ہی مسلک "اہل حدیث" ہے جیسے

1- حج تمتع کے مسئلہ پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا "امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین احد من الراشدین و المھدین" مراد رسول فاروق اعظم حضرت عمرؓ جیسے فرزند اسلام اور صحابی رسول ﷺ کی پاک طینتی اور صاف طبیعتی سے نکلی وہ بات جو بتقضائے بشریت سنت رسول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کے خلاف ہو گئی تھی' چھوڑ دینا اور "ان الشریعة نزلت علی محمد وما نزلت علی ابی" کا اعلان فرمانا اور پھر حضرت عمرؓ کا بیٹے کی اس بات پر جاہ و جلال' رعب و دبدبہ' شوکت و طنطنہ ہیبت و حشمت کے باوجود سر جھکا لینا اپنی غلطی کا اعتراف کرنا اور سجدہ شکر بجا لانا۔

2- "فلا و ربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم" کے سبب نزول میں حضرت عمرؓ کا رسول اللہ ﷺ کے مقابل ان کا فیصلہ لینے والے منافق کی گردن تن سے جدا کر کے "ھذا قضاء لمن لا یرضی بقضاء رسول اللّٰہ" کا نعرہ بلند کرنا وغیرہ ان گنت تاریخ اسلام کی امثلہ دراصل مسلک اہل حدیث کا اظہار اور مسلک اہل حدیث کا اعلان ہیں کہ

"آپ کے ہوتے ہوئے نہ کسی کی ذات چل سکتی ہے نہ کسی کی بات چل سکتی ہے۔ موسیٰؑ کی نبوت کا نہ چلنا آپؐ کی عصمت کی دلیل ہے اور عیسیٰ روح اللہ علیہ کی آمد عظمت کی دلیل ہے' کتب اولیٰ کی نہ تصدیق نہ تکذیب ہے بلکہ قرآن مجید کا اظہار تصحیح و تصویب ہے اور جو بھی کتاب و سنت کو چھوڑ دے وہ انسان کہلانے کا روادار اور زندہ رہنے کا حق دار نہیں۔ اسے چاہیے کہ اللہ کی زمین چھوڑ کر کہیں اور جا بسے۔ مختصراً" جان لیجیے کہ مسلک "اہل حدیث" نام ہے _____ توحید کی ترویج کا' عبادت الٰہی کی تعریج کا' سنت کے عروج کا' حدیث کے تموج کا۔ شرک کے قلع قمع کرنے کا' بدعت کے مٹانے کا' اسلام کی اشاعت تبلیغ و دعوت کا' بطلیت سے عداوت کا' لادینیت کے اختتام کا' اسلام کے التزام کا' اعتصام کتاب و سنت کے ارتقاء کا' جہاد کی انتہاء کا' محض طلب رضا کا۔

آج کے دور میں خصوصیت سے مسلک "اہل حدیث" یہ ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"نفاذ اسلام کے شوق میں بے قرار رہا جائے اور کبھی چین سے نہ بیٹھا جائے۔ باطل کے خلاف ہمت کی کوہ تازی سے قدم جمائے جائیں یعنی قرآن و حدیث کی اشاعت' دعوت و تبلیغ' علوم و عقائد کی تجدید و اصلاح' اہل ملت کا ہر حال اور ہر شکل میں اتحاد' خیر القرون کے علم و عمل کی از سر نو تجدید' دین خالص و سنت خالصہ و محسنہ کا اعتصام اور تمام تفرقوں اور بدعتی راہوں کے خلاف قولاً" فعلاً" اور عملاً" دعوت الی اللہ کی صدا اس قوت و نفوذ کے ساتھ بلند کرنا کہ وقت کا کوئی شور و غوغا اس پر غالب نہ آ سکے۔

اگر آج بھی مسلک "اہل حدیث" اپنی تمام تر ضوء افشانیوں' ضیاء پاشیوں اور رعنائیوں کے ساتھ اس دھرتی پر نافذ ہو جائے تو عجب نہیں کہ یہ بادہ کہن وقت کی خمار آلودگیوں کے علی الرغم' پھر جام و مینا کی گردش تک اور پارینہ رواداریٔ تازہ سے ترکیب پاکر ہنگامہ گذشتہ اور شورش رفتہ کی دست افشانیوں اور پاکوبیوں کا عالم پھر از سر نو تازہ کر دے۔

اہل دل' اہل نظر' اہل خبر اہل حدیث
کشور وحدانیت کے تاجور اہل حدیث
خضر منزل' رہروان جادہ صدق و صفا
حاملین سنت خیر البشر اہل حدیث
جس کا ہر پیغام' پیغام رب جہاں
ایسے پیغمبر کے پیغام بر اہل حدیث
راز دان گلستان کا یہی ہے فیصلہ
دین ہے اک نخل اور اس کا ثمر "اہل حدیث"

(صحیفہ "اہل حدیث" کراچی' یکم ذی قعدہ 1405ھ'
الاسلام اہل حدیث' 13 اگست 1996ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلحدیث اور پاکستان

تحریک اہلحدیث کا آغاز اللہ رب العزت کی پہلی وحی جو 12 فروری 610ء بمطابق 9 ربیع الاول 41 میلادی کو حضرت خیر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی کے ساتھ ہو گیا تھا لیکن برصغیر پاک و ہند میں ذرا دیر بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہی میں اس کی آمد ہوئی جیسا کہ اصابہ میں ہے:

حضرت خدیفہؓ، اسامہؓ اور صہیبؓ وغیرہ اصحاب کو آپؐ نے خط دے کر سربا تک راجہ کے پاس بھیجا اور سربا تک مسلمان ہو گیا۔

"سربا تک هندی زعم ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم المرسل علیه خذیفة و اسامة و صهیبا وغیره" (اصابہ)

یعنی سربا تک ہندی نے بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حذیفہ وغیرہ کو خط لکھ کر میرے پاس بھیجا تھا۔ (منقول از تاریخ الحدیث مصنف عبدالصمد صارم الازہری ' ص 64) یہی بات اطہر مبارکپوری کی کتاب عرب و ہند کے تعلقات میں بھی درج ہے۔

گویا تاریخ کے اوراق بتاتے ہیں کہ پاکستان کی بنیاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں رکھی گئی ہے اور پھر تاریخ ہی بتاتی ہے کہ پاکستان کی تعمیر پانچ مرتبہ شروع ہوئی لیکن یہ مکمل نہ ہو سکی بالآخر 14 اگست 1947ء کو پاکستان کی تشکیل ہوئی اور تکمیل کا آغاز اب ہوا ہے اور ہر تعمیر کے معمار اہلحدیث ہی تھے۔ پہلی تعمیر محمد بن قاسمؒ کی آمد پر ہوئی۔ اس عظیم و فہیم جرنیل نے دنیا کو بتا دیا کہ پاکستان بنانے کے لیے مسلمان کسی قسم کی تکلیف کو خاطر میں نہیں لاتا۔ چنانچہ تواریخ میں لکھا ہے کہ محمد بن قاسم اور اس کے ساتھیوں کو برصغیر میں موسمی اور سفری مشکلات کا مقابلہ بالکل جنگی مشکلات کی طرح کرنا پڑا اور محمد بن قاسم کے اہل حدیث ہونے میں سب سے بڑی شہادت یہ ہے کہ آپ نے ۹۲ھ میں برصغیر میں قدم رنجہ فرمایا جبکہ تقلید 400ھ کے بعد شروع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی (لغات الحدیث) اور بانی مذہب حنیفہ امام ابو یوسف' امام محمد' امام زفر رحمہم اللہ تعالیٰ خود غیر مقلد تھے۔ جبکہ مذہب حنفیہ کا آغاز امام ابو یوسفؒ کے قاضی بننے پر ہوا تھا اور آپؒ ہارون الرشید کے دور میں قاضی بنے تھے۔ چنانچہ مصنف تاریخ الفقہ (جس کے مترجم تقی عثمانی ہیں) لکھتا ہے کہ "امام ابو یوسف امام زفر امام محمد غیر مقلد تھے اس لیے کہ اس وقت تک

تقلید اسلام میں جاری نہ ہوئی تھی (تاریخ الفقہ ص 251) اس حوالے سے واضح ہوا کہ محمد بن قاسم غیر مقلد اہلحدیث تھے۔ دوسری تعمیر حضرت سلطان محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کے دور میں ہوئی۔ آپ نے 908ء بمطابق 285ھ میں لاہور میں پہلی اسلامی حکومت قائم کی اور آپؒ ہی کی آمد سے برصغیر میں دوسرے اسلامی قافلوں کے آنے کے لیے راستے کھلے تھے اور آپؒ کے اہل حدیث ہونے کے بارے میں مصنف تاریخ حیواۃ الحیوان الکبری تحریر کرتے ہیں کہ "محمود غزنویؒ حنفیت سے تائب ہو کر اہلحدیث ہو گیا تھا۔" (حیوۃ حیوان الکبری' جلد دوم' ص 259)

چنانچہ تاریخ الحدیث میں جناب عبدالصمد صارم الازہری لکھتے ہیں کہ:

"بیت المقدس کا عرب عالم و سیاح ابوالقاسم مقدسی 375ھ میں ہندوستان آیا۔ اس کا قول ہے واکثر ھم اصحاب الحدیث (یعنی ہندوستان میں اکثر مسلمان اہل حدیث ہیں (تاریخ الحدیث' ص 7)

یہی حوالہ تاریخ سندھ میں اور مولانا سید سلیمان ندوی نے اپنے مضمون میں جو نقوش سیرت نمبر جلد نمبر 3 میں ہے

تیسری تعمیر حضرت مجدد الف ثانی کے دور میں ہوئی آپؒ نے اکبر بادشاہ کے مذہب دین اکبری کے خلاف صحیح کتاب و سنت پر پاکستان کی تعمیر کا کام شروع کیا اور آپ کے فرمان "احادیث التامین اکثر واصح" (ابکار المنن' ص 189) کو دیکھنے سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ آپ مسلکا اہلحدیث تھے اور آپ کی ندا بھی اہلحدیث کی روائتی ندا "عبادت صرف خدا کی" اطاعت محمد مصطفےٰؐ کی تھی۔ نیز حسن البیان' ص 6 پر ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقلیدی جمود کے خاتمہ کے لیے جنگ لڑی۔

چوتھی تعمیر حضرت سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کے دور میں ہوئی اور آپ کی تحریک کی وجہ سے پاکستان عالم ارضی پر ایک متعین شکل میں ابھرا تھا۔ آپ کی تحریک نے انگریز کے پاؤں ہلا دیئے تھے اور آخر انگریز کو ہندوستان کے چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔

آپ کی تحریک کے تحریک اہلحدیث ہونے میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں۔ آپ اور آپ کے تمام مجاہدین آپ کے خلفاء تمام کے تمام فرزندان اہلحدیث تھے۔ کتب تواریخ کا ایک ایک ورق تحریک وہابیت کے تحریک اہلحدیث ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اوراق تاریخ پکار پکار کر واضح کر رہے ہیں کہ تحریک آزادی 1857ء میں صرف اہلحدیث افراد نے حصہ لیا تھا۔ بہر حال ع کبھی فرصت میں سن لینا بڑی ہے داستان میری۔ پانچویں اور آخری تعمیر 1900ء میں شروع ہو کر 1947ء پر اختتام پذیر ہوئی۔

اس میں اہلحدیث مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی مولانا ثناء اللہ امرتسری' سرسید احمد خان نواب محسن الملک (بانی مسلم لیگ) عبدالحلیم شرر و مولانا داؤد غزنوی رحمہم اللہ بزرگوں کی زیر قیادت تحریک پاکستان میں شامل ہوئے تھے۔

سرسید احمد خان اور نواب محسن الملک کے بارے میں بعض دوستوں کو کچھ شک سا ہے۔ وہ دور کیے دیتا ہوں۔ مکاتیب شبلی' حصہ اول' ص 46 میں شبلی اپنے زمانہ علی گڑھ کی روئداد لکھتے ہیں کہ:

مغرب کی نماز! سبحان اللہ! کیا شان و شوکت ہوتی ہے کہ بس دل پھٹا پڑتا ہے۔ خود سید صاحب بھی شریک نماز ہوتے ہیں اور چونکہ وہ عامل بالحدیث ہیں۔ آمین زور سے کہتے ہیں۔ ان کی آمین کی گونج مذہبی جوش کی رگ میں خون بڑھا دیتی ہے۔ (مکاتیب شبلی' حصہ اول' ص 46)

نیز تراجم علمائے حدیث میں نواب خواجہ مصلح الدین دھلویؒ شاہ مخصوص اللہ کی تعریف لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مقدس بزرگ زاہد و عابد، شب زندہ دار، تدریس و تعلیم کے سوا کوئی مشغلہ نہ تھا اور بزم روشن مسجد واقع قاضی واڑہ میں منعقد تھی۔ عامل آمین ورفع یدین تھے۔ سرسید احمد خان مرحوم بھی آپ کے شاگردوں میں سے تھے اور اسی وجہ سے وہ بھی ان سنتوں کے عامل رہے۔ (تراجم علمائے حدیث ص 123، 124)

اسی طرح مولانا الطاف حسین حالی فرماتے ہیں۔

"سرسید احمد خان مرحوم اپنے آپ کو ولی الٰہی کہلوانے پر فخر کرتے تھے۔ کیونکہ آپ خاندان ولی اللہ سے مستفیض تھے۔ (حیات جاوید)

ان تمام حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ یہ فخر، اہلحدیث کو حاصل ہے کہ ان میں جلیل القدر فرزند پیدا ہوئے۔

نگاہ ناز جسے آشنائے راز کرے
وہ اپنی خوبی قسمت پر کیوں نہ ناز کرے

باقی نواب محسن الملک برادر نواب وقار الملک بانی مسلم لیگ کے بارے میں شک ہو تو آپ نواب صاحب کی تحریر کردہ کتب بنام (1) تقلید اور عمل بالحدیث (2) مسلک عمل با لحدیث کا مطالعہ فرمائیں خود پتہ چل جائے گا کہ ۔

کتنا چھپایا راز محبت نہ چھپ سکا
افسانہ ان کے عشق کا مشہور ہو گیا

ان دلائل و شواہد سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس خطہ ارض پر اہل حدیث نے اپنی تحریک سے پاکستان جیسا قلعہ اسلام تعمیر کیا ہے اور اب وہ اس کی تکمیل کے لیے اپنی تمام قوتیں صرف کر دیں گے۔

زندہ و جاوید ہے ان اللہ والوں کا گروہ
امت مرحوم سو سکتی ہے مر سکتی نہیں

جب برصغیر سے انگریز کے خلاف اور اس کی حکمرانی کے خاتمے کے لیے تحریکیں اٹھیں تو ان تمام تحریکوں کے ہراول دستہ صرف اور صرف اکابرین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث تھے۔ چشم کائنات شاہد ہے کہ اکابرین اہل حدیث نے تحریک آزادی اور تحریک پاکستان میں شامل ہو کر اللہ رب العزت سے کیئے ہوئے وعدے ان صلوتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب لعالمین۔ کے ایفا کرنے کے لیے ان گنت آلائم و مصائب اور تنگی و تکالیف کو برداشت کیا، تاریخ گواہ ہے کہ تحریک پاکستان میں اہل حدیث کا نعرہ مستانہ تھا کہ اللّٰہ غایتنا، والرسول هادینا، والقرآن دستورنا، والجهاد سبیلنا والشهادت امانینا یعنی ہم اللہ کی خوشنودی کی خاطر، رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لیے کتاب و سنت کی روشنی میں اور میدان جہاد میں اپنی جانوں کے نذرانوں کے ذریعے خطہ پاکستان چاہتے ہیں جہاں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے قانون کی حکمرانی ہو گی۔

یہ حقیقت ہے کہ اہل حدیث نے تحریک پاکستان میں جس قدر قربانیاں دی ہیں انہیں ان سطور میں سمویا نہیں جا سکتا۔ تاریخ کا ایک ایک ورق اور اس کی ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ تحریک پاکستان میں جنھوں نے اپنے اللہ کی رضا و خوشنودی کے حصول کے لیے باطل کے مقابل اپنے خون سے داستان حریت رقم کی جن کی لاشیں مقتل گاہوں میں تڑپیں، جن کے لہو کے ریلے سمندروں کی موجوں کی طرح اٹھے، جن کی عصمتیں تار تار ہوئیں، جن کی گردنیں گیندوں کی صورت لڑھکتی نظر آئیں، جن کے جسموں سے جیلیں آباد ہوئیں، جو دریائے شور کے پار اترے، جنھوں نے جزائر انڈیمان جیسے بے آباد جزیروں کو آباد کیا۔ وہ صرف اور صرف اہلحدیث تھے۔

ولسنا علی الاعقاب قدمی کلومنا
ولکن علی اقدامنا تقطر الدما

یعنی ہم ایسے لوگ ہیں جن کا خون ان کی پیٹھوں سے ایڑیوں پر نہیں بلکہ زخم سینہ سے پنجوں پر بہا کرتا ہے کسی نے خوب لکھا ہے۔

خون دل دے کر بہاروں کا ثمر دیکھ لیا
اور کیا دیکھیں گے انداز سحر دیکھ لیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کبھی گلیوں میں کبھی صحن گلستان میں ندیم
ہم نے بکھرا ہوا یوں خون جگر دیکھ لیا
منہ چھپائے ہوئے دامن میں حیا کے اپنے
جب سے تاروں نے انکا دیدہ تر دیکھ لیا

اہلحدیث کی ان تمام خدمات کے باوجود تذکرہ احرار اہلحدیث کرتے ہوئے شرمایا جاتا ہے۔ بلکہ خدمت اہلحدیث کو یکسر نظرانداز کر دیا جاتا ہے اس کی وجہ اس کے علاوہ کیا ہو سکتی ہے کہ ؎

یاروں کو بھاتی نہیں محبت وطن ان کی
اور دریائے خون دل و جگر بہانا اہلحدیث کا

لیکن شکر ہے اس خدائے عزوجل کا جس نے شیطان کے منہ سے حق کہلوایا کہ اس نے میرے اذکار کے قاتلوں کے قلم سے میرے احرار کی جرات کو منوایا۔

لاکھ چھپایا راز جرات و شجاعت ان کا
واللہ! چھپ نہ سکا افسانہ اہل حدیث کا

آمد بر سر مطلب

تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طوالانی یاروں کے ماہنامہ "فیضان" (اپریل ۱۹۷۸ء) کے ملتان کانفرس نمبر کے صفحہ نمبر 44 پر اپنے بڑوں کا تذکرہ جلی قلم سے کرتے ہوئے بہت نیچے جاکر نہایت باریک لکھائی میں صرف دو اکابر اہل حدیث کا ذکر بھی کر گئے ہیں۔ لکھا ہے تحریک پاکستان میں مندرجہ ذیل اکابر نے حصہ لیا۔ نمبر23 مولانا ثناء اللہ امرتسری نمبر24 مولانا محمد ابراہیم میر اہلحدیث (ص 44)۔

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے

خون دل و جگر سے ہوئی میری نوا کی پرورش
ہے رگ ساز میں رواں میرے آباء کا لہو

فیضان کا یہ تعصبانہ انداز دیکھ کے مجھے مشہور شاعر خاقانی کے شعر یاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئے کہ ؎

گر فرد تراز نشست خاقانی
نہ میرا ننگ نہ تیرا ادب است
قل ھو اللہ وصف خالق است
زیر تبت یدا ابی لھب است

یعنی خاقانی کو راجہ نے نیچے بٹھا دیا تو خاقانی نے کہا۔ راجہ! میرے نیچے بیٹھنے اور تیرے بلند ہونے سے میری ذلت اور تیری عزت نہیں بن جائے گی کہ قل ھو اللہ جس میں اللہ کی صفتیں ہیں لیکن وہ تبت یدا ابی لھب سے نیچے ہے کہ یارو! ہمارے اکابر کا نام نیچا لکھنے سے تمہارا کردار واضح نہیں ہو سکتا۔ تاریخ میں پھر میرے اکابر کا تذکرہ رہے گا کہ خطہ پاکستان کا حاصل ہونا اہلحدیث کا رہین منت ہے۔ اگر اہل حدیث مصروف کار نہ ہوتے تو وطن عزیز کا حصول مشکل تھا۔

فیضان کا ہاضمہ قابل تعریف ہے کہ اتنے زیادہ اکابرین کا تذکرہ چھوڑ گئے ہیں لیکن حیرت ہے یہ دو نام کیسے بچ گئے۔ شائد سرچڑھا جادو اظہار حقیقت پر مجبور کر رہا ہے۔ ویسے یہ حقیقت ہے کہ کسی کے آنکھیں بند کرنے سے آفتاب و ماہتاب کی چمک دمک کا انکار نہیں ہو سکتا ہے۔

ہفت روزہ "الاسلام" 4 ربیع الاول 1400 ہجری
1980ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلحدیث ـــــــ برصغیر میں

بچپن میں کہانی سنا کرتے تھے کہ فاختاؤں نے اپنی خوراک کے لیے کھیت بویا' خون پسینے سے اس کی آبیاری کی اور جب پھل پکنے کا وقت آیا تو ظالم کوؤں نے اس پر قبضہ کر لیا مگر آج کچھ لوگ انسانوں کی ہی بڑائی ماننے کی بجائے ان کے مسلمہ حقوق غصب کر رہے ہیں۔ یعنی آج اہلحدیث کو مورد الزام ٹھہرایا جا رہا ہے کہ انہوں نے برصغیر میں کوئی دینی خدمات سرانجام نہیں دیں بلکہ اسلام کی مخالفت کی ہے۔

قاتلوں نے کس صفائی سے دھوئی ہے آستین
ان کو خبر نہیں کہ لہو بولتا بھی ہے

تاریخ شاہد ہے کہ اہل حدیث نے اپنی تمام صلاحیتوں کو اسلام کیلئے صرف کیا' اپنی جوانیاں لٹائیں' اپنے مال و متاع' سیم و زر کو وقف للّٰہ کیا' گھروں سے بے گھر ہوئے' دارورسن کو لبیک کہا۔ الائم و مصائب کو خوش آمدید کہا' اپنے خون سے اس چمن کی آبیاری کی۔ مگر آج ان کی تمام خدمات کو یکسر فراموش کیا جا رہا ہے۔ تاریخ کے ساتھ اس سے بڑی اور ناانصافی کیا ہو گی اور یہ بات بھی یاد رکھیں کہ تاریخ کسی کو معاف نہیں کرتی اور یہ بھی حقیقت ہے کہ۔

خون دل و جگر سے ہے میری نوا کی پرورش
ہے رگ ساز میں رواں میرے آباء کا لہو

آج اہلحدیث کو تحاریک اسلام ہند سے مبرا کرنے والو! گوش ہوش سے سنو اور چشم غور سے دیکھو کہ اگر اس خطہ پاک و ہند میں اہل حدیث قدم نہ رکھتے تو یہاں قال اللہ وقال الرسول کی صدا بلند نہ ہوتی اور یہاں اسلام کی نشوونما نہ ہوتی۔ یہ اہلحدیث ہی کا احسان ہے کہ یہاں اسلام کی نشوونما ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہاں وہاں دیکھ لو گلاب و لالہ دسمن
ہمارے زخم سینہ سے گرا جہاں جہاں لہو

یہ بات میرے ذہن کی اختراع نہیں بلکہ تاریخ کے اوراق کی بے قابو صدا ہے کہ بت کدہ ہند کے ریگزاروں' تشریک کے پہاڑوں' پتھر کے معبودوں' لکڑی کے مسجودوں ' دھات کے الہوں اور ذہنی خداؤں کی اس زمین پر اہلحدیث نے قدم رنجہ کر کے توحید الوھیت کی اذان دی اور برصغیر کے چپے چپے تک اسلام کی اشاعت کا سبب بنے۔

گر نقش قدم تیرے مشعل نہ بنے ہوتے
راہ رو بھی لٹے ہوتے راہبر بھی لٹے ہوتے

جی ہاں وہ اہلحدیث ہی تھا جس نے بت پرستوں کی وادی میں آ کر بت شکنی کا کارنامہ سرانجام دیا جو قاطع شرک تھا۔ جو داعی قرآن و سنت تھا' جو سپاہی صحرائے شریعت تھا۔ جس نے پتھر کے خداؤں کو توڑ دیا اور سچے خدا کی طرف منہ موڑ دیا' جس نے ذہنی الہوں کا صفایا کر دیا اور بت کدہ ہند کو توحید سے بھر دیا۔ جی ہاں وہ بیدار مغز' تصور عزم' جان وفا' روح پاکستان' شب ظلمت میں تابندہ ستارا اس فرزند اہلحدیث کا نام' غازی سومنات محمود غزنوی ہے جو ہندوستان کی تاریخ میں بت شکن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ وہ کہ جس نے برصغیر میں توحید کی اذان دے کر لوگوں کی زندگی سنوار دی۔ وہی محمود غزنویؒ جو بہادر اور پکا مسلمان تھا۔ جس کی دلی خواہش تھی کہ برصغیر میں اسلامی سلطنت قائم ہو۔

وہی محمود جس نے مرکزِ شرک سومناک پر سترہ حملے کئے جس نے برصغیر میں کئی عالیشان مسجدیں' مدرسے' کتب خانے اور دارالعلوم قائم کئے۔ جس نے 998ء میں لاہور میں اپنا ایک گورنر مقرر کیا جس سے برصغیر میں اسلامی حکومت کی داغ بیل پڑی۔

جس کے حملوں کی وجہ سے دیگر فاتحین کے لیے برصغیر کے دروازے کشادہ ہو گئے جس کا نام سن کر آج بھی گائے کے پرستار کانپ اٹھتے ہیں۔ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمود غزنوی اہلحدیث تھا۔ آیئے آپ کو محمود غزنوی کے اہلحدیث ہونے کا ثبوت دیں۔ کتاب حیاۃ الحیوان الکبریٰ، جلد 2، ص 259، مطبوعہ لبنان (بیروت)

ان السلطان المذكورا (محمود) كان حنفى المذهب وكان مولعا" بعلم الحديث وكان يسال عن معناه فيجد أكثر موافقا لمذهب الامام الشافعى رحمه الله فجمع فقهاء المذهبين والتمس منها الكلام فى ترجيح احد المذهبين فوقع الاتفاق على ان يصلى بين يديه ركعتان على مذهب الامام الشافعى ثم على مذهب الامام ابى حنيفه ركعتان فينظر السلطان الى ذلك و يختار الاحسن فصلى القفال المروزى بطهارة سابعة و شرائط معتبرة من الطهارة والسترة و استقبال القبلة واتى بالا ركان والهيات والسنن والا بعاض والاداب على وجه الكمال۔ ثم صلى على مايجوز ابو حنيفة" فلبس جلد كلب مدبوغا ولطلخ بعضه بالنجاسة و توضا بنبيذ التمر و كان ذلك فى صميم الصيف فاجتمع عليه الذباب والبعوض وكان وضوه منكسا منعكسا ثم استقبل القبلة واحرم بالصلاة من غير نية فى الوضوء وكبر بالفارسية ثم قرابها دو برگ سبز ثم سجد كنقرات الديك من غير فصل بينهما ومن غير طمانية و تشهد و فرط فى اخرهما وخرج من غير نية السلام وقال ايها السلطان هذا صلوة ابى حنيفه فقال السلطان لو لم تكن هذه صلوة ابى حنيفة تقتلك لان مثل هذه الصلاة لا يجوزها ذو دين فانكرت الحنيفة ان تكون هذه الصلاة جائزة عند ابى حنيفه فطلب القفال كتب ابى حنيفه فامر السلطان باحضارها وامر نصرانيا" ان يقر أكتب منهبين فوجدت الصلاة التى صلاها القفال جائزه عند ابى حنيفه فاعرض السلطان عن مذهب ابى حنيفه و تمسك بمذهب الشافعى رضى الله عنه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی سلطان محمود غزنوی حنفی المسلک تھے اور علم حدیث کے حریص تھے۔ اسی سلسلے میں علماء و مشائخ سے احادیث سنا کرتے تھے۔ پس اکثر حدیثوں کو سلطان نے شافعی مسلک پر پایا اس نے علماء سے مطالبہ کیا کہ دونوں مسلکوں میں جو بہتر ہے مجھے اس سے آگاہ کیا جائے تو سب کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ دو دو رکعتیں دونوں مسالک کے مطابق پڑھنی چاہییں۔ پس قفال مروزی نے پہلے امام شافعی کے مسلک پر پڑھیں جو احادیث کے مطابق تھی۔ اس کے بعد حنفی نماز کی باری آئی تو قفال مروزی نے کتے کی رنگی کھال لے کر پہنی اور اس کا چوتھائی حصہ نجاست سے بھر دیا پھر کھجور کے نبیذ سے بے نیت وضو کیا (چونکہ گرمی کا موسم تھا اس لیے مکھیاں اور مچھر جمع ہو گئے۔ اور وضو بھی الٹا کیا (پاؤں کی طرف سے) وضو کے بعد نماز کی تکبیر فارسی میں کہی (خدائے بزرگ است) پھر قرات کی لودھا متان کی جگہ دو برگ سبز کہا۔ سجود کی جگہ مرغ کی بغیر فرق کی دو ٹھونگیں مارلیں اور تشہد پڑھا۔ بعد میں سلام کی جگہ حدث کیا یعنی گوز مارا اور نماز سے باہر نکلا اور سلطان سے کہا یہ ہے حنفی نماز پس سلطان نے کہا اگر ثابت نہ ہوئی تو تجھے قتل کر دوں گا۔ حنفیوں سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ حنفیوں کا انکار دیکھ کر قفال مروزی نے حنفی مسلک کی کتب طلب کیں اور ایک نصرانی عالم سے ترجمہ کرایا گیا تو قفال مروزی سچا نکلا۔ یہ حقیقت دیکھ کر سلطان محمود غزنوی حنفیت ترک کر کے امام شافعیؒ والے مسلک پر کار بند ہو گیا۔

..یہی واقعہ تاریخ فرشتہ اور مولانا ابوالکلام آزاد کی البیرونی وجغرافیہ عالم

اور مولانا یوسف جے پوری کی حقیقۃ الفقہ میں بھی ہے۔

حقیقت ہے کہ الحق یعلوا ولا یعلی یاد رہے کہ امام شافعی بذات خود اہلحدیث تھے کیونکہ ان کا قول تھا اذابلغکم خبر صحیح فاعلموانه منهبی کہ صحیح حدیث میرا مذہب ہے۔

اسی طرح آپؒ کے اہلحدیث ہونے کے بارے میں منہاج السنہ ج 4 ص 143 پر لکھا ہے اخذ منهب اهل الحدیث واختار لنفسه یعنی امام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شافعی نے اہل حدیث مسلک کو پسند کیا اور اس پر کار بند رہے۔ تہذیب و توالی ج 1 ص 47 پر ہے نشر علم الحدیث و اقام مذھب اھلہ یعنی امام شافعی نے علم حدیث کی اشاعت اور مسلک اہلحدیث کو ترویج دی۔ (تہذیب و توالی' ج 1' ص 47) اسی طرح توالی التاسیس مصری ص 67 پر ہے۔

علیکم باصحاب الحدیث فانھم اکثر صوابا من غیرھم۔

یعنی تم اہل حدیثوں کو لازم پکڑو یہ دوسروں سے زیادہ صحیح ہیں۔

مقدمہ تاریخ ابن خلدون میں ہے کہ اہل حجاز اکثر اہل حدیث رہے ہیں اور ان کے امام امام مالک بن انس اور امام شافعی ہیں۔

ان تمام حوالوں سے امام شافعی کا اہل حدیث ہونا ایک روشن حقیقت ہے۔ پھر جب امام شافعی اور ان کے پیرو اہل حدیث ہیں تو سلطان محمود غزنوی کے اہل حدیث ہونے میں کیا شک ہے۔

ہفت روزہ "الاسلام" 3 صفر 1400 ہجری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھوکا کھلا

کئی ایسی چیزیں ہم نادانستہ اپنائے ہوئے ہیں جو عقیدۃ" و نظریتہ" ہمارے خلاف ہیں۔ چالبازوں نے فیشن کے طور پر نمونہ و ڈیزائن کے طور پر یا پھر دام ہم رنگ کے طور پر انہیں ہماری معاشرت و عادات کا حصہ بنا دیا ہے۔ بعض تو ہمارے ہاں اس طرح راسخ ہیں کہ ہمیں ان کی حقیقت سے آگاہی بھی ہو جائے تو ہم انہیں چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ طرح طرح کی تاویلیں اور لایعنی دلائل بھی ڈھونڈنے لگتے ہیں۔

مثال کے طور پر چند آپ کے سامنے رکھی جاتی ہیں۔ آپ نے اکثر دیکھا ہو گا کہ کئی لوگ اعداد لکھتے ہوئے سات کا ہندسہ اس طرح (7) لکھتے ہیں۔ یہ نئی تہذیب کے دلدادگان میں عام ہو چکا ہے ورنہ پہلے اس طرح (7) لکھا جاتا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ یورپین و امریکن لوگ (13) کے ہندسے کو منحوس تصور کرتے ہیں اور سات ہندسے کو متبرک جانتے ہیں۔ چنانچہ ان شہروں میں جہاں کئی کئی منازل کی عمارتیں ہوں وہاں بارہ نمبر کے بعد تیرہ نمبر نہیں رکھتے بلکہ چودہ شروع کر دیتے ہیں۔ اس طرح رول نمبر اور دیگر معاملات میں تیرہ کی نحوست سے بچتے ہوئے اس کو گول ہی کر جاتے ہیں جب کہ سات (7) کا ہندسہ متبرک تصور ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کو لکھتے ہوئے درمیان میں صلیب بنا دیتے ہیں یعنی سات کا ہندسہ (7) کی بجائے صلیب لگ کر (7) کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ ہمارے اچھے اچھے مسلمان بھی نہ جانتے ہوئے صلیب سے تبرک حاصل کرتے ہیں حالانکہ اسلام میں حضرت عیسیٰ کے حوالے سے بھی صلیب کا کوئی تصور نہیں ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ تین میں نہ تیرہ میں

تیرہ کی یہ نحوست یہودیت و عیسائیت سے ہوتی ہوئی شیعیت کے راستے اسلام میں بھی داخل ہو گئی اور ایک ایسا محاورہ بنا دیا گیا جو نہ صرف اسلام کی تضحیک بلکہ صحابہ کرامؓ کی گستاخی پر مبنی ہے۔ تین سے مراد خلفائے ثلاثہ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ ہیں اور ان تینوں سے تبرا شیعیت کی واہی تباہی ہے۔

اسی سے ملتا جلتا ایک محاورہ "تین کانے پو بارہ" کا ہے۔ اس میں بھی تین (یعنی خلفائے راشدہ) سے نقصان کا عقیدہ اور بارہ (ائمہ اثنا عشر) سے فائدہ کا تعلق جوڑ رکھا ہے۔ شیعہ حضرات بارہ اماموں کو مانتے ہیں حالانکہ تاریخی روایات سے بارہ کے بارہ کا وجود ثابت کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

بارہ کی یہ تعداد عجمیت کو اسلام میں داخل کرنے کی ایک اور کوشش ہے۔ اہل بابل اپنے بارہ مہینوں کے نام بارہ دیوی دیوتاؤں کے نام پر رکھتے جن کی انسانی اور حیوانی شکلیں آپ مختلف جنتریوں پر چھپی ہوئی دیکھ سکتے ہیں اور وہ سب سورج کے گرد گھومتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

جرمن سواستیکا (卐) جو ہندوستانی آریوں کا بھی قومی نشان ہے۔ سورج کی علامت ہے، اسے گھما دیجیے تو سورج کا منظر بن جاتا ہے۔ ہٹلر اپنے آپ کو آریائی نسل سے بتلاتا تھا جب کہ کراچی کے عجائب گھر میں موہنجو داڑو سے برآمد ہونے والی مہروں میں سے ایک پر یہی نشان (卐) میں نے خود دیکھا ہے اور وہ مہر اب بھی کراچی عجائب گھر میں موجود ہے۔

عیسائی صلیب اسی سواستیکا کی بگڑی ہوئی شکل ہے جو سورج پرستوں کے مبدا نور (سورج) کی علامت ہے۔ جسے عیسائی صلیب بنا کر حضرت عیسیٰ سے منسوب کرتے ہیں حالانکہ حضرت عیسیٰ تو مصلوب ہی نہیں ہوئے تھے۔ عیسائیوں کا صلیب (+) سواستیکا (卐) کو کاٹ چھانٹ کر بنایا گیا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو دراصل سورج پرستی کی علامت ہے۔ عیسائی سمجھتے ہیں کہ یہ حضرت عیسیٰؑ کے سولی چڑھنے کی یادگار ہے مگر کوئی پوچھے سولی چڑھنے کی اتنی خوشی کیوں؟۔ بلکہ یہ تو تثلیث کے پوجنے کی علامت بھی ہے۔ ہندوستان کے قدیم باشندے شیوا' پاربتی اور گنیش جی تگڈم کو پوجتے ہیں اور اپنی مذہبی علامت ترشول ( ) کو بتلاتے ہیں یعنی تین شاخوں کا تیر ہے۔ جب کہ بائبل کے بعض نسخوں میں حضرت عیسیٰ اور مریم کے سروں کے پیچھے سورج کو چمکتے دکھایا گیا ہے۔

پنج تن کی حقیقت

یہودی اپنے چھ پیغمبروں کو ایک چھ گوشی ستارے کے ذریعے یاد رکھتے ہیں جو اس طرح (✡) جب کہ پانچ دیوتاؤں کے ماننے والے پانچ گوشی ستارہ (☆) استعمال کرتے ہیں۔ حضرت نوحؑ کی قوم پانچ خداؤں کو پوجتی تھی۔ قرآن پاک نے ان کے نام ود' سواع' یغوث' یعوق اور نسر بتلائے ہیں۔

کوہ جود سے ایک لوح دستیاب ہوئی تھی جس پر ان پانچوں کا نام اس طرح کندہ تھا۔

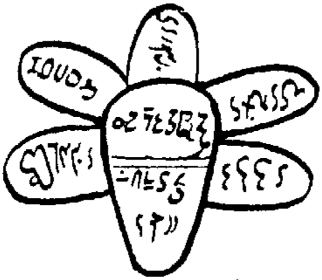

ہندوستان میں رام' لچھمن' سیتا اور ان کے دو بیٹے لو اور کش کو پنج جنا کہا جاتا ہے۔ ان کے پرستار اپنے مکانوں پر گوبر سے پوتائی کر کے گیروے رنگ سے ہاتھ کے پنجے بنا دیتے ہیں جس سے ان کا پنج جنا سے تعلق اور لگاؤ ظاہر ہوتا ہے۔

ہمارے ہاں بعض لوگوں نے (جھنڈے) پر پنجہ لگا کر خود کو پنج تنی کہلانا شروع کر دیا۔ مشرکین عرب بھی پنج تن کے قائل تھے۔ لات' منات' عزیٰ'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبل اور ہبل۔ یہ پانچ پیاروں کے ماننے کا عقیدہ بہت پرانا ہے اور بت پرستوں' دیوی دیوتاؤں کے ماننے والوں میں تقریباً" ہر دور میں رائج رہا ہے۔

آج کے سکھ بھی پانچ پیاروں اور پنجہ صاحب سے عقیدت رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کو تو صرف ایک (وحدہ لا شریک لہ) کے ماننے کا حکم ہے۔

اسی طرح میں نے بعض گاڑیوں (کاروں اور ویگنوں) میں عطریات کے لیے استعمال ہونے والی بعض شیشیوں کو جو کہ ڈیش بورڈ پر رکھی ہوتی ہیں۔ ایک ٹوپ نما ڈیزائن کی شیشی دیکھی ہے جو کہ دراصل پوپ پال کے ٹوپ یا قلاہ کی نقل ہوتا ہے اور درمیان میں صلیب کا نشان ہوتا ہے۔ ہمارے ڈرائیور اسے ایک ڈیزائن شدہ شیشی جان کر اپنے اور ساری سواریوں کے آگے رکھ لیتے ہیں جس طرح اس سے تبرک کے طالب ہوں۔

پچھلے سالوں حکومت سعودیہ نے کئی ایسے ڈیزائن شدہ مصلے ضبط کر لیے تھے جن میں عین سجدہ کی جگہ صلیب کو ڈیزائن کیا گیا تھا مگر اس طرح کہ معلوم نہ ہو۔

اسی طرح کئی ایک گھروں کی کھڑکیوں میں اس طرح کے ڈیزائن دیکھ چکا ہوں جن میں صلیب ہوتی ہے مثلاً" ( ) ہمارے مسلمان غور نہیں کرتے۔

کچھ عرصے سے ایک کلاک فروخت ہو رہا ہے جو ہر پندرہ منٹ یا آدھے گھنٹے بعد ٹن ٹن کی آواز دیتا ہے۔ یہ کلاک ہمارے مسلمانوں نے کئی مساجد میں نصب کر رکھا ہے۔ میں نے چند دیہات میں اس کلاک کا کنکشن مسجد کے لاؤڈ سپیکر سے متعلق دیکھا ہے جس کی وجہ سے ہر پندرہ منٹ یا آدھے گھنٹے بعد اس کلاک کی ٹن ٹن سارا گاؤں بلکہ اردگرد کے کئی دیہات سنتے ہیں۔ شاید ہی کبھی کسی نے غور کیا ہو کہ یہ ٹن ٹن کی آواز وہی ہے جو عیسائیوں کے گرجا گھر کا گھنٹا سناتا ہے۔ ہمارے گھر کے قریب ایک گرجا گھر ہے ہم نے اس کے گھنٹے کی آواز کو صرف اتوار کے اتوار سنا تھا مگر آج گرجا کی یہ آواز ہر پندرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منٹ یا آدھ گھنٹے بعد ہماری مساجد اور گھروں میں سنائی دیتی ہے اور ہم غیر مسلم عیاروں کی عیاری کے شکار کچھ سوچنے سمجھنے سے عاری ہیں۔

ہفت روزہ "اہل حدیث" 3 فروری 1995ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیل کہانی

تحریر: رانا شفیق خاں پسروری

جیل (Jail) انگریزی لفظ ہے جس کا عربی میں معنی سجن اور محبس ہوتا ہے جبکہ فارسی میں زنداں' ہندی میں بندی خانہ اور اردو میں جیل' سجن' محبس' زنداں کے علاوہ عربی فارسی مرکب لفظ قید خانہ' (ہندی فارسی مرکب لفظ) بندی خانہ اور بندی خانہ بھی بولا جاتا ہے بلکہ غلط العام کے طور پر جیل خانہ بھی بولا جاتا ہے۔

قرآن پاک میں سجن کا لفظ سورہ یوسف میں قریبا چھ بار استعمال کیا گیا ہے جبکہ سجن سے نکلا ہوا لفظ سجین سورۃ مطففین میں دو مرتبہ بولا گیا ہے۔ سجین گناہ گاروں کی ارواح کا قید خانہ ہے۔

دنیا میں بدنام جیلوں میں رومن جیلیں جہاں کے قیدی شیروں کے سامنے ڈالے جاتے تھے' فرعونوں کے عقوبت خانے' جرمن جیلیں' روس کا علاقہ سائبیریا' افغانستان کی بدنام جیل پل چرخی جو کہ داؤد خان نے بنوائی تھی اور قدرت خدا کی سب سے پہلے داؤد اور اس کا خاندان ہی اس جیل کے حوالے ہوا۔ انگریز دور میں عبور دریائے شور کالا پانی کی قید ہولناک ترین تھی' جبکہ منٹگمری جیل اور میاں والی جیل بھی سخت ترین تھیں۔ پاکستان بننے کے بعد لاہور کے شاہی قلعے کا زنداں بدنام ترین رہا ہے جبکہ بھٹو دور میں "دلائی کیمپ" بھی بدنام ہوا تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو کے حوالے سے کوٹ لکھپت جیل اور سہالہ جیل بین الاقوامی طور پر مشہور ہو گئی تھیں۔

اسی طرح بخت نصر جو کہ کلدانیوں کا معروف بادشاہ ہوگزرا ہے اور جس کا پایہ تخت بابل شہر ہے نے اپنے شہر بابل میں ایک بھیانک جیل تیار کرائی تھی جس کو چاہ بابل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے عوام میں اس جیل کی کہانیاں ہاروت و ماروت کے حوالے سے بہت پھیلی ہوئی اور عجیب عجیب ہیں۔ عام طور پر اس کو چاہ بابل کہہ کر عام کنوؤں کی طرح کا کنواں سمجھا جاتا ہے جبکہ معاملہ اس کے برعکس تھا۔ چاہ فارسی میں صرف عمومی کنویں کو ہی نہیں بلکہ گہرے گڑھوں اور سرنگوں کے لیے بھی بولا جاتا ہے واقعاتی طور پر چاہ بابل کے علاوہ "چاہ یوسف" (جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کو ڈالا گیا تھا) "چاہ رستم" یہ بھی ایک عقوبت خانہ تھا اس میں بھالے اور برچھے گاڑے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے تھے' رستم کے بھائی شفاد نے مکرو فریب سے رستم کو اس میں گرا دیا تھا' رستم کے گھوڑے "رخش" نے بہت جست کی مگر ناکام رہا اور گڑھے میں گڑے بھالوں اور برچھوں سے گھائل ہو گئے۔ شیخ سعدی مرحوم نے بطور تلمیح اس کو اس طرح بیان کیا ہے ؎

چو رستم کہ پایاں روزی بخورد
شفاد از نہادش بر آورد گرد

"چاہ نخشب" ترکستان کے شہر نخشب میں مشہور حکیم عطاء بن مقنع کا بنایا ہوا تھا جس میں سے فاسفورس کا ایک چاند نما ٹکڑا' اندھیری رات میں بلند ہو کر چار فرسنگ تک روشنی پھیلاتا تھا اور لوگ اس کو حکیم عطاء کا جادو یا کرامت سمجھتے اور کہتے تھے۔ اس طرح تھوڑی کے گڑھے کو (جو ہنستے ہوئے بھی پڑ جاتا ہے) چاہ ذقن یا چاہ زنخدان بھی کہتے ہیں یعنی چاہ کا لفظ صرف کنویں کے لیے نہیں بلکہ گڑھے' کوپ' کوا اور غار کے لیے بھی بولا جاتا ہے چاہ بابل عام کنوؤں کی طرح کا کنواں نہیں تھا بلکہ خاص طور پر تیار کردہ ایک بھیانک جیل او انتہائی ھیبت ناک عقوبت خانہ تھا قرآن پاک میں اس کا صراحتا تذکرہ بالکل نہیں ہے بلکہ اسکے قیدی ہاروت و ماروت کے حوالے سے مختلف تفاسیر میں درج ہے وہ بھی صرف اشارۃ البتہ واعظین حضرات اور عوام نے اس کو عام کنویں کے طور پر مشہور کر دیا ہے اس طرح اس کے قیدیوں کو عام انسانوں سے بلند کر کے فرشتے قرار دے دیا ہے قرآن پاک میں ہاروت و ماروت کے لیے "ملکین" کا لفظ استعمال ہوا ہے جو کہ فرشتوں کے علاوہ شہزادوں اور سرداروں کے لیے بولا جاتا ہے۔

بہرحال چاہ بابل ایک جیل تھی جس کو بابل بادشاہ بخت نصر نے تعمیر کروایا تھا۔ موت کا یہ حصار (جس کے چرچے ہو چکے تھے اور اب تک تاریخی کتب خصوصا تاریخ بابل اور تاریخ یہود میں بکثرت ہیں) ایک میل کے گھیراؤ میں واقع اور بابل شہر سے الگ ایک قلعہ کی صورت بنایا گیا تھا۔ بلند حصار کے اندر یہ تاریخی کنواں تین سو فٹ گہرا تھا اور اس کے اوپر اسی فٹ اونچی ایک فصیل تھی جس کے کناروں تک پہنچنے کے لیے چکر دار چوڑی پگڈنڈی بنائی گئی تھی۔ جس سے زینوں اور سیڑھی کا کام لیا جاتا تھا۔ یہ قدیم سمیریوں کا مخصوص فن تھا جو سیڑھیاں اور زینے بنانے کے فن سے ناآشنا تھے اور بلند برجوں یا تہہ خانوں اور نشیب میں اترنے کے لیے خمدار پگڈنڈیاں اور ڈھلان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راستے تعمیر کرتے تھے۔ چنانچہ اس فصیل کی بلندی تک پہنچنے کے لیے بنائی گئی چکردار پگڈنڈی جس پر بخوبی ایک رتھ دوڑ سکتا تھا استعمال کی جاتی تھی۔ سلطنت کے بدترین غداروں اور حکومت کے مجرموں کو اسی پگڈنڈی کے ذریعے فصیل کے کناروں تک لایا جاتا اور پھر وہاں سے کنویں کی تین سو اسی فٹ کی گہرائی میں پھینک دیا جاتا تھا۔ اسی حصار میں سزائے موت کے دو اور شعبے بھی تھے ایک تو وہ قتل گاہ جہاں موت کے مجرموں کے سر قلم کئے جاتے اور دوسرا درندوں کا شعبہ تھا جس میں شیر' چیتے اور تیندوے بھوکے رکھے جاتے تاکہ انسانی گوشت سے بھوک مٹانے کے لیے زیادہ وحشی اور خوفناک ہو جائیں۔ اس کنویں کی تعمیر ایک محیر العقول کارنامہ تھا (ویسے تو بابل کے معلق باغات بھی دنیا کے عجوبوں میں شمار ہوتے ہیں) ہزاروں بد نصیب غلام اور دیگر اقوام کے قیدی اس کنویں کی کھدائی میں مصروف رہے تھے' سینکڑوں معماروں اور کاری گروں نے اس کی تعمیر میں حصہ لیا تھا۔ تین سو فٹ کی گہرائی کھودتے کھودتے کئی جگہ سے پانی کے سوتے پھوٹ نکلے جنہیں چیڑ کی گوندن' چونے کے آمیزے اور تارکول سے بند کیا گیا' ہزاروں غلام پتھر کوٹتے اور انہیں ریت مٹی کی طرح باریک بنانے میں دن رات مصروف رہے' تین سو فٹ گہری تہہ میں رال' تارکول اور چونے کے آمیزے کی ایک موٹی پرت بچھائی گئی اوپر تراشیدہ پتھروں کا فرش تعمیر کیا گیا تھا۔ جر ثقیل کے اصول کے مطابق بڑے بڑے پتھر گہرائی میں پہنچائے گئے' دوران تعمیر سینکڑوں مزدور و غلام پتھروں کے نیچے آکر ہلاک ہوئے۔

اس کنویں میں گہرائی کی تہہ سے قریبا پینتیس فٹ اوپر اور فصیل سے تقریبا تین سو پنتالیس فٹ نیچے لوہے کا ایک بڑا سا جنگلہ نصب تھا جس میں ان لوگوں کو رکھا جاتا جن سے کچھ اگلوانا مقصود ہوتا تھا۔ پھر ان زندانیوں کے سامنے اونچائی سے گرا کر جب لوگوں کو ہلاک اور ریزہ ریزہ کیا جاتا تھا تو وہ اس موت کی دہشت سے خوفزدہ ہو کر بے ساختہ راز اگل دیتے تھے۔ اس جنگلے کی تنصیب اسی طرح تھی کہ اوپر اور نیچے سے دیکھنے پر معلوم ہوتا تھا کہ جس طرح پرندوں کے پنجرے لٹکائے جاتے ہیں اسی طرح یہ بھی لٹک رہا ہے۔ ہاروت و ماروت کو بھی اسی جنگلے میں رکھا گیا تھا جسے لٹکانا اور بعدازاں الٹا لٹکانا بنا دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ہاروت و ماروت واقعتاً کوئی دو فرشتے نہ تھے بلکہ بنی اسرائیل کے دو معزز ترین انسان تھے۔ ہاروت و ماروت کو قرآنی لفظ ''ملکین''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی وجہ سے بعض مفسرین نے فرشتے قرار دے دیا اور اس طرح عجیب عجیب کہانیاں گردش کرنے لگیں۔ سرسید نے انہیں شامی امیر قرار دیا بعض نے انہیں فرشتہ صفت انسان قرار دیا جیسے حضرت یوسف کو ملک کریم کہا گیا تھا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ہاروت و ماروت بنی اسرائیل کے دو معزز ترین انسان تھے جیسا کہ تفسیر کبیر میں درج ہے اور ہاروت کا اصلی نام حجی بنی اور ماروت کا نام زکریا بن برکیا بن عدو تھا۔ بائبل میں ان کا صحیفہ "زکریا" کے نام سے شامل ہے۔

اصل معاملہ یہ ہے کہ بخت نصر نے جب ہیکل سلیمانی تباہ کیا تو اس حملے میں اسرائیلیوں کی ایک بہت بڑی تعداد غلام بنا کر بابل میں لے آیا تھا اور انہیں بابل کے نواح میں بسایا تھا اس علاقے کو اہل بابل "محلہ کبیر" اور خود اسرائیلی "تل ابیب" کہتے تھے۔ اسرائیلی اس غلامی سے سخت نالاں تھے اور خلاصی کی کوششوں میں مصروف ہو گئے تھے۔ انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا' جیوش انسائیکلوپیڈیا اور سٹوریز ہسٹری آف ڈی ورلڈ جلد 2 ص 126 کے مطابق اسرائیلیوں نے کوہ صیہون کو نشان قرار دے کر واپسی کی فری میسن تحریک شروع کر دی تھی اور اس سلسلہ میں حجی بنی ہاروت کے نام سے اور ذکریا بن برکیا ماروت کے نام سے ان کو کنٹرول کر رہے تھے۔ (اسی تحریک کی وجہ سے انہیں صیہونی کہا جاتا ہے) انہوں نے بخت نصر کے بعد اس کے وارث بنو نید کے دور میں ایران کے منشی شاہ کورش جسے سائرس اعظم بھی کہا جاتا ہے سے خفیہ معاہدہ کیا تھا کہ وہ بابل کی فتح کے لیے اندرونی طور پر مدد کریں گے۔ چنانچہ حجی بنی اور ذکریا بن برکیا بن عدو جو کہ ہاروت و ماروت کے خفیہ ناموں سے اس تحریک کو کنٹرول کر رہے تھے اور دونوں کو ملکین کہا جاتا تھا۔

بابل کی حکومت نے بہت جستجو کے بعد ہاروت و ماروت کو ڈھونڈ کر گرفتار کیا اور راز اگلوانے کے لیے چاہ بابل کے جنگلے میں قیدی کر دیا تھا۔ بعد ازاں کورش منشی نے صیہونی تحریک کی مدد سے بابل فتح کر لیا تھا اور بنی اسرائیل کو اذن آزادی اور ان بزرگوں کو نہایت عزت و توقیر ملی تھی۔ چنانچہ یہ بزرگ پہلے سے بڑھ کر مرجع خلائق ہو گئے تھے۔

دنیا کی تمام حکومتوں نے انتظام ملک کے لیے جیلیں بنائی تھیں اور بنا رکھی ہیں ایک صرف رسول اللہ ﷺ کے دور اور بعد از خلفاء راشدین کے ادوار میں باقاعدہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیلوں کا وجود نہیں ملتا۔ حالانکہ اتنی وسیع اور مستحکم سلطنت دنیا میں کبھی نہیں رہی۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک یمامہ کے حکمران ثمامہ کی قید کا واقعہ ملتا ہے جسے اس کی سازشوں کی سزا کے طور پر مسجد نبوی سے باندھا گیا تھا اور بعد ازاں اس کی ترش گفتاری کے باوجود اسے رہا کر دیا گیا اور وہ نتیجۃً مسلمان ہو گیا تھا۔

اخلاقی مجرموں کو جیل ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی جبکہ کلمہ حق کی سربلندی او برائی کے خلاف آواز بلند کرنے کی پاداش میں بڑی بڑی قد آور شخصیت کے مالک انسانوں کو ہر دور میں سزائیں اور جیلیں ہوتی رہی ہیں۔ اس سلسلہ میں قرآن پاک میں حضرت یوسف علیہ السلام کی جیل کا تذکرہ موجود ہے۔ حضرت یوسف کے علاوہ بھی کئی انبیاء کو سزائیں ہوئی تھیں بلکہ بہت سے تو قتل بھی کر دیئے گئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق بھی مشہور ہے کہ جب وہ انگوٹھی کی وجہ سے معزول ہو گئے تھے تو جیل میں بھی رہنا پڑھا تھا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے بھی کئی دیگر اقوام کی قید میں رہے صرف دو کے بارے میں وضاحتا پتہ چلا ہے۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ جنہیں قید میں رکھا گیا کہ اگر وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیں تو انہیں رہا کر دیا جائے گا مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ نتیجۃً حضرت خبیب کو پھانسی دے دی گئی۔ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ عیسائیوں کی قید میں تھے انہیں لالچ اور ڈرا دھمکا کر اسلام سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی گئی مگر کچھ اثر نہ ہوتا دیکھ کر انہیں صلیب پر چڑھا دیا گیا اور ان کے جسم کو تیروں سے چھیدا گیا مگر آپ کی استقامت میں فرق نہ آیا۔ پھر کھولتے ہوئے تیل میں ایک ایک صحابی کو ڈال دیا گیا جو شہید ہو گئے' حضرت عبداللہ جو چرخی پر چڑھایا جانے لگا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے' بادشاہ نے اپنے پاس بلا کر کہا کہ دیکھا موت سے ڈر گئے؟ حضرت عبداللہ نے کہا نہیں موت سے نہیں ڈرا بلکہ اپنی حرمان نصیبی پر رویا ہوں کہ ایک ہی جان ہے جو اللہ کی راہ میں قربان کر رہا ہوں اے کاش! میرے روئیں روئیں میں جان ہوتی تو آج سب جانیں اللہ کی راہ میں قربان کر دیتا۔

دیگر نامور اور عظیم شخصیات جو مختلف ادوار میں جیل میں رہیں ان میں قبل از اسلام کا عظیم انسان سقراط بھی تھا جس نے حق کے لیے زہر پی لیا مگر حق نہ چھوڑا۔ گلیلیو بھی بیان حق کی پاداش میں جیل میں رہا۔ مسلمانوں کے عظیم فاتح اسلام کے فروغ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پھیلاؤ کے اہم جرنیل موسیٰ بن نصیر اور محمد بن قاسم جنہوں نے یورپ افریقہ اور ہند پر اسلام کا پرچم لہرایا تھا ایک غلط آدمی کے خلیفہ بننے پر اس کے ذاتی انتقام کا نشانہ بنے اور جیل میں بھی رہے امام بخاری امام احمد بن حنبل، امام ابو حنیفہ، امام ابن تیمیہ بھی قید رہے (امام مالک کو بھی سزائیں ملیں تھیں)

عباسی خلفاء میں سے مستنصر باللہ، موید باللہ، معتز باللہ، منتظر باللہ، مستعین باللہ طوائف الملوکی کے باعث کبھی جیل اور کبھی تخت پر نظر آتے تھے۔ سلجوقی سلطان ملک شاہ سلجوق کے کئی بیٹے اپنی اپنی جگہ سلطان بنے ان میں سے واثق اور سنجر بھی قید رہے۔ خواجہ حسن سلجوقیوں کا عظیم وزیر جسے نظام الملک بھی کہا جاتا تھا اس کے بیٹے موید الملک اور فخر الملک بھی قید رہے۔

برصغیر میں جہانگیر شہزادگی کی عمر میں انار کلی کے مسئلہ پر قید ہوا جبکہ شاہجہان کو اس کے بیٹے اورنگ زیب عالمگیر نے قید کیا۔ مغل بادشاہ شاہ عالم ثانی نے غلام قادر روہیلہ کو قید کیا اور غلام قادر روہیلہ نے شاہ عالم ثانی کو اندھا کر کے جیل میں ڈال دیا جبکہ آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر رنگون میں انگریز کے ہاتھوں قید ہوئے۔

شیخ الکل فی الکل حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی جو استاذ الاساتذہ اور برصغیر میں علم حدیث کے جید استاذ اور محرک تھے بلکہ تحریک اہلحدیث کا عظیم ترین سرمایہ تھے۔ انبالہ کے مشہور مقدمہ بغاوت (1280ھ) جس میں علماء صادق پور پٹنہ و دیگر اعیان و انصار اہلحدیث گرفتار ہوئے تھے اس مقدمہ میں میاں صاحب ایک سال تک راولپنڈی جیل میں قید رہے، روزانہ پھانسی کی دھمکیاں دی جاتیں مگر پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔

شیخ سعدی بھی گرفتار ہوئے تھے، نپولین سینٹ ہیلنا میں قید رہا اور عدنان خشوجی امریکہ میں، تحریک آزادی میں کئی نامور شخصیات نے جیل کی زندگی گزاری مولانا ابوالکلام آزاد (جنہوں نے غبار خاطر جیسا ادب پارہ جیل میں لکھا بعض دیگر مضامین حتی کہ ترجمان القرآن کا ایک بڑا حصہ بھی) مولانا محمود الحسن جنہیں اسیر مالٹا کہا جاتا ہے مولانا جعفر تھانیسری (جنہوں نے کالا پانی کے نام سے قید کہانی لکھی ہے) بھگت سنگھ، خاندان صادق پور کے کئی سرکردہ مولانا احمد اللہ، یحییٰ علی، مولانا محمد حسین وغیرہ (سید احمد شہید اور تحریک کے ان گنت افراد جیل میں رہے بلکہ عبور دریائے شور اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کالا پانی انہیں لوگوں سے آباد ہوا) مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی (جن کے مقرر کردہ باڈی گارڈ عبدالکریم نے قائد اعظم پر قاتلانہ حملہ ناکام بنایا تھا یہی غازی عبدالکریم آج کل جماعت مجاہدین پاکستان کے امیر ہیں) مولانا احمد علی لاہوری' مولانا داؤد غزنوی' مولانا اسمٰعیل سلفی' مرزا اسداللہ خان غالب' حسرت موہانی (جن کا یہ شعر زباں زد عام ہے ؎

اک طرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی
ہے مشق سخن جاری چکی کی مشقت بھی

غازی علم دین شہید میاں والی جیل میں رہے' سید عطاء اللہ شاہ بخاری تو بار بار جیل میں رہے ان کی کل گرفتاریاں 11' کل مدت قید و نظربندی نو سال دو ماہ چوبیس دن (تقریباً)۔

مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ برصغیر پاک و ہند کی ایک قد آور سیاسی و مذہبی شخصیت تھے۔ جو اپنے وقت کی تمام سیاسی و مذہبی تحریکوں میں پیش پیش رہے اور اس کی پاداش میں بارہا جیل یاترا کی۔ مجموعی مدت قید تقریباً ساڑھے سات سال بنتی ہے۔

اس طرح مولانا محمد اسمٰعیل سلفی میاں والی جیل میں مقید رہے۔ (مولانا کوثر نیازی اس بات پر فخر کیا کرتے تھے کہ انہوں نے جیل میں مولانا اسمٰعیل سلفی کی شاگردی اختیار کر کے بہت کچھ سیکھا) حضرت المحدث حافظ محمد گوندلوی مولانا محمد یحیی حافظ آبادی' حافظ عبدالحق صدیقی بھی مختلف اوقات میں جیلوں کی سیر کر چکے ہیں۔

شورش کاشمیری (مرحوم) کی جیل بھی ہنگامہ خیز رہی ہے انہوں نے اپنی گرفتاری و قید کے حالات میں اپنی کتب "پس دیوار زنداں" اور "شب جائے کہ من بودم" لکھی ہیں:

مولانا مودودی' مولانا عبدالستار نیازی بھی جیل میں رہے ہیں' خواجہ خیر الدین' احمد سعید کرمانی' غلام مصطفیٰ کھر' علامہ احسان الٰہی ظہیر' مولانا مفتی محمود' شاہ احمد نورانی' اصغر خان' ولی خان' سردار شیرباز مزاری' غلام حیدر وائیں' کوثر نیازی' ملک قاسم' نوابزادہ نصراللہ خاں بھی مختلف اوقات میں جیل میں رہے ہیں۔ مولانا مودودی' عبدالستار نیازی تو ختم نبوت کی تحریک میں اور علامہ احسان الٰہی ظہیر کھر کے دور گورنری میں سزائے موت تک کا حکم پا چکے ہیں۔

محمود علی قصوری (مرحوم) کے بھائی مولانا محمد علی قصوری تو کابل ہجرت کر گئے تھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبکہ مولانا محی الدین قصوری (معین قریشی کے والد) جو کہ اہلحدیث اکاؤمی کے اولین ناظم تھے اور ان کے والد مولانا عبدالقادر قصوری جو کہ پنجاب کے نمایاں اور اہلحدیث کے قابل فخر سیاستدان تھے انگریز دور میں قید رہے۔

شعراء میں سے مرزا غالب' حسرت موہانی' فیض احمد فیض اور جالب کی قید یاترا معروف ہے۔

سیاست کے لیے قید تو ایک لازمی جز گردانا گیا ہے اس حوالے سے ایک لمبی اور ناقابل شمار ناموں کی فہرست تیار ہو سکتی ہے۔ کچھ افراد کو تو جیل کا مزا آتا ہے اور بہانے بہانے جیل یاترا کرتے رہتے ہیں۔ کیا خوب کہا گیا ہے کہ ''ہتھکڑی ہمارے لیے پھولوں کے گجرے' بیڑیاں محبوب کی زلفیں اور زنداں حجلہ عروسی کی حیثیت رکھتا ہے''۔

(ماہنامہ سرگزشت جیل نمبر، روزنامہ الاخبار، ہفت روزہ حرمت اسلام آباد)
ہفت روزہ اہلحدیث لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کعبہ ـــــــ!

کعبہ کا نام دراصل اسم علم نہیں۔ خانہ کعبہ کی مکعب نما شکل سے تعلق رکھتا ہے لیکن یہ عمارت صرف سرسری نظر میں مکعب نما ہے ورنہ حقیقت میں اس کا نقشہ ایک بے قاعدہ مستطیل کا ہے۔ وہ دیوار جس کا رخ شمال مشرق کی طرف ہے اور جس میں دروازہ ہے۔ (یعنی کعبہ کے سامنے کا رخ) اور مقابل کی دیوار (کعبہ کی پشت چالیس فٹ لمبی ہیں۔) دوسری دو پینتیس پینتیس فٹ اور بلندی پچاس فٹ ہے۔

(دائرہ معارف اسلامیہ)

حقیقتاً "کعبہ مکعب نما عمارت کی وجہ سے ہے" بعد میں کعبہ کی عظمت کی وجہ سے اس کا معنی شان والا کر دیا گیا۔ (شفیق)

کعبہ کو کعبہ اس لیے کہتے ہیں کہ وہ بلند اور عالی شان ہے (جیسے) واللہ لا یزال کعبک عالیا کہ خدا کی قسم! تیرا مرتبہ ہمیشہ بلند رہے گا۔ (ہمیشہ تجھ کو شرف اور علو حاصل رہے گا۔)

(لغات الحدیث)

کعبہ

بیت اللہ (اللہ کا دنیا میں پہلا گھر) مسلمانوں کے قبلہ کو کہا جاتا ہے جو کہ مکہ مکرمہ میں مسجد حرام کے عین وسط میں واقعہ ہے۔

(دائرہ معارف اسلامیہ)

اصل اور حقیقی کعبہ کی قبولیت کو دیکھ کر یمن والوں نے بھی ایک کعبہ بنالیا تھا۔ جس کو کعبہ یمانیہ کہتے ہیں۔ (ذی الخاصہ بھی اسی کا نام ہے' اصلی کعبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو کعبہ شامیہ کہا جاتا تھا حتیٰ کہ کہنے والوں کو کہنا پڑا هل انت صریحی من ذی الخلصة والكعبة اليمانية والشامية تم مجھ کو ذی الخلصۃ اور کعبہ یمانی اور شامی سے بے فکر کرتے ہو۔ حالانکہ کعبہ شامی اصل کعبہ کو کہتے تھے کہ مطلب یہ ہے کہ جب ذی الخلصۃ تباہ کر دیا جائے گا تو کعبہ ایک ہی رہ جائے گا اور یہ الفاظ کہ کعبہ یمانی یا کعبہ شامی کوئی نہیں کہے گا۔

(لغات الحدیث)

اسمائے کعبہ

علماء نے کعبہ کے چند اسماء لکھے ہیں۔

1- کعبہ

یہ نام معروف ہے جو کہ اس کی تعکیب یعنی مربع ہونے کی وجہ سے پڑ گیا ہے۔ لغت کے اعتبار سے ہر بلند اور مرتفع عمارت کو کعبہ کہتے ہیں۔

2- بیت الحرام

اس کی قدر و منزلت کی وجہ سے ہے۔

3- بکہ

بکہ کے معنی توڑ دینے کے ہیں۔ کعبہ کو بکہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ سرکش لوگوں کی گردنیں توڑ دیتا ہے۔ یہ نام مکہ مکرمہ کا بھی ہے۔

4- البیت العتیق

چونکہ یہ گھر سرکش لوگوں کے تصرف سے آزاد رہا ہے اس لیے اسکو یہ نام دیا گیا ہے۔ (دائرہ معارف اسلامیہ)

5- المسجد الحرام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق وجھک شطر المسجد الحرام اس میں مسجد حرام سے بلا اختلاف کعبہ ہے' بعدہ اس کا اطلاق گرداگرد کعبہ پر بھی ہو گیا۔

6- البنیۃ

عرب اکثر قسم کھاتے ہیں برب ھذہ البنیۃ (مرآۃ الحرمین' جلد 1' ص 262)

7- بیت اللہ

بہت عام ہے۔

8- القادس

اس پتھر کو قادس کہتے ہیں جو پانی میں ڈالا جائے تاکہ جانور سیراب ہو جائیں۔ کعبہ کو اس لیے کہ اس سے روح سیراب ہو جاتی ہے۔

9- الناذر

ڈرانے والا۔

10- الدوار

لوگ ہردم اس کے گرد گھومتے ہیں اس لیے اس کو الدوار کہتے ہیں۔

11- البیت الاول

اللہ تعالیٰ کا قول ہے "ان اول بیت وضع للناس" اسی وجہ سے۔
"دنیا میں پہلا وہ گھر خدا کا"
معروف ہے۔ اس کے علاوہ اس کی مناسبت سے اور کئی نام جو تعلیمات و تاریخی واقعات سے رکھے جا سکتے ہیں مگر مندرجہ بالا اصطلاحی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

12- قبلہ

یہ زیادہ تر برصغیر میں معروف ہے۔ تواریخ اور معاجم لغویہ میں مکہ کے دیگر نام چالیس سے اوپر ہیں۔ قاضی ابوالبقاء ابن الضیاء الحنفی نے سات شعروں میں مکہ کے تیس نام نظم کیے ہیں۔ جنہیں ابن ظہیرہ نے اپنی کتاب "الجامع اللطیف" میں نقل کیا ہے، وہ یہ ہیں۔

لمکه اسماء ثلاثون عدرت
ومن بعد ذلک اثنان منها اسم بکه
صلاح و کوثی والحرام و قادس
و معطشة القری رحم ماسة
ونسامة رائس بفتح الهمزة
مقدسة و القادسة ناشة
و راس و ناج ام کوثی کبرة
سبوحة عرش ام رحمن عرسنا
کنا حرم البلد الامین کبلدة
کذاک اسمها البلد الحرام لامنها
وبالمسجد الاسنی الحرام قسمت
وما کثرة الاسماء الا لفضلها
حباها به الرحمٰن من اجل کعبة

(حاشیہ اخبار مکہ۔ ج 1، ص 190)

کعبہ کی عمارت

کعبے کی عمارت میں سیاہی مائل بھورے پتھر کے درے استعمال کیے گئے ہیں جو مکے کے اردگرد کے پہاڑوں میں ملتا ہے۔ عمارت کی کرسی سنگ مرمر کی ہے۔ یہ دس انچ اونچی ہے اور کوئی فٹ بھر دیواروں سے باہر نکلی ہوئی ہے۔ کعبے کے   سے اگر چار لکیریں کھینچی جائیں تو وہ کم و بیش قطب نما کی چار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہتوں کا پتہ دیں گی۔ اگر چاروں دیواروں کے مرکزوں سے عمودی خط کھینچے جائیں تو ان کی سمت شمال مشرق' شمال مغرب' جنوب مغرب اور جنوب مشرق ہو گی۔

شمالی کونہ الرکن الیمانی کہلاتا ہے۔ مغربی الرکن الشامی جنوبی الرکن الیمانی اور مشرقی (حجر اسود کی رعایت سے) الرکن الاسود۔ شمال مشرقی دیوار زمین سے کوئی سات فٹ اونچا کعبے کا دروازہ ہے جس کے کچھ حصوں پر چاندی کے پترے چڑھے ہوئے ہیں۔ عثمانی دور میں ہر رات دہلیز پر شمعوں کی قطار جلا کرتی تھی مگر اب بجلی کی وجہ سے اس کا رواج نہیں رہا۔ جب دروازہ کھلتا ہے تو ایک پیداوار زینہ دھکیل کر اس کے برابر لگا دیا جاتا ہے۔ یہ زینہ جب استعمال میں نہیں ہوتا تو چاہ زم زم اور باب بنو شیبہ کے درمیان کھڑا رہتا ہے۔

ہفت روزہ "الاسلام" 5 ستمبر1986ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چہ معنی دارد ـــــ!

پوچھتے ہیں وہ کہ غالب کون ہے؟
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا؟

پنجابی کی ایک مشہور کہاوت ہے۔ "جہدا کھاؤ اوہدا گاؤ" اور اردو میں بھی کہا جاتا ہے جس کا کھایئے، اسی کا گایئے یعنی عالم وسائل میں اسباب کا ہونا لازمی ہے اس لیے جس کے سبب ہمیں کھانے کو ملے، ہمیں چاہیے کہ اس کی مخالفت نہ کریں۔

اسی طرح اقوام عالم کا مطالعہ کریں تو پتہ چلے گا کہ جس گھر کا نمک کھایا جائے۔ اس گھر کے تمام افراد کی عزت (خدمت) تعظیم و تکریم کی جاتی ہے نیز نمک حرام کو سخت برا بھلا کہا جاتا ہے بلکہ مخالف کی روزی کھانا بے غیرتی و بے شرمی کی علامت سمجھی جاتی ہے۔

اور شریعت مطہرہ کا بھی یہی اصول ہے کہ "جو تم سے اچھے طریقے سے پیش آئے۔ تمہارا فرض ہے کہ تم بھی اپنے محسن سے اچھا برتاؤ کرو۔

مگر ـــــ کتنی بے غیرتی و بے شرمی کی بات ہے کہ ان تمام باتوں کے باوجود کچھ افراد کھاتے بھی اہل حدیث کے سبب ہیں اور طعن و تشنیع کا نشانہ بھی اہل حدیث کو بناتے ہیں۔

میں اپنے اس دعوی کی چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

حضرت پیر پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ عامل بالحدیث تھے اور وہ فاتحہ خلف الامام، رفع الیدین عند الرکوع و القیام اور آمین بالجہر کے قائل بلکہ اسے فرض سمجھتے تھے نیز آپؒ مسلک اہل حدیث کی اشرفیت و افادیت اور اہل بدعت کی علامت ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واعلم ان لاهل البدع علامات يعرفون بها فعلامة اهل البدع الوقيعة في اهل الاثر ولا اسم لهم الا اسم واحد وهو اصحاب الحديث ولا تلتصق بهم ما لقبهم به اهل البدع كمالم يلتصق بالنبى صلى الله عليه وآله وسلم تسمية كفار مكة ساحراً" و شاعراً" و مجنوناً" و مفتوناً" و كاهناً" ○ (غنیۃ الطالبین' ص 81)

یعنی جاننا چاہیے کہ بدعتیوں کی چند علامتیں جن کی وجہ سے وہ پہچانے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک علامت یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کو برا کہتے ہیں۔ حالانکہ ان کا ایک ہی نام ہے اور وہ اہل حدیث ہی ہے اور کچھ نہیں۔ اہل حدیثوں کو بدعتیوں کے دیئے ہوئے نام اسی طرح نقصان نہیں دے سکتے جس طرح کفار مکہ کے شاعر' ساحر کاہن و مجنوں جیسے القاب نبی کریم ﷺ کو کوئی نقصان نہ دے سکے یعنی آفتاب کامل کے ہونے سے زیادہ واضح ہو گیا کہ شیخ جیلانیؒ اہل حدیث تھے مگر کچھ افراد پیر صاحب کے ہم جماعت اہل حدیث کی بدگوئی اور برائی بیان کرنے کے باوجود پیر صاحب کے نام پر دی ہوئی گیارھویں شریف ھنیا مریئا کی طرح بغیر ڈکار لیے ہضم کر جاتے ہیں۔ اتنے زود حس ہاضمہ کے باوجود اہل حدیث سے دشمنی _____ چہ معنی دارد؟۔

دوسری مثال حضرت ولی اللہ نظام الدین اولیاءؒ کی ہے۔

آپ کے اہل حدیث ہونے کے بارے میں مشہور و معروف مؤرخ فرشتہ اپنی تاریخ فرشتہ مین رقم طراز ہے کہ۔

"حضرت نظام الدین اولیاء اور قاضی رکن الدین کے درمیان مسئلہ سماع پر مناظرہ ہو رہا تھا کہ شیخ نظام الدین اولیاء نے حدیث مصطفیؐ بطور حجت رد میں پیش کی جس پر قاضی نے کہا۔

قاضی گفت حدیث چہ کار _____ روایت از ابو حنیفہ بیارتا۔ بمعرض قبول افتد۔ شیخ گفت سبحان اللہ! من حدیث مصطفیؐ نقل می کنم و تو از من روایت ابو حنیفہ خواہی شاید کہ ترا رعونت حکومت بریں مے دارد و ازیں عہدہ معزول مے شوی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(منقول از معارف' ج 22' ص 4)

کہ قاضی نے کہا کہ حدیث کا کیا کام؟۔ آپ حضرت ابو حنیفہؒ سے کوئی روایت دکھائیں تاکہ قبول کی جائے۔ شیخ نظام الدین اولیاء نے فرمایا حیرت ہے! میں حدیث مصطفیٰؐ پیش کرتا ہوں اور تو کہتا ہے ابو حنیفہ سے کچھ لا۔ شاید تجھے حکومت کا لالچ ہو کہیں میں معزول نہ کر دیا جاؤں۔

اسی مناظرہ کی روئداد کتاب سیر الاولیاء میں یوں ہے۔ آپؒ نے فرمایا۔

"وہ ملک کیوں کر آباد ہو جس میں اہل الرائے کو احادیث نبویؐ پر ترجیح ہو۔" شاہ نظام الدین اولیاء کے استدلال اور آپؒ کے ٹھوس جواب سے آپؒ کے اہل حدیث ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے؟۔

مندرجہ بالا مناظرہ کے بعد صاحب تاریخ فرشتہ لکھتے ہیں کہ شیخ نے کہا۔

انی عجبت الیوم من جراۃ الفقھاء کیف انکر والاحادیث و قالوا ان الروایات الفقیھۃ مقدمۃ علیھا ○

کہ میں حیران ہوں کہ آج فقہاء احادیث کا انکار کر کے فقہی روایات کو ان پر مقدم کیسے کر لیتے ہیں؟۔ (تاریخ فرشتہ' جلد 2' ص 160)

نیز مولانا عبدالحئی ندوی اپنی شہرت یافتہ کتاب "نزھتہ الخواطر" میں لکھتے ہیں۔

وکان یجوز القراۃ بالفاتحۃ خلف الامام فی الصلوۃ فقال صح عنہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لا صلوۃ لمن لم یقراء بفاتحۃ الکتاب بسند صحیح ○

کہ شیخ نظام الدین اولیاء فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے اور فرماتے تھے کہ یہ حدیث رسول "لا صلوۃ لمن لم یقرا بفاتحتہ الکتاب" سے بسند صحیح ثابت ہے کہ جو سورت فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہے۔ (کتاب مذکور' ص 26)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ ولی کامل نظام الدین اولیاء بھی فرزند اہل حدیث تھے۔ بس حیرت ہے تو ان یاروں پر جو کھاتے اہل حدیث کے سبب اور سب سے پہلے گالی گلوچ اور طعنہ و تشنیع کا نشانہ بھی انہیں بناتے ہیں۔ گویا جب تک اہل حدیث زندہ ہیں یاروں کی روزی اہل حدیث کو برا بھلا کہنے سے حاصل ہوتی ہے اور جب اہل حدیث فوت ہو جائے تو اس کی قبر پر بیٹھ کر روزی کمائی جائے۔

اب دیکھیے گلشن اہل حدیث کے ایک اور گل' مرد درویش' مالک جرات و استقامت شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانیؒ (کہ جن سے سلسلہ مجددیہ کا آغاز کیا جاتا ہے۔) کے بارے میں "ابجد العلوم" کی عبارت ہے کہ۔

"آپ نے خلاف شرع رسوم کی (جو حکومت میں رائج ہو چکی تھیں۔) اصلاح فرمائی سب سے ضروری اصلاح سجدہ تعظیمی کی اصلاح تھی۔" (سلسلہ مجددیہ کے دعوی دار غور فرمائیں) اسی طرح آگے چل کر رقم طراز ہیں کہ۔

"آپ نے حرمین شریفین میں اکابر محدثین کی صحبت سے فیض اٹھایا اور ان سے حدیث شریف کی سند حاصل کی۔" (ابجد العلوم' جلد 4' ص 798)

اگر اب بھی آپ کے موحد و اہل حدیث ہونے میں کوئی شک ہے تو زبدۃ المقامات کی عبارت دیکھیے کہ مجدد الف ثانی' امام ربانی شیخ احمد سرہندیؒ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے اور اسے مستحسن سمجھتے تھے۔ (زبدۃ المقامات' ص 209)

اسی طرح ابکار المنن' ص 189 پر شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی کا قول ہے۔

"احادیث التامین بالجھر اکثر و اصح" کہ آمین بالجھر کی احادیث زیادہ ہیں اور صحیح تر ہیں۔

اسیر سنت خیر البشر بود زائرا!
زہر بلا بجز ایں درنباہ نتواں کرد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب اے مجدد الف ثانی، امام ربانی، چمن اہل حدیث کے نیر تاباں، فرزند اہل حدیث کے نام کی مالا جپ کر روٹی کمانے والو! آج اس مجدد کے ہم مسلک بھائیوں کو گالیاں دینے والو! مندرجہ بالا حوالہ جات پڑھو کہ کھائیں بھی اہل حدیث کے سبب اور طعن و تشنیع بھی اہل حدیث کو۔

"این چہ بوا لعجبی است"

چوتھے پیر بے نظیر حضرت پیر مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمتہ اللہ علیہ ان کے فرزند اہل حدیث ہونے کا لاجواب ثبوت یہ ہے کہ صاحب نزحتہ الخواطر لکھتے ہیں۔

وکان یجوز القراۃ خلف الامام کمافی جامع العلوم وکان یجوز صلوۃ الغائب من الموتی کمافی الخزانۃ○

کہ آپ سورۃ فاتحہ خلف الامام اور نماز جنازہ غائبانہ کو جائز صحیح فرماتے تھے۔ (نزحتہ الخواطر، ص 29)

از احادیث رسولؐ آور وہ ام اسرار دیں
نیست غیر از گوہر شہوار در دکان ما

تمام اولیاء اللہ رحمہم اللہ تو اہل حدیث ہیں۔ بقول امام مالک ان لم یکونوا اھل الحدیث اولیاء اللہ فلا ولی لہ کہ اگر اہل حدیث اولیاء اللہ نہیں تو کوئی ولی اللہ کا ولی نہیں ہے اور یہ اہل حدیث ______!

آیئے آخر میں ایک اور تابندہ و چمک دار ستارہ بتاؤں کہ وہ بھی مکان طعام بنا ہوا ہے۔ اس بحر موج کا نام مظہر جان جاناں رحمتہ اللہ علیہ ہے۔

"آپ مقامات مظہری ص 16 پر لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری طبیعت نہایت اعتدال والی بنائی ہے اور میری طینت میں سنت نبوی ﷺ کی پیروی کی رغبت ودیعت فرمائی ہے۔"

"ابجد العلوم" میں ہے کہ آپ بہت سے فضائل کے مالک تھے _____ اپنے وقت کے اکابر مجددیہ میں اتباع سنت اور قوت کشفیہ میں آپ کا پایہ بہت بلند تھا۔ آپ کے شعر انوکھے اور آپ کے مکتوب بہت مفید ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ تشہد میں مسجہ سے اشارہ کے قائل تھے اور نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر سینہ پر باندھتے تھے اور قراۃ فاتحہ خلف الامام کی تقویت کے قائل تھے۔

ایک جگہ ہے وکان یقوی قراۃ فاتحۃ خلف الامام کہ آپ قراۃ خلف الامام کو قوی سمجھتے تھے۔(مسک الختام شرح بلوغ المرام' جلد اول' ص 219)

از عقائد ایں و آں زائر عقائد را بجست
در پناہ سنت سرور بود ایمان ما

ان مندرجہ بالا حوالہ جات سے مندرجہ بالا بزرگان دین کے اصل حقائق کو بچشم بینا ملاحظہ کریں تو خودبخود معلوم ہو جائے گا کہ یہ تمام فرزندان اہل حدیث تھے اور مقام حیرت و استعجاب ہے کہ ان بزرگان اہل حدیث کے سبب کھانے والے بلاغور و فکر تعصبانہ ذہن سے طعن و تشنیع کا دہانہ بھی دیار اہل حدیث کی طرف کیسے موڑتے ہیں۔ آخر چہ معنی دارد؟۔

"صحیفہ اہل حدیث" 16 جمادی الثانی 1401ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عین انتخاب کے وقت
بابری مسجد کا مسئلہ کھڑا کیا گیا

میں پچھلا ماہ بھارت میں گزار کر آیا ہوں۔ اس تمام عرصے میں، میں نے مسلمانوں کی معاشرت و معیشت اور سیاست پر گہرا غور کیا ہے، مسلمان اگرچہ بھارت سے وفا کا اعلان کرتے رہتے ہیں، مگر تنگ نظر ہندو انہیں بھارت کا دشمن اور غدار کہتا اور سمجھتا ہے۔ نتیجتاً مسلمانوں کی حالت بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ حکومتی اداروں خصوصاً فورسز میں مسلمانوں کی بھرتی مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ جن علاقوں میں مسلمان تجارت میں ذرا بہتر ہیں وہاں فسادات کا گھمبیر بادل چھایا رہتا ہے۔ سیاسی طور پر ابتری کا یہ عالم ہے کہ آج کوئی مسلم لیڈر ایسا نظر نہیں آتا کہ حکومت اور ہندو کا مقابلہ کر سکے اور مسلمانوں سے واقعتاً مخلص ہو، ہر مسلمان اپنے لیڈروں سے مایوس ہے اور سرعام کہتا ہے کہ جس کو بھی ووٹ دیں وہ اپنی قوم کی بجائے اپنے مفادات کو دیکھتا ہے۔ مسلمانوں کی جو جماعتیں ہیں ان میں سے اکثر کانگرس کی خانہ زاد ہیں مثلاً جمعیت علماء ہند ہے اس کے تمام رہنما ہر معاملہ میں نہرو خاندان کی آشیرباد کے متمنی نظر آتے ہیں۔ مسلم لیگ ہے تو وہ مسلمانوں کے معاملات میں دلچسپی نہ لینے کے باعث سکڑ سکڑ کر چند ایک سیٹھوں تک محدود ہو چکی ہے۔ مسلم اکثریتی علاقوں کو اس طرح تقسیم کیا گیا ہے کہ تمام مسلمان ووٹ (ایک حلقے کے) اگر ایک مسلم امیدوار کو بھی مل جائیں تو بھی وہ کامیاب نہیں ہو سکتا یعنی اگر ایک جگہ تین لاکھ مسلم ووٹ ہیں تو ان کو اس طرح مختلف حلقوں میں بانٹ دیا گیا ہے کہ ان کی اکثریت اقلیت میں بدل جائے۔ پھر اس پر مستزاد یہ کہ جب بھی انتخابات کا موقع آتا ہے اور عوام مختلف مطالبات کرتے اور منواتے ہیں تو مسلمانوں کو محض مذہبی جذباتی معاملات میں لگا دیا جاتا ہے تاکہ وہ کسی اور طرف یا کسی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاملہ یا مطالبہ کی طرف دھیان دے ہی نہ سکیں۔ یہ ایک بدیہی امر ہے کہ مسلمان اپنے مذہب دین کی خاطر حکومت' سیاست' معیشت اور دولت و ثروت سمیت سب کچھ قربان کر دیتا ہے' چنانچہ اس مرتبہ بھی عین انتخابات کے دنوں میں چالیس سالہ پرانے مسئلے (بابری مسجد کے نزاع) میں دھکیل دیا گیا اور یہ مسئلہ ایسا ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے خاموشی یا قطع نظری ایمان کی کمزوری ہی نہیں بلکہ بے ایمانی ہو سکتی ہے۔

یہ صحیح ہے کہ محکوموں اور قوموں نے تخت و تاج کے تاراج کرنے' محلات کے نام و نشان مٹانے قتل عام کروائے یا حسین و جاذب نظر قصرو ایوان کو کھنڈر بنانے کو فراموش کر دیا لیکن کسی عبادت گاہ کی بربادی کو ہمیشہ یاد رکھا۔ اس لیے کہ مذہب ہمیشہ سے انسان کا سب سے بڑا روحانی اور جذباتی سہارا رہا ہے یہ بخت نصر کے ہاتھوں ہیکل سلمانی کا تباہ ہونا ہو (کہ آج بھی یہودی دیوار گریہ کے ساتھ لپٹ لپٹ کر روتے ہیں) ابرہہ کا کعبہ پر حملہ ہو' قرامطہ کا حجر اسود اکھاڑنا ہو' ہندوؤں کے ہاتھوں بدھ مٹھوں کی تباہی ہو یا سومنات پر غزنوی کے حملے ہوں یا آریاؤں کے آتے ہی مقامی باشندوں دراوڑوں کی عبادت گاہوں کا مٹانا ہو' ہمیشہ یاد رہا ہے اور رہے گا۔

انسان نے جس مذہب کو سچے دل سے قبول کیا اس کے لیے بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ اپنا سب کچھ لٹا کر اپنے مذہب اور مذہبی شعائر کی حفاظت کی اور اس کی قربانی پر فخر بھی کیا۔ صلیبی جنگیں اسی کی مظہر ہیں۔ عیسائیوں اور مسلمانوں نے اپنے اپنے طور پر مذہبی مقامات کے تحفظ کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ سلطان صلاح الدین ایوبی اور رچرڈ شیر دل آج بھی اپنی قوموں کے لافانی ہیرو ہیں۔ اس لیے اس معاملہ میں بھی جذباتی ہونا عین فطرت کے مطابق ہے۔

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جب ایک قوم نے دوسری قوم پر غلبہ پایا تو مغلوب قوم کی عبادت گاہیں مسمار کر دیں۔ مگر مسلمانوں سے متعلق ایسی کوئی روایت نظر نہ آئے گی۔ کہ اسلام عمارتوں کو مسمار کرنے کا نام نہیں بلکہ ذہنوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو بدلنے اور دلوں میں انقلاب لانے کا نام ہے قرآن پاک کا واضح حکم ہے کہ " لا اکراہ فی الدین" یعنی اسلام کے پھیلانے کے لیے جبر و اکراہ' زور زبردستی سے کام نہ لیا جائے' بلکہ نظریاتی حسن کو دلوں میں بٹھایا جائے اور قائل کیا جائے چنانچہ اسلام کی آفاقیت و عالمگیری کا یہی باعث ہے۔ اسی طرح خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں کو نہ صرف اپنی مسجد "نبوی" میں ٹھہرایا بلکہ انہیں اپنے عقائد کے مطابق (وہیں) عبادت کرنے کی اجازت دی۔ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے لشکر کی روانگی کے وقت اسے نصیحت کی کہ چار باتوں کا خصوصی خیال رکھنا۔ (1) کھیتوں کو مت جلانا (2) پھل دار اور سایہ دار درختوں کو نہ کاٹنا (3) بچوں عورتوں اور ضعیفوں کو کچھ نہ کہنا (4) عبادت گاہوں میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو پریشان نہ کرنا۔

خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ جب بیت المقدس تشریف لے گئے تو عیسائیوں کی دعوت پر ان کے گرجے میں بھی گئے وہیں نماز کا وقت ہو گیا تو بشپ (جس کا نام اسقف تھا) نے درخواست کی کہ آپ یہیں نماز ادا کر لیں' مگر دور اندیش خلیفہ ثانیؓ نے باہر جا کر نماز ادا کی۔ برصغیر میں جب محمد بن قاسم ایک فاتح کی حیثیت سے داخل ہوا تو اس نے بھی تمام تر غلبہ کے باوجود مندروں کو کچھ نہیں کہا اور ایسا سلوک روا رکھا کہ کئی ایک مندروں میں تو اسی کے بت بنا کر رکھ دیے گئے تھے۔ اگر وہ لوگ چاہتے تو اپنے زیر غلبہ تمام علاقے سے مندروں کا صفایا کر دیتے۔ مغل تو ہندوؤں سے صلح چاہتے تھے۔ وہ بھلا مندر کیوں توڑنے لگے مغلوں نے تو ہندوؤں کی سرپرستی کی۔ ہم مغل دور حکومت کو مسلمانوں کا دور حکومت تو کہتے ہیں مگر اسلامی دور حکومت نہیں کہہ سکتے۔ پھر مغلوں سے قبل تغلق' لودھی' غزنوی' خاندان غلاماں یہ سارے بھی تو حکمران رہے ہیں اگر مندروں کے خاتمے اور مٹانے کی طرف آتے تو آج برصغیر میں ہندو مت کا نام و نشان تک نہ ہوتا۔

جہاں تک بات ہے سومنات کی تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ مندر محمود غزنوی کے خلاف سازشوں کا مرکز بن چکا تھا اور یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ محمود غزنوی کو ہندو راجاؤں نے اتنا تنگ کر دیا تھا کہ وہ مجبوراً ہندوستان پر حملہ آور ہوا تھا۔ پھر بار بار غلبہ حاصل کر لینے کے باوجود واپس چلا جاتا رہا تھا۔ مگر ہندو تخریب کاری نے اسے اتنا تنگ کیا کہ تنگ آمد بجنگ آمد اسے یہ سب کچھ کرنا پڑا۔ سومنات کی تباہی فوجی نقطہ نظر سے تھی تعصب کی رو سے نہیں۔ اگر تعصب کی رو سے ہوتا تو پھر راہ میں پڑنے والا کوئی مندر بھی نہ بچتا۔ ہزاروں میل کی مسافت کے بعد صرف سومنات مندر ہی نہ توڑا جاتا۔ پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ اس حملے میں مطیع ہندو راجے اور ہندوؤں پر مشتمل کئی ایک رجمنٹیں بھی محمود غزنوی کے ساتھ تھیں۔ پھر اگر محمود غزنوی نے یہ سب کچھ تعصب کی وجہ سے ہی کیا ہوتا تو واپسی پر ہندوؤں کی ایک بہت بڑی تعداد کو ساتھ لے جا کر غزنی کے گردونواح میں کبھی نہ بساتا اور انہیں وہاں مندر بنانے کی اجازت نہ دیتا۔

یہ تو صرف ہندو کی سرشت ہے کہ وہ سب سے زیادہ تنگ نظر واقع ہوا ہے۔ جب آریاؤں کی صورت یہ برصغیر میں وارد ہوا تو یہاں کے مقامی باشندوں کی عبادت گاہوں کو مسمار کر دیا۔ جب بدھ دھرم اور ہندو مت کا ٹکراؤ ہوا تو بہت سے بدھ مٹھ برباد کر دیئے۔ تقسیم ملک سے قبل شدھی سنگھٹن کی تحریک زور و شور سے چلائی اور تقسیم کے بعد ان گنت مسجدوں کو مندر بنا دیا۔ وہاں تو چونکہ مسلمان مزاحمت کرنے کے لیے سرے سے تیار نہ تھے یا پھر مزاحمت نہ کر سکتے تھے' مگر بابری مسجد کا مسئلہ ہندوؤں سے ہضم نہیں ہوا کہ یہاں مزاحمت بہت تھی۔ اب بھی ہندو تنظیمیں شیو سینا' بجرنگ دل' وشوا ہندو پریشد اور آر ایس ایس سرعام کہتی ہیں کہ مسلمانوں نے اگر بھارت میں رہنا ہے تو صرف ہندو بن کر رہ سکتے ہیں ورنہ کہیں اور جا بسیں' اور کئی ایک معروف مساجد مثلاً جامع مسجد بنارس کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ کاشی مندر ہے۔ متھرا کی عیدگاہ کو شری کرشن بھون کہتے ہیں۔ جبکہ تاج محل آگرہ کو سیتا محل کہتے ہیں۔ حتیٰ کہ جامع مسجد دہلی کے متعلق بھی کہنا شروع کر دیا ہے کہ یہ بھی پہلے مندر تھا۔ اور "ہم تمام کو ان کی اصل صورت میں لا کر چھوڑیں گے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب جبکہ ہندو بابری مسجد کی جگہ مندر کی تعمیر کے لیے خون کے دریا بہا رہا ہے اور دولت بھی لٹا رہا ہے مسلمان بیچارے دہائی دے رہے ہیں کہ اگر یہاں واقعتاً مندر تھا تو اس سے متعلق تاریخی شواہد لائے جائیں اور تاریخ سے دعوی کو ثابت کیا جائے' لیکن کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکا۔ شری دادیال کھنہ جو پہلے کانگریسی وزیر بھی رہ چکے ہیں اب رام جنم بھومی تحریک کے روح رواں ہیں کا کہنا ہے کہ یہ پرانی بات ہے اور بہت سی پرانی باتوں کی تاریخی شہادت یا ثبوت نہیں ملتا لیکن یہ دلیل بھی بڑی عجیب ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ مندر دورما قبل تاریخ کی بات ہے تو اس کا کیا ثبوت ہے کہ وہ اساطیری مندر اسی جگہ واقع ہوتا تھا جہاں بابری مسجد ہے۔ اگر وہاں مندر تھا تو بابر کے مندر توڑنے کی تاریخی شہادت تو موجود ہونی چاہیے اور اگر بابر سے پہلے ہی مندر ناپید ہو چکا تھا تو مندر توڑ کر مسجد بنانے کا تنازعہ بھی کہاں اٹھتا ہے؟ پھر مندر کو توڑا جانا ایسا واقعہ نہیں کہ جس پر تاریخ خاموش رہے۔

محمود غزنوی نے 1000ء سے لے کر 1025ء تک ھندوستان پر حملے کیے' سومنات کا واقعۂ تاریخ مسلم اور غیر مسلم سبھی مورخوں نے لکھا ہے۔ جبکہ اس پر کوئی اختلاف نہیں کہ بابر 1525ء میں ہندوستان آیا اور 1530ء میں انتقال کر گیا یعنی غزنوی کے پانچ سو سال بعد۔ اگر ایک ہزار سال قبل کا سومنات کا واقعہ تاریخ اپنے دامن میں محفوظ رکھ سکتی ہے تو اس کے پانچ سو سال بعد کا واقعہ کیسے فراموش کر سکتی ہے؟ پھر رام جنم بھومی مندر تو نہیں کہ بابر کے حکم سے اسے مسمار کر دیا گیا اور کسی کو خبر تک نہ ہوئی' اپنی اہمیت اور شہرت کے لحاظ سے یہ مندر سومنات سے زیادہ مشہور اور بڑا ''تیرتھ استھان'' رہا ہو گا' پھر اتنا بڑا واقعہ سارے مسلمان اور ہندو تاریخ کے حوالے کرنا کیسے بھول گئے' بنارس کے ایک محقق مسٹر گرگ نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ اگر رام جنم بھومی مندر توڑا جاتا تو کم از کم تلسی داس جی جنھوں نے رامائن لکھی اور اکبر کے دور میں تھے وہ ضرور اس کا ذکر کرتے۔ بابر اور اکبر کے درمیان صرف 75 سال کا وقفہ ہے' بابر 1530ء میں فوت ہوا اور اکبر 1605ء میں۔ تلسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داس جی نے جب رامائن لکھی ہو گی تو رام جنم بھومی مندر اگر توڑا گیا ہو گا تو اسے زیادہ سے زیادہ 40 یا 50 سال کی مدت گزری ہو گی، تلسی داس جی اجودھیا بھی ضرور گئے ہوں گے اور اس حادثہ کے چشم دید گواہ بھی ضرور ہوں گے لہٰذا یہ ممکن نہیں کہ تلسی داس جی رام جنم بھومی مندر توڑے جانے کی بات نہ لکھتے یا بھول جاتے، پھر وہ دور اکبر کا دور تھا جبکہ ہندو رسم و رواج اور دیوی دیوتاؤں کا مان اور سمان بہت زیادہ تھا۔ خود اکبر بادشاہ ہندو دھرم کی طرف مائل تھا، اگر رام جنم بھومی جیسا بڑا مندر توڑا گیا ہوتا تو اکبر بلاشبہ خود سے دوبارہ بنوا سکتا تھا۔

پھر ہم عصر شہادتوں کے علاوہ بعد کے مورخین نے بھی کہیں اس کا ذکر نہیں کیا، خصوصاً" انگریز مورخ جنھوں نے مسلمان بادشاہوں کی کردار کشی کا فریضہ پوری تندہی سے انجام دیا، محمود غزنوی اور اورنگ زیب عالمگیر کی شخصیت کو متنازعہ بنانے میں سب سے زیادہ انہی انگریزوں کا ہاتھ ہے، جنھوں نے ہر اس بات کو بلا تحقیق اور بے دریغ ابھارا اور نمایاں کیا جس سے ہندو مسلم منافرت اور مغایرت میں اضافہ ہو۔ تو ان کی نگاہوں سے اتنا اہم حادثہ مخفی رہ سکتا ہے؟ اور جب تاریخ ہند کی ہر اصلی اور فرضی داستان کو وہ کنگھال کر چکے تھے تو اس داستان کو پوری رنگ آمیزی کے ساتھ بیان کرنے میں انہیں کیا دشواری تھی؟ پھر ہندوستان کے مقتدر مورخین سر جادو ناتھ سرکار، ڈاکٹر تاراچند، ایشوری پرشاد وغیرہ کسی نے بھی اس کا ذکر نہیں کیا، پنڈت جواہر لال نہرو نے تاریخ عالم کی جھلکیاں لکھیں، لیکن تاریخ ہند کے اس زبردست حادثہ پر ان کی نگاہ بھی نہیں پڑی، ڈاکٹر ہیڈگوار اور ویر ساور کر جیسے احیاء پرست ہندو فاضل بھی اس کی نشاندہی نہیں کر سکے، آزادی کے بعد سومنات مندر کی تعمیر نو ہوئی اور بھارت کے پہلے صدر راجندر پرشاد مورتی استھاپنا کے لیے سومنات گئے اس وقت بھی یہ آواز نہیں اٹھی کہ رام جنم بھومی مندر کو از سر نو تعمیر کیا جائے۔ ان تمام باتوں سے صرف یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ رام جنم بھومی تحریک کا نہ کوئی جواز ہے نہ کوئی بنیاد ______!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزادی سے قبل کبھی رام مندر کا قضیہ نہ اٹھا تھا' نہ کبھی کسی مورخ نے اس کا تذکرہ کیا تھا' آزادی کے بعد جبکہ ہندی مسلمان تقسیم کے اثرات سے شکستہ دل اور بے حوصلہ تھے اچانک ہندوؤں نے (جو اس تیاری میں تھے کہ مسلمانوں کو بھارت سے نکال دیا جائے یا ختم کر دیا جائے) دیواریں پھلانگ کر رات کی تاریکی میں مسجد میں مورتیاں گاڑھ دیں اور یوں یہ تنازعہ کھڑا کر دیا' اس تمام واقعہ کی پشت پناہی ایک مقامی حاکم کر رہا تھا' تاکہ ہندو ووٹ کے ذریعے پارلیمنٹ میں پہنچ سکے۔ مسلمانوں کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائیں اور فریاد کریں۔ چنانچہ یہ فریاد چالیس سال سے عدالت میں زیر سماعت ہے' مگر تمام تر دلائل اور شواہد کے باوجود ابھی تک مسلمانوں کی شنوائی نہیں ہوئی' نہرو کے دور میں 1949ء میں عدالت عالیہ (آلہ آباد ہائیکورٹ) کے حکم پر مسجد کی تالا بندی ہو گئی تھی کہ تافیصلہ کوئی مسجد کے اندر نہیں جا سکتا' لیکن نہرو کے نواسے راجیو کے دور میں 88ء میں فیض آباد کی مقامی عدالت میں ایک اور کانگرسی ارون نہرو نے تالا کھول کر مورتی پوجا کی اجازت طلب کی اور مقامی عدالت نے عدالت عالیہ کے حکم اور تاریخی حقائق کو نظرانداز کر کے تالا کھولنے اور پوجا پاٹ کی اجازت دے دی جس کے باعث چالیس سال سے سلگتا مسئلہ بھڑکنے لگا۔

اس سے بھی آگے یہ کیا گیا کہ دوردرشن سے بابری مسجد میں مورتی پوجا کے مناظر دکھائے گئے جس نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ اور مسلمان انتہائی مشتعل ہو گئے۔ تیس مارچ 1988ء کو "انڈیا گیٹ دہلی" مسلمانوں کے جم غفیر سے بھر گیا۔ اس عظیم ریلی میں پورے بھارت کے گوشے گوشے سے مسلمان شامل ہوئے تھے۔ جب کہ دوسری طرف ہندوؤں نے مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیا۔ سب سے پہلے بارہ بنکی میں گیارہ مسلمان شہید ہوئے اور پھر یہ سلسلہ چل نکلا۔ 30 مارچ کے بعد مسلم قائدین نے اعلان کیا کہ 12 اگست 1988ء کو بابری مسجد میں نماز جمعہ ادا کریں گے۔ لیکن حکومت کی طرف سے انہیں اس کی اجازت نہ دی گئی اور کئی ایک گرفتاریاں ہوئیں' اس کے ساتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ قتل و غارت گری کا یہ بازار جو ہندو نے گرم کر رکھا ہے ابھی تک سرد نہیں ہوا' ابھی حال ہی میں بہار میں ہزاروں افراد شہید کر دیئے گئے ہیں بلکہ رام شیلا جلوسوں نے بھی جو راہ اختیار کی وہ خون مسلم کے دریا بہا گئی۔

رام جی کے متعلق قطعی وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ ایک افسانوی کردار نہ تھے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ صرف اجودھیا میں چھ مقامات ایسے ہیں' جن کے بارے میں پجاریوں کا کہنا ہے کہ رام جی اس جگہ پیدا ہوئے تھے' چنانچہ رام جنم بھومی مندر کے حالیہ سنگ بنیاد کے واقعہ میں اجودھیا کے مہنتوں نے دلچسپی نہیں لی وجہ یہ ہے کہ وہ خوفزدہ ہیں کہ اس طرح ان کی گدیاں چھن جائیں گی اور تمام شردھالو نئے بننے والے مندر میں جایا کریں گے۔ اسی طرح اجودھیا میں وشرتھ کا محل بھی ہے شری رام کی ماں "رانی کو شلیا" تو اسی محل میں رہتی ہو گی ناں' اور رام ایک راجہ کے بیٹے تھے وہ مندر میں نہیں محل میں پیدا ہوئے تھے' اور یہ محل بابری مسجد سے بہت ہی دور واقع ہے۔ اسلیے ایسا دعوی بھی خلاف حقیقت اور صاف بد نیتی پر مبنی ہے' اور سوائے اس بات کے اور کچھ بھی ثابت نہیں کرتا کہ ہندو ذہنیت ہر حال میں بابری مسجد کو گرانے کے درپے ہے اور وہ واقعاتی و تاریخی دلائل و شواہد کو اپنے حق میں لانے میں سخت ناکامی کے باوجود مسلمانوں کی اس مسجد کو ہر حال میں گرانا اور اس کے نشان کو مٹانا چاہتی ہے۔

22 دسمبر 1949ء کی رات کو سٹی مجسٹریٹ اور ڈی ایم کے تعاون سے مسجد میں بت نصب کر دیئے گئے اور مسلمانوں پر مسجد کے دروازے بند ہو گئے' فیض آباد کے سٹی مجسٹریٹ نے دفعہ 145 کے تحت مسجد کی قرقی کی اور بابو پریہ دت رام (چیئرمین میونسپل بورڈ) کو رسیور مقرر کر کے فریقین کو حکم دیا کہ وہ اپنی اپنی ملکیت کے ثبوت پیش کریں۔ یکم جولائی 1951ء کو ڈپٹی کمشنر فیض آباد نے جواب دعوی داخل کرتے ہوئے دعوے کی دفعہ 14/15/16/17/18 کے جواب میں لکھا "یہ جائیداد نزاعی بابری مسجد کے نام سے مشہور ہے اور 1528ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے 1949ء تک اس مسجد میں مسلمان پنج وقتہ نماز پڑھتے آئے ہیں۔ اس کا استعمال رام چندر جی کے مندر کی حیثیت سے کبھی نہیں ہوا جبکہ 22 دسمبر 1949ء میں رام چندر جی کی مورتی چوری اور غلط ڈھنگ سے مسجد میں رکھی گئی ہے جو کہ ایک غلط اور غیر قانونی واقعہ ہے' جس سے مسلمانوں میں بے چینی پیدا ہو گئی ہے اور نقص امن کا خطرہ ہے" ایس پی فیض آباد کرپال سنگھ نے بھی دفعہ 145 کے دعوی کے جواب میں اپنی تحقیقاتی رپورٹ میں لکھا۔

"یہ زمانہ قدیم سے بابری مسجد ہے اور یہاں مسلمان ہمیشہ نماز پڑھتے آئے ہیں ہندوؤں کا اس سے کوئی واسطہ یا سروکار نہیں"------

اگر یہاں واقعتاً رام چندر جی کا مندر ہوتا تو کم از کم تاریخ اسلام سے قبل کے مورخین تو اس کی گواہی ضرور دیتے مثلاً مشہور چینی سیاح "فاھین" 405ء میں ہندوستان کے ان علاقوں میں چھ سال تک رہا' اس نے جو یاد اشتیں تحریر کی ہیں ان میں اجودھیا کے علاقے میں سو "بدھ مٹھوں" کا تذکرہ تو کرتا ہے مگر ہندوؤں کے بھگوان رام چندر جی کے اس مندر کا کوئی تذکرہ نہیں کرتا۔

1528ء کو بنائی جانے والی بابری مسجد کے منبر پر یہ فارسی اشعار کندہ ہیں۔

بہ فرمودہ شاہ بابر کہ عدلیش
بنا بست با کاخ گردوں ملاقی
بنا کرد ایں محبط قدسیاں را
امیر سعادت نشان' میر باقی
بود خیر باقی چو سال بنا لیش
عیاں شد کہ محکم بود "خیر باقی"

(935ھ)

موجودہ آگ اس وقت پھر بھڑک اٹھی جب وشوا ہندو پریشد نے 9 نومبر 1989ء کو رام مندر کے سنگ بنیاد رکھنے کا اعلان کیا' اور اس کے لیے فی فرد ایک اینٹ کی اپیل کی' چنانچہ بھٹوں پر خاص قسم کی اینٹ بنائی گئی جس پر "رام" لکھا ہوا تھا' اس اینٹ کو "رام شیلا" کا نام دیا گیا' اور جگہ جگہ ان اینٹوں کو لے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر جلوس نکالے گئے اور جلوسوں کی شکل میں اجودھیا کا رخ کیا گیا' جہاں جہاں سے یہ جلوس گزرتے وہاں وہاں مسلمانوں کے خون کے دریا بہائے جاتے رہے۔

الہ آباد ہائی کورٹ کے لکھنؤ بینچ نے اس مقدمہ کے تمام (چوبیس) فریقوں کو ہدایت کی تھی کہ وہ فیصلہ ہونے تک موجودہ حالت اور امن کو برقرار رکھیں مگر بجرنگ دل' وشو ہندو پریشد اور شیو سینا نے اس حکم کی قطعاً" پروا نہ کی اور شیلا نیاس کا پروگرام جاری رکھا۔ اسی طرح فیض آباد کے ضلع مجسٹریٹ مسٹر ایس آر سری واستو نے بھی کہا کہ مجوزہ زمین پر شیلا پوجن اور شیلا نیاس کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ مذکورہ زمین "نزول" کی ہے اور انہیں مرکزی حکومت کی جانب سے ایسا کوئی حکم نہیں ملا کہ وہ اس کام کی اجازت دے سکیں۔ اسی طرح بھارت کے وزیر داخلہ مسٹر بوٹا سنگھ نے بھی پارلیمنٹ میں اعلان کیا تھا کہ "حکومت نے وشو ہندو پریشد کو اس بات کی اجازت نہیں دی کہ وہ متنازعہ مقام پر مندر کی تعمیر کر سکیں مندر کی تعمیر اور شیلا نیاس رکھنے کے متعلق حکومت کی اجازت کی جو خبریں گشت کر رہی ہیں وہ بے بنیاد ہیں" مسٹر بوٹا سنگھ کے اس بیان کے بعد مسلمانوں کا ذہن اس بات سے اور زیادہ مشکوک ہو گیا کہ مسٹر بوٹا سنگھ اور پریشد کے لیڈران کے درمیان باقاعدہ مذاکرات ہوئے اور پریشد کے لیڈروں اور مقامی انتظامیہ کے ذمہ داران نے سنگ بنیاد رکھنے کی جگہ کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ دوسری طرف ضلع مجسٹریٹ کا مسلسل یہ کہتے رہنا کہ شیلا پوجن اور سنگ بنیاد رکھنے سے متعلق حکومت کی طرف سے نہ تو انہیں کوئی حکم ملا ہے اور نہ ہی اس کی اجازت ملی ہے اور نہ ہی پریشد کے پاس ایسی کوئی زمین ہے جس پر وہ سنگ بنیاد رکھ سکیں۔

اسی دوران حکومت کی طرف سے بھی بعض علاقوں میں شیلا جلوسوں پر پابندی لگا دی گئی تو وشو ہندو پریشد نے ہائی کورٹ سے شیلا نیاس (سنگ بنیاد) رکھنے اور شیلا پوجن کی اجازت لے لی۔ پھر اس پر حکومت نے مسلمانوں کو خاموش رکھنے کے لیے ہائی کورٹ سے اپیل کی کہ وہ امن و امان کے لیے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریب کو روک دے' ہائی کورٹ نے صرف ایک دن قبل متنازعہ جگہ پر شیلا پوجن سے روک دیا مگر ہندو پریشد نے پروا نہ کی' عدالت کے اس واضح حکم کے باوجود نہ صرف یہ تقریب ہوئی بلکہ سرکاری ایجنسیوں کی حفاظت میں ہوئی اور بوٹا سنگھ سمیت کئی ایک مرکزی ذمہ داران وہاں موجود رہے۔

مقامی انتظامیہ نے مسجد کی حفاظت کے بارے میں بتایا کہ اس نے حفاظت کی غرض سے 10400 مربع فٹ کے دائرے میں خاردار تار لگا دیے ہیں صرف اتنا ہی نہیں بلکہ انتظامیہ نے مسلح دستوں کو اجودھیا اور فیض آباد تعینات کر رکھا ہے۔ 20 کمپنی سی آر پی ایف اور 25 کمپنی پی اے سی ای اور منگوائی ہے جبکہ سی آر پی ایف کی ایک اور پی اے سی کی دو کمپنیاں پہلے سے دونوں شہروں میں تعینات ہیں۔

انتظامیہ نے ملک بھر سے آئی ہوئی اینٹوں کو ایک جگہ رکھنے کا بھی بندوبست کیا' ان اینٹوں کو بالکل علیحدہ راستوں سے متعینہ جگہ پر پہنچایا گیا' کیونکہ ضلع مجسٹریٹ کے مطابق کہ "ہم نہیں چاہتے کہ یہ اینٹیں اجودھیا اور فیض آباد کے درمیان سے لے جائی جائیں" (منطق ملاحظہ کیجئے کہ دو شہروں کے درمیان سے لے جانے کی اجازت نہیں لیکن لے جانے اور جمع کرنے کا انتظام ہے) یہ اینٹیں متنازعہ جگہ سے ہٹ کر رکھی گئیں اور جس جگہ پر رکھیں وہ بھی حکومت کی زمین ہے۔

یہاں ایک اور بات ذہن نشین رہے کہ 65 ایکڑ جگہ ایسی ہی ہندو پریشد کے پاس ہے جسے "رام کتھا منڈپ" کے نام سے ایک پارک بنانے کے لیے حاصل کیا گیا ہے' مسلم اور مصلحت پسند لیڈروں نے بارہا پریشد سے اپیل کی ہے کہ وہ اس جگہ ہی مندر بنا لیں تاکہ قتل و غارت گری اور فساد اختلاف سے بچا جا سکے مگر وہ نہیں مانے۔ اور تمام تر التجاؤں' اپیلوں' احتجاجوں کے باوجود پریشد کے عاقبت نا اندیش اور فرقہ واریت کے نشے میں چور مسلح لوگوں نے 9 نومبر کی صبح دس بجے ایک دھارمک تقریب منعقد کی جس میں "بھومی اتکھنن" ہوا پھر "بھومی پوجا" ہوئی اور "رامائن کا اکھنڈ پاٹھ" ہوا اور سنگ بنیاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

10 نومبر 1989ء کو ایک بج کر پینتیس منٹ پر رکھا گیا۔

جس زمین پر وہ سنگ بنیاد رکھا گیا وہ پلاٹ نمبر 576 سے نمبر 586 کے درمیان آتی ہے اور قطعہ اراضی قبرستان کی حیثیت سے وقف شاہی کے کنٹرول میں ہے اور "نزول" کی زمین کے نام سے درج ہے' نزول کی یہ زمین موجودہ پلاٹ نمبر 160 ہے اور بابری مسجد بھی اسی پلاٹ پر واقع ہے' پلاٹ نمبر 586 پر پریشد کے پلان کے مطابق مندر کا "سنگھ دوار" بنایا جائے گا۔ اور سنگ بنیاد سنگھ دوار کا ہی پہلے رکھا گیا ہے۔ یہ قطعہ اراضی بابری مسجد کے صدر دروازے سے 105 فٹ کے فاصلے پر ہے' تحصیل کے کاغذات کے مطابق پلاٹ نمبر 160 دو بیگھ اور ایک بسوا کے فاصلے پر واقع ہے اور بقیہ زمین کا مالک اظہر حسین نامی ایک مسلمان ہے' جس زمین پر سنگھ دوار بنانے کا پلان ہے وہاں سمترا بھون کے نام سے ایک کھنڈر ہے۔ تحصیل کے کاغذات میں یہ بھی درج ہے کہ اس بھون پر بابا رام داس کا قبضہ ہے (اُس کا صرف قبضہ درج ہے مالکانہ حقوق درج نہیں) حالانکہ وہ وقف شاہی میں قبرستان کی حیثیت سے درج ہے۔ یعنی صورت حال یہ ہے کہ مذکورہ زمین حکومت اور وقف شاہی کی جائیداد ہے اور پریشد کے پاس اس کے علاوہ کوئی دوسرا قطعہ اراضی نہیں ہے جس پر وہ 270 فٹ لمبا اور 126 فٹ چوڑا مندر 6 ارب روپے کی لاگت سے تعمیر کر سکیں۔

اس تمام بحث کی روشنی میں بھارتی حکومت کا یہ کہنا کہ مندر کی تعمیر کے باوجود مسجد کو نقصان نہیں پہنچے گا' کس طرح ہو سکتا ہے کہ سنگ بنیاد کی جگہ مسجد کے صدر دروازے سے صرف 105 فٹ دور ہے اور مندر کے رقبے 270 فٹ لمبائی اور 126 فٹ چوڑائی سے کس طرح بچ سکتی ہے؟۔

اس المیہ کا افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ اصغر عباس نقوی اور مختار عباس نقوی جو کہ مسلمان کہلاتے اور خود کو شیعہ بتلاتے ہیں وہ بارہا مسجد کو گرانے کا اعلان کر چکے ہیں' بلکہ مختار نومبر والی تقریب میں بھی شامل ہوا' اصغر عباس نقوی کا کہنا یہ ہے کہ یہ مسجد بابر بادشاہ کے ایک امیر میر باقی نے تعمیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کروائی تھی اور وہ شیعہ تھے۔ اس لیے مسجد شیعہ کی ہے اور ہندوؤں کو ہم سے بات کرنا چاہیے نیز مسجد ایک جگہ سے دوسری جگہ (شیعہ فقہ کے مطابق) منتقل ہو سکتی ہے ______ اس طرح دوشی پورہ میں ایک قبرستان سے متعلق شیعہ سنی نزاع ہو گیا جس پر سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا کہ سنی قبریں منتقل کر دی جائیں' اس پر کچھ سنجیدہ لوگوں نے صلح کرا دی کہ اگر ایسا ایک مرتبہ ہو گیا تو بھارت میں مسلمانوں کا کوئی قبرستان محفوظ نہ رہے گا۔ ایسے ہی اگر اصغر عباس نقوی کی بات مان کر مسجد کی منتقلی ہو گئی تو پھر نہ جامع مسجد دھلی بچے گی نہ کوئی اور مسجد۔ مختار عباس نقوی نے اعلان کیا کہ وہ 12 نومبر کو اپنے دو ہزار ساتھیوں سمیت بابری مسجد کو شہید کر دے گا' جس پر انتظامیہ نے جوابا بیان جاری کیا کہ 1950ء کو عدالتی فیصلے کے مطابق کوئی مسلمان مسجد کے آس پاس پانچ سو گز کے دائرے میں داخل نہیں ہو سکتا۔

ایک طرف تو مسلمان کہلانے والے ان افراد کا یہ کردار ہے اور دوسری طرف وی پی سنگھ اس رام مندر تقریب کے خلاف اجودھیا گیا' حالانکہ جنتا دل وغیرہ نے منع بھی کیا' بائیں بازو کی جماعتوں نے اس تقریب کے خلاف ریلی کی' پرانے کانگرسی کملاپتی ترپاٹھی نے کہا کہ میں پہلا بیلچہ اپنے سر پر کھا کر اس تقریب کو روکوں گا انہیں اجودھیا جانے ہی نہ دیا گیا' کامریڈ ھرکشن سنگھ (جو سی پی ایم کے مرکزی رہنما ہیں) نے کہا "ہمارا موقف ہے کہ 1947ء سے پہلے کی حالت بحال رکھی جائے' بہتر تو یہی تھا کہ باہمی مشاورت سے مسئلہ حل ہو۔ جیسا کہ کملاپتی ترپاٹھی نے کہا ہے کہ بہت سی جگہیں ہیں کہیں مندر بنا لو۔"

کمیونسٹ لیڈر ستیہ پال ڈانگ نے کہا "یہ تال ووٹ کے لیے کھلوایا گیا تھا' جن لوگوں نے فتح کا جلوس نکالا یا یوم جمہوریہ کا بائیکاٹ کیا وہ تمام ووٹ بینک سیاست میں ملوث تھے۔ وزیراعظم اور متوقع وزیراعظم نے اس پر واضح موقف اختیار نہیں کیا' متنازعہ عبادت گاہوں کا صرف ایک ہی معقول حل ہے کہ 15 اگست 1947ء کو جس عبادت گاہ کی جو حیثیت تھی وہ برقرار رہے۔"

شاہی امام عبداللہ بخاری نے فرمایا' کہ "جنوب کے ہائی کورٹ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ججوں سے فیصلہ کروایا جائے یا ایسے ججوں سے جو ہندو ہوں نہ مسلمان' وہ عیسائی پارسی حتیٰ کہ سکھ بھی ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں۔"

جبکہ اجودھیا اور فیض آباد کی انتظامیہ کا کہنا ہے کہ بابری مسجد کو ایکٹ 1958ء کے تحت آثار قدیمہ کے حوالے کر دیا جائے گا۔ (اگر مسجد بچی تو-----!)

ہفت روزہ "ثالث" لاہور

نوٹ:۔ یہ مضمون دسمبر ۱۹۸۹ء میں لکھا گیا۔ افسوس بابری مسجد بعد میں شہید کر دی گئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم○

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم○

"تالیفات و تصنیفات بخاری"

لعل گرانمایہ زخارا برآر
گنج زر از خاک بخارا برآر
علم حدیث آمدہ علم شگرف
قلزم معنی در حرف حرف
ثانی قرآن نہ بود غیر او
جز بخارا نہ کنی سیر او
حافظ شہنشاہ وحی
حاصل اسناد ہوا خواہ وحی
تار مرازمزمہ درکار نیست
زمزمہ من ھم ازیں تار نیست
بزم مرا آمد سازے دگر
ساز مرا سوز و گداز دگر

محترم! اسلام کی ترویج و تعریج میں جن علماء و عظماء اسلام کا نام نہایت درخشاں ہے' ان میں حضرت الامام ابو عبداللہ' محمد بن اسماعیل بن المغیرہ بن بردزبتہ بن الجعفی البخاری کا نام بھی مزین بعظمت' بلکہ انتہائی اعلیٰ و ارفع ہے۔

خصوصاً" علم حدیث سے متمم بالشان کام کے لیے اپنی زندگی' آسائش' عافیت وغیرہ سب کچھ قربان کر دیا کہ امام المحدثین اور امیرالمومنین فی الحدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نام سے واضح ہیں اور رہتی دنیا تک رہیں گے۔ وہ جفاکشی' علو ھمتی' استغنا' حزم و احتیاط' صدق و دیانت و تقوی' عدل و انصاف' خدمت خلق اور اشاعت علوم کی منہ بولتی تصویر ہیں اور عالم کے لیے عظیم نمونہ۔

میں امام صاحب کی سیرت مبارکہ کی بجائے صرف ان کی "تالیفات و تصنیفات" کا تذکرہ کروں گا۔ واضح ہو! "اس حسین کی صورت باطنیہ کی اک تجلی" کہ کس قدر اثرانداز اور طرحدار ہے۔ یوں تو حضرت والا جاہ نے اپنی زندگی کے تمام ادوار "محبوب ذیشان ﷺ کی شریعت مطہرہ اور احادیث مبارکہ " کے حصول' تدریس وغیرہ میں گزارے مگر ان کی وہ کاوشیں جو آج مطالعہ میں ہیں' ان کی مختصر تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

اسماء تصنیفات و تالیفات

(1) قضایا الصحابہ و التابعین:

212ھ میں اٹھارہ سال کی عمر میں لکھی گئی پہلی تصنیف ہے۔ (غیر مطبوعہ)

(2) تاریخ الکبیر:

مسجد نبویؐ میں چاند کی روشنی میں لکھی۔ترتیب حروف تہجی کے لحاظ سے ہے۔ بروایت ابو احمد محمد بن سلیمان و محمد بن سہیل النسوی اللغوی' دائرۃ المعارف حیدر آباد' دکن میں آٹھ جلدوں میں 1362ھ میں پہلی بار برصغیر میں شائع ہوئی۔ اس تاریخ پر ابوالقاسم سلمہ بن قاسم معاصر دار قطنی اور سعد بن جناح نے ذیل لکھے ہیں۔

(3) التاریخ الاوسط:

غیر مطبوعہ' دوسری جنگ عظیم سے قبل اس کا ایک قلمی نسخہ جرمنی کے سرکاری کتب خانہ میں تھا۔ اس کو عبداللہ بن احمد بن عبداللہ الخفاف اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو محمد زنجویہ بن محمد اللباد نے روایت کیا ہے۔

(4) التاریخ الصغیر:

اس کی ترتیب سنین سے ہے۔ اس کو عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن الاشقر نے روایت کیا ہے۔ برصغیر میں پہلی بار 1325ھ میں الہ آباد میں بروایت ابو محمد زنجویہ بن محمد النیسابوری شائع ہوئی۔

(5) الجامع الکبیر:

اس کا ذکر صاحب "کشف الظنون" نے ابن طاہر کے ساتھ کیا ہے۔ دوسری جنگ عظیم سے قبل علامہ ابن کثیرؒ کے ہاتھ کا لکھا قلمی نسخہ کتب خانہ دارالعلوم جرمنی میں تھا۔

(6) خلق افعال العباد:

اس کتاب میں فرقہ جہمیہ اور معطلہ کا رد ہے اور آیات و احادیث کے ساتھ آثار صحابہ و اقوال تابعین وغیرہ بھی درج ہیں۔ برصغیر میں پہلی مرتبہ 1306ھ میں مطبع شمس الحق عظیم آبادی دہلی میں، بروایت یوسف بن ریحان و فربری شائع ہوئی۔

(7) المسند الکبیر:

دوسری جنگ عظیم سے قبل دارالعلوم جرمنی کے کتب خانہ میں علامہ ابن تیمیہؒ کے ہاتھ کا لکھا نسخہ موجود تھا۔ صاحب کشف الظنون کے مطابق اس کو نویری اور فربری نے روایت کیا ہے۔

(8) اسامی الصحابۃ:

اس کا قلمی نسخہ بھی جرمنی کے کتب خانہ دارالعلوم میں دوسری جنگ عظیم سے قبل موجود تھا۔ ابوالقاسم بن مندہ نے ابن فارس کے طریقہ سے روایت کیا ہے۔ ابوالقاسم بغوی نے اپنی کتاب "معجم الصحابہ" میں اس کو نقل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے۔ اس موضوع پر تقریباً" پہلی کتاب ہے۔

(9) کتاب العلل:

علل الحدیث کے موضوع پر، ابوالقاسم بن مندہ نے عن محمد بن عبداللہ ابن حمدون عن ابی محمد عبداللہ بن الشرقی عن البخاری روایت کیا ہے۔ یہ بھی اس موضوع پر تقریباً" پہلی تصنیف ہے۔

(10) کتاب الفوائد:

امام ترمذی نے کتاب المناقب میں حضرت طلحہؓ کے مناقب میں اس کا ذکر کیا ہے۔ قرین قیاس ہے کہ اس میں فن علل سے متعلق نکات حدیثیہ ہیں۔

(11) کتاب الوحدان:

حافظ ابن مندہ نے اس کتاب سے اکثر نقل کیا ہے۔ اس میں ان صحابہ کرامؓ کا ذکر ہے جن سے صرف ایک ہی حدیث مروی ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ یہ امام مسلمؒ کی تصنیف ہے حالانکہ امام مسلم اور امام نسائی نے الگ لکھی ہیں جو آگرہ سے شائع ہو چکی ہیں۔ غالباً" امام بخاری سے قبل اس موضوع پر کوئی تصنیف نہیں لکھی گئی۔

(12) کتاب المبسوط:

اس کا ذکر خلیلی نے "الارشاد" حافظ ابن حجر نے "فتح الباری" خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد اور صاحب کشف الظنون نے کشف الظنون میں بروایت مہیب بن سلیم کیا ہے۔ قرین قیاس ہے اس میں احادیث سے مستنبط فقہی مسائل زیر بحث ہیں۔ حافظ ابن مندہ کے ہاتھ کا قلمی نسخہ دوسری جنگ عظیم سے قبل دارالعلوم جرمنی میں تھا۔

(13) الجامع الصغیر فی الحدیث:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب کشف الظنون کے مطابق حافظ ابن حجر نے بروایت عبداللہ بن محمد الاشقر اس کا ذکر کیا ہے۔ دوسری جنگ عظیم سے قبل حافظ ابن حجرؒ کی تحریر میں قلمی نسخہ جرمنی میں تھا۔

(14) کتاب الرقاق:

اس کا تذکرہ کشف الظنون میں بایں الفاظ درج ہے "کتاب الرقاق للبخاری من کتاب الحدیث" مرور زمانہ کے باعث ناپید ہو چکی ہے۔

(15) برالوالدین:

والدین کے حسن سلوک کے بارے میں ہے۔ حافظ ابن حجر نے موجودات میں شمار کیا ہے۔ بروایت محمد بن دلویہ الوراق۔

(16) کتاب الاشربہ:

امام دار قطنی نے "کتاب المؤتلف والمختلف" میں کسیہ راوی کے ضمن میں ذکر کیا ہے۔

(17) کتاب الھبہ:

امام بخاری کے کاتب محمد بن ابی حاتم نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اس میں امام صاحب نے تقریباً پانچ سو احادیث درج کی تھیں۔ یہ بھی نایاب ہے۔

(18) کتاب الضعفاء الصغیر:

حروف تہجی کے لحاظ سے ضعیف راویوں کا تذکرہ' نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام صاحب نے اس موضوع پر کوئی بڑی کتاب لکھی ہے جو ناپید ہے یا لکھنے کا ارادہ تھا۔ اس کو امام صاحب سے ابو بشر محمد بن احمد بن حماد الدولابی' ابو جعفر بن سعید اور آدم بن موسی الخوارمی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ برصغیر میں پہلی مرتبہ 1360ھ میں دائرہ المعارف حیدر آباد میں شائع ہوئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(19) الادب المفرد:

اخلاق نبویؐ پر بہترین اور مشہور و معروف کتاب برصغیر کے اکثر مدارس میں داخل نصاب ہے۔ امام صاحب سے احمد بن محمد الجلیل نے روایت کی ہے۔ 1902ء میں برصغیر میں پہلی بار شائع ہوئی۔ بعد میں کئی کتب خانوں اور مطابع میں شائع ہوئی ہے۔ حضرت نواب صدیق حسن نے فارسی میں بنام توفیق الباری ترجمہ لکھا اور آگرہ سے شائع کروایا۔ مولانا عبدالغفار آروی نے بنام "سلیقہ" اردو ترجمہ کرکے آگرہ سے طبع کروایا۔ اسی طرح مولانا بدیع الزمان نے "توفیق الباری" طبع 1905ء مطبع مجتبائی اور مولانا سخاوت علی جونپوری نے "سلیقہ" اردو میں ترجمہ کیا۔

(20) کتاب الکنی:

علم کنیت میں عمدہ کتاب ہے۔ ابو احمد حاکم نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس سے نقل بھی کیا ہے۔ امام بخاری کی اس عظیم تصنیف کی ترتیب ھجائی امام ذہبی نے کی اور "المقتنی فی سرد الکنی" نام رکھا۔ برصغیر میں پہلی بار حیدر آباد' دکن سے 1325ھ میں شائع ہوئی۔

(21) التفسیر الکبیر:

اس کا ذکر فربری اور وراق بخاری نے کیا ہے' نایاب ہے۔

(22) جزء القرأۃ خلف الامام:

قراۃ خلف الامام کے اثبات میں جامع' مشہور اور معروف و مقبول رسالہ ہے۔

(23) جزء رفع الیدین:

نہایت عمدہ اور مشہور رسالہ۔ مؤخر الذکر دونوں رسائل اصحاب حدیث نے متعدد بار شائع کیے ہیں اور تقریباً" برصغیر کی ہر زبان میں ان کا ترجمہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو چکا ہے۔

(24) الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ:

حضرۃ الامام بخاریؒ کی سب سے زیادہ مشہور و معروف، مقبول، عظیم الشان، رفیع المنزلت، اصح الکتاب بعد کتاب اللہ، تالیف ہے۔ تمام اسلامی دنیا میں متعدد بار زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے۔ ان گنت قلمی نسخے موجود ہیں۔ تقریبا" ہر زبان میں مکمل یا جزوی تراجم کیے گئے۔ 7572 احادیث بتکرار، غیر مکرر تقریبا" 4 ہزار موجودہ نسخہ بروایت فربری ہے۔ حضرت الامام کے امام المحدثین اور امیرالمومنین فی الحدیث وغیرہ القاب کی وجہ یہی مبارک و اعلیٰ کتاب ہے۔ یہ رتبہ و فضیلت، شرف و اعتبار متقدمین و متاخرین کی کسی کتاب کو حاصل نہیں ہوا اور محال ہے۔ صحیح بخاری امام صاحب کی آج ایسی کتاب ہے کہ اگر صرف اس کی تاریخ لکھی جائے اور ہر پہلو سے اس پر بحث کی جائے تو کئی ضخیم جلدوں کی ضرورت ہے۔

امام بخاریؒ کے دل میں اس کے لکھنے کا خیال متقدمین کی کتب کہ جن میں ہر طرح کی احادیث تھیں، دیکھ کر اپنے استاذ اسحاق بن راھویہ کے فرمان " لو جمعتم کتابا مختصر الصحیح سنۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم" اور خواب میں آنحضرت ﷺ کے دیدار اور پنکھے سے آپ پر سے مکھیوں کے اڑانے کی تعبیر کے سبب ہوا اور امام بخاریؒ نے سفر و حضر ہر جگہ برابر اپنی اس عظیم الشان کتاب کی تالیف جاری رکھی۔ البتہ تراجم ابواب کی ترتیب و تہذیب (ہر باب کے تحت احادیث کا اندارج) ایک مرتبہ تو حرم پاک میں انجام دیا اور دوسری مرتبہ مسجد نبویؐ میں منبر و محراب کے درمیان کہ جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا روضۃ من ریاض الجنۃ سولہ برس کی مسلسل محنت کے بعد یہ کتاب تیار ہوئی۔ جس میں صرف صحیح احادیث مندرج تھیں۔ امام صاحب نے تکمیل کے بعد کتاب کو وقت کے عظیم آئمہ محدثین امام احمد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن حنبل، یحییٰ بن معین، علی المدینی جیسے مشہور و مسلم شیوخ حدیث کے سامنے پیش کی۔ سب نے بنظر استحسان دیکھا اور کتاب کی صحت کی گواہی دی۔ کتاب کو ہر طرف سے حسن قبول حاصل ہوا۔ نوے ہزار محدثین نے امام بخاری سے اس کتاب کو سنا۔ (صحیح بخاری کی مقبولیت کا اندازہ اس کی شروح، تعلیقات اور حواشی کی کثرت سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے، اس مجموعہ احادیث کو سمجھنے اور سمجھانے کے لیے ہر دور میں علماء مساعی جمیلہ کو بروئے کار لاتے رہے۔ کسی نے مختصر شرح لکھی اور کسی نے مطول و مفصل، کسی نے رجال پر بحث کی اور کسی نے تراجم ابواب پر، کسی نے اس کی تجدید کی اور کسی نے انتخاب و اختصار، کسی نے اس کی تعلیقات کو موصول کیا اور کسی نے مشکل و غریب الفاظ کی لغات لکھیں۔ آج تک صحیح بخاری پر علمائے اسلام و غیر اسلام کی توجہ مرکوز رہی ہے اور انشاء اللہ قیامت تک رہے گی۔

صحیح بخاری کی افادیت کے پیش نظر کئی علماء نے اس کی مفتاح لکھیں مثلاً "الشریف محمد بن مصطفیٰ التوقاوی (آستانہ 1313ھ) شکری ابن حسن (استانبول 1313ھ) اور محمد فواد عبدالباقی (القاہرہ 1935ء) موخر الذکر نے "مفتاح کنوز السنۃ" میں دیگر کتب احادیث کے ساتھ صحیح بخاری کے مضامین کی تفصیلی فہرست باعتبار حروف تہجی درج کی ہے جو بڑی کار آمد ہے۔ بعینہ معاملہ "معجم المفہرس" کا ہے۔ اسی طرح مولوی عبدالعزیز گوجرانوالوی نے "براس الساری فی اطراف البخاری" لکھی ہے جس میں فتح الباری اور عمدۃ القاری کے صفحات بھی لکھ دیئے ہیں۔ مصنف نے خود چھپوائی تھی۔ عصر حاضر میں صحیح بخاری کے کئی اختصارات شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں سے عمر ضیاء الدین کی زبدۃ البخاری، القاہرہ 1330ھ جس کا اردو ترجمہ آغا محمد رفیق نے کیا اور پہلی مرتبہ 1346ھ مدینہ پریس بجنور اور بعد میں نفیس اکیڈمی کراچی سے شائع ہوا۔ اس کتاب میں صحیح بخاری کی صرف قولی احادیث ہیں۔

محمد مصطفیٰ عمارہ کی جواہر البخاری (القاہرہ 1341ھ) اور عبدالسلام محمد ہارون کی الالف المختارہ من صحیح البخاری (القاہرہ 1909ء تا 1965ء) دس مختصر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجزاء میں مع مختصر شرح و تخریجات۔
تجارید و تعلیقات بخاری میں مشہور و معروف کتب میں سے چند:-

1- تعلیقہ صحیح بخاری :- از مولانا لطف اللہ بن حسن التوقانی المقتول 900ھ- یہ تعلیق صرف اوائل بخاری سے متعلق ہے۔

2- تعلیقہ :- للعلامتہ شمس الدین احمد ابن سلیمان بن کمال پاشا المتوفی 940ھ-

3- تعلیقہ :- از مولانا فضل بن علی الجمال المتوفی 991ھ-

4- تعلیقہ :- لمصلح الدین المصطفی بن شعبان الشروعی المتوفی 969ھ- (نصف صحیح بخاری تک ہے)

5- تعلیقہ :- مولی حسین لکھنوی المتوفی 1012ھ- علامہ زرقانی نے "مواہب اللدنیہ" کی شرح میں اس کا ذکر کیا ہے۔

6- تعلیقہ :- للعلامہ السندی الحنفی المتوفی 1138ھ- صحیح بخاری مطبوعہ مصر وغیرہ کے حاشیہ پر ہے۔

7- حل صحیح البخاری :- مرزا حیرت دھلوی۔ متن مولانا حافظ احمد علی کا ہے لیکن حل میں قسطلانی اور فتح الباری سے کچھ زیادہ مدد لی ہے' حل لغات علیحدہ ہے۔

8- نوٹ :- تجرید بخاری پر سب سے پہلے علامہ حسین بن مبارک زبیدی نے تقریباً" سوا دو ہزار حدیثوں کا مجموعہ تیار کیا۔

9- عون الباری لحل ادلتہ البخاری :- للعلامتہ النواب صدیق حسن خانؒ المتوفی 1307ھ علامہ زبیدی کی تجرید کی عربی شرح۔

10- شرح تجرید الصحیح للزبیدی :- از شیخ عبداللہ شرقاوی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

از عبداللہ بن سعد بن ابی حمزہ الازدی المتوفی 675ھ- النہایہ فی بدء الخیر والغایہ کی شرح ہے۔ کتب خانہ ولی الدین سلطان بایزید جامع شریفی واقع قسطنطنیہ میں اس کا نسخہ موجود ہے۔

5- حاشیہ صحیح بخاری:-

از ابوالعباس السندی احمد رزوق شارح حکم۔ علامہ عجلونی نے لکھا ہے۔ یہ ایک حاشیہ صحیح بخاری کے حل میں ہے۔

6- مختصر صحیح البخاری:-

للامام جمال الدین ابوالعباس احمد بن عمر الانصاری القرطبی المتوفی 656ھ- غالباً" اسی کی شرح علامہ احمد نے لکھی ہے۔

7- حل صحیح بخاری:-

از مولانا احمد علی سہارنپوری المتوفی 1298ھ- یہ برصغیر میں بہت عام ہے اور کئی کتب خانوں سے مطبوع ہے۔ مولانا سہارنپوری نے اس کا ایک مقدمہ بھی لکھا ہے جو تمام تر مقدمہ فتح الباری' مقدمہ قسطلانی اور امام شاہ ولی اللہ کے رسالہ تراجم ابواب بخاری سے ماخوذ ہے۔

8- حل صحیح بخاری یعنی نسخہ عتیقیہ صحیحہ
مع حل مشکلات و حواشی و جمیع نسخ:-

مولانا عبدالسلام مبارک پوری لکھتے ہیں۔ من خزانہ الکتب للعلامتہ شمس العلماء مولانا السید نذیر حسین المحدث الدھلوی المتوفی 1320ھ' یہ نسخہ بہت قدیم' نہایت واضح' خوش خط ہے' مع جمیع نسخ و حل مشکلات و حواشی' ورق کلاں پر تیس (30) ضخیم جلدوں پر ختم ہوا ہے۔ اس نسخہ کی صورت اس کی قدامت کی روشن دلیل ہے۔ یہ وہ نسخہ ہے جو بڑے بڑے اساتذہ و شیوخ کے درس و تدریس میں رہا اور ہر زمانے میں بڑے بڑے افاضل نے اس پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

11- شرح تجرید الصحیح للزبیدی :- از شیخ ابوالقاسم الغزنوی۔ ان دونوں کا تذکرہ نواب صاحب نے عون الباری میں کیا ہے۔

12- التجرید الصریح لاحادیث الجامع الصحیح :- ابوالعباس احمد بن احمد الشرجی الزبیدی المتوفی 893ء' اسی کتاب کی شروح کا ذکر کیا گیا ہے۔ اردو زبان میں اس کے کئی ایک تراجم موجود ہیں جن میں سے چند قابل ذکر ہیں۔

(i) ترجمہ تجرید مع عربی متن از مولانا بدیع الزمان 1319ھ طبع عباسی کتب خانہ' کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد۔

(ii) ترجمہ تجرید از مولانا ابو سعید بن عبدالرحیم' 1900ء مطبع سعیدی قرآن محل' کراچی۔ اسی طرح مختصرات' حل المشکلات اور شروح ناتمام و حواشی جو بزبان عربی معلوم ہیں۔ ان میں سے چند حاضر خدمت ہیں۔

1- ارشاد السامع والقاری المنتقی من صحیح البخاری

ومن الکتب المصنفة علی صحیح بخاری :-

از علامہ بدرالدین حسن ابن عمر بن حبیب الحلبی المتوفی 779ھ۔ بخاری کی احادیث کا آغاز سے حل ہے۔

2- النہایہ فی بدء الخیر والغایہ :-

لعبداللہ بن سعد بن ابی حمزة الازدی المتوفی 675ھ یہ بھی صحیح بخاری کا ایک اختصار ہے۔ اس کی تحشی علامہ محمد شنوانی المتوفی 1223ھ نے کی اور یہ مختصر مع حاشیہ قاہرہ سے 1304ھ میں طبع ہوئی۔

3- شرح مختصر البخاری :-

از علامہ احمد بن علامہ شیخ احمد الشجاعی۔ صاحب اکتفاء القنوع اس کی ترغیب باحسن دلائی ہے۔

4- بہجتہ النفوس :-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی و نکات چڑھائے۔ مختلف اوقات میں حواشی چڑھانے کی وجہ سے حاشیہ میں کوئی نظم نہیں ہے۔ میاں صاحب کے ہاتھ کے حواشی بھی موجود ہیں۔

مولانا سہارنپوری نے جو نسخہ محشی کرکے شائع کروایا تھا۔ وہ اسی نسخہ کا خوشہ چین تھا۔ اب غالباً دارالحدیث رحمانیہ دہلی میں موجود ہے۔ اسی طرح ایک نسخہ دارالسلام' کراچی کے مکتبہ میں مولانا عبدالوہاب دہلوی کے ہاتھ کا مختصر حل کے ساتھ موجود ہے۔

9- شواہد التوضیح والتصحیح لمشکلات الجامع الصحیح :-

از شیخ جمال الدین محمد بن عبداللہ بن مالک النحوی المتوفی 672ھ صحیح بخاری کے ان اعرابِ مشکلہ دلائل و شواہد بیان کیے ہیں جو بظاہر قوائد نحویہ کے خلاف نظر آتے ہیں۔

10- التوضیح لمبہمات الجامع الصحیح :-

اس کا قلمی نسخہ جنگ عظیم دوم سے قبل جرمنی میں تھا۔

11- التوضیح للاوھام الواقعۃ فی الصحیح :-

شرح کرمانی' فتح الباری اور شرح برماوی سے تلخیص ہے۔ یہ دونوں کتابیں' ابوذر احمد بن ابراہیم ابن السبط الحلبی المتوفی 884ھ کی تالیف ہیں۔

12- حل اغراض البخاری المبھمہ فی الجمع بین الحدیث والترجمہ :-

از الفقیہ ابوعبداللہ محمد بن منصور بن حمامتہ المغراوی السجلماسی السودانی۔ اس میں بخاری شریف کے سو (100) ترجموں پر بحث ہے۔

13- ترجمان التراجم :-

از ابوعبداللہ محمد بن عمر بن رشید البستی المتوفی 722ھ- صحیح بخاری کے ابواب پر بحث ہے۔ افسوس یہ نادر کتاب ناتمام رہی۔ حافظ ابن حجر رقم طراز ہیں کہ باوجود ناتمام ہونے کے نہایت مفید ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

14- المتواری علی تراجم البخاری:-

للامام ناصرالدین علی بن محمد بن المنیر الاسکندرانی۔ امام موصوف نے صحیح بخاری کے چار سو مشکل سوالات کو چن کر بڑی خوبی سے حل کیا ہے۔

15- الأعلام بمن ذکر فی البخاری من الأعلام:-

از شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی المتوفی 852ء- اس میں تہذیب الکمال میں مذکور رواۃ کے علاوہ کا ذکر ہے۔

16- تعلیق التعلیق:-

از حافظ ابن حجر المتوفی 852ھ- اس میں صحیح بخاری کی تعلیقات کو موصول کیا ہے نیز صحیح بخاری کے آثار اور موقوفات ہر ایک کی صحت و ضعف اور متابعات سے پوری بحث کی ہے اور جن جن محدثین نے ان تعلیقات آثار موقوفات کا اخراج کیا ہے' سب کو مفصل بتایا ہے۔ مقدمہ فتح الباری میں اس کی تلخیص کی ہے۔ 804ھ میں اس کی تسوید سے فارغ ہوئے۔

17- انتقاض الاعتراض:-

یہ بھی علامہ ابن حجر کی کاوش ہے۔ اس میں علامہ عینی کی طرف سے فتح الباری پر لکھے گئے اعتراضات کا جواب ہے۔ افسوس! یہ کتاب مکمل نہ ہو سکی اور حافظ ابن حجر داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

18- تجرید التفسیر:-

یہ بھی علامہ موصوف کی تصنیف ہے۔ جس میں سورتوں کی ترتیب سے صحیح بخاری کی تفسیرات کو الگ کیا ہے۔ قلمی نسخہ شاہی کتب خانہ رام پور میں تھا۔

19- النکت:-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی علامہ ابن حجر ہی کی تصنیف ہے جس میں امام زرکشی کی شرح صحیح بخاری "التنقیح" پر نکت لکھے گئے ہیں۔ لیکن یہ بھی نامکمل رہی۔

21- فتح الباری :-

از حافظ زین الدین عبدالرحمن بن احمد بن رجب الحنبلی المتوفی 795ھ ______ صحیح بخاری کے ایک ٹکڑے کی شرح ہے' صرف کتاب الجنائز تک ہے' طبقات حنابلہ میں اس کا ذکر ہے۔

22- شرح صحیح بخاری :-

للحافظ عمادالدین ابن عمر بن کثیر الدمشقی المتوفی 774ھ ______ یہ بھی صحیح بخاری کے صرف ایک ٹکڑے کی شرح ہے' اختتام کو نہ پہنچ سکی۔

23- الفیض الجاری :-

للعلامتہ سراج الدین عمر بن رسلان البلقینی المتوفی 804ھ ______ یہ بھی بخاری شریف کے صرف ایک ٹکڑے کی شرح ہے' ناتمام پچاس اجزاء میں کتاب الایمان تک پہنچی۔

24- شرح صحیح بخاری :-

لعلی بن مصطفیٰ الشافعی الحلبی تلمیذ العلامتہ السندی ______ یہ شرح غزوات تک پہنچی اور مکمل نہ ہو سکی ______ اس کا ذکر علامہ ادیب محمد خلیل آفندی نے "سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر" میں کیا ہے۔

25- شرح صحیح بخاری :-

للعلامہ النووی الشافعی المتوفی 676ھ ______ اس کا ذکر علامہ موصوف نے مسلم کی شرح کے مقدمہ میں کیا ہے' صرف کتاب الایمان تک پہنچی اور نامکمل رہی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

26- منح الباری بالسیح الفسیح الجاری :-

للعلامتہ مجدد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب الفیروز آبادی' صاحب القاموس المتوفی 817ھ _____ صرف ربع عبادات تک بیس جلدوں میں ہے' علامہ موصوف نے اس کے اختتام کا اندازہ چالیس جلدوں میں لگایا تھا' علامہ سخاوی نے "الضوء للامع" میں لکھا ہے کہ اس میں اکثر "فتوحات مکیہ لابن عربی" کے مضامین درج ہیں اس لیے محدثین کے مرغوب خاطر نہ ہو سکی۔ شیخ الاسلام ابن حجر کی نظر سے اس کا کچھ حصہ گزرا تھا لیکن بہت کرم خوردہ تھا۔

27- المتبحر الربیح والمسعی الرجیح :-

للعلامتہ ابوعبداللہ محمد بن مرزوق التلمسانی المالکی شارح البردہ المتوفی 842ھ _____ بقول صاحب "کشف الظنون" یہ شرح بھی نامکمل رہی۔

28- شرح صحیح البخاری :-

للعلامہ برہان الدین ابراہیم ابن النعمان _____ صرف کتاب الصلوٰۃ تک پہنچی اور جس کا التزام کیا تھا' پورا نہ ہو سکا۔

29- ضوء الدراری :-

للعلامتہ غلام علی البلجرامی المتوفی 1200ھ _____ ابتداء سے آخر کتاب الزکوٰۃ تک ہے۔ خود مولف نے اپنی تصنیف "سبحۃ المرجان" میں اس کا ذکر کیا ہے۔ نواب صدیق لکھتے ہیں کہ یہ شرح بڑے وسیع پیمانے پر شروع ہوئی تھی لیکن ناتمام رہی۔

30- تحفۃ السامع والقاری لختم صحیح البخاری :-

للعلامہ القسطلانی المتوفی 923ھ _______ علامہ سخاوی نے "الضوء للامع" میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ غالباً" صحیح بخاری کے خاتمہ کا طریقہ بتایا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

31- شرح ثلاثیات بخاری :-

لملا علی بن محمد سلطان القاری الھروی ثم المکی المتوفی 1014ھ ـــــــ
مورخ احمد المحبی نے اپنی تاریخ "خلاصتہ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر" میں اس شرح کا ذکر کیا ہے۔

32- الریاض المستطابة فی الجملة من روی فی الصحیحین من الصحابة للامام عمادالدین یحیی بن ابی الجابر العامری علامہ عمادالدین نے اس کا ایک مقدمہ بھی لکھا ہے۔ پہلے ان صحابیوں کا ذکر ہے جو صحیحین میں مذکور ہیں۔ جو متفق علیہ' پھر افراد بخاری اور پھر افراد مسلم

33- الافہام بماوقع فی البخاری من الابہام :-

لجلال الدین عبدالرحمن ابن عمر البلقینی المتوفی 824ھ ماہ صفر 822ھ میں مکمل ہوئی۔ اس کا نسخہ کتب خانہ ولی الدین سلطان بایزید جامع شریفی قسطنطنیہ میں تھا۔

34- کتاب التعدیل والتجریح لرجال البخاری :-

للقاضی ابی ولید سلیمان الباجی المتوفی 474ھ

35- اسماء رجال صحیح البخاری :-

للامام ابی نصر احمد بن محمد ابن الحسن الکلاباذی المتوفی 398ھ-

36- المنہل الجاری :-

للشیخ قطب الدین محمد بن محمد الخیضری الدمشقی المتوفی 894ھ
کچھ سوال و جواب کے بارے میں ہے جو فتح الباری سے ماخوذ ہیں۔

37- رفع الالتباس :-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لابی الطیب شمس الحق عظیم آبادی مصنف غایتہ المقصود شرح سنن ابی داؤد۔ کسی نے عربی زبان میں رسالہ صحیح بخاری مطبوعہ مصطفائی کے ساتھ علامہ عینی کی ان تقریرات کو لے کر شائع کر دیا تھا جو امام بخاری کے ان اعتراضات کے جوابات میں ہے جو امام بخاری، صحیح بخاری میں قال بعض الناس لکھ کر کرتے ہیں، اس رسالہ کا نام "دفع الوسواس عن بعض الناس" ہے۔ علامہ ابو الطیب نے اس رسالہ کا نام جواب بنام "الالتباس" شائع فرمایا اور اپنا نام نہ لکھا۔ 309ھ میں دہلی سے پہلی بار شائع ہوا پھر فاروقی کتب خانہ سے بھی شائع ہوا تھا۔ علامہ صاحب کے علاوہ بھی بہت سے لوگوں نے جوابات لکھے ہیں۔

38- غایتہ المرام فی رجال البخاری :-

للشیخ محمد بن داؤد بن محمد البازلی الکردی المتوفی 925ھ _____

حروف تہجی کی ترتیب سے ہے۔ کتب خانہ نور عثمانیہ قسطنطنیہ میں اس کا نسخہ تھا۔

39- دررالدراری فی شرح رباعیات البخاری :-

للعلامتہ احمد بن محمد الشامی الشافعی صحیح بخاری کی ان حدیثوں کی تشریح ہے جو چار واسطوں سے رسول اللہ ﷺ سے امام صاحب تک پہنچیں۔ یہ علامہ زرکشی کی تنقیح اور کرمانی سے منتخب ہے اور لفظ "قلت" سے علامہ موصوف کے اپنے فوائد ہیں۔

40- المعلم فی ماروا ہ البخاری علی شرط المسلم :-

لابی العباس بن الرومیہ احمد بن محمد الاشبلی الیناتی المتوفی 637ھ _____ اس کتاب کا موضوع نام ہی سے ظاہر ہے، تفصیلی حال معلوم نہیں۔

41- شرح ثلاثیات البخاری :-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لمحمد شاد بن الحاج حسن المتوفی 939ھ ______ صحیح بخاری میں تقریباً" 22' ثلاثیات ہیں اور اکثر مکی بن ابراہیم کے واسطہ سے مروی ہیں' مکی بن ابراہیم امام بخاری کے طبقہ اولی کے راوی ہیں اور تابعیوں سے روایت کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی ثلاثیات کی متعدد شرحیں لکھی گئی ہیں۔

42- رجال الصحیحین :-

لابی القاسم هبة الله بن حسن الطبری المتوفی 418ھ ______ اس میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں کے رجال کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔

43- کشف مشکل حدیث الصحیحین :-

لابی الفرج ابن الجوزی ______ 576ھ میں اس کی تالیف مکمل ہوئی۔ بعض علماء نے اسے مختصر بھی کیا اور وجہ یہ لکھی کہ مصنف نے احادیث مشکلہ و غیر مشکلہ دونوں کو ذکر کیا تھا۔ اس لیے ہم نے اختصار کیا۔ اس صورت سے کہ ایک صحابی کی حدیث کو ذکر کیا پھر اس صحابی کی تمام مروی احادیث کو ذکر کیا اور ترتیب یہ رکھی کہ پہلے متفق علیہ پھر بخاری شریف (منفرد) اور پھر مسلم شریف' 746ھ میں اس کا اختصار مکمل ہوا۔

44- تقیید المهمل و تمییز المشکل :-

لابی علی حسین محمد الغسانی الجیانی المتوفی 498ھ _____ اس کتاب میں ان رواۃ کا ذکر ہے جس کا صحیح بخاری' صحیح مسلم کے رجال میں لفظی اشتباہ ہوتا تھا' دو اجزاء میں ختم ہوئی۔

45- اطراف الصحیحین :-

مختلف علماء نے اطراف لکھے جن میں کچھ قابل ذکر یہ ہیں۔

☆ ابراہیم بن محمد بن عبید الدمشقی المتوفی 400ھ

☆ ابو محمد خلف بن محمد الواسطی المتوفی 401ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ ابو نعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی المتوفی 517ھ

☆ حافظ ابن حجرا لمتوفی 852ھ

46- مصابیح الاسلام من حدیث خیر الانام :-

للعلامتہ فقیر اللہ بترتیب ابواب فقہیہ انتخاب صحیح بخاری ہے اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ میں نسخہ تھا۔

47- فضل الباری شرح ثلاثیات البخاری :-

للعلامہ شمس الحق عظیم آبادی' افسوس علامہ صاحب زندگی میں مکمل نہ کرسکے۔

48- شرح ثلاثیات البخاری لاحمد بن عجمی :-

اس کا نسخہ کتب خانہ علی پاشا غازی سلطان محمود خاں ثانی واقع قسطنطنیہ میں موجود تھا۔

49- غریب حدیث البخاری :-

لابی عبید قاسم بن سلام العجمی المتوفی 224ھ- اس کا نسخہ بھی مندرجہ بالا کتب خانہ میں ہے۔

50- الجمع بین الصحیحین :-

لمحمد عبدالحق بن عبدالرحمن الازدی المتوفی 582ھ _____ اس کا نسخہ کتب خانہ نور عثمانیہ جامع شریفی قسطنطنیہ میں تھا۔

51- الجمع بین الصحیحین :-

للعلامہ الحمیدی محمد بن ابی نصرالقرطبی المتوفی 488ھ _____ اس کے علاوہ حسین بغوی' ابوبکر جوستی' ابن حزات سرخشی' ابو جعفر قرطبی' ابوبکر برقانی' ابن عبید دمشقی نے بھی الجمع بین الصحیحین کی ترتیب پر کتابیں لکھی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

52- الجمع بین رجال الصحیحین:-

للعلامہ المقدسی المتوفی 507ھ ______ دائرہ المعارف حیدر آباد سے طبع ہو چکی ہے۔

53- قرۃ العین فی ضبط اسماء رجال الصحیحین:-

للعلامہ الجرانی' یہ بھی حیدر آباد سے مطبوع ہے۔

54- انعام المنعم الباری بشرح ثلاثیات البخاری:-

لمولانا عبدالصبور بن المولانا عبدالتواب الملتانی' زمانہ طالب علمی میں فتح الباری' قسطلانی' داؤدی' سندھی وغیرہ سے اخذ کرکے مرتب کی۔ 1358ھ میں مصر سے طبع ہوئی۔

55- مناسبات علی البخاری:-

لاحمد بن محمد بن منصور الاسکندری المالکی' ناصرالدین ابوالعباس بن المنیر المتوفی 683-

56- شرح البخاری ملتقطا من شروح:-

دو جلدوں میں از محمد بن ابی بکر ابراہیم ابہا المشہدی المتوفی 889ھ-

57- افتتاح البخاری:-

لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الحمدی المتوفی 842ھ-

58- تفسیر و شرح البخاری:-

لصالح بن عمر بن رسلان البلقینی المتوفی 868ھ ______ البدر الطالع میں اس کا ذکر ہے۔

59- المجالس:-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لصاحب الاعتصام الامام الشاطبی _____ فوائد و تحقیقات ہیں' صرف صحیح بخاری کی کتاب البیوع کی شرح ہے۔

-60 _______

ایک شرح جو حافظ محمد صاحب گوندلوی کی تقریر علی البخاری ہے' کو حافظ عبدالمنان نورپوری استاذ جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ' گوجرانوالہ مرتب کر رہے ہیں' شنید ہے اس کی سات جلدیں ہو گئی ہیں اور ابھی بہت کچھ باقی ہے۔ اس طرح ایک شرح ارشاد الساری کے نام سے چند جلدیں شائع ہوئی ہیں جو حافظ عبدالمنان نور پوری کی محنت ہے اور فیض الباری کے جواب میں ہے۔ نیز ایک کتاب "درس بخاری" کے نام سے حافظ گوندلوی صاحب کے دروس بخاری پر شائع ہو چکی ہے۔

(1) اعلام السنن:

للامام ابی سلیمان احمد بن محمد البستی المعروف بالخطابی المتوفی 308ھ _____ مصنف نے کتاب معالم السنن شرح سنن ابی داؤد کے بعد بلخ میں لوگوں کے اصرار پر صرف ایک جلد میں لکھی۔ محمد تمیمی نے ان ضروری متروکات کو پورا کرنے کا التزام کیا جو خطابی سے واقع ہوئے تھے اور جس قدر اوھام خطابی سے اس شرح میں صادر ہوئے' اس پر بھی بحث کی۔ اس کا ایک نسخہ کتب خانہ ایاصوفیا واقع قسطنطنیہ میں موجود ہے۔ اعلام السنن کا ایک قلمی نسخہ جنگ عظیم دوم سے قبل جرمنی میں تھا۔

(2) شرح المہلب لمہلب بن ابی صفرۃ الازدی:

علامہ مہلب نے اس شرح کے علاوہ بخاری شریف کی تجرید بھی کی ہے۔

(3) مختصر شرح المہلب:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لابی عبداللہ محمد بن خلف الرابط تلمیذ المہلب ـــــــ اس شرح مہلب کو مختصر کرکے اس پر بہت سے فوائد بڑھائے ہیں۔ اسی طرح علامہ محمد بن عبدالبر المالکی المتوفی 328ھ نے "الاجوبہ علی المستغربہ من البخاری" کے نام سے ایک تالیف کی۔ جس میں مہلب کے دیئے ہوئے جوابات علیحدہ کئے ہیں نیز علامہ ابن حزم کے جوابات بھی ہیں۔

(4) شرح السراج' للعلامتہ ابی الزناد:

اس شرح کے متعلق اوراق کتب خاموش ہیں۔

(5) شرح ابن بطال:

للامام ابی الحسن علی بن خلف ابن بطال المتوفی 444ھ یا 449ھ ـــــــ اس شرح کا اکثر حصہ مذہب مالکیہ سے مملوءہے' مؤلف نے اصل موضوع سے ہٹ کر اس شرح کو مذہب مالکیہ کا گنجینہ بنایا ہے۔

(6) شرح صحیح البخاری:

لابی حفص عمر بن الحسن ابن عمر العوزی الاشبیلی ـــــــ حالات مفصل معلوم نہیں۔

(7) شرح صحیح البخاری:

لابی القاسم احمد بن محمد ابن عمر بن ورد التہیمی ـــــــ یہ شرح بہت بسیط ہے لیکن مقاصد کا پتہ معلوم نہ ہو سکا۔

(8) شرح ابن التین:

لامام عبدالواحد بن التین ـــــــ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اکثر اس کے اقوال نقل کیے ہیں۔

(9) شرح ابن المنیر:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

للامام علی بن محمد بن المنیر الاسکندرانی ______ دس ضخیم جلدوں میں ہے' امام ابن منیر نے "ابن بطال" کی شرح پر حواشی بھی لکھے ہیں۔

(10) شرح لابی الاصبع:

لابی الاصبع عیسی بن سہل بن عبداللہ الاسدی ______ اس شرح کا حال معلوم نہیں۔

(11) شرح للحلبی:

از قطب الدین عبدالکریم ابن عبدالنور ابن میرا الحلبی الحنفی المتوفی 735ھ یا 745ھ ______ یہ شرح دس جلدوں میں صرف نصف کتاب تک پہنچی ہے۔ اس کے مقاصد کا حال معلوم نہ ہو سکا۔

(12) التلویح:

للامام الحافظ علاالدین مغلطائی بن قلیج الترکی المصری الحنفی المتوفی 762ھ ______ یہ شرح نہایت طویل ہے' شروع کا لفظ الحمدللہ الذی انتقذ من خلقہ الخ ہے۔

(13) مختصر شرح مغلطائی:

لجلال الدین احمد بن یوسف التبریزی المعروف بالتیانی المتوفی 793ھ ______ یہ شرح مغلطائی کا اختصار ہے۔

(14) الکواکب الدراری:

للعلامتہ شمس الدین محمد بن یوسف بن علی الکرمانی المتوفی 786ھ ______ یہ ایک مشہور اور متوسط شرح' جامع فوائد و زوائد نافع اہل علم ہے' پہلے علوم حدیث' تعدیل و ضبط بخاری' پر سیر حاصل لکھا ہے۔ اعراب نحویہ بعیدہ' الفاظ مشکلہ و غریبہ کا حل اور اسماء رجال و القاب رواۃ کا ضبط بھی خوب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ 775ھ میں مکہ معظمہ میں اس کی تالیف مکمل ہوئی۔

حافظ ابن حجرؒ نے درر کامنہ جلد 4، ص 311 میں لکھا ہے۔ اس میں بہت اوہام ہیں اس لیے کہ اکثر مضامین دوسری کتب سے ماخوذ ہیں۔ قسطنطنیہ کے اکثر کتب خانوں میں اس کا نسخہ موجود ہے۔ مصر سے طبع ہو چکی ہے۔ علامہ موصوف کے بیٹے یحیی نے اس کتاب، فتح الباری، ابن ملقن کا شرح، زرکشی، دمیاطی اور البدر سے مدد لی اور اضافہ کیا ہے۔

(15) شواہد التوضیح:

لسراج الدین عمر بن علی بن الملقن الشافعی المتوفی 804ھ ______

یہ شرح آٹھ جلدوں میں ہے، بڑی ضخیم شرح بیس جلدوں میں ہے، شروع میں ابن ملقن نے ایک مقدمہ لکھا ہے جس میں ہر حدیث کے مقاصد کو دس اقسام میں منحصر کیا ہے، بقول علامہ سخاوی اس شرح میں ابن ملقن کا اعتماد زیادہ تر اپنے شیخ مغلطائی کی شرح "تلویح" پر ہے اور ابن حجر فرماتے ہیں، یہ شرح اخیر حصہ میں بالکل قلیل النفع ہے۔ اس کا قلمی نسخہ بخط حافظ سیوطی کتب خانہ دارالعلوم جرمنی میں دوسری جنگ عظیم تک موجود تھا۔

(16) للامع الصبیح:

للعلامتہ ابی عبداللہ محمد بن عبدالدائم ابن موسی البرماوی المتوفی 831ھ

______ خود مؤلف نے لکھا ہے کہ یہ شرح زرکشی کی "تنقیح" اور کرمانی کی شرح سے ماخوذ ہے۔ ہاں اس میں ایضاحات و تنبیہات اور فوائد بڑھے ہوئے ہیں۔ کتب خانہ ایا صوفیا واقع قسطنطنیہ اور جرمنی میں اس کے نسخے موجود ہیں۔

(17) التلقیح لفہم قاری الصحیح:

لبرہان الدین ابراہیم بن محمد الحلبی المعروف بسبط ابن العجمی المتوفی 841ھ ______ مؤلف کے خط سے دو جلدوں میں ہے اور کار آمد ہے۔ امام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالکیہ محمد بن محمد الشافعی المتوفی 874ھ نے اس کو مختصر کیا ہے اور حافظ ابن حجر نے اس سے التفات کیا ہے۔

(18) فتح الباری:

لشیخ الاسلام ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی المتوفی 872ھ
______ یہ وہی شرح ہے جس کے بارے میں مشہور ہے۔ لاہجرۃ بعد الفتح"
علامہ ابن خلدون نے اپنی تاریخ کے مقدمہ میں لکھا تھا۔ "شرح کتاب البخاری دین علی ھذہ الامتہ" کہ بخاری شریف کی شرحیں تو بہت ہیں لیکن کوئی معیاری نہیں کہ صحیح بخاری کے وہ نکات جو فن حدیث و رجال' کے متعلق ہیں یا وہ تدقیقات فقہیہ جو تراجم ابواب سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان پر آج تک (نویں صدی تا ابتداء) کسی نے محققانہ بحث نہیں لکھی ہے۔

"فتح الباری" تصنیف ہونے کے بعد علامہ سخاوی "الضوء للامع" میں فرماتے ہیں' غالبا" امت سے "دین" (قرض) ادا ہو گیا ہے۔ ابتدائے تالیف 817ھ کو ہوئی اور 842ھ میں مکمل ہوئی' بعد تکمیل کچھ اور اضافہ ہوا لیکن اختتام تالیف مصنف کی عمر کے ساتھ ہوا' اختتام کے بعد ولیمہ کی عام دعوت ہوئی' جس میں پانچ لاکھ اشرفیاں خرچ کی گئیں اور بڑے بڑے علماء کے سامنے یہ کتاب پیش کی گئی۔ قبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ سلاطین نے اشرفیوں سے تول کر خریدی اور چشم زدن میں تمام ممالک اسلامیہ میں پھیل گئی۔ "وکل من جاء بعدہ فھو عیالہ" جو ان کے بعد آیا' انہی کی تحقیقات کا خوشہ چیں رہا۔

نیز یہ کتاب اکیلے میں نہیں بلکہ علماء کی جماعت میں لکھی گئی ہے کہ علماء محدثین کی محفل میں علامہ برہان بن خضر پڑھتے' لوگ اعتراضات و اشکالات پیش کرتے۔ حافظ صاحب جوابات دیتے' اس طرح جس قدر لکھی جاتی' مقابلہ اور معارضہ کے بعد مھذب اور محرر کرلی جاتی۔

(19) غایۃ التوضیح:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

للعلامتہ عثمان بن ابراہیم الصدیقی الحنفی ______ شاہی کتب خانہ رام پور میں قلمی نسخہ موجود تھا۔ جلد اول میں اول کتاب بدء الوحی تاباب القران فی التمر عندالاکل اور جلد ثانی باب رقبة النبی ﷺ تا آخر کتاب ہے۔

(20) الکوکب الساری فی شرح الجامع الصحیح للبخاری:

للشیخ ابی الحسن علی بن حسین عروة الموصلی شاہی کتب خانہ رام پور میں قلمی نسخے موجود تھے۔ (ناتمام) بدء الوحی تاباب القرأة

21- شرح صحیح البخاری:

للعلامتہ عبدالرحمن البهره ______ قلمی بخط نسخ شاہی کتب خانہ رام پور میں دو نسخے تھے۔

(22) شرح صحیح البخاری:

یہ شرح بھی شاہی کتب خانہ رام پور میں تھی، بخط نستعلیق ______ ابتداء تاباب الشروط، مولانا مبارک پوری اس کے مولف کے بارے میں لکھتے ہیں "لم أقف علی اسم مولفه"

(23) شرح البخاری:

لعبدالکریم بن عبدالنور ابن منیر بن عبدالکریم ابن علی بن عبدالحق الحلبی المتوفی 735 ______ علامہ سیوطی نے اس کا تذکرہ "حسن المحاضرة" میں کیا ہے۔

(24) داؤدی:

لابی جعفر احمد بن سعید الداؤدی ______ اس شرح کا پتہ شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی کے نسخہ عتیقیہ کے حواشی سے چلتا ہے، اس شرح سے ابن التین اکثر نقل کرتے ہیں، حل مطالب، رفع اشکالات، دفع تعارض اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تطبیق احادیث میں مصنف نے عمدہ پیرایہ اختیار کیا ہے۔

(25) عثمانی:

علی حاشیہ صحیح البخاری مولانا احمد علی المتوفی 1298ھ ______ خود مولانا احمد علی بھی اس شرح کے متعلق کچھ نہیں بتا سکے' بجز اس کے کہ نسخہ منقول عنہ میں ایسا ہی ہے۔

(26) ھدی الساری مقدمہ فتح الباری:

للحافظ ابن حجر العسقلانی' یہ مقدمہ بجائے خود ایک مستقل اور جامع شرح ہے کہ ایک ضخیم جلد میں ہے' کہا جاتا ہے کہ بغیر اس کے صحیح بخاری سے آگاہی غیر ممکن ہے۔

www.KitaboSunnat.com

(27) عمدۃ القاری:

للعلامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد العینی الحنفی المتوفی 855ھ' دس جلدوں میں ہے اور نہایت مشہور بھی' 829ھ میں شروع کی گئی تھی' 847ھ تک ایک سدس ہوئی۔

"کشف الظنون" میں ہے "استمد فیہ من فتح الباری بحیث ینقل منہ الورقۃ بکمالھا وکان یستعیرہ من البرہان بن الخضر باذن مصنفہ و یعقبہ کہ علامہ عینی نے اپنی شرح میں فتح الباری سے بہت مدد لی ہے۔ حتیٰ کہ بعض جگہ پورا کا پورا ورق نقل کیا ہے کہ برہان بن خضر سے مصنف کی اجازت کے ساتھ عاریتاً" لیتے تھے۔ اس میں علامہ موصوف نے ابن حجر پر تعقبات بھی کیے ہیں اور جن باتوں کو حافظ ابن حجر نے بالقصد ترک کر دیا تھا۔ اس میں بہت طول دیا ہے۔ مثلاً" (1) پوری حدیث متن میں نقل کرنی۔ (2) ہر راوی کا پورا ترجمہ (3) انساب رواۃ کی بحث (4) معانی' بیان وغیرہ ______ کسی نے حافظ ابن حجر سے کہا کہ علامہ عینی کی شرح کو آپ کی شرح پر فوقیت ہے کیوں کہ اس میں معانی بیان بدیع وغیرہ زائد ہیں۔ حافظ ابن حجر نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے ساختہ فرمایا کہ ان باتوں کو علامہ رکن الدین کی شرح سے نقل کیا گیا ہے۔ مجھے شیخ رکن الدین کی شرح پہلے ہاتھ لگی تھی لیکن ناتمام ہونے کی وجہ سے میں نے اس سے نقل کرنا مناسب نہ سمجھا۔ چنانچہ علامہ عینی اس ٹکڑے کے ختم ہونے کے بعد معانی بیان بدیع نوادر وغیرہ سے بالکل ساکت ہیں کیوں کہ جو ماخذ تھا اس کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ علامہ چلپی صاحب "کشف الظنون" لکھتے ہیں۔ بالجملة فان شرحه حافل کافل فی معناه لکن لم یشتهر کاشتهار فتح الباری فی حیوٰة مؤلفه وهلم جراء کہ شرح عینی مطالب کی توضیح تو خوب کرتی ہے لیکن اسے تو مولف کی زندگی میں نہ آج تک اتنی شہرت مل سکی جو فتح الباری کے حصہ میں آئی۔ کسی ماہر فن نے خوب کہا ہے الاول (فتح الباری) مفید للکملۃ والثانی (عمدۃ القاری) مفید للطلبۃ اور بقول مولانا عبدالحئ لکھنوی "حیث قال ذ... فضل الاول علی الثانی تحقیقا" و تنقیدًا والثانی علی الاول توضیحا و تفصیلا" (تعریظ تیسیرالقاری مطبوعہ مطبع علوی 1298ء)

(28) شرح صحیح البخاری:

للعلامۃ رکن الدین احمد بن محمد بن عبدالمؤمن الکریمی المتوفی 783ھ

_____ یہ وہی شرح ہے جس کا ذکر حافظ ابن حجر نے عینی کی شرح کی تفصیل کے جواب میں کیا تھا۔

(29) التنقیح:

لشیخ بدرالدین محمد بن بهادر بن عبداللہ الزرکشی الشافعی المتوفی 794ھ

_____ یہ ایک مختصر شرح ہے' لائق مصنف نے اس میں الفاظ مشکلہ کی شرح اور اعراب غامضہ کا ایضاح اور جن انساب رُواۃ یا اسمائے رواۃ میں تصحیف یا اشتباہ کا خیال تھا' اس کو ضبط کیا ہے اورنٹیل پبلک لائبریری پٹنہ اور کتب خانہ ایا صوفیا قسطنطنیہ میں موجود تھی۔

(30) مصابیح الجامع:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

للعلامتہ بدرالدین محمد بن ابی بکر الدمامینی المتوفی 827ھ _____ مشہور تو یہ ہے کہ یہ شرح سلاطین ہند میں احمد شاہ بن محمد بن مظفر شاہ کے لیے لکھی گئی، لیکن کشف الظنون میں ہے کہ مصنف نے دیباچہ میں اس کا کہیں ذکر نہیں کیا جو کہ قاعدہ کے خلاف ہے۔ 828 میں روز شنبہ (ہفتہ) بوقت ظہر بمقام زبید یمن اختتام کو پہنچی 'کتب خانہ نور عثمانیہ جامعہ شریفی واقع قسطنطنیہ میں اس کا نسخہ موجود ہے۔ اس کا حجم زرکشی کی تنقیح کے برابر ہے۔ اس کے علاوہ اسی مصنف کی ایک اور شرح بھی ہے جس کا نام "ترسیخ" ہے لیکن ناتمام رہی 'کتب خانہ سلطان احمد خاں ثالث قسطنطنیہ میں موجود ہے۔

(31) ھدایۃ الباری:

لشیخ الاسلام زکریا الانصاری تلمیذ ابن حجر العسقلانی المتوفی 928ھ _____ یہ شرح مصر سے شائع ہو چکی ہے۔ عنوان شرح قولہ قولہ کر کے لکھا ہے۔ بعض مورخین نے ہدایۃ الباری کی بجائے ھدایۃ القاری لکھا ہے۔

(32) شرح صحیح البخاری:

لابی البقا محمد بن علی بن خلف الاحمدی المصری الشافعی نزل المدینہ کی ایک طویل تالیف 909ھ ہے۔ شرح کرمانی، شرح عینی، فتح الباری وغیرہ سے ملخص ہے۔

(33) نجاح القاری:

لابی عبداللہ محمد الشہیر بیوسف آفندی المتوفی 1167ھ کتب خانہ ولی الدین سلطان بایزید شریفی قسطنطنیہ میں اس کا نسخہ موجود تھا۔ علامہ موصوف نے صحیح مسلم کی شرح بھی لکھی ہے۔

(34) بغیۃ السامع فی شرح الجامع:

لجمال الدین ابو یوسف _____ یہ بھی سلطان بایزید کے کتب خانہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں موجود تھے۔

(35) شرح صحیح البخاری:

للعلامتہ زین الدین عبدالرحیم بن عبدالرحمن بن احمد العباسی الشافعی المتوفی 963ھ ______ اس شرح کا انداز بالکل انوکھا اور نیا ہے۔ علامہ ابن اثیر الجزری کی جامع الاصول کے طرز پر ہے۔ احادیث سند سے مجرد کر کے' حاشیہ پر ایک طرف یا کئی حروف بطور علامت لکھے ہیں جن سے ان صحاح خمسہ کے مخرجین کی طرف اشارہ کیا ہے جنہوں نے امام بخاری کی اس حدیث میں موافقت کی ہے۔ کتاب کے اختتام پر الفاظ غریبہ کی شرح ہے۔ اس شرح پر علامہ برھان الدین ابو شریف اور علامہ عبدالبر الشحنہ نے تقاریظ لکھی ہیں۔

(36) ارشاد الساری:

لشہاب الدین احمد بن محمد الخطیب القسطلانی المصری صاحب المواھب اللدنیہ المتوفی 923ھ یہ شرح حامل متن ہے۔ اگر متن کے الفاظ کے اوپر خطوط نہ ہوں تو اکثر مقام پر متن اور شرح کا امتیاز مشکل ہو۔ حل المشکلات ہے مہملات کو مقید اور مبہمات کو واضح کیا ہے جو الفاظ مشکلہ مکرر آئے' ان کی شرح بھی مکرر ہے' یہ شرح بڑی بڑی شروح کی تلخیص ہے' شرح سے قبل ایک مقدمہ ہے جس میں فضیلت علم حدیث اصحاب فنون الحدیث' اصول الحدیث' شروط و ترجیح بخاری' سوانح امام بخاری وغیرہ عنوانات پر بحث ہے۔ مقدمہ مع شرح علیحدہ بھی طبع ہو چکا ہے۔

(37) الخیر الجاری:

للعلامتہ یعقوب البنانی المتوفی 1003ھ ______ یہ شرح قسطلانی عینی' فتح الباری وغیرہ سے ماخوذ ہے۔ عنوان تالیف قولہ قولہ کے ساتھ ہے۔ چار جلدوں میں ہے اورینٹل لائبریری پٹنہ میں ایک جلد کلاں (جو کتاب الزکوۃ تک ہے) موجود تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(38) شرح صحیح البخاری:

للامام رضی الدین حسن ابن محمد الصنعانی الحنفی صاحب المشارق المتوفی 650ھ ______ ایک مختصر شرح جو صرف ایک جلد میں ہے۔ علامہ موصوف کی تالیفات میں سے ایک موضوعات بھی ہے' جو مصر سے مطبوع ہے۔

(39) الکوثر الجاری علی ریاض البخاری:

از الفاضل احمد بن اسمٰعیل الکورانی الحنفی المتوفی 893ھ ______ ایک متوسط شرح' اکثر علامہ کرمانی اور ابن حجر کارد ہے۔ اسماء الرجال المشتبہ' لغات مشکلہ کا ضبط' اور سیرت رسول اللہ ﷺ' مناقب مصنف اور صحیح بخاری کی خوبی بھی آغاز میں مندرج ہے۔ 874ھ جمادی الاول میں مکمل ہوئی۔ کتب خانہ ایا صوفیا قسطنطنیہ میں نسخہ موجود ہے۔

(40) شرح صحیح البخاری:

للامام عفیف الدین سعید ابن مسعود الگازرونی المتوفی 785ھ' 766ھ میں مولف نے شیراز میں مکمل کی۔

(41) شرح صحیح البخاری:

للامام زین الدین ابو محمد عبدالرحمن بن ابی بکر العینی الحنفی المتوفی 893ھ ______ تین جلدوں میں ہے جب کہ بخاری شریف حاشیہ پر ہے۔

(42) شرح صحیح البخاری:

لفخر الدین علی بن البزدوی الحنفی المتوفی 894ھ ______ یہ بھی مختصر شرح ہے۔

(43) فیض الباری:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

للعلامتہ عبدالرحیم بن عبدالرحمن العباسی المتوفی 963ھ ______
اس کا نسخہ کتب خانہ جامع شریفی سلطان عبدالحمید خاں اول واقع قسطنطنیہ میں موجود تھا۔

(44) مولانا انور شاہ صاحب کاشمیری:

مولانا انور شاہ کاشمیری دیوبندی کی تقریر بخاری مع حاشیہ چار جلدوں میں اسی نام "فیض الباری" شائع ہو چکی ہے۔ حاشیہ کا نام "البدر الساری" ہے۔ شروع میں ایک مختصر مقدمہ ملحق ہے۔ عبادات و معاملات تک قدرے تفصیل اور تطویل الاطائل سے کام لیا ہے اس کے بعد آخر تک بالکل مختصر بلکہ سفر ہے' صاحب تقریر نے علماء اہل حدیث کو بعض السفہاء محمد بن عبدالوہاب کو نجدی بلید "قلیل العلم" لکھا ہے اور فرق باطلہ سے مراد اہل حدیث کو لیا ہے فالی اللہ المشتکی۔

(45) کتاب النجاح فی شرح کتاب اخبار الصحاح:

للامام نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد النسفی الحنفی المتوفی 537ھ ______ اس شرح کے آغاز میں مصنف نے اپنا سلسلۂ سند امام بخاری تک پچاس طریقوں سے بیان کیا ہے اور تفصیل معلوم نہیں۔

(46) فیض الباری:

للسید العلامتہ عبدالاول الجو نفوری المتوفی 968ھ۔

(47) نور القاری:

للشیخ نور الدین الاحمد آبادی المتوفی 1155ھ ______ ان دونوں شروح کا ذکر نواب صاحب نے اتحاف النبلاء اور آزاد بلگرامی نے "مآثر الکرام" میں کیا ہے۔

(48) شرح صحیح البخاری:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

للقاضی مجد الدین اسمٰعیل بن ابراہیم البلبیسی المتوفی 810ھ
______ حالات مفصل معلوم نہیں۔

(49) الفیض الجاری، شرح صحیح البخاری:

للامام اسماعیل العجلونی المتوفی 1162 تلمیذ العلامتہ السندی ______ ابتدائے تصنیف 1141ھ علامہ موصوف نے جامع اموی کے قبہ نسر میں صحیح بخاری کی تدریس کے زمانہ میں اس کو شروع کیا تھا نیز علامہ موصوف نے "الفوائد الدراری فی ترجمہ البخاری" میں اس کی تالیف کا سبب بھی لکھا ہے۔

(50) شرح صحیح البخاری:

للقاضی عبدالرحیم ابن الرکن احمد المتوفی 864ھ _______ حالات مفصل معلوم نہیں۔

(51) شرح غریب صحیح البخاری:

لابی الحسن محمد بن احمد الجیانی النحوی المتوفی 540ھ ______ اس کے حالات بھی مفصل معلوم نہیں۔

(52) شرح صحیح البخاری:

للقاضی ابی بکر محمد بن عبداللہ العربی المالکی المتوفی 543ھ _______ حالات مفصل معلوم نہیں۔

(53) صیانۃ القاری عن الخطاء فی صحیح البخاری:

لابی الحسن علی بن ناصر الدین۔

(54) معونۃ القاری:

لابی الحسن علی بن ناصر الدین ______ دونوں شروح امام سیوطی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے شاگرد امام علی بن ناصر الدین کی شروح ہیں جن کا ذکر علامہ عجلونی نے اپنی کتاب "الفوائد الدراری" میں کیا ہے۔

(55) اضاء الدراری:

للعلامتہ الشہاب احمد المنینی العثمانی المتوفی 1172ھ ______ اس کا ذکر ابن عابدین صاحب "ردالمختار" نے اپنی "ثبت" میں کیا ہے۔

(56) مصباح القاری:

للامام عبدالرحمن الاہدل الیمنی ______ اس کا ذکر نواب صاحب نے "الحطہ" میں کیا ہے۔

(57) شرح صحیح البخاری:

لابی القاسم اسمٰعیل محمد الاصبہانی المتوفی 535ھ ______ حال مفصل معلوم نہیں۔

(58) ضیاء الساری:

للعلامتہ عبداللہ بن الشیخ سالم البصری المتوفی 1134ھ ______ اس کا ذکر نواب صاحب نے "الحطہ" اور علامہ عجلونی نے "الفوائد الدراری" میں کیا ہے۔ کتب خانہ نور عثمانیہ جامعہ شریفی قسطنطنیہ میں اس کا نسخہ موجود تھا۔ سلطان بایزید کے کتب خانہ میں بھی موجود ہے۔

(59) سلم القاری:

للسید العلامتہ محمد بن احمد الاھدل ______ اس کا ذکر بھی نواب صاحب نے "الحطہ" میں کیا ہے۔

(60) نور الساری:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

للعلامہ حسن العدوی المتوفی 1303ھ ______ قاہرہ میں جو صحیح بخاری 1279ھ میں دس جلدوں میں شائع ہوئی تھی۔ اس کے حاشیہ پر یہ شرح بھی مطبوع تھی۔ "اکتفاء القنوع" میں بھی اس کا ذکر ہے۔

(61) شرح صحیح البخاری:

للعلامۃ عبدالباقی ______ حسب بیان علامہ عجلونی کے ایک حصہ معتد بہا کی شرح ہے۔

(62) شرح صحیح البخاری:

للعلامۃ السید ابراہیم الشہیر بابن حمزہ نقیبؒ اشراف دمشق۔ علامہ عجلونی لکھتے ہیں' اس شرح کو اثناء کتاب الصلوۃ تک بچشم خود دیکھا ہے۔ ہر باب کی شرح میں خطبہ لکھا ہے۔

(63) شرح صحیح البخاری:

للشیخ علی الشافی الحدیدی ______ نواب صاحب نے "اتحاف" میں ذکر کیا ہے۔

(64) شرح صحیح البخاری:

از علامہ الکفیری محمد بن احمد ______ بقول مولف سعید بن مسعود گارزونی کی "مقاصد التنقیح" سے ماخوذ ہے۔

برصغیر میں مقامی زبانوں میں صحیح بخاری پر کام:-

دوسرے ملکوں اور علاقوں کی طرح برصغیر میں بھی مقامی زبانوں میں بہت کام ہوا۔ معلوم کام ملاحظہ ہو۔

(1) تیسیر القاری:

از علامہ نورالحق بن مولانا عبدالحق دہلوی المتوفی 1073ھ ______

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس زمانہ میں شیخ عبدالحق نے مشکوۃ کی شرح بزبان فارسی لکھنی شروع کی' ان کے صاحبزادہ موصوف نے صحیح بخاری کی مذکور شرح بزبان فارسی شروع کی۔

2- شرح فارسی:

شیخ الاسلام نبیرہ مولانا عبدالحق محدث دہلوی ______ یہ شرح فارسی تیسیر القاری کا اختصار مع ایضاحات ہے۔ تینوں شروح (مندرجہ بالا ایک نیچے والی) نواب آف ٹونک کے حکم سے' شاہ ولی اللہ دہلوی کے تراجم ابواب اور رجال البخاری کے ساتھ لکھنؤ سے شائع ہو چکی ہیں۔

3- منح الباری:

از ملا حسن صدیقی پنجابی معروف بہ علامہ دراز پشاوری المتوفی 1360ھ ______ یہ بھی فارسی میں ہے۔ شیخ الاسلام کی شرح کے قریب ہے۔

4- فضل الباری:

اردو ترجمہ صحیح بخاری ______ بلکہ ایک طویل شرح سمجھنی چاہیے۔ لاہور سے مطبوع ہے۔

5- صحیح بخاری مترجم:

از مرزا حیرت دہلوی ______ 1909ء کرزن پریس دہلی بریکٹ میں جابجا حل بھی ہے۔ زیادہ وضاحت کے لیے حاشیہ اور نوٹ بھی لکھے ہیں۔

6- تفہیم البخاری:

مکمل اردو ترجمہ از مولانا ظہور الباری اعظمی ______ مطبوع مکتبہ فیض القرآن دیوبند۔

7- ایضاح البخاری:-

از سید فخرالدین احمد' مطبوع مجلس قاسم المعارف دیوبند ______

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختلف احادیث کی تشریح ہے۔

8- انوار الباری شرح صحیح البخاری (اردو):

از سید احمد رضا دیوبندی ______ ناشر العلوم بخارہ روڈ بجنور سے شائع ہوئی ہے۔

9- ترجمہ بخاری شریف مکمل (اردو):

از مولانا ابوالبرکات 1900ء ______ عباسی کتب خانہ' کراچی کی فہرست ص 6 مذکور ہے۔

10- فیض الباری ترجمہ و شرح صحیح البخاری (اردو):

از مولانا ابوالحسن تلمیذ میاں نذیر حسین صاحب دھلوی (فہرست مکتبہ شرقیہ پشاور' ص 72)

11- فتح الباری فی ترجیح صحیح البخاری (اردو):

از مولانا ابو سعید بن عبدالرحیم 1298ھ' لاہور ______ (کتابیات برائے ہندوستان اکیڈمی' الہ آباد)

12- تجرید صحیح البخاری (اردو)

از مولانا ابوالفتح عزیزی 1900ء مطبع سعیدی قرآن محل' کراچی

13- شرح بخاری شریف موسومہ: (رحمۃ القدوس' اردو)

از مولانا اشرف علی 1954ھ' ادارہ اشرف العلوم' کراچی (مطبوعات' ص 12)

14- ترجمہ صحیح البخاری (اردو):

از آغا محمد رفیق بلند شہری ______ نوبہار بک ڈپو' دہلی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

15- ترجمہ صحیح البخاری (اردو):

مولانا امجد علی، ابوالفتح عزیزی، خواجہ عبدالوحید 1957ء ______ قرآن محل، کراچی۔

16- تسہیل القاری (اردو):

دس جلدوں میں ______ از مولانا بدیع الزماں ______ (فہرست مسلم لائبریری آگرہ، ص 20)

17- ترجمہ تجرید البخاری مع اصل عربی متن 1319ھ:

از مولانا بدیع الزمان ______ (فہرست عباسی کتب خانہ، کراچی، ص 6، کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد، ص 4/174-

18- تلخیص البخاری مع متن:

از مولانا بدیع الزمان ______ شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور (ص 3)

19- تیسیر الباری ترجمہ (اردو):

صحیح البخاری ______ از علامہ وحید الزمان ______ بین السطور ہے، 3 جلدوں میں مطبع احمد، لاہور سے 1323ء پہلی بار شائع ہوئی۔ اس کا حاشیہ فتح الباری، قسطلانی، کرمانی، عینی سے ماخوذ ہے۔ بعد میں متعدد کتب خانوں نے شائع کی۔

20- تسہیل القاری (اردو):

از مولانا وحید الزمان ______ صرف چار پاروں کا ترجمہ ہے۔ مطبع صدیقی، لاہور سے 1307ھ میں شائع پہلی بار ہوئی۔

21- حل مشکلات البخاری (اردو):

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

از مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی (3 حصوں میں ہے) تراجم علمائے حدیث' جلد اول ص 206)

22- فیض الباری ترجمہ صحیح البخاری:

از مفتی شاہ دین صاحب (قاموس الکتب' اردو' ص 141)

23- فضل الباری ترجمہ صحیح البخاری:

مولانا شرف الدین ______ مطبوعہ لاہور ______ کتابیات برائے ہندوستان اکیڈمی' الہ آباد (وقاموس' ص 141)

24- بعنیۃ القاری فی ثلاثیات البخاری:

از نواب صدیق حسن خاں صاحب بھوپالوی ______ (تراجم علمائے حدیث' جلد اول' ص 499)

25- فیض الباری ترجمہ تیسیر القاری شرح ثلاثیات البخاری:

از مولانا عبدالحئ المتوفی 1902ء ______ مطبع محمدیہ' بنگلور سے 1298ء میں شائع ہوئی۔ (حوالہ سیور میں اردو' ص 24' فہرست کتب خانہ مدرسہ محمدیہ' بمبئی 464' قاموس الکتب اردو' ص 145)

26- ترجمہ صحیح البخاری:

از سید عبدالدائم الجلالی ______ حمیدیہ پریس' دہلی سے شائع ہوئی۔ (قاموس ص 146)

27- ترجمہ تجرید صحیح بخاری:

از سید عبدالدائم الجلالی ______ یہ حسین بن مبارک کی تجرید 840ھ کا ترجمہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

28- فضل الباری ترجمہ صحیح البخاری:

از مولانا فضل احمد سیالکوٹی ـــــــــــ 30 جلدوں میں 1302ھ کو تاج ہند' لاہور سے شائع ہوئی مع اعراب و اسناد و مختصر اسماء الرجال پہلے کالم میں متن' دوسرے میں ترجمہ تھا۔

29- فیض الباری ترجمہ صحیح البخاری:

از مولانا فقیر اللہ 1213ھ میں مطبع محمدی' کانپور سے شائع ہوئی۔

30- تجرید بخاری (اردو' عربی):

1344ھ از محمد حیات ـــــــــــ مطبع اسلامیہ' لاہور سے مطبوع۔

31- فضل الباری ترجمہ و حواشی صحیح البخاری:

مولوی محمد علی احمدی نے 1926ء میں جماعت احمدیہ' لاہور کے تعاون سے شائع کی۔

32- فیض الباری ترجمہ صحیح بخاری و خلاصہ شروح:

1308ھ سید ابوالحسن محی الدین خان ـــــــــــ گلزار محمدی' لاہور۔

33- منح الباری فی ترجیح صحیح البخاری:

از مولانا محی الدین ناشر ـــــــــــ (فہرست کتب خانہ' دارالعلوم)

34- ترجمہ صحیح البخاری بنام لضرالباری:

از مولانا نذیر الحق ـــــــــــ (حوالہ فہرست کتب خانہ عام اہل الاسلام' مدراس ص 13)

35- فیض الباری ترجمہ تسیر القاری شرح صحیح البخاری:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

از مولانا نظام الدین حسن ______ 1297ھ میں شائع ہوئی۔ کتاب الایمان سے باب فی الجنائز تک ہے۔

36- نصرۃ الباری مختصر شرح صحیح البخاری:

حضرۃ الامام مولانا عبدالستار صاحب دہلوی مرحوم نے اس کے ابتدائی آٹھ پارے لکھے لیکن حیات فانی نے تکمیل کی اجازت نہ دی۔ بعد میں ان کے لائق شاگرد حضرت استاذی قاری عبدالحکم صاحب المعروف کرم الجلیلی نے یہ ذمہ داری سنبھالی۔ مگر وہ بھی مکمل نہ کر سکے اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔

ھذا مبلغ علمی فی صحیح البخاری' واللہ اعلم وھو العلیم الخبیر○

انگریزی تراجم

(2) نصرۃ الباری فی بیان صحۃ البخاری ______ مولانا عبدالرؤف جھنڈا نگری ______ اردو زبان میں ہے۔ پاکستان میں ندوۃ المحدثین' گوجرانوالہ سے شائع ہوئی۔

اسی طرح ایک کتاب "الامرالمبرم" مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی کی ہے جو ایک متعصب حنفی مولوی کے صحیح البخاری پر اعتراضات کے جواب میں ہے۔

(1) ترجمہ از کریزن یورپی' 1296ھ میں یورپ کے ملک "بلک" میں شائع ہوا
(2) ترجمہ مع حواشی' از علامہ اسد نومسلم آف جرمنی 1366ھ کو شروع ہوا۔

ترجمہ بزبان فرانسیسی

(1) ترجمہ مع حواشی' از اوھوداس ______ ڈبلومارکوئس ______ بترتیب حروف تہجی پانچ جلدوں میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخاری کے تراجم ابواب پر مستقل تصنیفات :-

1- علامہ ناصرالدین احمد بن المنیر خطیب اسکندریہ "المتواری علی تراجم البخاری" (صحیح بخاری کے چار سو ابواب پر)

2- علامہ محمد بن منصور المغربی السجلماسی "فک اغراض البخاری المبہمۃ فی الجمع بین الحدیث والترجمہ"

3- علامہ ابن ابی عبداللہ رشید البستی "ترجمان التراجم"

4- علامہ زین العابدین علی بن المنیر نے بھی ایک مستقل کتاب لکھی جس کا ذکر "ھدی الساری" میں ہے۔

5- شرح تراجم ابواب، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حیدر آباد دائرۃ المعارف اور تیسیرالقاری شرح فارسی کے حواشی پر لکھنؤ سے۔

ان کے علاوہ تقریباً" تمام شارحین خصوصاً" ابن حجر اور عینی نے خاص حصہ لیا۔

عہد ممالیک میں بخاری قرات اور ختم کو خاصی اہمیت دی جانے لگی۔ دسویں صدی ہجری کے آغاز میں ماہ رمضان میں قاہرہ کی عام محفلوں میں پڑھی جاتی اور ختم بخاری پر بڑا اجتماع ہوتا۔ اسی صدی کے آخر میں شہر زبیدہ میں یہی رسم و رواج تھا۔ الجزائر میں لوگ صحیح بخاری کی قسمیں کھایا کرتے تھے اور جھوٹی قسم کھانے والے کے لیے عذاب اور ہلاکت یقینی تھا۔

الصعید میں صحیح بخاری کو باعث شفا سمجھا جاتا تھا۔ مغرب میں ایک فوج جماعت "البخاریہ" کہلاتی تھی اور اس جماعت کے سپاہی فوجی خدمات کے لیے صحیح بخاری پر حلف اٹھاتے تھے۔ (براکلمان، تعریب 3 - 160)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی مدارس اور حکومتی امداد

ڈیلی دی نیوز نے پنجاب کے دینی مدرسوں کے متعلق ایک رپورٹ شائع کی جس کا اردو ترجمہ کروا کر روزنامہ "خبریں" نے شائع کیا اور اس کے لیے ایک خاص اشاعت کا اہتمام کیا۔ روزنامہ جنگ اور ڈیلی دی نیوز تو جس طرح موجودہ حکومت کی چاپلوسی و ترجمانی میں مصروف ہیں اور جس طرح مذہبی دنیا کے خلاف، مغرب پرستی میں مشغول ہے۔ اس کا تو یہ فرض منصبی ہے کہ وہ دینی اداروں اور دینی اقدار کے خلاف کھل کر لکھے اور ایسے میں اگر وہ من گھڑت، مبالغہ آمیز "شواہد" بھی شائع کر دے تو کچھ خلاف قیاس نہیں۔ لیکن حیرانی روزنامہ "خبریں" کی اشاعت خاص پر ہوئی ہے کہ اس کے بارے میں یہ معروف ہے کہ وہ نظریہ پاکستان و اسلام کی اساس پر مبنی پالیسی کا علمبردار ہے۔ اور اس کے ایڈیٹر حکومت اور اس کی پالیسیوں کے بہت بڑے بلکہ سب سے بڑے نقاد و ناقد ہیں۔

نامعلوم وہ کیا وجوہ تھیں جن کی بناء پر روزنامہ "خبریں" نے ڈیلی دی نیوز کی مکھی پر مکھی ماری ہے۔ قبل اس کے کہ میں اس رپورٹ میں شائع ایک خلاف حقیقت امر کی نشاندہی کروں۔ چند گزارشات (عرض) کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ

حکومت یہ تاثر کیوں دے رہی ہے کہ مذہبی مدرسے حکومت کے فنڈز کے مرہون منت ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اکثر مدارس حکومت سے فنڈز حاصل ہی نہیں کرتے۔ اگر مدارس کو فنڈز ملتے بھی ہیں تو اونٹ کے منہ میں زیرے کے مصداق ہے۔ اور اگر تمام کا تمام خرچہ بھی حکومت کے فنڈز سے چلتا ہو تو کیا مضائقہ ہے؟ کیا حکومت خود اوقاف سے کم آمدن حاصل کرتی ہے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کیا حکمرانوں کے اللے تللے ان معصوم غریب زادوں سے کم ہیں جو دین ھدیٰ کی خاطر ننگی زمین پر بیٹھتے ہیں؟۔

مملکت پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آئی تھی لیکن یہاں اسلام اور محبان اسلام پر ہی سب سے زیادہ مصائب نازل ہو رہی ہیں۔ کبھی کسی حکمران نے مغرب زدہ اداروں اور خصوصا یورپین اور امریکن امداد سے چلنے والے مشنری اداروں پر توجہ نہیں دی جو نہ صرف اسلام اور اسلامیان کے درپے ہیں بلکہ شعائر اسلام اور ہماری قومی ثقافت و تہذیب کو بھی ختم کر رہے ہیں۔ نظریہ پاکستان کی سرعام توہین و تذلیل اور ملک میں تخریب جن کا وطیرہ ہے۔ جبکہ حکمران بس آ جا کے دینی مدارس کے درپے ہیں جو نظریہ پاکستان کے تحفظ کی خاطر کام کر رہے ہیں اور جو غریب عوام کے صدقات و خیرات کے مرہون منت ہیں۔

حکومت نے جس طرح فرقہ واریت کو بنیاد بنا کر جس تیزی سے مدارس کے خلاف کام شروع کیا ہے۔ اس سے صاف دکھائی دے رہا ہے کہ فرقہ ورانہ تشدد کے واقعات میں در حقیقت حکومت کا ہی ہاتھ تھا۔ اور ایسا صرف غیر ملکی آقاؤں کی خوشنودی کے لیے کیا گیا ہے۔ جہاں تک پاکستان میں تخریبی واقعات کا تعلق ہے۔ ان میں زیادہ تر سیاسی بنیادوں پر ہوئے ہیں۔ قتل و غارت گری کا جو بازار گرم رہا ہے اس میں سیاست کا بہت بڑا ہاتھ رہا ہے۔ تو کیا تمام سیاسی جماعتوں پر پابندی نہیں لگنی چاہیے؟ اگر سیاسی قتل و غارت گری کی کثرت کے باوجود سیاسی جماعتوں پر پابندی نہیں لگ سکتی تو چند ایک گروہوں کی وجہ سے دینی جماعتیں مورد الزام کیوں؟۔

مذہبی گروہوں میں سے اگر ایک یا دو تشدد آمیز واقعات میں ملوث ہیں تو ان گروہوں کی سرپرستی کرنے والوں کو حکومت کی طرف سے کھلی چھٹی کیوں مل رہی ہے؟ تمام مذہبی جماعتوں اور ان کے اکابرین کا علی الاعلان یہ مطالبہ ہے کہ مجرموں کو پکڑ کر انہیں سزا دی جائے۔ پھر حکومت مجرموں کو سزا کیوں نہیں دیتی؟ بلکہ انہیں نواز رہی ہے۔ مجرموں کی حوصلہ افزائی سے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مظلوموں کو انصاف کے نہ ملنے سے کئی اور افراد اسلحہ اٹھانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ جب حکومت تحفظ نہیں کرتی تو عوام کیا کریں؟۔

حکومت کی مجرموں کی طرف سے نظراندازی کا عالم تو یہ ہے کہ ایک طرف وارنٹ جاری کیے جاتے ہیں اور جن لوگوں کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوتے ہیں وہ کبھی گورنر کے ساتھ کبھی وزیراعلیٰ کے ساتھ اور کبھی صدر پاکستان کے ساتھ میٹنگ کر رہے ہوتے ہیں۔ گورنر پنجاب کا تو یہ بیان بھی ریکارڈ پر ہے کہ "میرے ساتھ ملاقات میں ایک جرنیل مولوی نے اعتراف کیا کہ وہ اسی افراد قتل کر چکا ہے" اور وہ جرنیل مولوی اور اس کے ساتھی آج بھی عیاشی کرتے نظر آ رہے ہیں۔ ایسے معاملات بھی دہائی دے رہے ہیں کہ فرقہ واریت حکومت کی ایما پر ہو رہی ہے۔ اور تازہ ترین خبروں کے مطابق (یہ بھی اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں) کہ حکومت رمضان کے بعد مختلف جماعتوں کو آپس میں لڑانے کے لیے پلاننگ کر چکی ہے۔

اشاعت خاص میں حکومت کا یہ موقف بھی لکھا گیا ہے کہ زکوۃ و عشر کے حوالے سے مذہبی شخصیات با اثر ہوگئیں اور اس طرح ان کے سماجی و سیاسی قد کاٹھ میں اضافہ ہوا اور یوں یہ بلدیاتی اداروں اور قانون ساز اداروں کے لیے منتخب ہوئے۔ حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ یہ زکوۃ و عشر آرڈیننس 1979ء میں رائج ہوا اور مذہبی اثرات 1979ء کے بعد پہلے سے کم ہوئے نہ کہ بڑھے۔ 1977ء میں بھٹو حکومت کے خاتمے پر مذہبی اثرات نے جس طرح بھٹو کے عوامی ہونے کی مٹی پلید کی تھی وہ مذہبی اثرات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ بعدازاں تو مذہبی اثرات کو بڑی تکنیک سے روبہ زوال کیا گیا۔

اور جہاں تک تعلق ہے زکوۃ و عشر کے حوالے سے اثرات کا تو کیا موجودہ حکومت اب ضلعی اور شہری زکوۃ کمیٹیوں میں جس طرح جیالوں کو ممبر و چیرمین بنا رہی ہے وہ کیا ہے؟ آج کے روزنامہ "خبریں" نے (7 فروری 1995ء) پہلے صفحہ پر بڑی تفصیلی رپورٹ شائع کر کے پورے پنجاب کے ان جیالوں کے نام شائع کیے ہیں جنہیں دین و شریعت سے بے بہرہ ہونے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باوجود زکوۃ و عشر کی ضلعی کمیٹیوں کا چیرمین بنایا گیا ہے۔ مولوی حضرات جو کہ زندگی کو دین حق اور اللہ و رسول کے لیے وقف کیے ہوئے ہیں وہ بھی تو اسی معاشرے کا ایک حصہ ہیں کیا وہ معاشرے کے کسی پہلو میں عزت افزائی کے حق دار نہیں؟

جہاں تک حکومت کا یہ ارادہ ہے کہ وہ ان حربوں سے مذہبی عناصر کی آواز دبا دے گی تو وہ بہت بڑی بھول میں مبتلا ہے اور تاریخ سے ناواقف ہے مذہبی طبقہ جب تک خاموش رہے خاموش رہتا ہے۔ جب آواز بلند کرے تو اس کی آواز صور اسرافیل کی عکس ہو جاتی ہے۔ حکومت بہتری چاہتی ہے تو اس طبقے کو نہ جگائے ورنہ جان ہتھیلی پہ رکھے یہ بوریا نشین تہہ و بالا کر دینے کی طاقت رکھتے ہیں۔

اشاعت خاص میں اس چیز کو بھی ابھار کر لکھا گیا ہے کہ بعض مدارس کو غیر ملکی شخصیات بھی امداد دیتی ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ شخصیات ان مدارس کو امداد دین کی خدمت کے لیے دیتی ہیں یا اور کسی مقاصد کے لیے اگر تو وہ کسی اور مقصد کے لیے دیتی ہیں تو وہ قابل مذمت ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ غیر ملکی شخصیات یہ امداد دینی خدمات کے لیے دیتی ہیں۔ اور یہ ان کا دینی جذبہ و فریضہ ہے۔

مزید برآں یہی شخصیات صرف ان مدارس کو ہی امداد نہیں دیتیں بلکہ وہ پاکستان کی حکومت کو بھی امداد دیتی ہیں۔ خصوصا جہاد افغانستان و جہاد کشمیر میں ان کی امداد و تعاون سے حکومت کس طرح انکار کر سکتی ہے۔ ان شخصیات کی امداد سے حکومت اگر روکنا چاہتی ہے تو مدارس کو مستغنی کر دے۔ پھر سوچنے کی بات یہ ہے کہ غیر مسلم ادارے جو مشنری کے طور پر پاکستان میں قائم ہیں اور ان کی تمام تر امداد غیر ملکی خصوصا یورپین ممالک اور امریکہ کی حکومتیں اور خالصتا غیر مسلم مذہبی تنظیمیں کرتی ہیں۔ ان کی اسلام دشمن سرگرمیاں پوشیدہ بھی نہیں۔ ان کے بارے میں حکومت پرواہ نہیں کرتی اور صرف مسلم اداروں کے خلاف ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے تو یہ تھا کہ حکومت مذہبی اداروں کی بھرپور امداد کرتی تاکہ پاکستان میں دین و نظریہ پاکستان کے مطابق افراد کے خیالات و تفکرات مستحکم ہوتے۔ مگر اس کی بے پرواہی اور مذہب دشمن پالیسیوں نے مدارس کو غیر ملکی شخصیات کی امداد قبول کرنے پر مجبور کیا۔ اور پھر مسلمان کا کوئی ملک نہیں ہوتا وہ جہاں بھی چاہے اسلام کی اشاعت کے لیے دامے درمے قدمے سخنے اپنا فرض اور حصہ ادا کر سکتا ہے۔

ہر ملک ملک ما است کہ ملک خدائے ما است

کیا انہی غیر ملکی شخصیات کی امداد سے حکومت نے کئی یونیورسٹیوں کی کئی کئی عمارات اور ڈیپارٹمنٹ نہیں بنوائے؟۔ اور کیا خود حکومت غیر ملکی خصوصا اسلام دشمن ممالک کے سامنے دست سوال نہیں دراز کرتی؟ اور کیا حکومت نے اسی غیر ملکی' غیر مسلمی امداد کی خاطر اپنی غیرت' مذہبی حمیت اور پاکستانیت کا سودا نہیں کر دیا ہوا؟----- جہاں تک تعلق ہے دنیاوی تعلیم کے مدارس کا تو ان میں حکومتی ترقی و کارکردگی کلاشنکوف کلچر سے ظاہر ہو رہی ہے

_____ ان مندرجہ بالا گزارشات کے بعد ہم اشاعت خاص میں مندرج اعداد و شمار میں کی گئی غلط بیانی کی طرف آتے ہیں۔ ان اعداد و شمار میں مدارس سے آگے دی گئی رقم کے بارے میں یہ کوئی تصریح نہیں کہ یہ رقم اب تک دی گئی کل رقم ہے یا ہر سال دی جانے والی رقم ہے؟ اور نہ ہی یہ وضاحت ہے کہ یہ رقم کب جاری کی گئی اور کب تک دی جاتی رہی" یہ سوالات اس لیے پیدا ہوئے کہ جس معاملہ پر ہم بحث کرنا چاہتے ہیں اس معاملہ میں تحقیق کرنے پر اعداد و شمار غلط ثابت ہوئے ہیں۔ وہ نہ تو کل رقم ہیں' نہ ہی سالانہ رقم ہیں یعنی لاہور کے مدارس میں ایک مدرسہ علامہ احسان الٰہی ظہیر کے نام سے مذکور ہے۔ جس کے آگے رقم 70000 لکھی ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس نام کا مدرسہ لاہور میں سرے سے موجود ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں اس نام سے کوئی مدرسہ نہیں۔

اور اگر اس سے مراد وہ مدرسہ ہے جو اس مسجد میں قائم ہے جہاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ جمعۃ المبارک کا بلا معاوضہ خطبہ دیا کرتے تھے۔ تو یاد رکھنا چاہیے کہ علامہ شہیدؒ کا اس مدرسہ سے کوئی انتظامی تعلق نہ تھا۔ ماسوا اس کے کہ علامہ شہید بھی اور مخیر افراد کی طرح اس مدرسہ میں عطیات دیا کرتے تھے۔ اور کبھی بھی اس مدرسہ کی انتظامیہ میں نہیں رہے----- پھر اس رپورٹ میں تعصب کی انتہا ہو گئی ہے کہ پورے پنجاب کے تمام مکاتب فکر کے مدارس کی فہرست دی گئی ہے۔ مگر صرف تین اہلحدیث رہنماؤں کے نام لکھے گئے ہیں تاکہ عوام کی نظروں سے وہ گر جائیں کہ ایک طرف حکومت کی مخالفت اور ایک طرف حکومت سے امداد کا دعویٰ ہے یہ غلط اور بے بنیاد ہے۔

بہر حال علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ کا اس مدرسہ سے کبھی کوئی انتظامی تعلق نہیں رہا۔ اس مدرسہ کو جو کہ 1902ء سے جاری ہے حکومت کی طرف سے صرف چار چیک ملے تھے جن کی تفصیل یہ ہے۔ مورخہ 16 جون 1981ء کو چیک 00016 کے ذریعے 15000 _____ 15 فروری 1982ء کو چیک 003538 کے ذریعے 20000 _____ 28 جولائی 1983ء کو 50000 _____ 17 جولائی 1984ء کو چیک 007174 کے ذریعے 75000 _____ اس کے علاوہ اور کوئی رقم نہیں ملی جبکہ اس مدرسہ کا سالانہ خرچہ تقریبا تین لاکھ روپے ہے۔

اگر یہ امداد جاری بھی رہتی تو بھی اس مدرسہ کا حق تھا کہ یہ مدرسہ جس مسجد چینیانوالی میں قائم ہے اس کا انگریز کے خلاف اور اس سرزمین پر اسلام کے لیے ایک اہم کردار رہا ہے۔ یہ مسجد لاہور کی قدیم ترین مسجد ہے اور آج بھی انگریز دور کی اور بعد ازاں انگریز کی روحانی اولاد کے دور کی انٹیلی جنس رپورٹوں کا مطالعہ کریں تو اس مسجد کا کردار معلوم ہو جائے گا۔ اگر عظیم الشان خدمات کے باوجود بھی اشاعت اسلام کے لیے کوئی حصہ نہیں تو پھر واقعتاً لچے لفنگے ہی نوازے جانے کے قابل ہیں۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس مدرسہ کو ضیاء الحق کی حکومت کے دوران مختلف سالوں میں معمولی رقم کے چار چیک کے علاوہ کبھی رقم نہیں ملی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جو ملی وہ بھی مدرسہ کو ملی جس سے علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کا کوئی انتظامی تعلق نہ تھا۔ بلکہ 1984ء کے بعد یہ معمولی رقم بھی علامہ شہید کی حکومت کے خلاف سخت تنقید کی وجہ سے روک لی گئی۔ علامہ شہید کی خطبات و تقاریر کی کئی کیسٹوں میں اس بندش امداد کا تذکرہ ہے۔ واقعہ یہ ہوا کہ اس وقت کے گورنر غلام جیلانی نے خاص احکامات کے تحت اس مدرسہ کی رقم روک دی مدرسہ کے سیکرٹری میر محمد اشرف نے حضرت علامہ شہیدؒ سے تذکرہ کیا۔ بعد ازاں اس وقت کے ڈی۔ سی سعید مہدی صاحب نے بتلایا کہ گورنر پنجاب کہتے ہیں کہ امداد مل سکتی ہے اگر علامہ احسان الٰہی ظہیر حکومت کی مخالفت چھوڑ دیں۔ اس پر علامہ شہید نے خطبات اور تقاریر میں کہا۔

"چند ہزار کے عوض کہتے ہو حکومت کی مخالفت چھوڑ دو' میں ضیاء الحق کو 80 لاکھ دیتا ہوں' وہ حکومت چھوڑ دے۔"

اتنے سالوں کے بعد اصل صورت حالات کے برعکس رپورٹ شائع کر کے اور رجل عظیم کا نام لکھ کر اور شائع کر کے کون سی اسلام اور ملک کی خدمت کی جا رہی ہے۔ سوائے کروڑوں افراد کے دل جلانے اور غم و غصہ کی لہر دوڑانے کے اور کچھ بھی نہیں۔

ہم اس ایک مثال پر قیاس کرتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ اس رپورٹ کے اکثر مندرجات غلط اور غیر صحیح ہیں۔

اسی طرح ضلع سیالکوٹ کی فہرست میں تین مدارس کا تذکرہ کرتے ہوئے آگے قائد اہلحدیث جناب پروفیسر ساجد میر کا نام درج کیا گیا ہے۔ حالانکہ پروفیسر ساجد میر صاحب کا ان مدارس کے ان معاملات سے قطعی کوئی تعلق نہیں۔

جناب پروفیسر صاحب نے اس سلسلہ میں ایڈمنسٹریٹر زکوٰۃ کونسل پنجاب کے نام ایک لیٹر میں ان سے وضاحت طلب کی ہے کہ وہ ان مدارس کے کوائف مہیا کریں۔ جن کے آگے ان کا نام درج ہے۔ اور جو ان کے (پروفیسر صاحب کے) علم میں نہیں۔ رپورٹ لکھنے والے یا ترجمہ کرنے والے نے یہاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتہائی تعصب اور خبث باطن کا مظاہرہ کیا ہے۔ سارے پنجاب کے تمام مکاتب فکر کے مدارس کا تذکرہ کیا ہے مگر کسی کے آگے اس کے مہتمم کا نام نہیں لکھا بس اہلحدیث زعما کا نام لکھ دیا ہے۔ حالانکہ ان زعماء کا زکوۃ کی ان غلط درج شدہ رقوم سے قطعا کوئی تعلق نہ ہے۔ ایسا ان کی حکومت مخالف سرگرمیوں کے جواب میں کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں اہلحدیث زعماء اور ان کے احباب کو جو تکلیف پہنچی ہے وہ اس پر قانونی چارہ جوئی کا بھی حق رکھتے ہیں----- تازہ ترین رپورٹوں کے مطابق وہ تمام فنڈز جو دینی تعلیمی اداروں کو حکومت کی طرف سے ملا کرتے تھے بند کر دیئے گئے ہیں۔ اب وہ فنڈز لازما صرف جیالوں کی شکم پروری' عیاشیوں اور کالے کرتوتوں کے لیے خاص کر دیئے گئے ہیں۔

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو!

ہفت روزہ "اہل حدیث" 24 فروری 1995ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا ابو الکلام آزادؒ اور اہل حدیث

سنا ہے مشہور شاعر عرفی نے سرراہ ہے کسی اجنبی سے اپنا کلام سنا تو اجنبی کے اشتیاق کو دیکھتے ہوئے پوچھا بھئی! یہ کس کا کلام ہے؟ اجنبی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ عرفی کا ہے اور کس کا ہو سکتا ہے؟ عرفی نے پوچھا کہ عرفی کون؟ اجنبی نے بے جھجک جواب دیا کہ میں ہی تو عرفی ہوں۔ اجنبی کا جواب سن کر عرفی عالم حیرانی میں کھو گیا اور بولا:

"شعر چور تو بہت سنے تھے مگر شاعر چور اب دیکھا ہے۔"

حیرت ہو تو کیا صدمہ ہو تو کیا دنیا میں یہی ہوتا آیا ہے

عرفی والا معاملہ ہمیں بھی درپیش ہے۔ جب برصغیر میں ہر طرف ذہنی انجماد و جمود طاری تھا، مسلمان کہلانے والے تقلیدی دریا میں غوطہ زن ہو کر اپنے ذہنوں کو تاریکی کا باسی بنا چکے تھے۔ ہر طرف سے اسلام پر یلغار کی جا رہی تھی سید کائناتؐ کے تقدس کو پامال کرنے کی کوششیں کی جا رہی تھیں۔ اصحابؓ فخر موجوداتؐ کی عزتوں کو مٹانے کے لیے ان پر دھاوا بولا جا رہا تھا، ہندو اور عیسائیوں کے ساتھ ساتھ فتنہ مرزائیت بھی سر اٹھا چکا تھا۔ الغرض جب برصغیر میں اسلام و مسلمان کے مٹانے کے لیے ان گنت مورچے قائم ہو چکے تھے۔ اس گمراہی و بے دینی کے دور میں صرف اہل حدیث ہی تھے جو حفاظت اسلام کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے برسرپیکار تھے۔ جن کی جانیں اور مال و اسباب تحفظ اسلام کی خاطر میدان عمل میں مصروف تھے لیکن اب انہی غیور اہل حدیث کے تذکروں کو چوری کرنے والوں نے ان کے اکابرین کو چوری کرنے کی کوششیں شروع کر دی ہیں اور پھر اتنی دیدہ دلیری کے ساتھ کہ باید و شاید۔

اسی سوچ میں رہتا ہوں اکبر
یہ کیا ہو رہا ہے، یہ کیوں ہو رہا ہے

شائد اس لیے کہ۔

غیروں پر کھل نہ جائے کہیں راز دیکھنا

یعنی مسلک اہلحدیث کے مشہور و معروف اور مایہ ناز سپوت امام الہند ابوالکلام آزاد رحمتہ اللہ علیہ کی چوری کی جا رہی ہے ابوالکلام آزاد رحمتہ اللہ علیہ کے نام کو اسماء اکابرین اہلحدیث سے خارج کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ وہ اہلحدیث نہیں بلکہ حنفی تھے۔

پھونک دے آتشؔ دل داغ مرے
کہ اس کی خو یاد دلاتے ہیں

حیرت تو یہ کہ۔

عبث الفت ہے وہ کب دیتا تھا دم تم پر

ابوالکلام تو حنفیت کا مخالف اور مسلک اہلحدیث کا داعی جلیل تھا۔ فاضل نبیل تھا۔ اس کے اہل حدیث ہونے کا انکار بالکل اسی طرح ہے جس طرح خدا کے وجود کا انکار کہ وہ بھی حق اور یہ بھی حق۔

آیئے آپ کو امام الہندؒ کے اہلحدیث ہونے کا ثبوت انہی کی کتاب "تذکرہ" سے پیش کرتا ہوں۔ پھر دیکھنا کہ۔

بہت نازاں ہے تو اے قیس پر وحشت دکھاؤں گا
کتابوں میں کبھو قصہ مومن کا نکل آیا!

امام الہند، مولانا ابوالکلام آزاد اہل حدیث کی تعریف و توصیف یوں بیان فرماتے ہیں کہ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجودہ دور کی مادیت و معقولات کے مقابلے میں بھی صرف اصحاب الحدیث و سنت و عاملین علوم خالصہ و ماثورہ سلف کی جماعت و طائفہ منصورہ ہے جس کے لیے کسی طرح کا بم و ہراس نہیں۔ ہر حال میں اور ہر مقابل و ہر اسلحہ کے سامنے وہ مظفر و منصور رہے اور ہر معرکہ و میدان میں یہی جماعت مصداق اصلی (لایضر ھم من خالفھم حتی یاتی امر اللہ وھم غالبون) کی ہے۔ کما قال ابن المدینی ھم اھل الحدیث اور بحکم وان جندنا لھم الغالبون (صافات) اسی کا پرچم فتح و اقبال ولواء عز و جل جند الہی میں محسوب اور حزب اللہ المفلحون میں مشہور و محدود رہے یہاں بھی تم ہرگز ہرگز نہ پاؤ گے کہ اصحاب علوم جدل و خلاف ورائے و قیاس و مشغولین یونانیات و مقلدین فلاسفر متکلمین معرکہ عقل و نقل مادیہ و سماویہ میں ایک قدم بھی آگے بڑھا سکیں یا ایک دل کے شک اور ایک دماغ کے الحاد کو دور کر سکیں۔ صرف اصحاب حدیث و سنت ہی کے ہاتھ آج تک ہر میدان رہا۔ اور سبحان اللہ! سعادت فیضان نبوت و برکات و انتساب و سنت کو آج بھی فتح و نصرت اترے گی تو انہی کے عساکر حق و تشون پر۔ اگرچہ جب فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم قلیل قوم صالحون۔ ان کی تعداد سب سے کم اور بوجہ ظہور معنی غربت ثانیہ ان کی جماعت نہ صرف مغلوب بلکہ بظاہر مفقود کا لمعدوم نظر آتی ہو۔ (انھم اقلون عددا واعظمون عند اللہ قدرا) پھر کہتا ہوں کہ یہ بات اگرچہ تمہارے کانوں کے لیے بالکل نئی اور بہت ہی تعجب انگیز ہو گی مگر یاد رکھو کہ تمام طوائف متکلمین فلسفہ قدیم کے مقابلے میں بھی ناکام رہے اور آج بھی نام نہاد فلسفہ جدیدہ کے مقابلے میں اسی طرح ناکام رہیں گے۔ اس وقت بھی صرف اصحاب اہل حدیث و طریق سلف ہی کامیاب و منصور ہوئے تھے اور آج بھی اس میدان میں بازی انہی کے ہاتھ ہے۔ فقہاء و متکلمین میں سے آج تک کوئی اس میدان کا مرد نہیں ؎

کامل اس فرقہ زھاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندان قدح خوار رہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

از تذکرہ ابوالکلامؒ ص 221 تا ص 222 مطبوعہ کتابی دنیا)اب کیا کہوں ان سارقین رجل کو؟ صرف یہی کہ ۔

میں نہ کہتا تھا مصور! وہ ہے شعلہ عذار
دیکھ! تو صفحہ قرطاس پہ تصویر نہ کھینچ

ہفت روزہ "الاسلام" 14 مارچ 1980ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقلدوں میں غیر مقلد اہل حدیث

بلائیں زلف جاناں کی لیں گے تو ہم لیں گے
بلا یہ کون لے گا جاں پر؟ لیں گے تو ہم لیں گے

بغض و حسد' دجل و فریب' کذب افتراء اور جھوٹ سے اللہ تبارک و تعالیٰ اور سید مخلوقات و رحمت کائنات ﷺ نے منع کرتے ہوئے لعنتہ اللہ علی الکاذبین کی مہر اور لا تحاسدو ولا تباغضو ولا تدابروا کا حکم صریح لگا دیا۔

اور تاریخ شاہد ہے کہ جب رحمت عالم' مصلح اعظم ﷺ اس عالم وحشت میں تشریف لائے تو ہر سو ہی جرائم کارفرما تھے۔ اس وقت ناہنجار میں صدق و عدل' ان جرائم کا تریاق اور ہادی برحق ﷺ کا اہم جزو لاینفک تھا۔

لیکن آج اسی رہبر کامل ﷺ کے امتی ہونے والے بعض اصحاب دجل و فریب اور کذب و افتراء سے کام لیتے ہوئے اکابرین و اسلاف اہل حدیث کا نام سرفہرست اہل حدیث کی بجائے "تقلیدی لسٹ" میں درج کرتے ہیں اور نہ صرف درج کرتے ہیں بلکہ غرور و تکبر سے فخر کرتے ہیں۔ اس کی ایک مثال ملاحظہ فرمائیں:-

گلشن اہل حدیث کے گل سرسید' فلک مہر و وفاء حق کے تابناک کوکب قاضی ابو یوسفؒ کو آج بعض افراد مقلد و حنفی ظاہر کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں حالانکہ کتب تواریخ ان کے اہل حدیث و غیر مقلد ہونے پر دال ہیں۔ چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

تاریخ فقہ (جس کا ترجمہ ارباب حنفیت کے ایک عالم تقی عثمانی نے کیا ہے۔) کے ص 251 پر درج ہے۔ (امام محمدؒ' امام زفر اور امام ابو یوسفؒ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر مقلد تھے کیوں کہ اس وقت تک اسلام میں تقلید جاری نہ ہوئی تھی۔ (تاریخ فقہ، ص 251)

عاشق مزاجیوں میں راحت ہمیں کہیں ہے؟

امام ابوبکر احمد بن علی المعروف خطیب بغدادی علیہ الرحمتہ اپنی کتاب مستطاب و لاجواب شرف اصحاب الحدیث میں رقم طراز ہیں کہ:

خرج ابو یوسف القاضی یوما" و اصحاب الحدیث علی الباب فقال ما علی الارض خیر منکم ○

کہ ایک دن امام ابو یوسف گھر سے نکلے (تو دیکھا کچھ اہل حدیث دروازے پر کھڑے ہیں۔) آپ نے (انہیں مخاطب کرکے) فرمایا (اے اہل حدیثو!) پوری زمین پر تم سے بہتر کوئی نہیں ہے۔ (شرف اصحاب الحدیث، ص 28)

ظالم! سر مظلوم نہ دیکھ اپنے قدم پر
کچھ اپنی جفا دیکھ اور کچھ اس کی وفا دیکھ

علامہ خطیب بغدادی اپنی دوسری کتاب تاریخ بغداد میں "تحقیق حق" کا نمونہ دکھلاتے ہیں کہ

(ابو یوسف القاضی) یحب اصحاب الحدیث و یمیل الیھم

کہ امام ابو یوسف اہل حدیث سے صرف محبت ہی نہ کرتے تھے بلکہ ان کی طرف مائل بھی تھے۔ (تاریخ بغداد، جلد 14، صفحہ 255)

رہ گیا پاس نہیں میرے؟ جو تم اور سے چاہو
پہلو میں میرے دل بھی ہے، سینے میں جگر بھی

امام ذہبی متذکرہ الفاظ میں حقیقی و تحقیقی جوہر انشانی کرتے ہوئے امام ابو یوسف کے بارے میں استاذ امام بخاری، امام یحیٰی بن معین کا ایک قول نقل فرماتے ہیں کہ

ھو صاحب الحدیث و صاحب السنة کہ امام ابو یوسف اہل حدیث و اہل سنت تھے۔ (تذکرہ الحفاظ، جلد 1، ص 267) یہی قول تاریخ فقہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ص 249) پر بھی درج ہے ۔

ڈر ہے کہیں نام بھی مٹ جائے نہ اپنا
مدت سے ہمیں دور زماں میٹ رہا ہے

مندرجہ بالا حوالہ جات ہر ذی شعور کے لیے کافی و شافی ہیں۔

(العاقل تکفیہ الاشارہ) کہ امام ابو یوسفؒ کو جو اصحاب مقلد و حنفی ظاہر کرتے ہیں۔ سخت غلطی، کم علمی، قلت مطالعہ، بغض و حسد اور تعصب کا شکار ہیں۔ ان کی یہ غلط کاوشیں آخرت میں ناکامی کا سبب بنیں گی۔

زبان خضر سے اکثر سنا ہے میں نے یہ مصرعہ
اگر منزل رہے پیش نظر دوری نہیں دوری

صحیفہ "اہل حدیث" یکم شعبان المعظم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند مسائل عید سے متعلق

عید سے متعلق چند ضروری مسائل جن کے بارے میں عوام و خواص میں مختلف رائے یا مختلف عمل پایا جاتا ہے ۔ عید کے موقع پر ازروئے کتاب و سنت لکھے جا رہے ہیں تاکہ استفادہ کیا جا سکے اور ممکن ہو تو اختلاف و اشتباہ دور ہو سکے۔

تکبیرات عید میں رفع الیدین

عید کی نماز میں حالت قیام میں کچھ تکبیرات عام نمازوں سے زائد ہوتی ہیں۔ ازروئے سنت ان کی دونوں رکعات میں تعداد بارہ ہے۔ سات پہلی رکعت میں پانچ دوسری میں ان بارہ تکبیرات میں رفع الیدین پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ المغنی لابن قدامہ میں ہے۔

روی ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کان یرفع یدیہ مع التکبیر قال احمد اما فاری ان ھذا الحدیث یدخل فیہ ھذا کلا و روی ابن عمر رضی اللہ عنہ انہ کان یرفع فی کل تکبیرۃ فی الجنازۃ و فی العید۔ رواہ الاثرم ولا یعرف لہ مخالف فی الصحابۃ۔

یعنی روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر کے ساتھ ساتھ رفع الیدین کرتے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے کہا کہ یہ حدیث ہر نماز کی تکبیر کو شامل ہے اور حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جنازے اور عید میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے اور صحابہ کرامؓ میں حضرت ابن عمرؓ کے خلاف (عمل) والا کوئی نہیں ملتا۔ حضرت ابن عمرؓ کے اس فعل کو بیہقی میں بھی روایت کیا گیا ہے (مگر اس میں ایک راوی ابن لہیعہ پر کلام ہے حالانکہ وہ سنن کا راوی ہے۔ امام مسلم نے بھی اس سے روایت کی ہے بس احتراق کتب کے بعد خلط سرزد ہوا' صدوق ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(تقریب التہذیب)

اسی طرح ابوداؤد' دار قطنی اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ جب نماز کی طرف کھڑے ہوتے تو رکوع سے قبل ہر تکبیر میں رفع الیدین کرتے۔

اس حدیث میں بقیہ بن ولید پر کلام کیا جاتا ہے۔ تلخیص الجیر میں حافظ ابن حجر نے لکھا ہے۔ امام ابن المنذر اور امام بیہقی نے اس حدیث سے تکبیرات عید میں رفع الیدین پر استدلال کیا ہے اور بقیہ بن ولید کی موافقت ابن اخی الزہری نے بھی کی ہے۔ یوں ابن لہیعہ اور بقیہ بن ولید کی باہم موافقت سے اس روایت کو حسن لغیرہ تک کا درجہ حاصل ہوا پھر امام بیہقی و امام ابن المنذر کے استدلال اور صدیوں سے محدثین کے تعامل سے قابل عمل ہیں اور مطلق نماز میں رفع الیدین اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور سنت نبویؐ ہے۔

تکبیرات کی تعداد

ترمذی' ابن ماجہ' دارمی' نیل الاوطار' منتقی الاخبار اور مشکوۃ میں وضاحت سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ کی سنت بارہ تکبیرات ہیں۔ سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں۔

علمائے دیوبند کے سرخیل مولانا رشید احمد گنگوہی نے بھوپال سے ایک استفتاء کے جواب میں لکھا۔ (سوال کرنے والے نے لکھا تھا کہ اہل بھوپال خلاف حنفی مذہب تکبیرات کہتے ہیں۔ میں ان کی اقتداء کروں یا نہیں؟۔) مولانا نے جواب دیا کہ عیدین میں جس قدر امام وہاں کہا کرے' تم بھی باتباع اسی کے کہا کرو۔ امام ابو حنیفہؒ تین تکبیروں (تکبیر تحریمہ سمیت) کہتے ہیں چونکہ یہ بھی حدیث سے ثابت ہے۔ تم خلاف مت کرو' امام کی اطاعت کرو۔ ایسی صورت میں اطاعت امام ضروری ہے۔ (مکاتیب رشیدیہ' ص 96)

بارہ تکبیرات تکبیر تحریمہ کے علاوہ

دار قطنی میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ "سوی تکبیرۃ الافتتاح" عون المعبود میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقال الشافعی ھو سبع فی الاولی غیر تکبیرۃ الاحرام و خمس فی الثانیہ غیر تکبیرۃ القیام ----- وقال مالک و احمد و ابو ثور کذلک ولکن سبع فی الاولی احدھن تکبیرۃ الاحرام O

یعنی اس میں اختلاف ہے چونکہ صریح دلیل کسی کی طرف نہیں اس لیے تشدد نہ کرنا چاہیے۔ کوئی تکبیر تحریمہ سمیت سات کہے یا اس کے علاوہ۔

مکاتیب رشیدیہ میں اہل بھوپال کا جو تیرہ تکبیرات کا تذکرہ ہے تو وہ تکبیر تحریمہ سے الگ سات کہتے تھے۔ البتہ ان بارہ تکبیرات میں تکبیر رکوع اور دوسری رکعت میں کھڑے ہونے کے وقت جو تکبیر کہی جاتی ہے۔ وہ شامل نہیں (تکبیر قیام کے شامل نہ کرنے سے تو تکبیر تحریمہ کا شامل نہ کرنا واضح ہوتا ہے۔

تکبیرات کے درمیان کیا پڑھے؟

بیہقی میں ہے کہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ عیدین میں سات اور پانچ تکبیریں ہیں اور ہر دو تکبیروں کے درمیان اللہ کا ذکر کرنا چاہیے۔ جب کہ ذکر معین کی کوئی واضح روایت نہیں۔ امام عبدالجبار غزنویؒ نے اپنے ایک فتوی میں لکھا ہے۔

"امام ابوالقاسم رافعی نے شرح و جیز میں لکھا ہے کہ ہر دو تکبیروں کے درمیان ایک آیت کے برابر ٹھہرے جو کہ امام شافعیؒ کا قول ہے۔ ابن مسعود کا قول اور فعل بھی اسی طرح نقل کیا گیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے تلخیص الجیسر میں کہا ہے کہ طبرانی اور بیہقی نے اس حدیث کو موقوف روایت کیا ہے۔ حضرت حذیفہ اور ابوموسی سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

علامہ ابن قدامہ نے العمدۃ میں لکھا ہے کہ ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرے اور ہر دو تکبیروں کے درمیان اللہ کی حمد اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجے۔ محمد بن عبدالوہاب کی مختصر میں ہے کہ ہر دو تکبیروں کے درمیان اللہ کی حمد و ثناء اور نبیؐ پر درود بھیجے۔ منہاج السنہ میں ہے لا الہ الا اللہ پڑھے، تکبیر بلند کرے اور اللہ کی بزرگی بیان کرے یعنی (سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الا اللہ واللہ اکبر) اسی طرح تحفہ شرح منہاج میں بیہقی کے حوالے سے عبداللہ بن مسعود سے نقل کیا۔ (قولاً و فعلاً) کہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھنا چاہیے۔ اسی طرح لکھا ہے کہ اللہ اکبر کبیراً والحمد اللہ کثیراً سبحان اللہ بکرۃ و اصیلا و صلی اللہ علی سیدنا محمد تسلیما کثیرا بھی بہتر ہے۔ اسی طرح کا قول ابن صباغ کی روض شرح زاد المعاد میں ہے۔

مولانا حافظ عبداللہ روپڑیؒ نے فتوی دیا ہے کہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھے یا کوئی اور ذکر کرے' سب صحیح ہے۔

خطبہ عید بعد از نماز

نماز عید سے پہلے خطبہ خلاف سنت ہے۔ صحیحین میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے نماز پڑھی' پھر خطبہ دیا۔ نماز سے قبل خطبہ کی بدعت مروان نے شروع کی۔ اسی وقت حضرت ابو سعیدؓ نے اس فعل کی سخت تردید کی اور عید گاہ سے اٹھ کر چلے گئے تھے۔

خطبہ عید میں کتنے خطبے؟

ابن ماجہ میں حضرت جابرؓ سے' بزار میں سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید کے خطبہ کے دوران بیٹھے اور پھر اٹھ کر خطبہ دیا۔ (یعنی جمعہ کی طرح دو خطبے دیئے۔)

اسی طرح حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ سنت طریقہ یہ ہے کہ عیدین کے دو خطبے پڑھے جائیں اور دونوں کے درمیان بیٹھا جائے

_____ ان تینوں حدیثوں کی اسناد میں کلام ہے اور یہ ضعیف ہیں مگر عیدین کے خطبے کو خطبہ جمعہ پر قیاس کرتے ہوئے اور اہل اسلام کے تعامل کو دیکھتے ہوئے ان روایتوں کی تائید کی جاتی ہے اور دو خطبے دیئے جاتے ہیں۔

عورتوں کا عید گاہ جانا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیحین میں حضرت ام عطیہؓ سے روایت ہے کہ ہمیں حکم تھا کہ ہم تمام عورتوں کو (حیض والیوں سمیت) عیدگاہ لے جائیں۔ عورتیں نماز میں شریک ہوں۔ حیض والیاں نماز کے دوران الگ رہیں مگر دعا میں ضرور شریک ہوں۔ ایک عورت نے سوال کیا اللہ کے رسول! اگر کسی کے پاس چادر نہ ہو تو آپؐ نے فرمایا کہ کوئی اور اس کو اپنی چادر میں چھپا لیا کرے۔ (مگر عیدگاہ ضرور جانا چاہیے۔)

امام نووی شارح مسلم نے قاضی عیاض سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت ابن عمرؓ کے نزدیک عورتوں کا عیدگاہ لے جانا واجب ہے۔

شیخ عبدالحق دہلوی شرح مشکوۃ میں لکھتے ہیں کہ اگر عورتوں کے پاس چادر نہ ہو تو وہ اس نیک کام کے لیے سوال بھی کر سکتی ہیں۔ شاہ ولی اللہ دہلوی نے حجتہ اللہ البالغہ میں لکھا ہے کہ شوکت اسلام کے لیے تمام افراد کا عورتوں' بچوں سمیت عیدگاہ جانا مستحب ہے۔ اسی طرح ابن ابی شیبہ نے لکھا ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ پہلے مردوں کو پھر عورتوں کو خطبہ سناتے۔ حضرت ابوبکر ؓ کہتے ہیں کہ ہر عورت کا عیدگاہ جانا واجب ہے۔

مصنف ابی بکر نے حضرت عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ ہر چادر والی عورت کا عیدگاہ جانا ضروری ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اس مسئلے پر تمام صحابہ کرامؓ کا اجماع نقل کیا ہے اور جہاں تک حضرت عائشہؓ کی روایت کا تعلق ہے تو وہ عورتوں کے عیدگاہ جانے کے خلاف نہیں بلکہ عورتوں کی بے جا زیب و زینت' آرائش و زیبائش اور خوشبودار عطریات استعمال کرنے کی ممانعت میں ہے۔ (جیسا کہ عینی شرح بخاری میں ہے۔)

عید کے بعد مصافحہ و معانقہ

فتاوی ثنائیہ میں کسی سائل نے مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ سے سوال کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ عید کے روز لوگ مصافحہ و معانقہ کرتے ہیں جس سے اظہار خوشی مراد ہوتی ہے اور بعض لوگوں کے دلوں میں خفیف رنجش موجود ہوتی ہے' وہ دور ہو جاتی ہے۔ اس کو سنت سمجھ کر نہیں کیا جاتا۔ (بلکہ علاقائی رسم کے طور پر)

مولانا امرتسریؒ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ مصافحہ بعد از اسلام ہے۔ عید کے روز بھی بنیت تکمیل اسلام مصافحہ کریں تو جائز ہے۔ بنیت خصوص عید بدعت ہے۔ کیوں کہ زمانہ رسالت اور خلافت میں مروج نہ تھا۔

نماز عید کا مسنون طریقہ

باوضو قبلہ رخ ہو کر تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے سینے پر ہاتھ باندھ کر اللھم باعد____ الآخر یا کوئی اور دعاء افتتاح پڑھیں پھر قرات سے پہلے ٹھہر ٹھہر کر سات تکبیریں کہیں۔ ہر تکبیر پر رفع الیدین کر کے سینے پر ہاتھ باندھیں اور اللہ کا ذکر و تسبیح کریں پھر امام سورۃ فاتحہ بلند آواز سے اور مقتدی آہستہ پڑھیں۔ پھر امام اونچی آواز سے قرات کرے اور مقتدی خاموش رہے۔ بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ ق اور دوسری میں اقتربت الساعۃ یا پہلی میں سبح اسم اور دوسری میں ھل اتٰک یا پہلی میں عم یتساءلون اور دوسری میں والشمس پڑھیں پھر عام رکعت کی طرح رکعت پوری کریں۔

دوسری رکعت میں کھڑے ہونے کے بعد سات تکبیروں کی جگہ پانچ تکبیریں باقی سب کچھ اسی طرح کریں جس طرح پہلی رکعت میں کیا اور دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیں۔ (بعد از تشہد) جب امام سلام پھیرے تو اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھے' مقتدی اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہیں۔ خطبہ کے بعد امام اور مقتدی سب مل کر بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر خوب گڑگڑا کر دعا مانگیں۔ (بہت خشوع و خضوع سے) یہ قبولیت کا دن اور قبولیت کا وقت ہوتا ہے ____ بعد میں راستہ تبدیل کر کے گھروں کو آ جائیں۔ (عیدگاہ جاتے اور آتے ہوئے اونچی آواز سے تکبیرات کہتے رہیں۔)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلاق سے متعلق ایک فتویٰ اور اس کا تعاقب

مسئلہ طلاق انتہائی اختلافی سمجھا جاتا ہے' حالانکہ علماء حق نے اس پر سیر حاصل بحثیں کر کے قرآن و حدیث کی روشنی میں دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ اس مسئلہ میں علماء اہلحدیث کا موقف ہی درست ہے۔

لیکن اس صراحت و وضاحت کے باوجود "بعض الناس" اپنے گلے کا پھٹا ڈھول ہی بجائے جا رہے ہیں اور چلا چلا کر کہہ رہے ہیں کہ دودھ کالا اور کوا سفید ہے۔

حسب معمول اس مسئلہ سے متعلق علماء دیو بند میں سے ایک جناب محمد خالد صاحب (دارالافتاء دارالعلوم کراچی) نے ایک فتویٰ میں پرانی بات ہی دہرائی اور اپنے موقف کے اثبات میں وہی گھسی پٹی دلیلیں دے کر لوگوں کو الجھانے کی کوشش کی ہے۔ ہم ان کے اس فتویٰ پر بحث کر کے ثابت کریں گے کہ حقیقت حقیقت ہی رہتی ہے اور جھوٹ کے پردے اسے کبھی نہیں چھپا سکتے۔ (انشاء اللہ العزیز)

جناب محمد خالد صاحب نے سب سے پہلے حضرت ابن عباسؓ کی حدیث سے اہلحدیث کے استدلال پر کلام کرنے کی کوشش کی ہے۔ فرماتے ہیں۔

"اس روایت سے استدلال روایتہً اور درایتہً صحیح نہیں۔ کیونکہ اس میں راوی کو وہم ہے۔ ثانیا یہ روایت معلول ہے۔ کہ ابن عباسؓ کے شاگردوں میں سے طاؤس کے علاوہ دوسرے حضرات حضرت ابن عباسؓ سے بیک وقت تین طلاق واقع ہونے کا فتویٰ نقل کرتے ہیں"

پھر جناب خالد صاحب نے اس روایت پر روایتہً تو کچھ کوشش کی مگر درایتہً کچھ بھی نہ لکھ سکے۔ شاید "درایتہً" کا لفظ تحریر کی زیبائش کے لیے لکھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے ہیں اور نہیں جانتے کہ اس اصطلاح کا کیا مطلب ہے یا پھر اس خوف سے نہ لکھ سکے کہ "درایتہ" کچھ لکھا یا کوشش کی تو مزید نہ الجھ جائیں بہر حال اللہ بہتر جانتا ہے۔ ہم تو محض اتنا جانتے ہیں کہ حضرت نے جو لکھا ہے وہ بھی "موج کے ریلے کے مقابل چیونٹی کے پاؤں مارنے" کے برابر ہے۔ اور آبگینے کی نزاکت لیے ہوئے ہے۔ جو حقیقت و ادراک کے طوفان سے مزاحمت نہیں کر سکتا کہ حق چھا جاتا ہے۔ اور باطل کی قسمت میں صرف ہزیمت اور شکست ہے۔

جناب خالد صاحب نے "اوجز المسالک" کے حوالے سے "علامہ ابوالولید الباجی شارح مؤطا" کا قول نقل کر کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ اس حدیث میں وہم ہے۔ معلوم نہیں جناب خالد صاحب نے یہاں تجاہل عارفانہ سے کام لیا ہے یا عبارت کو نہیں سمجھ سکے۔ کہ حضرت امام باجیؒ نے جو وہم طاؤس کی روایت میں ذکر کیا ہے وہ "وہم فی الروایتہ" نہیں بلکہ "وہم فی التاویل" ہے اور اس پر خود جناب مفتی خالد صاحب کی عبارت گواہ ہے۔ "اما وقع الوهم فی التاویل" اور پھر جناب مفتی صاحب اپنی اس منقول عبارت کی صراحت کے باوجود ہٹ دھرمی پر قائم ہیں (شاید سمجھ نہ سکے ہوں) کہ علامہ باجی نے جو حکم طاؤس کی روایت کی صحت پر لگایا ہے۔ وہ "من حیث التاویل" ہے اور جس پر باجی کا یہ قول (بھی) دلالت کرتا ہے۔ کہ "عندی ان الروایته عن ابن طاؤس بذلک صحیحة" اس قول میں "بذلک" کا مشار الیہ "التاویل" ہے۔

اس کے علاوہ علامہ باجیؒ کا یہ قول حجت نہیں اس لیے کہ اگر طاؤسؒ کا قول وہم ہو سکتا ہے تو علامہ باجیؒ کا قول بھی وہم ہو سکتا ہے۔ بلکہ باجیؒ تو وہم کی وجہ سے جمہور سے خائف ہو چکے تھے----- پھر مزے کی بات یہ ہے کہ اگر طاؤس میں وہم ہے تو اس کے مقابل صحیح حدیث جو امام باجی نے ابن طاؤس سے نقل کی ہے۔ اس میں بھی طاؤس ہے کہ ابن طاؤس اسی سے روایت کرتا ہے اس لیے ماننا پڑے گا کہ یہ وہم تاویل میں ہے روایت میں نہیں اور یہی بات خود مفتی صاحب کی منقول شدہ عبارت میں "انما وقع الوهم فی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التاویل" کے الفاظ سے درج ہے۔

اس کے علاوہ علامہ باجیؒ نے طاؤس کا وہم بیان کر کے ابن طاؤس اور ابن جریج وغیرہ کی روایات کو ترجیح دی ہے۔ وہ ابن عباسؓ کی موقوف روایت پر ہے۔ مرفوع پر نہیں۔

شاید مفتی صاحب نہیں جانتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ سے اہلحدیث کے موقف میں دو طرح کی روایتیں منقول ہیں۔ ایک موقوف' دوسری مرفوع' یہ تمام بحث جو مفتی صاحب نے نقل کی ہے صرف موقوف سے متعلق ہے۔ مفتی صاحب اپنی کم علمی یا تعصب کی وجہ سے اصل معاملہ نہیں سمجھ سکے اور علامہ باجی کی ابن طاؤس اور ابن جریج وغیرہ سے طاؤس پر تاویلی بحث میں الجھ کر رہ گئے۔

اسی طرح ابن عبدالبر کی بحث بھی موقوف روایت سے متعلق ہے۔ مرفوع سے نہیں۔

مفتی خالد صاحب نے دوسری وجہ اس حدیث کے عدم استدلال پر یہ بیان کی ہے کہ یہ حدیث معلول ہے اور دلیل میں امام بیہقیؒ کا قول نقل کیا ہے جواباً عرض ہے کہ امام بیہقی کا یہ قول بھی موقوف روایت سے متعلق ہے مرفوع سے نہیں۔ اور یہی بات مفتی خالد صاحب کی نقل کردہ عبارت سے واضح ہے کہ امام بیہقیؒ فرماتے ہیں۔

"کلھم عن ابن عباسؓ انہ اجاز الطلاق الثلاث و امضاھن" یعنی ابن عباسؓ کے تمام شاگرد ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے تین طلاق کو تین ہی قرار دیا۔

امام باجی' امام ابن عبدالبر اور امام بیہقی کے اقوال میں ابن عباسؓ کی مرفوع حدیث سے کسی قسم کا کوئی تعرض نہیں صرف موقوف روایت پر بحث ہے اور یہاں موضوع بحث حدیث نہیں کہ اصول حدیث و فقہ کے اعتبار سے ابن عباسؓ کا وہ فتویٰ قابل قبول اور معتبر ہے جس میں تین طلاق ایک ہی شمار ہوئی ہیں۔ کیونکہ یہ فتویٰ نص (مرفوع حدیث) کے موافق ہے۔ اور ابن عباسؓ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا جو فتوی تین کو تین ہی بتاتا ہے وہ اس نص کے خلاف ہے جبکہ اصول فقہ میں ہے کہ صحابی کا قول و فعل جب تک مرفوع حدیث کے خلاف نہ ہو حجت ہے ورنہ نہیں۔

چنانچہ ابن ہمام' ملا علی قاری اور عبدالحی لکھنوی وغیرہ حنفی علماء نے تصریح کی ہے کہ "قول الصحابی حجة عندنا اذا لم ینفه شئی آخر من السنة" (مرقاۃ شرح مشکوۃ 2 ص 234' فتح القدیر 2 ص 364' امام الکلام ص 161' غیث الغمام ص 109)

گویا حنفی حضرات بھی اپنے اصول کے مطابق اہلحدیث کے موافق اور مفتی خالد وغیرہ کے خلاف ہیں۔ مگر تقلید کی روش انہیں غلط سمت لیے جا رہی ہے۔

اس بحث میں روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ قول و فعل صحابی اگر مرفوع حدیث کے معارض ہو تو قابل حجت نہیں۔ اور ابن عباسؓ سے موقوف روایت ان سے روایت مرفوع حدیث کے معارض ہے لہذا وہ مرفوع حدیث کے مقابل ساقط ہو گی اور ایک مجلس کی تین طلاقوں کا ایک واقع ہونا صحیح ثابت ہو گیا۔

دوسری بات اس بحث میں جناب مفتی صاحب کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ مرفوع حدیث کے مقابل ابن عباسؓ کی موقوف حدیث ان کی ذاتی رائے کی حیثیت رکھتی ہے اور مرفوع حدیث روایت کی جبکہ اصول کے مطابق رائے پر روایت فوقیت رکھتی ہے۔ جیسا کہ اصول فقہ کی کتب میں یہ قانون مندرج ہے کہ "ان الاعتبار لروایة الراوی لا برایه" کہ اعتبار راوی کی روایت کا ہے اس کی ذاتی رائے کا نہیں اگر کہا جائے نہیں تو فقہ میں ایسے کئی مسائل ہیں کہ جن میں رائے پر روایت کو فوقیت ہے مثلاً" حضرت ابن عباس ہی کا ایک قول ہے۔ "ان النبیؐ امر اصحابه لا یرملو الاشواط الثلاثة" اب عمل روایت پر ہے رائے پر نہیں۔

بفرض محال اگر ہم یہاں ابن عباسؓ کی دونوں روایتوں کو (جن پر مفتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب نے بحث کرنے کی ناکام کوشش کی ہے) برابری کا ورجہ بھی دے دیا جائے تو مفتی صاحب کے احباب مسلک کا اصول ہے کہ جب تعارض بین الدلیلین آ جائے تو دونوں متعارض دلیلوں کو چھوڑ کر کسی تیسری دلیل کی طرف ضرورت لازمی ہے۔ (کمافی نور الانوار' ص 193 وغیرہ کتب اصول)

تو اب کسی تیسری دلیل کی طرف رجوع کرنا ضروری ٹھہرا۔ اور یہاں دلیل ثالث مرفوع حدیث موجود ہے۔ جو کہ خود ابن عباسؓ کی مذکورہ روایت پر تو کوئی علمی بحث نہ کر سکے مگر جان چھڑانے اور عوام کو گمراہ کرنے کے لیے فرمایا

"اب ہم احادیث کثیرہ صحیحہ میں سے چند احادیث نقل کرتے ہیں جن میں ایک مجلس میں تین طلاق دینے سے تین واقع ہونے کا ذکر موجود ہے"

یہ عبارت لکھنے کے بعد تین حدیثیں نقل کی ہیں ہم بفضل اللہ تینوں حدیثوں پر بحث کر کے مفتی صاحب کی ان "بہت بڑی" دلیلوں کی تقصیر اور حقیقت واضح کریں گے۔

محمود بن لبیدؓ کی حدیث ____ مگر مفتی صاحب کی اس حدیث میں ایسے الفاظ نہیں جو مفتی صاحب کے موقف کو واضح کریں۔ چنانچہ مفتی صاحب نے اپنے علماء کی روش پر چلتے ہوئے اس حدیث کے برعکس حدیث کے اصل الفاظ کے ساتھ "عمدۃ الاثات" کے الفاظ "فلم یرده النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بل امضاہ" نقل کر کے نہایت چالاکی سے اپنا مطلب نکالنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ مفتی صاحب کے اس غیر مستند مقولے کے بتائے جانے والے قائل امام ابن قیمؒ "اغاثۃ اللہفان" میں بڑی شد و مد سے اس بات کی تردید کرتے ہیں اور فرماتے ہیں ____ محمود بن لبید کی حدیث سے تین طلاق کے واقع ہونے کا استدلال کرنا حقائق کو مسخ کرنا ہے۔ اس لیے کہ یہ حدیث تین طلاق کے وقوع کی حرمت پر ہے اباحت پر نہیں۔ تین طلاق کے واقع ہونے کا جواز ڈھونڈنا کہانت اور اٹکل ہو گا۔ نیز ایسا کرنا حدیث میں زیادتی ہو گی کہ حدیث اس مقصد کے سراسر متضاد ہے۔ (کہ تین طلاق بیک وقت واقع ہوں) دلالت کی وجوہ میں سے کوئی وجہ بھی تین طلاق کے وقوع پر دلالت نہیں کرتی'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن مقلد اپنی تقلید کی تقویت کے لیے کوئی پروا نہیں کرتا' جو کچھ بھی ملے اس کو پیش کر دیتا ہے۔ (اور سوچتا نہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ کس طرح تصور کیا جا سکتا ہے کہ آپ نے ایسے شخص کے عمل کو جائز قرار دیا ہو گا۔ جو اللہ کی کتاب کا مذاق اڑا رہا ہو؟ یا اس کو شریعت میں صحیح اور معتبر کس طرح سمجھ کر نافذ کیا جا سکتا ہے؟ حالانکہ خود اس شخص کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کا مذاق اڑانے والا قرار دے رہے ہوں۔ یہ حدیث تو اس پر تصریح کرتی ہے کہ تین طلاق واقع نہیں ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا۔ (اغاثة اللهفان' ص 232)

ہاں امام ابن قیمؒ نے مقلدین کے دلائل میں فرمایا ہے کہ "ومنها مارواه النسائی عن محمود بن لبيد---- الا امثلة ولم يقل انه لم يقع عليه الا واحدة بل الظاهر انه اجازها عليه"

یہ امام ابن قیمؒ سے مقلدین کے دلائل ذکر کر کے پھر ایک ایک کا جواب دیا ہے (جو کچھ آپ پڑھ چکے ہیں) اب ایک ایسی بات جو امام ابن قیمؒ جواب دینے کی غرض سے نقل کریں۔ اسے امام ابن قیمؒ سے منسوب کرنا صریح مغالطہ اور علمی خیانت ہے۔

"كونوا قوامين شهداء لله ولو على انفسكم"

مفتی صاحب نے دوسری حدیث نقل کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ الفاظ بھی محمود بن لبید والی حدیث کا حصہ ہیں حالانکہ یہ حدیث سہل بن سعد والی حدیث ملاعنہ کا حصہ ہے۔ اور مفتی صاحب کے مسلک اور نظریہ کے سراسر خلاف کہ احناف اس پر عمل نہیں کرتے کیونکہ فقہ حنفی میں ہے۔ لعان میں ملاعن کو طلاق دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ بلکہ حاکم کی تفریق سے صرف ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے۔ چنانچہ شرح الوقایہ ص 120 ج 2 میں ہے۔

"ثم يفرق القاضي ---- و تبين بطلقة" (کہ قاضی ملاعنین کے درمیان تفریق کرے گا۔ اور اس تفریق سے ایک طلاق بائن ہو گی) اسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح ہدایہ ص 418، ج 2 میں ہے۔ عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح الوقایہ میں ہے۔
وتبیین بطلقہ پر لکھا ہے۔
"ای یقر المرأۃ بعد تفریق الحاکم بائنۃ بطلقۃ و تکون الفرقۃ فی حکم الطلاق البائن"
یعنی عورت حاکم کی تفریق سے ایک طلاق کے ساتھ بائن (جدا) ہوتی ہے۔ یہ تفریق طلاق بائن کے حکم میں ہوتی ہے----- اب حیرانی تو یہ ہے کہ جناب مفتی صاحب جس بات کو خود نہیں مانتے اسے دوسروں سے منوا رہے ہیں۔ حالانکہ عویمر عجلانی کی یہ طلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے نہیں بلکہ ان کے اپنے جذبے کی بنا پر تھی۔ چنانچہ متفق علیہ کی روایت ہے۔
فطلقھا ثلاثا قبل ان یامرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار اس لیے نہیں کیا کہ آدمی جذبہ سے تھا اور عورت اس پر حرمت مؤبدہ سے حرام ہو چکی تھی۔ اور اس طلاق سے اس حرمت کی تائید ہوئی تھی۔
اس نفس حدیث میں مفتی صاحب نے اپنی مطلب برآری کے لیے جملہ "فانفذہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" تو ذکر کر دیا اور دوسرا جملہ جو مفتی صاحب کی قلعی کھولتا ہے' گول کر گئے۔ وہ دوسرا جملہ ہے "فمضت السنۃ بعد فی المتلا عنین یفرق بینھما لا یجتمعان ابدا" (سنن ابی داؤد 2' ص 306)
کہ اس واقعہ کے بعد حکم سنت جاری ہوا کہ متلا عنین اس تفریق کے بعد کبھی اکٹھے نہ ہوں گے۔
اس پر اتفاق ہے کہ لعان کرنے والے کی طلاق معتبر نہیں ہوتی۔ لہٰذا احناف نے اپنی اپنی کتابوں میں ہمارے درج کردہ جملہ کو معمول بہا بتایا ہے۔ اور مفتی صاحب کے جملے کو کسی نے بھی معمول بہا نہیں بتایا۔
ہم شرح الوقایہ کی عبارت تو پہلے نقل کر چکے ہیں اب جناب فخرالحسن گنگوہی کی عبارت نقل کر رہے ہیں۔ گنگوہی صاحب "التعلیق المحمود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علی سنن ابی داؤد" میں حافظ ابن حجرؒ سے مذکورہ حدیث کے حاشیہ پر نقل کرتے ہیں۔

علماء نے اختلاف کیا ہے کہ جدائی نفس لعان سے واقع ہوتی ہے۔ یا حاکم کے واقع کرنے سے امام مالکؒ امام شافعیؒ اور ان کے متبعین کہتے ہیں کہ نفس لعان سے جدائی واقع ہو جاتی ہے۔ پھر مالکؒ اور ان کے متبعین تو کہتے ہیں کہ عورت کے لعان کرتے ہی جدائی ہو جاتی ہے۔ جبکہ امام شافعیؒ اور ان کے متبعین اور مالکیوں میں سے سخون کہتے ہیں کہ مرد کے لعان سے فارغ ہوتے ہی جدائی واقع ہو جاتی ہے۔

جبکہ امام ثوریؒ، امام ابو حنیفہؒ اور ان کے متبعین کہتے ہیں کہ اس وقت تک جدائی واقع نہیں ہوتی جب تک حاکم واقع نہ کرے۔ نیز ان علماء نے حدیث کے ظاہری الفاظ پر استدلال کیا ہے۔ اب مفتی صاحب کی نقل کردہ عبارت انہی کے خلاف جا رہی ہے۔ مقام غور ہے کہ مفتی صاحب اور ان کے ہمراہی عوام کو کس طرح بیوقوف بنا کر اپنا الو سیدھا کرتے ہیں اور کتنی دیدہ دلیری سے حق سے نہ صرف اغماض برتتے ہیں بلکہ "الف" کو "ب" بنا دیتے ہیں۔ فقول ابن اسحاق جهل السنة فيرد اليها۔

مفتی صاحب نے تیسری حدیث عائشہ خثعمیہؓ اور حسن بن علیؓ کے واقعہ کی نقل کی ہے۔ حالانکہ یہ حدیث قابل حجت نہیں کیونکہ اس کی سند کے دو راویوں پر بحث ہے۔ 1- محمد بن حمید الرازی 2- سلمہ بن الفضل

1- محمد بن حمید الرازی کے بارے میں تہذیب التہذیب میں ہے۔

قال البخاری فی حدیثه نظر، قال النسائی لیس بثقة، ولیس بشئی کذاب قال یعقوب بن شیبه، کثیر المناکیر، قال الجوزجانی، ردی المذهب، غیر ثقة، قال اسحاق الکوسج کان یاخذ احادیث الناس فیقلب بعضه علی بعض وقال ایضا" مارایت احدا" احذق بالکذب من رجلین الشاذکونی و محمد بن حمید وقال ابو حاتم کان یکذب واجمعوا جماعة من مشائخ اهل الرای و حفاظهم علی انه

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضعیف فی الحدیث جدا" وقال ابن فراس کان واللہ یکذب وقال ابو حاتم ھذا کزاب لا یحسن ان یکذب ان امروہ مشکوف' و کان ابن خزیمہ لا یروی عنہ' وقال ابن حبان ینفرد عن الثقات بالمقلوبات۔ (تہذیب التہذیب' 129 تا 131)

ہاں امام ابن معین نے اس کو ثقہ کہا ہے اور امام ابو حاتم' امام ابن معین کے اس فرمان کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"سالنی یحیٰی بن معین عن ابن حمید من قبل ان یظھر منہ ما ظھر" (تہذیب 129) کہ امام ابن معین کی توثیق اس کی حالت کے معلوم ہونے سے قبل کی ہے۔

اسی طرح امام احمد کے نزدیک وہ مروی تھے اور ابن خزیمہ فرماتے ہیں۔

انہ لم یعرفہ ولو عرفہ کما عرفناہ ما اثنی علیہ اصلا"۔ (تہذیب التہذیب' ص 131) کہ امام احمد نے ان کو نہیں پہچانا۔ اگر وہ ہماری طرح انہیں پہچانتے تو کبھی اس کی تعریف نہ کرتے۔

سلمہ بن فُضل کے بارے میں ابن حجر لکھتے ہیں۔ قال البخاری عندہ مناکیر و ھنہ علی' قال علی (ابن المدینی) ماخرجنا فی الرای رمینا بحدیثہ' و اشار ابو ذرعۃ الی لسانہ یرید الکذب' وقال ابو حاتم فی حدیثہ انکار یکتب حدیثہ ولا یحتج بہ قال النسائی ضعیف' قال ابن حبان یخطی و یخالف قال' الترمذی کان اسحاق یتکلم فیہ قال ابو احمد الحاتم لیس بقوی عندھم ○ (تہذیب التہذیب)

ہاں ابن سعد' ابو داؤد' ابن معین وغیرہ نے اس کو ثقہ کہا ہے مگر صرف مغازی میں روایت حدیث میں نصیب جیسا کہ کلمہ سے ظاہر ہے' فرماتے ہیں (کان کتب' مغاز یا اتم) اس حدیث کی ایک سند پیش کی جاتی ہے اس میں بھی ایک راوی عمران بن مسلم نہایت ضعیف ہے۔ ہم اس کے بارے میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف ایک فقرہ نقل کرتے ہیں۔

قال ابو احمد الزبیدی رافزی کا نہ جرو کلب" (جرو) کا معنی ہے پلہ اور "کلب" کا کتا فقرہ مفتی صاحب خود بنا لیں۔ اب مفتی اور ہماری بحث کو دیکھا جائے تو حقیقت کھل کر سامنے آ جائے گی اور پتہ چل جائے گا کہ کوا سفید ہے یا سیاہ اور سیاہی کس کے نامہ اعمال میں ہے۔ اللہ رب العزت صرف حق لکھنے اور ماننے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

ہفت روزہ "اہل حدیث" 18 نومبر 1994ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعت اسلامی ـــــ مخالفت نہیں، نصیحت!

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر پروفیسر ساجد میر صاحب کا ایک مضمون "الیکشن 97ء ـــــ نتائج اور تاثرات" کے عنوان سے 13 فروری 97ء کو روزنامہ خبریں، 19 فروری کو روزنامہ پاکستان اور ہفت روزہ زندگی میں شائع ہوا تھا۔ 24 فروری کے خبریں میں کسی محمد انور صاحب (کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں؟) نے اس کا جواب بعنوان "جماعت اسلامی کی مخالفت کیوں؟۔" میں دینے کی کوشش کی اور ساجد میر صاحب کے نقطہ نظر کو اس کے سیاق و سباق سے کاٹ کر ان کی من مانی تعبیر کی ہے۔ جماعت اسلامی اور قاضی حسین احمد کی پالیسی پر پروفیسر ساجد میر کے معقول اور وزنی اعتراضات کا دلائل سے سامنا کرنے کی بجائے انہوں نے اوٹ میں رہ کر صرف طعن و تشنیع کے تیر چلانے پر اکتفا کیا ہے۔ ذیل کی سطور میں مذکورہ مضمون نویس کی تحریر کا ایک مختصر سا جائزہ لیا گیا ہے۔ ان کا پہلا اعتراض یہ ہے کہ ساجد میر صاحب نے بے نظیر بھٹو کے صوبائی تعصب کو تو بڑی حقارت کی نظر سے دیکھا ہے مگر حالیہ انتخابات میں پنجاب کے عوام کے شعور اور غیرت مندی کو خراج تحسین پیش کرکے خود صوبائی تعصب کا ثبوت دیا ہے حالانکہ اگر وہ ساجد میر صاحب کے مضمون کا مذکورہ حصہ غور سے اور تعصب کے بغیر پڑھتے تو وہ کبھی یہ اعتراض نہ کر سکتے تھے۔ ان کے مضمون میں صرف یہ کہا گیا تھا کہ ذوالفقار علی بھٹو سے بے نظیر تک پیپلز پارٹی کی قیادت پنجابی عوام کو اقتدار میں آنے کے لیے سیڑھی کے طور پر استعمال کرتے رہے ہیں لیکن اقتدار میں آنے کے بعد انہوں نے پنجاب سمیت پورے ملک کا استحصال کیا تاہم اس مرتبہ پنجاب کے عوام نے بے نظیر بھٹو کے اقتدار کے لیے اپنا کندھا پیش نہ کرکے شعور اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیرت کا ثبوت دیا جب کہ میاں محمد نواز شریف نے پنجاب کے لیڈر کے طور پر نہیں بلکہ وفاق کی علامت اور چاروں صوبوں کی زنجیر کے طور پر حالیہ انتخابات جیتے ہیں۔ محمد انور صاحب ہی انصاف سے بتائیں کہ اس میں صوبائی تعصب کی کون سی بات ہے؟۔ میاں نواز شریف نے نہ تو "پنجاب کارڈ" کھیلنے کی کوشش کی ہے اور نہ کبھی "لاہور کے وزیر اعظم یا لاڑکانہ کی وزیر اعظم" میں فرق کیا ہے اس لیے انہیں صوبائی تعصب کے حوالے سے بے نظیر بھٹو سے ملانا یا ان کی حمایت کرنے والوں کو صوبائی تعصب کا شکار قرار دینا خود محمد انور صاحب جیسے لوگوں کے اس تعصب اور نفرت کا ثبوت ہے جو وہ جماعت اسلامی کی ناجائز حمایت میں میاں نواز شریف سے حسد رکھتے ہیں۔

"بڑی برائی" اور "چھوٹی برائی" میں فرق نہ کرنے والوں اور میاں نواز شریف کو بے نظیر بھٹو کی طرح "برائی کی برائی" قرار دینے والوں کیلیے واقعی ہی یہ سمجھنا مشکل ہے کہ میاں نواز شریف کو بے نظیر بھٹو کے مقابلے میں محب وطن اور دین پسند کیوں کہا گیا ہے۔ تاہم محمد انور صاحب نے میاں نواز شریف پر بڑا کرم فرماتے ہوئے ان کے محب وطن ہونے کی نفی نہیں کی۔ انہیں ان کے دین پسند شخصیت سمجھے جانے پر اعتراض ہے اور اس ضمن میں انہوں نے سود کی حمایت کی مثال دی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے مجموعی رویوں سے پہچانا جاتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ مجموعی طور پر میاں نواز شریف نہ صرف بے نظیر بھٹو بلکہ دوسرے بیشتر سیاست دانوں کے مقابلے میں ایک دینی اور شریف گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور نماز اور دوسرے احکام دین پر عمل کرنے کے لحاظ سے بھی ممتاز ہیں بلکہ انہوں نے کبھی نہ تو بے نظیر بھٹو کی طرح احکام دین کو فرسودہ اور گھٹیا قرار دیا ہے اور نہ ہی ان سے بغاوت کا اعلان کیا ہے۔ جہاں تک سود کا تعلق ہے تو وہ بلاشبہ حرام ہے اور اللہ اور رسولؐ کے خلاف جنگ ہے لیکن اس کے بارے میں بھی انہوں نے یہ کبھی نہیں کہا کہ پاکستان میں غیر سودی معیشت چل ہی نہیں سکتی حقیقت یہ ہے کہ ہم سب اگرچہ یہ بات جانتے ہیں کہ اسلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سود ممنوع اور حرام ہے لیکن اس کو ملکی و غیر ملکی تجارت و معیشت سے ختم کرنے کے لیے جس عملی خاکہ کی ضرورت ہے وہ ایک مکمل اور منضبط شکل میں سامنے نہیں آیا۔ اس ضمن میں اسلامی نظریاتی کونسل اور غیر سودی معیشت پر لکھی ہوئی بعض کتابوں کا اکثر حوالہ دیا جاتا ہے۔ ان میں سودی نظام کی جگہ مضاربت اور مشارکت کے اسلامی اصولوں کی نشاندہی تو ضرور کی گئی ہے مگر بین الاقوامی تجارت، غیر ملکی قرضوں، بینکنگ اور انشورنس کے پورے نظام پر اس کا اطلاق کرنے میں جو عملی دشواریاں حائل ہیں ان کا مفصل حل پیش نہیں کیا گیا اسی لیے میاں نواز شریف نے اس مرتبہ برسراقتدار آتے ہی اسلامی بنکاری کے کمیشن کا اعلان کیا ہے جس میں شامل علماء، بینکار اور ماہرین معیشت ایک مفصل خاکہ ترتیب دینے کی کوشش کریں گے جس کو اپنا کر ہم ہر سطح پر سود کی لعنت سے آزاد ہو سکیں گے بہر حال یہ ایک مستقل موضوع ہے، جس پر اس مضمون میں مفصل بحث نہیں ہو سکتی عرض کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ بعض نظری اور عملی خامیاں ہونے کے باوجود اگر کسی کو اس کے مجموعی نظریات، رویہ اور کردار کی بنا پر دین پسند شخص کہہ دیا جائے تو یہ کوئی جرم و گناہ کی بات نہیں خواہ وہ جماعت اسلامی کے معیار "صالحیت" پر پورا نہ اترتا ہو۔ محمد انور صاحب (یا ان کے پیچھے جماعت اسلامی کے میڈیا سیل کے جو صاحب بھی جلوہ گر ہیں) کا پروفیسر ساجد میر کے مضمون پر سب سے بڑا لیکن سب سے بودا اعتراض یہ ہے کہ وہ میاں صاحب کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں ان کی "ثناء خوانی" کرتے ہیں اور انہیں مصلح اعظم اور نجات دہندہ قرار دیتے ہیں۔

یہ سب انور صاحب کے اپنے مفروضات اور توہمات ہیں۔ ساجد میر صاحب جماعت اسلامی کے متعصب حمایت کرنے والوں کی طرح نہ تو میاں نواز شریف کو جملہ خرابیوں کا مجموعہ سمجھتے ہیں اور نہ ہر غلطی سے نیک اور پاک قرار دیتے ہیں اگر ایسا ہوتا کہ انہیں محمد انور کے بقول کوئی خامی بھی دکھائی نہ دیتی اور وہ انہیں ہر لحاظ سے مکمل سمجھتے تو وہ اپنے اس مضمون میں یہ نہ کہتے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالیہ مینڈیٹ نے انہیں بہت بڑی آزمائش اور امتحان سے دو چار کر دیا ہے اور اگر انہوں نے اب بھی عوام کو مایوس کیا تو عوام کی بھی مایوسی کی کوئی حد نہ ہو گی اور نہ ہی وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ برسراقتدار آنے کے بعد میاں نواز شریف کا کام معیشت اور امن و امان کی بحالی اور بہتری ہی نہیں بلکہ اسلامی اقدار کا عملی نفاذ اور معاشرتی و اخلاقی گندگی کو صاف کرنا بھی ان کی ذمہ داری ہے اگر اس سلسلہ میں کوتاہی کی گئی تو عوام کا اعتماد نہ صرف، ان سے بلکہ پورے جمہوری سسٹم سے اٹھ جائے گا اس قسم کے مشورے اس کو دیے جاتے ہیں جس سے غلطی اور کوتاہی صادر ہونے کا امکان ہوتا ہے اور جسے مشورہ دینے والا ہر لحاظ سے مکمل اور خامیوں سے مبرا یا بقول محمد انور صاحب کسی "اصلاح یا اپوزیشن سے بے نیاز" نہیں سمجھتا جبکہ یہ بھی امر واقع ہے کہ خود جماعت اسلامی نے آئی۔ جے۔ آئی کے دور میں میاں نواز شریف اور ان کی جماعت و احباب کی تعریف میں جو مبالغہ آمیزیاں کی تھیں وہ ابھی لوگوں کے حافظے میں ہیں یہ تو بعد میں ہوا کہ جب سیٹوں کی تقسیم پر معاملات ان کی مرضی کے مطابق طے نہ ہوئے تو پھر وہ طوفان بیان بازی برپا ہوا کہ الامان و الحفیظ اور ایسے میں اپنے سابق امیر میاں محمد طفیل اور ان کی احباب (جو جماعت کے سینئر ترین لوگ۔ تھے) کے بیانات بھی نظر انداز نہیں کیے جا سکتے۔

"ایں گناہ ہست کہ در شہر شما نیز کنند"

جناب محمد انور نے اپنے مختصر سے مضمون کے آخر میں جو باتیں کی ہیں ان کا انداز بڑا ہی عامیانہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ ساجد میرکی زبان سے میاں نواز شریف کی جائز و ناجائز حمایت اور جماعت اسلامی کی جائز و ناجائز مخالفت کے سوا اور کچھ نہیں ملتا حتیٰ کہ ان کی زبان سے اپنی پارٹی کا نام بھی سننے میں نہیں آتا جسے انہوں نے ایک (گروپ نما جماعت) کہہ کر خود کو تسکین دینے کی کوشش کی ہے اور یہ بھول گئے ہیں کہ جماعت اسلامی کے اپنے ارکان اور افرادی قوت جمعیت اہلحدیث کے مقابلہ میں کتنی ہے حالانکہ پروفیسر ساجد میرکی تو پہچان ہی یہی ہے کہ وہ مرکزی جمعیت اہلحدیث کے امیر ہیں اور ان کے تمام مضامین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سیاسی و دینی سرگرمیوں کے بیانات کا حوالہ بھی یہی ہے حقیقت یہ ہے کہ موصوف کو پروفیسر صاحب کے دیگر بیانات و مضامین یا تو نظر نہیں آتے یا پھر وہ دکھ کی رگ پر نہیں پڑتے ورنہ انہیں معلوم ہوتا کہ پروفیسر صاحب ماشاء اللہ ہمہ جہت موضوعات پر علمی و سیاسی اور بابصیرت بیانات و مضامین جاری کرتے رہتے ہیں اور وہ کوئی ان پڑھ (امیر جماعت) نہیں بلکہ ایک علمی جماعت کے صاحب علم و ادراک امیر ہیں۔ پروفیسر ساجد میر کی جماعت اور مسلک کے حوالہ سے انور صاحب کا اعتراض یہ بھی ہے کہ میاں محمد نواز شریف نے اپنے عمل سے توحید پسندی کے اس مسلک کی ہمیشہ نفی کی ہے جو اہلحدیث کا طرہ امتیاز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اہلحدیث دیگر مسلمانوں کو (کافر) قرار دیے بغیر انہیں توحید و سنت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وابستہ ہونے کی دعوت دیتے ہیں اور اس ضمن میں کسی ضد اور تعصب کا شکار نہیں ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص توحید و سنت کے بنیادی نظریات کو مکمل طور پر نہیں اپنا سکا تو تبلیغ کا حق اس سے ہٹ کر یا اس سے اپنا سیاسی و سماجی روابط کے دائرہ سے الگ کر کے نہیں بلکہ اس کے قریب ہو کر اور اسے اپنے قریب کر کے ادا کیا جا سکتا ہے اور قرآنی ہدایت کے مطابق حکمت اور مواعظ حسنہ پر مبنی ساجد میر صاحب کے اس طریق تبلیغ نے میاں نواز شریف جیسے افراد سمیت بہت سے لوگوں کے عقائد و نظریات کی اصلاح کے لیے موثر ہونے کا ثبوت دیا ہے البتہ اس ضمن میں اور انور صاحب نے (تقلید) کا حوالہ دے کر "ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ" پر عمل کیا ہے انہیں چاہیے کہ وہ تقلید کے لغوی واصطلاحی معنی بہتر طور پر سمجھنے کی کوشش کریں جس عامیانہ سطح پر انہوں نے تقلید کا لفظ استعمال کیا ہے اس کے پیش نظر تو انہیں کسی اہلحدیث کا صرف کسی دوسرے کو نہیں بلکہ ایک اہلحدیث عالم کو بھی اپنا قائد سمجھنا جائز نظر نہیں آئے گا اور پھر یہ بات کر کے جماعت اسلامی کی کوئی خدمت نہیں کی بلکہ ان کے عام رویہ کی نفی کی ہے کیا وہ یہ نہیں جانتے کہ جماعت اسلامی نے اپنی افرادی تعداد میں اضافہ کے لیے ایسے لوگوں کے لیے کیا کچھ نہیں کیا اور جو کچھ وہ پاسبان کے سٹیج پر اور اسلامک فرنٹ کے نام پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گذشتہ انتخابات میں کر چکے ہیں وہ کتنا اسلامی تھا۔

دراصل محمد انور صاحب نے یہ تو کہا ہے کہ وہ پیپلز پارٹی کے حامی نہیں ہیں لیکن وہ اس بات کو چھپانے میں ناکام رہے ہیں کہ وہ تعصب کی حد تک جماعت اسلامی کے حامی ہیں اور ان کا کام صرف اور صرف اس جماعت کی جائز و ناجائز حمایت ہے اسی لیے انہیں میاں نواز شریف میں کوئی خوبی نظر نہیں آتی اور اسی لیے دیگر اعتراضات کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنے مضمون کے شروع میں یہ کہا ہے کہ جیتنے والے خوشی (فخرو غرور) سے پھولے نہیں سما رہے حالانکہ انتخابات میں بے مثال کامیابی کے بعد میاں نواز شریف نے پارلیمنٹ کے اندر اور باہر جتنی بھی تقریریں کی ہیں ان میں عجز و انکساری اور اللہ کے شکرانہ کا بھرپور اظہار موجود ہے۔

اگر پروفیسر ساجد میر صاحب کا رویہ بھی انور صاحب کی طرح یک طرفہ اور متعصبانہ ہوتا اور وہ محمد نواز شریف کو تمام خامیوں سے پاک سمجھنے کے ساتھ ساتھ جماعت اسلامی کے اندھے مخالف ہوتے تو وہ اپنے مذکورہ مضمون میں کبھی یہ نہ کہتے: ”قاضی حسین احمد اور جماعت اسلامی کو چاہیے کہ وہ اپنی سوچ اور پالیسی پر نظرثانی کریں اور میاں نواز شریف اور مسلم لیگ کے قریب آئیں تاکہ ایک طرف پیپلز پارٹی کے سیاسی مردہ کے دوبارہ زندہ ہونے کے تمام امکانات ختم ہو جائیں اور دوسری طرف میاں محمد نواز شریف سے بھی دین اور ملک و قوم کے لیے بہتر کام لیے جا سکیں۔

اگر پروفیسر ساجد میر صاحب کی جماعت اسلامی سے کوئی ذاتی مخالفت ہوتی تو مولانا مودودی کا اچھے پیرائے میں ذکر نہ کرتے۔ اسی طرح قاضی صاحب سے بھی کوئی ذاتی مخالفت یا عداوت نہیں ہے ان کے مضمون میں جماعت اسلامی کی موجودہ قیادت کی مسلسل سیاسی غلطیوں اور پالیسیوں نے جو دین و ملک اور عوام کو نقصان پہنچایا ہے اس کے رنج اور افسوس کے ضمن میں ان کا ردعمل ہے۔

جماعت اسلامی اور قاضی حسین احمد صاحب تسلیم کریں یا نہ کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

93ء کے انتخابات میں ان کی "سولو فلائٹ" اور "تیسری قوت" بننے کی ناکام کوشش سے پیپلز پارٹی بر سراقتدار آئی جس نے عریانی و فحاشی کو عروج بخشا عدلیہ کی توہین و تضحیک میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ قانون اور آئین کی کوئی پرواہ نہ کی پارلیمنٹ کو بے توقیر ادارہ اپوزیشن رہنماؤں اور ان کے عزیز و اقارب کو انتقام کا نشانہ بنایا اور قتل و غارت گری میں اپنے خون کی بھی پرواہ نہیں کی قاضی صاحب تو ساری دنیا کو غلطیوں کا مجموعہ سمجھتے ہیں اور پارلیمنٹ کو گندگی کا ڈھیر کہتے ہیں لیکن اگر میاں محمد نواز شریف 93ء کے انتخابات میں انہیں ان کی حیثیت سے بڑھ کر پچاس سیٹیں دے دیتے تو نواز شریف کے سارے جرم نیکیوں میں تبدیل ہو جاتے اور گندگی کا ڈھیر بھی مقدس مقام بن جاتا جبکہ اس کے برعکس میاں نواز شریف نے ایک اچھے انسان کی طرح اپنی غلطیوں کا اعتراف کیا ہے لیکن قاضی صاحب ابھی تک بضد ہیں کہ انہوں نے کوئی غلطی نہیں کی۔

جماعت اسلامی نے ملی یک جہتی کونسل کو سیاسی میدان میں استعمال کرنے کے لیے ہائی جیک کرنے کی ناکام کوشش کی۔ جب مذہبی جماعتوں کے راہنماؤں نے جماعت اسلامی کے اس رویہ کو دیکھا تو وہ حساس معاملہ کے باوجود ملی یک جہتی کونسل سے الگ ہو گئے یا اپنی سیاسی سرگرمیوں کو اس سے الگ کر لیا نتیجتاً جماعت اسلامی نے مختلف مسالک سے تعلق رکھنے والے "بونوں" کو استعمال کر کے اپنا وزن بڑھا کر سودے بازی کی پوری کوشش کی لیکن اس میں ناکامی کے بعد پہلے احتساب پھر انتخاب کا غیر آئینی اور غیر منطقی مطالبہ شروع کر دیا اور اقتدار کی ہوس نے انہیں یہاں تک پہنچا دیا کہ امیر جماعت اسلامی نے یہ بیان دیا کہ اقتدار ان کے حوالے کر دیا جائے ورنہ وہ کسی حکومت کو بھی نہیں چلنے دیں گے انہوں نے نگران حکومت کے درمیانی ایام میں احتساب اور اصولوں کے پردہ میں چھپتے ہوئے حصول اقتدار کے لیے پوری گیم کھیلی لیکن ناکامی کے بعد انتخابات کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا اور اس موقع پر جمہوریت کا علم بھی اٹھایا اور بے بس آمر کی طرح انہوں نے لوگوں کو انتخابات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بائیکاٹ کی ترغیب اور تبلیغ بھی کی ان غیر قانونی اور غیر آئینی اور غیر اخلاقی حرکتوں کا ان کے پاس کیا جواز تھا؟ بہر حال 3 فروری کو پاکستان کے غیور اور باشعور عوام نے ان کے ہر ڈرامہ کو ناکام اور ہر بات کو مسترد کرتے ہوئے مسلم لیگ اور میاں نواز شریف کو ایک بھاری اور تاریخی مینڈیٹ سے نوازا جس کے بعد قاضی حسین احمد نے میاں نواز شریف کو چھ ماہ کی مدت عطا کی ہے اور بعد ازاں یہ مضحکہ خیز پالیسی بیان بھی جاری کیا ہے کہ جماعت اسلامی سینٹ کے انتخابات کا بھی بائیکاٹ کرے گی کوئی پوچھے ان "صاحبان بصیرت" سے کہ آپ کی اسمبلیوں میں پوزیشن کیا ہے کہ جس کی بنیاد پر آپ سینٹ کا انتخاب لڑ سکتے ہیں۔ اگر لڑنے کا فیصلہ کرتے تو شاید کوئی ایک تائید کنندہ یا تجویز کنندہ بھی میسر نہ آتا اس سے تو انہوں نے "انگور کھٹے ہیں" والی ضرب المثل کی یاد تازہ کر دی ہے۔

اب بھی جماعت اسلامی اور قاضی حسین احمد کو چاہیے تھا کہ وہ میاں نواز شریف کا نہ سہی 3 فروری کے عوامی فیصلہ کا ہی احترام کرتے۔ 93ء کے انتخابات کے بعد پیپلز پارٹی (جس کے لیے جماعت اسلامی کے اکابرین کفر کے فتوے صادر کرتے رہے) کی زنانہ حکومت کے لیے تو کئی مرتبہ فرمایا تھا کہ اسمبلی اور حکومت کو مدت پوری کرنی چاہیے لیکن اب نواز شریف کی حکومت کو ٹیسٹ کرنے کے لیے انہوں نے چھ ماہ کا "طویل" عرصہ عطا فرمایا ہے آج تک اس طرح کی پالیسی کسی دور میں کسی نے بھی نہیں اپنائی اور کسی نے بھی اپنے آپ کو "مصلح اعظم" قرار نہیں دیا اور نہ ہی کسی نے یہ کہا کہ منتخب حکومت ان سے سرٹیفکیٹ حاصل کر کے چل سکتی ہے لیکن قاضی صاحب کے پاس کونسا اخلاقی جواز ہے کہ وہ مصلح اعظم بنیں اورپانچ سال کے لیے عوامی مینڈیٹ حاصل کرنے والی حکومت ان سے سرٹیفکیٹ حاصل کر کے آگے قدم بڑھائے ایسے اقدامات کسی بے شعور منصف کے فیصلہ میں بھی صرف عوام ہی نہیں بلکہ جمہوریت، آئین اور اخلاقی قدروں کی بھی توہین ہے جماعت اسلامی اور قاضی حسین احمد کو چاہیے کہ وہ اپنی اداؤں پر غور فرمائیں اور دوسری دینی جماعتوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان کے رہنماؤں کے لیے سبکی کا سبب نہ بنیں ویسے تو جماعت اسلامی کے رویہ اور انداز سیاست سے کسی اور بالخصوص نواز شریف کا کچھ نہیں بگڑ سکتا۔ خود جماعت اسلامی کا ہی نقصان ہوا ہے یہ بات قاضی صاحب یا موجودہ جماعت اسلامی کے حضرات تسلیم کریں یا نہ کریں مگر ایک عالم جانتا اور مانتا ہے کہ قاضی صاحب کی جماعت اسلامی کے سیاسی انداز کی وجہ سے پچاس پچاس سالہ کہنہ مشق، متحرک ترین، مخلص اور بانی جماعت کے قریبی ساتھیوں نے نہ صرف چپکے سے بلکہ علی الاعلان جماعت کے دشمن نمبر1 نواز شریف کا ساتھ دیا۔ بلکہ اپنا پلیٹ فارم بھی الگ بنا لیا ہم اس موقعہ پر یہ نہ بھی کہیں کہ 93ء کے انتخابات کے بعد عوام کے جذباتی ردعمل کو دیکھتے اور بھانپتے ہوئے جماعت اسلامی نے اس مرتبہ انتخابات میں آنے کی جرات نہیں کی حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ معاملہ یونہی ہے لیکن اگر اب بھی جماعت اسلامی نے محض مخالفت کے نقطہ نظر سے مسلم لیگ کی موجودہ حکومت کی مخالفت جاری رکھی اور ان حالات میں کہ جن میں عوام کا والہانہ اور جذباتی لگاؤ موجودہ حکمرانوں سے ہے اپنا یہ مخاصمانہ رویہ قائم رکھا تو پھر جماعت اسلامی کا اللہ ہی حافظ ہو گا۔

محمد انور صاحب کا اپنے مضمون میں رونا یہ ہے کہ پروفیسر ساجد میر جماعت اسلامی کے فرشتوں کی مخالفت کیوں کرتے ہیں حالانکہ پروفیسر ساجد میر صاحب نے جماعت اسلامی کے بارہ میں اصلاحی انداز اپنایا تھا کوئی نازیبا یا دل آزاری کی بات نہیں کی تھی۔ پھر بھی انور صاحب یا جماعت اسلامی کے لوگ اس کو بہت محسوس کر رہے ہیں تو حقیقت اور اصل بات یہ ہے کہ جماعت اسلامی نے ہمیشہ اہلحدیث عوام کے اخلاص کو دین کے نام پر استعمال کیا ہے اب جبکہ جماعت اسلامی کا اصل چہرہ بے نقاب ہو چکا ہے اور ان کا باطن ظاہر ہوا ہے تو پھر اصلاحی انداز بھی بہت محسوس ہوتا ہے ورنہ انور صاحب اور ساری جماعت اسلامی جانتی ہے کہ قاضی صاحب اور ان کی جماعت اسلامی کی مخالفت تو خود جماعت اسلامی سے الگ ہونے والے سابق ذمہ داران اور بانی تحریک اسلامی کے قریبیوں نے کی تھی اور اس طرح کی تھی کہ پروفیسر ساجد میر کے سخت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفاظ بھی ان کے مقابل چنداں حیثیت نہیں رکھتے انور صاحب کو ان لوگوں بالخصوص میاں طفیل۔ نعیم صدیقی۔ صلاح الدین ڈاکٹر اسرار اصلاحی صاحب اور ان کے رفقاء کے بیانات اور مضامین کا پھر مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ انھیں معلوم ہو کہ جماعت اسلامی کی مخالفت کیا ہے اور کیوں ہے یا اگر مطالعہ کے لیے وقت نہ ملے تو کسی بھی محب وطن شہری سے پوچھ لیا جائے تو ثابت ہو گا کہ انہیں کے مطلب کی کہہ رہا ہوں۔

زبان میری ہے بات ان کی
انھیں کی محفل سجا رہا ہوں
چراغ میرا ہے رات ان کی

ہفت روزہ "اہل حدیث" 21 مارچ 1997ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رجب کے کونڈے کیوں؟

اللہ تعالیٰ نے عبادات و معاملات انسانی کے متعلق کچھ حدود و قیود اور قواعد و قوانین کا تعین فرمادیا ہے اور ان قواعد و ضوابط سے تجاوز اور انحراف کرنے سے یہ کہہ کر منع فرمایا کہ: تلک حدود اللہ ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ (سورۃ الطلاق)

یعنی اللہ کی حدود سے تجاوز اپنے نفس پر ظلم ہے۔

اسلام کے وضع کردہ اصول و قوانین قرآن و حدیث کی صورت میں مدون و مرتب ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے سفر آخرت پر روانہ ہوتے ہوئے انہی دو چیزوں کے متعلق ارشاد فرمایا تھا۔

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ و سنۃ رسولہ (موطا امام مالک)

جب تک کتاب اللہ اور احادیث مبارکہ تھامے رہو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے۔(گویا ان دو کے چھوڑنے اور کسی تیسری کے تھامنے سے گمراہ ہو جاؤ گے)

امام مالکؒ نے فرمایا تھا۔ لن یصلح اخر ھذہ الامۃ الا من صلح بہ اولھا۔

یعنی اس امت کے آخری لوگوں کا سدھار صرف انہیں چیزوں میں ہے جن کی وجہ سے امت کے پہلے صحابہ کرامؓ کا سدھار ہوا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے ان تمام اعمال و افعال کی سخت ممانعت کی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں اسلام کا حصہ نہ تھے اور بعد میں نیکی کے نقطہ سے جاری کیے گئے یا جن کا کوئی شرعی ثبوت نہیں اور اجر و ثواب کی نیت سے نیکی سمجھ کر کیے جائیں۔(ایسے امور کو شرعی اصطلاح میں بدعت کہا جاتا ہے)۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے۔ شر الامور محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃ (صحیح مسلم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة (مسند احمد و سنن ابو داؤد)
وكل ضلالة في النار (سنن نسائی)

یعنی بد ترین کام وہ ہیں جو دین میں نئے نئے شروع کیے جائیں- ہر وہ کام (رسول اللہ کے بعد) جاری کیا جائے بدعت ہے' ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر (ایسی) گمراہی جہنم میں لے جانے کی-

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد.

یعنی ہر وہ کام آج (آپ ﷺ کے دور میں) دین نہیں (تھے) اور جاری کئے گئے وہ مردود ہیں-

یعنی ثواب کے کام صرف وہی ہیں جن کے کرنے کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہو یا جو آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام نے کیا ہو- باقی محض انسانی خیالات و افکارات خواہ بظاہر کتنے ہی اچھے کیوں نہ دکھائی دیں' ثواب اور دین کے کام نہیں ہو سکتے-

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ تین لوگ آپ کی ازواج مطہرات کے پاس آئے اور آکر آپ ﷺ کی عبادت کے متعلق پوچھا جب انہیں بتایا گیا تو انہوں نے کہا ہم کہاں اور آپ ﷺ کہاں؟ چنانچہ ایک نے کہا تمام رات نماز پڑھا کروں گا- ایک نے کہا میں ہر روز روزہ رکھا کروں گا- اور ایک نے کہا کہ میں عورتوں سے الگ تھلگ رہوں گا- ایسے میں رسول اللہ ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ نے ان کو بلا کر (ڈانٹا اور) فرمایا میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں' روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں' رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں- اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کیا ہے- نیز فرمایا جو شخص میری سنت سے منہ موڑے گا وہ مجھ سے (تعلق نہیں رکھتا) (گویا آپ ﷺ کے فرامین و احکام سے بڑھ کر جو بھی کام کیا جائے گا- سنت کی مخالفت متصور ہو گا-)

ماہ رجب کے بیان کئے جانے والے امور؟

ماہ رجب چار حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے- باقی تین ماہ ذوالقعدہ' ذوالحجہ اور محرم ہیں- ان چاروں حرمت والے مہینوں کی حرمت اور احترام اسلام سے قبل بھی اہل عرب میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مروج تھا ان مہینوں میں جنگ و جدال سے اجتناب کیا جاتا تھا۔ اور لڑائی جھگڑے اور ظلم و زیادتی کو نا پسند سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے بھی ان مہینوں کی حرمت کو بر قرار رکھا۔ اس اعتبار سے رجب المرجب کی بھی فضیلت ہے خصوصی طور پر جس طرح بعض دیگر مہینوں کی فضیلت میں احادیث آئی ہیں جیسے شعبان، رمضان، شوال، ذوالحجہ اور محرم وغیرہ۔ رجب کی کوئی امتیازی فضیلت احادیث میں وارد نہیں۔ البتہ ابن ماجہ میں حدیث پاک ہے کہ:

نهی رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صيام رجب کہ آپ ﷺ نے رجب میں روزے رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

قرآن پاک میں چار حرمت والے مہینوں کے متعلق ہے فلا تظلموا فيهن انفسكم کہ ان میں اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرو جب کہ سورہ طلاق میں فرمان الٰہی ہے ومن يتعد حدود الله فقد ظلم نفسه کہ جو اللہ تعالیٰ کے متعین کردہ قواعد کی مخالفت کرتا ہے وہ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے۔ پھر کیا یہ ظلم در ظلم نہیں کہ مسلمان حرمت والے مہینے میں وہ کام کریں جو قرآن واحادیث سے ثابت نہیں اور نہ ہی کسی طرح دین اسلام سے مناسبت رکھتے ہیں۔

ماہ رجب میں جو رسوم مروج ہیں ان میں سے ایک اس ماہ کی بائیسویں کو "کونڈے بھرنے" کی رسم ہے جس کا دین اسلام سے ذرہ بھر بھی تعلق نہیں ہے اور جو واضح بدعت کی حیثیت رکھتی ہے۔

ایک من گھڑت داستان عجیب

اس کی بنیاد قرآن کے کسی حکم یا رسول اللہ ﷺ کے کسی فرمان یا فقہ کے کسی مسئلہ پر نہیں ہے۔ بلکہ ایک من گھڑت داستان پر ہے جسے "داستان عجیب" کہا جاتا ہے جس کی کوئی سند ہے نہ وہ کسی مستند کتاب ہی میں موجود ہے۔ اور اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

ایک لکڑہارا مدینے میں نہایت تنگدستی اور فقر و فاقہ کی زندگی گذار رہا تھا۔ پھر وہ تلاش معاش میں مدینے سے نکل کھڑا ہوتا ہے بارہ سال دردر کی ٹھوکریں کھاتا ہے لیکن دولت کا طائر بلند بام اس کے ہاتھ نہیں آتا۔

ادھر اس کی بیوی وزیر کے گھر نوکری کر لیتی ہے ایک دن حضرت جعفر صادق کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے ساتھیوں سمیت وہاں سے گزر ہوتا ہے' حضرت جعفر محل کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے ساتھیوں سے پوچھتے ہیں 'آج کون سی تاریخ ہے؟ عرض کیا جاتا ہے کہ رجب کی بائیس تاریخ ہے فرمایا کہ آج کے دن جو شخص نئے کونڈے لے کر ان میں پوریاں وغیرہ بھر کر میری فاتحہ پڑھے گا اور میرے وسیلے سے دعا کرے گا اس کی ہر حاجت پوری اور ہر مشکل دور ہو جائے گی 'اگر ایسا نہ ہو تو وہ قیامت کے روز میرا دامن پکڑ سکتا ہے۔

یہ سن لکڑہارے کی بیوی نے حضرت جعفر صادق کے کونڈے بھرے جس کے نتیجے میں اس کی خواہش کے مطابق بارہ سال کے بعد اس کا خاوند مال وزر کے انبار لے کر گھر لوٹ آیا آنے کے بعد اس نے وزیر کے محل کے سامنے ایک شاندار محل تعمیر کر دلیا۔وزیر کی بیوی نے جب یہ نو تعمیر محل دیکھا تو پوچھا کہ یہ کس کا محل ہے؟ بتلایا گیا کہ اسی نوکرانی کا ہے جو آپ کے گھر جاڑو دیا کرتی تھی۔

اس نے اس کی مالداری کا راز پوچھا تو اس کے کونڈے بھرنے کا ذکر کیا گیا لیکن اسے یقین نہیں آیا اور کونڈوں کی اس کرامت کا انکار کر دیا جس کے نتیجے میں وزیر اور اس کی بیوی کو ذلت و خواری کے بد نصیب دن دیکھنے پڑے وغیرہ وغیرہ

ذرا غور فرمائیں کہ حضرت امام جعفر 8 رمضان 80ھ یا 17 ربیع الاول 83 ھ (باختلاف روایات) پیدا ہوئے اور یہ اموی دور تھا جن کا دارالحکومت دمشق تھا' جب کہ وفات 15 شوال 148ھ کو ہوئی جو کہ عباسی دور تھا اور دارالحکومت بغداد تھا۔ پھر بھلا مدینہ منورہ میں وزیر کا کیا کام؟

دوم: ایک وزیر کے محل کے سامنے محل بن جائے اور اس کو خبر ہی نہ ہو ...... کیا یہ دونوں باتیں ہی اس حکایت کے جھوٹے ہونے کی علامت نہیں۔

کہا جاتا ہے کہ 22 رجب کو حضرت جعفر صادق کا سانحہ انتقال پیش آیا تھا۔

اولاً: تو ان کی تاریخ وفات یہ نہیں بلکہ 15 شوال 148ھ ہے' یہ بھی نہیں کہ ان کی تاریخ مختلف فیہ ہو بلکہ 15 شوال باتفاق مورخین ہے۔

ثانیاً: اگر ان کی تاریخ وفات 22 رجب ہی مان لی جائے تب بھی اس تاریخ سے کونڈوں کا کیا تعلق۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وفات کے سانحہ دلدوز پر حلوہ خوری میں کیا تک ہے؟

ثالثا: حضرت جعفر صادق جیسے اور سینکڑوں بزرگ ہماری تاریخ میں گزرے ہیں ان کے یوم وفات پر ایسا کیوں نہیں کیا جاتا؟ جعفر صادق کی وفات کے دن ہی ایسا کیوں کیا جاتا ہے؟ اس تخصیص کی بنیاد اور دلیل کیا ہے؟

رابعا: دین کی تکمیل تو آنحضرت ﷺ کے ذریعے ہو چکی۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ)

خامسا۔ اگر یہ کہا جائے کہ کونڈے دراصل اسی طرح حضرت جعفر صادق کے نام کی نیاز ہے جس طرح دوسرے کئی بزرگوں کے ناموں کی نیاز دی جاتی ہے۔ تب بھی یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ بلکہ شرک ہے کیونکہ نذر و نیاز بھی عبادت ہی کی ایک قسم ہے اور عبادت صرف اللہ ہی کا حق ہے۔ اس کے سوا کسی کی بھی عبادت جائز نہیں' بلکہ اگر کوئی شخص اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرے گا تو وہ مشرک قرار پائے گا ---- چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب در مختار میں ہے ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدار ھم والنثم والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربیا الیھم فھو بالاجماع باطل و حرام (الدرالمختار - اخر کتاب الصوم ص 134 طبع مبرتھ)

باقی رہی وسیلے کی بات تو اسلام میں شخصی وسیلے کا قطعا کوئی ثبوت نہیں اور نفع و نقصان پہنچانے والی صرف اللہ تبارک و تعالی کی ذات ہے۔ کسی اور کو نفع و نقصان کر مرجع و مالک اور مختار جاننا شرک ہے۔

22 رجب کے کونڈوں کا آغاز لکھنو کے ایک شیعہ نواب حامد علی خان نے 1906ء میں کیا تھا اور اس بدعت کے آغاز میں ہی لکھنو کے گرد و نواح اور تمام مکاتب فکر کے علماء نے اس کی سخت مذمت کی تھی۔

علماء فرنگی محل (لکھنو) نے بھی ان کے بے اصل ہونے کا متفقہ فتوی دیا ہے جو آج سے نصف صدی قبل شائع ہوا تھا۔ ان سے سوال کیا گیا کہ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال اس جوار میں طریقہ اہل تشیع کے موافق کونڈوں کا بڑا رواج ہو گیا ہے ..... یعنی 22 رجب کو نماز فجر کے بعد پوریاں کونڈوں میں رکھ کر فاتحہ ہوتا ہے اور طریقہ فاتحہ کے ضمن میں ایک تصنیف ہے وہ پڑھی جاتی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ شیعوں کے امام جناب جعفر صادق نے فرمایا ہے کہ 22 رجب کو کونڈے کرو اور میرے توسل سے مراد طلب کرو۔ اور مراد پوری نہ ہو تو قیامت میں تمہارا ہاتھ میرا گریبان ہوگا۔"

ایسی فاتحہ دلانا یا اس میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟ امید ہے کہ شرع شریف کے موافق اس کی اصلیت یا تشریح سے آگاہ کر کے ماجور ہوں گے" (مخلصا)

جواب امور مذکورۃ السوال کی شرعا کوئی اصل نہیں۔ یہ امور لغویات میں سے ہیں۔ ایک مسلمان کی شان اس سے اعلیٰ وارفع ہے کہ وہ اس قسم کی توہمات میں مبتلا ہو۔ جناب جعفر صادق ؒ کی طرف کثرت سے جھوٹی باتیں منسوب کر دی گئی ہیں بائیسویں رجب کے متعلق کوئی خاص عمل کرنے کی ہدایت نہیں کی گئی ہے لوگوں نے اپنی طرف سے بہت سی باتیں گھڑ لی ہیں۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ حتی الامکان اس قسم کی لغویات سے مسلمانوں کو باز رکھے اور باسانی و نرمی ان فضویات کی لغویت ذہن نشین کرائے۔ اس قسم کے طریقوں سے مرادیں حاصل کرنا درست نہیں ہے۔ مرادیں حاصل ہو جانا ان طریقوں کے صحت کی دلیل نہیں مشرکین بتوں کے ذریعے سے بھی مرادیں مانگتے ہیں۔ بہر حال ان امور میں اپنے روپیہ کو ضائع نہ کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم (مخلص)

(کتبہ محمد شفیع عفی اللہ الانصاری، فرنگی محل لکھنو)

تائیدات (1) محمد عنایت اللہ عفی عنہ، رجب 1346ھ فرنگی محل لکھنو۔

(2) محمد ایوب غفرلہ، فرنگی محل لکھنو۔

(3) ابو القاسم محمد عتیق صانہ سبحانہ عما لا یلیق بن حضرت مولانا المعی العلام الفرنجی محل لکھنوی 5 رجب 1346ھ

(4) الجواب صحیح والرائی نجیح۔ ابو طاہر ظہور احمد البہاری الرسول نوری کان اللہ لہ۔ مدرس اول مدرسہ عالیہ قدیمہ لکھنو بروز شنبہ 9 رجب المرجب 1346ھ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(5) الجواب صحیح۔ حکیم عبدالستار خاں مدرس مدرسہ عالیہ قدیمہ بقلم خود۔

(6) صح الجواب واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ عبداللہ

(7) الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب۔ محمد فضل خاں عفی اللہ عنہ مدرسہ عالیہ قدیمہ۔

(8) واقعی یہ بدعت قبیحہ رافض کی احداث کی ہوئی ہے اور ان کے مذاہب باطل کی ترویج کا ذریعہ ہے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اپنے بھائیوں سے اس کے ترک کرنے کی سعی بلیغ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ احقر عباد محمد عبدالشکور عافاہ مولاہ۔ لکھنو۔ 12 رجب 1346ھ۔

22 رجب ہی کیوں؟

22 رجب شیعہ حضرات کے نزدیک خوشی کا دن اس لیے ہے کہ اس دن کاتب وحی اور جلیل القدر صحابی رسول ﷺ حضرت امیر معاویہؓ کی وفات ہوئی تھی۔ چنانچہ دشمنان صحابہ حضرت معاویہؓ کی وفات کی خوشی میں اسی دن کونڈے وغیرہ بھر کر فرحت و مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور خصوصی طور پر کھانے پینے کا اہتمام کرتے ہیں ..... شیعہ حضرات کے لاہور کے مدرسے "المنتظر" کی طرف سے ایک کیلنڈر شائع ہوتا ہے ایک کیلنڈر شیعہ کی ایک دکان "سیٹھ برادر" شاہ عالم مارکیٹ لاہور کی طرف سے بھی شائع ہوتا ہے یہ کیلنڈر دو رنگے ہوتے ہیں۔ خوشی کے ایام کو سرخ اور دیگر ایام کو سیارہ رنگ سے شائع کیا جاتا ہے اس میں 22 رجب کی تاریخ کو سرخ شائع کیا گیا ہے (یعنی خوشی کے دن کے طور پر) اور ساتھ لکھا ہے "مرگ معاویہ" اسی طرح جو اور جنتریاں شیعہ کی طرف سے شائع ہوتی ہیں، ان پر 22 رجب کو روز سعد لکھتے ہیں۔

حاصل کلام

عام مسلمان 22 رجب کو نادانستگی میں جو کونڈے بھرتا ہے۔ وہ درحقیقت دشمنان صحابہؓ کے برے فعل میں ساتھی بن جاتا ہے اور دین سمجھ کر ایک ایسے کام کو انجام دیتا ہے جو شریعت مصطفوی ﷺ، تعامل صحابہؓ و تابعین، تبع تابعین اماماں دین، ائمہ حدیث، فقہا و اولیاء سے ثابت نہیں اور ایک بدعت کی حیثیت رکھتا ہے۔ "یعنی نیکی برباد گناہ لازم" والی بات ہو جاتی ہے۔ ایسے کاموں پر رقم خرچ کرنے سے بہتر ہے کہ اپنے گرد و نواح بھرے مساکین و بیوگان کی مالی امداد کر دی جائے۔ تاکہ کسی انسان کے بھلے کے ساتھ ساتھ خرچ کرنے والے کا بھی بھلا ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ دوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اردو کے چند محاورے

اللہ اکبر

لغوی معنی ہے "اللہ بہت بڑا ہے۔" اردو میں تعجب' حیرت' عظمت اور غلو و کثرت کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے۔

مومن کا شعر ہے۔

کیسے مجھ سے بگڑے تم اللہ اکبر رات کو
ذبح ہی کرتے جو ہوتا پاس خنجر رات کو

ذوق کا ایک شعر ہے۔

سر بوقت ذبح اپنا اس کے زیر پائے ہے
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

جب کہ مسلمان جانور ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہتے ہیں اور ہر چڑھائی پر چڑھتے اور لڑائی کے وقت اللہ اکبر کہتے ہیں۔ اسی کا نام تکبیر ہے۔ نماز میں نیت باندھتے وقت اور ہر ایک رکن مثل رکوع و سجود وغیرہ پر اللہ اکبر کہتے ہیں۔

اسی طرح ایک کلمہ اللہ رے بھی ہے جس کا معنی ہے او ہو' آہا' واہ رے ____ "بلے بلے" ____

عالم فراق میں نظر آیا وصال کا
اللہ رے عروج ہمارے خیال کا

اللہ اللہ

اللہ اللہ ندا ہے واہ واہ اللہ اللہ کے معنی میں' استعجاب، تحسین اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیرانی کے وقت اس کا استعمال ہوتا ہے۔ (جب کسی چیز کی حد سے زیادہ مقصود ہو تو ایسے کلمے جن میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان پائی جائے۔ زبان پر لاتے ہیں یعنی اس صفت میں موصوف سے بڑھ کر کوئی نہیں مگر اللہ تعالیٰ یعنی بس وہی وہ)

اللہ اللہ کرنا

معناً" تسبیح پھیرنا' مالا جپنا' صبر و توکل کرنا محاورتاً" کہا جاتا ہے۔ اللہ اللہ کرو یعنی جھوٹ نہ بولو' اللہ کا نام لو' دنیاوی معاملات کی بجائے دین پر توجہ دو' فریب نہ دو بلکہ عاقبت سنوارنے کی فکر کرو۔ (اللہ کا نام لینا بھی انہی معانی میں محاورہ ہے)

اللہ کا نام

محاورۃ" یعنی اللہ کے نام کے سوا کچھ نہیں۔ دنیا کی فنا کے متعلق کہا جاتا ہے"

باقی رہے نام اللہ کا۔ گھر میں کچھ نہ ہو تو کہتے ہیں گھر میں اللہ کا نام ہے۔

اللہ کا نور

معناً" اللہ کا نور یا اس کی تجلی جب نہایت حسین' حور صفت' متبرک شکل کے آدمی' فرشتہ صورت اور جس کے چہرے پر عبادت کی کثرت سے نور و ملاحت آ جائے۔ اس کو محاورتاً" اللہ کا نور کہا جاتا ہے۔ داڑھی کو بھی اللہ کا نور کہتے ہیں۔ اردو میں طنزاً" نہایت بدشکل اور بدذات کو بھی اللہ کا نور کہتے ہیں جو کسی طور صحیح نہیں ہے۔

اللہ کی جان

(اللہ میاں کا جی) لغتاً" جاندار' ذی روح مخلوق خدا اور بندہ نیک'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھولا بھالا' سیدھا سادھا' سادہ لوح جب کہ محاورۃ" مسکین' قابل رحم اور مجذوب قسم کے افراد کے لیے بولتے ہیں۔ اسی طرح اردو میں قابل رحم افراد کے لیے اللہ لوگ یا سائیں لوگ بھی کہا جاتا ہے یعنی دنیا و مافیہا سے بے خبر جب کہ احمق اور بعض اوقات سیدھے سادھے کو کہا جاتا ہے۔ اللہ میاں کی گائے یا اللہ کی بھینس۔

اللہ مارا

مصیبت زدہ' بدبخت' خدائی خور' راندہ درگاہ' نفرت کے اظہار کے لیے کلمہ تنفر نگوڑا کے معنی میں عام کہا جاتا ہے۔ اللہ لٹھ نہیں مارتا' مت مارتا ہے۔

اللہ نظر آنا

اردو کا یہ محاورہ ویرانی کی شدت کے بیان کے لیے ہوتا ہے۔ جہاں ہو کا عالم طاری ہو تو کہا جاتا ہے اللہ نظر آتا ہے یعنی کوئی ویرانی سی ویرانی ہے۔ ایک پرانا شعر ہے۔

جس طرف دیکھیے اللہ نظر آتا ہے
بڑھ گئی اور بھی ویرانی سے شان دہلی

اسی طرح کا ایک اور محاورہ ہے۔ اللہ ہی اللہ یعنی اللہ کے سوا سب فانی ہے۔ اس کے سوا کسی کی ہستی نہیں۔ بہادر شاہ ظفر کا ایک شعر ہے۔

یہ سب دھوکا ہے بس
تیری قسم اللہ ہی اللہ ہے

اردو میں اللہ ہی اللہ کو کلمہ تعریف کے لیے استعمال کیا جاتا ہے یعنی سبحان اللہ کیا کہنا؟۔ ______ فقیر صدا کرتے تھے اللہ ہی اللہ' آج کل بھی بعض فقیر کہتے ہیں بس باقی ہوں۔

الا اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب کوئی مشکل پڑے تو بے ساختہ زبان سے کہتے ہیں الا اللہ یعنی اس مشکل سے اللہ کے سواء کوئی نہیں بچا سکتا۔ دراصل یہ کلمہ لا مانع الا اللہ کا مخفف ہے۔ کوئی نہیں کر سکتا سوائے اللہ کے یا پھر لا الہ الا اللہ کا مخفف ہوگا کیوں کہ کلمہ توحید سے زیادہ مسلمان کی زبان پر اور کیا ہو سکتا ہے کہ افضل الذکر لا الہ الا اللہ اور ذکر الٰہی اطمینان قلب کا باعث ہوتا ہے۔ ویسے بھی اہل عرب کا یہ طور ہے کہ دکھ کے وقت یا غصے کے عالم میں کہتے ہیں لا الہ الا اللہ۔

اللہ اٹھالے

بددعائیہ کلمہ، کسی کی موت کی خواہش کرنا خصوصاً" فتنہ پرور کی موت کی بددعا کرنا، اسی طرح محاورہ ہے اللہ غارت کرے نیز اللہ کا قہر ٹوٹے بھی محاورہ ہے۔

اللہ بخشے

دعاء مغفرت، جب کسی مردے کا تذکرہ کرتے ہیں تو پہلے کہتے ہیں اللہ بخشے اور پھر اس مردے کا ذکر شروع کرتے ہیں۔ آتش کا شعر ہے۔

اللہ بخشے کہہ کر مجھ کو اکثر یاد کرتے ہیں
دعائے مغفرت میرے لیے جلاد کرتے ہیں

اللہ پر چھوڑنا یا اللہ پر چھوڑ دینا

اللہ پر بھروسہ کرکے بیٹھ رہنا یا کسی مریض اور کام کو اللہ پر چھوڑ بیٹھنا علاج یا اسباب سے قطع تعلق ہو رہنا۔

اللہ کا دیا سرپر

اردو کی کہاوت ہے۔ مطلب ہے کہ جو اللہ کی طرف سے ہو تسلیم کرنا، ہر آنت جھیلنا ______ یہ اردو کی پہیلی بھی ہے کہ اللہ کا دیا یعنی چاند۔

ہفت روزہ "اہل حدیث" 14 اپریل 1995ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعانما بددعا

عربی کی ایک معروف کتاب ہے "المستطرف فی کل فن من الصرف" اس میں فصاحت و بلاغت اور رفقاہت و ندرت کے شاہکار واقعات و حکایات نقل کی گئی ہیں۔ انہی میں سے ایک ہارون الرشید عباسی خلیفہ سے متعلق و منسوب حکایت ہے۔ جس میں ایک بڑھیا کی معنی آفرینی کا تذکرہ ہے۔ لکھا ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید اپنے ندیموں اور مصاحبوں کے مجمع میں بیٹھا تھا کہ ایک بڑھیا حاضر ہوئی۔ اس نے کہا اے امیرالمومنین! خدا تیری آنکھوں کو سکون مرحمت فرمائے _____ خدا نے جو کچھ تجھے عطاء کیا تو اس کا سکھ لوٹے _____ اور تیری خوش بختی انتہا کو پہنچے تو انصاف کرنے والا حکمران ہے۔ ہارون نے پوچھا اے عورت! تو کون ہے؟۔ اس نے کہا میں آل برمک میں سے ہوں جس کے مردوں کو تو نے قتل کروا دیا اور مال و اسباب چھین لیا۔ یہ سن کر ہارون نے کہا برمک کے مردوں پر خدا کا حکم نافذ ہوا اور ان کو اپنے کیے کی سزا ملی البتہ مال موجود ہے' وہ تجھے واپس کیا جاتا ہے۔ پھر ہارون الرشید نے حاضرین کو مخاطب کرکے کہا کچھ سمجھے یہ عورت کیا کہہ گئی ہے؟۔ سب نے کہا اس نے آپ کو دعا دی ہے۔ ہارون نے کہا تم کچھ نہیں سمجھے' سنو! جب اس نے کہا کہ خدا تیری آنکھوں کو سکون دے تو مطلب تھا کہ ان کی حرکت بند ہو جائے۔ (یعنی ساکت ہونا) اور جب آنکھ حرکت کرنے سے رک جاتی ہے تو اندھی ہوجاتی ہے۔ جب اس عورت نے کہا کہ خدا نے تجھے جو کچھ دیا ہے تو اس کا سکھ لوٹے تو اس کا ارشاد قرآن پاک کی ایک آیت کی طرف تھا' جس میں ارشاد ہوا ہے _____ "یعنی جب کفار و طاغوت اپنے مال و دولت میں رنگ رلیاں کر رہے تھے تو خدا کا قہر دفعتا" ان پر ٹوٹ پڑا" جب اس عورت نے کہا کہ خدا تیری خوشی و خوش بختی کو انتہا تک پہنچا دے تو وہ درحقیقت شاعر کا یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شعر مجھے سنا رہی تھی کہ "یعنی عروج کی انتہا زوال کا آغاز ہوتی ہے" اور جب اس نے میرے انصاف کا تذکرہ کیا تو وہ قرآنی آیت کو پیش نظر رکھے ہوئے تھی کہ _____ "یعنی میں ہارون ایسا انصاف کرتا ہوں کہ مجھے جہنم کا ایندھن بننا پڑے گا۔ خلیفہ کی اس وضاحت پر تمام حاضرین حیران رہ گئے۔

ایسا ہی ایک واقعہ اکبر بادشاہ کے نورتنوں میں سے ایک ملادو پیازہ سے بھی منسوب ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اکبر نے کسی دوسرے بادشاہ کے پاس سفارت بھیجی جس کی قیادت ملا دو پیازہ کر رہا تھا۔ اس بادشاہ نے ملا سے پوچھا آپ بتائیں ہم میں اور اکبر میں کون اعلیٰ ہے۔ اب ملا سوچنے لگے کہ کس کی تعریف کروں اور کس کی نہ کروں؟۔ بہرحال ملا نے کہا کہ

حضور! آپ بدر ہیں اور اکبر ہلال (بدر 13 ویں اور چودھویں' پندرھویں شب کا چاند اور ہلال پہلی دوسری شب کے چاند کو کہا جاتا ہے) بدخواہوں نے ملا کا یہ فقرہ اکبر تک پہنچا دیا کہ اس نے آپ کو ہلال کہا ہے اور اس بادشاہ کو بدر۔ بادشاہ اس وجہ سے ملا سے سخت ناراض ہو گیا۔ ملا نے عرض کی کہ

بادشاہ سلامت! میں نے تو آپ کی تعریف کی تھی اور اس بادشاہ پر فوقیت دی تھی _____ اکبر بادشاہ نے پوچھا وہ کس طرح؟۔ ملا نے عرض کی کہ حضور! بدر آنے والے دن روبہ زوال ہوتا ہے اور ہلال روبہ کمال _____ بدر کی قسمت زوال اور ہلال کو مہ کامل ہونا ہوتا ہے۔

نوائے وقت' 95-04-28
لاهور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم نے پیپلز پارٹی کی حمایت نہیں کی

ٹکا خاں سے ملاقات کو خواہ مخواہ اچھالا جا رہا ہے

عرب شیوخ اخلاقی امداد تو کرتے ہیں' مالی امداد نہیں کرتے

مولانا لکھوی نے کہا مجھے پیپلز پارٹی کی کامیابی سے خوف آتا ہے

اہل حدیث یوتھ فورس کے صدر محمد شفیق خاں کی وضاحتیں

☆ اہلحدیث کی اندرونی سیاست پر ہم نے پچھلے دنوں ایک تحریر شائع کی تھی جس پر درج ذیل تبصرہ شائع کرتے ہوئے ہم اپنا اخلاقی فرض سمجھتے ہیں کہ ہمارے وقائع نگار سے واقعات اور متعلق حضرات کے ناموں کے سلسلے میں جو سہو ہوا اس پر معذرت کریں۔ متعلقہ حضرات اور تنظیمیں ہماری غیر مشروط معذرت قبول فرمائیں تو ان کا کرم ہو گا البتہ واقعات کی ترجمانی اور ان کے تاثر کے بارے میں ایک سے زیادہ رائے رکھنا ممکن ہے۔ چنانچہ یہ تفصیلی وضاحت شائع کرتے ہوئے ہم اعلان کرتے ہیں کہ اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حلقوں کی طرف سے کوئی اور بھی نقطہ نظر پیش کیا جائے تو اسے "ندا" میں جگہ دی جائے گی۔ اختصار بہر حال ملحوظ خاطر رہے۔ (ادارہ)

20 جون 89ء کے "ندا" میں "جماعت اہلحدیث" کے اندرونی معاملات پر تجزیہ سے متعلق چند گزارشات ریکارڈ کی درستی کی خاطر پیش کی جا رہی ہیں۔

صفحہ 37' کالم نمبر3 کے آغاز میں مولانا سید عبد اللہ غزنوی رحمتہ اللہ علیہ کی بجائے مولانا عبدالجبار غزنوی کا نام لکھا گیا ہے' والی افغانستان نے مولانا عبدالجبار غزنوی کو نہیں بلکہ ان کے والد سید محمد عبداللہ غزنوی کو جلا وطن کیا تھا۔ نیز یہ شاہ اسماعیل شہید کے زمانہ کی بات نہیں بلکہ ان سے متصل بعد کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات ہے، اسی طرح یہ امان اللہ شاہ سے پہلے کی بات ہے۔

صفحہ 38 کالم نمبر ایک سطر نمبر 4 سے جو عبارت شروع ہوتی ہے اس سے تاثر ملتا ہے کہ مولانا داؤد غزنوی کی وفات کے بعد مولانا سلفی کی امارت پر اختلاف پیدا ہو گیا تھا جبکہ ایسی کوئی شہادت نہیں ملتی بلکہ کسی ایک بھی فرد کا اختلافی بیان نظر نہیں آتا۔

اسی کالم میں مولانا سلفی کی حیات ہی میں جماعت المسلمین کے قیام کا تذکرہ کیا گیا، جبکہ "جماعت المسلمین" مولانا سلفی کی وفات (1966ء) سے بہت بعد ستر کے عشرہ میں بنی تھی۔ اس کا اہلحدیث جماعت سے قطعاً تعلق نہ تھا نہ ہے۔ معاملہ یوں تھا کہ مسعود احمد بی ایس سی نے مسلک اہلحدیث کی کتب سے متاثر ہو کر تقلید ترک کی اور پھر عمل بالحدیث کے نام پر اتنا آگے چلے گئے کہ اکثر مسائل میں اصحاب الاثر (سلف صالحین) سے نہ صرف مختلف ہو گئے بلکہ اہلحدیث سمیت کسی کو بھی مسلمان تک ماننے کے لیے تیار نہ ہوئے۔ آج بھی ان کا یہی نظریہ ہے۔

اسی کالم میں "جماعت المسلمین" کے ساتھ جماعت غرباء اہلحدیث کا تذکرہ ہے۔ اور اسے جماعت المسلمین کے ردعمل کی پیداوار بتایا گیا ہے، جبکہ جماعت غرباء اہلحدیث پاکستان بننے سے پہلے معرض وجود میں آ چکی تھی اور اس کے پہلے امیر مولانا عبدالوہاب دہلوی تھے۔ قیام پاکستان کے وقت اس کے امیر مولانا عبدالستار تھے۔ جو دہلی سے ہجرت کر کے کراچی آ گئے اور پاکستان میں جماعت کو منظم کیا۔ اس جماعت کی بنیاد اس وقت پڑی جب اہلحدیث علماء انگریز کے جبر کے باعث منتشر تھے۔ جماعت کے بنیادی محرکات محض تبلیغی تھے۔ بعد ازاں اس جماعت نے ہمیشہ جمعیت اہلحدیث سے تعاون کیا۔

صفحہ 38، کالم نمبر ایک پیرا نمبر 2 میں لکھا ہے کہ مولانا اسماعیل سلفی کے انتقال کے بعد مولانا معین الدین لکھوی کو امیر بنایا گیا، حالانکہ مولانا سلفی کے بعد مولانا محدث گوندلوی کو امیر منتخب کیا گیا تھا۔ واضح رہے کہ مولانا داؤد غزنوی جب امیر تھے تو مولانا سلفی ناظم اعلیٰ (سیکرٹری جنرل) تھے۔ جب مولانا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داؤد غزنوی فوت ہوئے تو مولانا سلفی امیر اور مولانا داؤد غزنوی کے فرزند سید ابوبکر غزنوی (وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور) کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا' جنہیں بعد میں میاں فضل حق وغیرہ نے جس طرح نظامت سے الگ کیا وہ ایک الگ کہانی ہے۔

اسی کالم کے پیرا نمبر 3 میں لکھا ہے کہ "اس اثناء میں جمعیت غرباء اہلحدیث مولانا عبدالستار کی قیادت میں سرگرم رہی" حالانکہ اس وقت مولانا عبدالستار وفات پا چکے تھے اور ان کی جگہ مولانا عبدالغفار سلفی امیر تھے۔ جو 1977ء کے آخر میں فوت ہو گئے اور ان کی جگہ موجودہ امیر مولانا عبدالرحمن سلفی منتخب ہوئے۔

صفحہ 38' کالم نمبر 2 میں لکھا ہے کہ علامہ احسان الٰہی ظہیر تحریک نظام مصطفیٰ کے دنوں میں تحریک استقلال میں تھے جہاں سے 1978ء میں استعفیٰ دے کر باقاعدہ جمعیت اہلحدیث میں شامل ہو گئے۔ حالانکہ علامہ احسان الٰہی ظہیر اس سے قبل بھی جمعیت اہلحدیث میں شامل تھے اور 1975ء میں مرکزی ناظم اعلیٰ کا انتخاب بھی لڑ چکے تھے۔ لیکن اس وقت جمعیت اہلحدیث سیاسی جماعت نہ تھی۔ خود مولانا معین الدین لکھوی نے 77ء کے انتخابات میں جمہوری پارٹی کے ٹکٹ پر الیکشن میں حصہ لیا تھا' حالانکہ وہ جمعیت کے مرکزی امیر تھے۔ علامہ شہید کو خود مولانا سلفی نے مدینہ یونیورسٹی سے فراغت کے بعد جماعتی کام کے لیے باصرار پاکستان بلوایا تھا ورنہ حکومت سعودیہ علامہ کو غیر ممالک میں دینی امور کے لیے مبعوث کر رہی تھی۔

www.KitaboSunnat.com

اسی کالم کے آخر میں ہے کہ مولانا معین الدین لکھوی نے تحریک نظام مصطفیٰ میں شہرت و ناموری کے باعث علامہ شہید کو مجلس شوریٰ کا رکن بنایا اور جماعتی پرچے کا ایڈیٹر بنایا' حالانکہ ہم یہ واضح کر چکے ہیں کہ علامہ صاحب اس سے بہت پہلے سے مجلس شوریٰ کے رکن تھے بلکہ کم عمری کے باوجود جماعت ان کی صلاحیتوں کی اتنی معترف تھی کہ انہیں مرکزی ناظم اعلیٰ کا انتخاب لڑوایا گیا۔ ہفت روزہ "اہلحدیث" کی ایڈیٹری کا معاملہ یہ ہے کہ مدینہ یونیورسٹی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے فراغت کے بعد مولانا اسماعیل سلفی نے ان کو جماعت کے ترجمان "الاعتصام" کا ایڈیٹر بنایا۔ بعد میں جب مولانا عطاء اللہ حنیف نے "الاعتصام" پر ملکیت کا دعویٰ کیا تو جمعیت نے اہلحدیث کے نام سے پرچہ نکالا اور علامہ صاحب اس کے پہلے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ مولانا معین الدین لکھوی نے تو علامہ شہید رحمتہ اللہ علیہ کو پیپلز پارٹی کی حکومت کی بلند بانگ مخالفت کے جرم میں "اہلحدیث" کی ادارت سے الگ کر دیا تھا۔

صفحہ 38 کالم نمبر3 میں دفتر جمعیت سے متعلق اختلاف کا تذکرہ ہے۔ واضح رہے کہ اس وقت تک جمعیت اہلحدیث کے فنڈ میں صرف دفتر کے لیے لاکھوں روپے جمع ہوئے تھے۔ جن کی تفصیل ہفت روزہ "اہلحدیث" (4 اگست 1981ء) میں شائع کی گئی تھی۔ اس میں صرف جمعیت گوجرانوالہ کی طرف سے پچاس ہزار روپے، علامہ صاحب نے ذاتی جیب سے دس ہزار روپے اور دوست احباب سے وصول کر کے تقریباً ساٹھ ہزار روپے جمع کروائے تھے چونکہ یہ معاملہ اصولی تھا اس لیے اس کے باعث اختلاف بڑھے اور علامہ شہید کو زیادہ ہمدردیاں ملیں اور احباب میاں فضل حق سے بدظن ہوتے گئے۔

اسی کالم میں لکھا گیا ہے کہ جب علامہ گروپ قائم ہوا تو امیر مولانا محمد عبداللہ اور ناظم اعلیٰ علامہ صاحب کو بنایا گیا حالانکہ ناظم اعلیٰ مولانا محمد حسین شیخوپوری کو بنایا گیا تھا اور علامہ صاحب کے پاس کوئی عہدہ نہ تھا۔

صفحہ 39 کالم ایک میں لکھا گیا ہے کہ لکھوی گروپ کے چند علماء نے صلح کی کوشش کی جو علامہ شہید کے پرجوش ورثاء نے ناکام بنا دی۔ اصل صورت حالات یہ تھی کہ وہ علامہ شہید کی شہادت کے بعد علامہ کی جگہ لینا چاہتے تھے تاکہ علامہ شہید کی تمام محنت اور کوششوں کے باعث اپنا آپ منوانے والی جماعت ان کو اپنا قائد تسلیم کر لے اور ان تمام وجوہ اور اصولوں کو نظر انداز کر دے جن کے باعث علامہ شہید اور ان کے رفقاء الگ پلیٹ فارم بنانے پر مجبور ہوئے تھے۔ علامہ شہید کے ساتھی اس طرح (اصولوں کو نظر انداز کر کے) علامہ شہید کو اختلافات پیدا کرنے والا نہیں بنانا چاہتے تھے بلکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس طرح انہوں نے اہلحدیث کو عزت اور تشخص دلوایا تھا اس کا اظہار چاہتے تھے۔ اسی طرح صلح کی کوششیں بھی صرف علامہ شہید کے ساتھیوں کی طرف سے ہی ہوئی تھیں، ورنہ دوسرا فریق تو سمجھتا تھا کہ علامہ صاحب کی شہادت کے بعد یہ جماعت خود بخود ختم ہو جائے گی۔

جمعیت علمائے اہلحدیث کی پیدائش کے پیچھے کئی سیاسی ہاتھ کارفرما تھے جو جمعیت اہلحدیث کو ہر حال میں ختم ہوتا ہوا دیکھنا چاہتے تھے۔ لیکن جمعیت اہلحدیث سے وابستہ افراد نے ان سازشوں کو کامیاب نہ ہونے دیا اور آج جمعیت علمائے اہلحدیث ایک کاغذی تنظیم کے علاوہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی (اس کا اقرار آپ کے پرچے نے 4 جولائی 89ء کی اشاعت میں بھی کیا ہے)۔

صفحہ 39 کالم نمبر1 میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ لکھوی گروپ کی اسلامی جمہوری اتحاد میں شرکت کے باعث اتحاد کی کوششیں ناکام ہو گئیں کیونکہ علامہ گروپ پی پی کے ساتھ تھا۔ اصل صورتحال یہ ہے کہ ستمبر 88ء میں جمعیت اہلحدیث (علامہ گروپ) کی مجلس عاملہ کا اجلاس ہوا، جس میں ملک کی سیاسی فضا کے مطابق آئندہ انتخابات میں سیاسی اتحاد کے سلسلے میں بحث ہوئی۔ اس مجلس میں طے ہوا کہ اگر دوسری جماعتوں سے اتحاد ہو سکتا ہے تو اپنے ہی دوسرے گروپ سے کیوں نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ کوششیں تیز ہو گئیں اور نتیجتاً 4 اکتوبر کو (علامہ گروپ) کے ایک اہم رکن حاجی عطاء اللہ کے گھر دونوں گروپوں کے نمائندہ حضرات جمع ہوئے۔ علامہ گروپ کی طرف سے مرکزی عہدیدار ان شریک تھے جبکہ لکھوی گروپ کی طرف سے ذمہ دار عہدیداروں کی بجائے کچھ دوسرے افراد نمائندہ بن کر آئے۔ وہاں ایک فارمولا طے ہوا، جس کے مطابق دونوں جمعیتوں کی مجالس شوریٰ کے ارکان مساوی تعداد میں تمام عہدیدار ان کا نیا انتخاب کریں گے۔ (2) آغاز اجلاس، دونوں گروپوں کے عہدیدار مستعفی ہو جائیں گے۔ (3) دونوں مجالس شوریٰ عہدیداروں کے انتخابات کے بعد مستعفی ہو جائیں گی اور نو منتخب امیر اپنی کابینہ اور مجلس عاملہ کی مدد سے چھ ماہ تک تنظیم چلائے گا۔ (4) دستور کے مطابق نئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرے سے رکن سازی کر کے ایک آئینی شوریٰ قائم کی جائے گی جو چھ ماہ کی مدت کے اختتام سے قبل نئے سرے سے عہدیدار منتخب کرے گی۔ چھ ماہ کی اس مدت میں ضرورت اور حالات کے تحت زیادہ سے زیادہ مزید چھ ماہ کی توسیع مذکورہ مجلس عاملہ کر سکے گی۔ (5) مذکورہ عبوری مدت میں جماعتی پالیسیاں منتخب امیر اپنی کابینہ اور عاملہ سے مشورے کر کے کتاب و سنت کی روشنی میں چلائیں گے اور سیاسی وابستگیاں مجالس شوریٰ کے مشترکہ اجلاس کے بعد ختم سمجھی جائیں گی۔ (6) منتخب کابینہ ان تعلیمی اداروں میں مداخلت نہیں کرے گی جو اس وقت دونوں گروپوں کے زیر اہتمام چل رہے ہیں۔ (7) اجلاس کے مقام اور تاریخ کا تعین دونوں ناظم اعلیٰ اتفاق رائے سے کریں گے مگر یہ اجلاس 25 اکتوبر تک ضرور منعقد کیا جائے گا۔

اس فارمولے پر اجلاس میں شریک دونوں گروپوں کے نمائندوں نے دستخط کیے۔ مولانا محمد حنیف اور ڈاکٹر عبدالغفار حلیم بھی (جنہیں "ندا" نے مولانا ثناء اللہ اور مولانا عبدالغفار لکھا ہے) اس اجلاس میں شریک تھے۔ ان دونوں حضرات کی مصالحتی کوششوں کے نتیجے میں ہی یہ اجلاس ممکن ہوا تھا۔

اس تصفیے کے دو یا تین روز بعد لکھوی گروپ نے فریق ثانی سے مشورہ کیے بغیر اسلامی جمہوری اتحاد میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔ یک طرفہ طور پر اتنا بڑا فیصلہ کرنے کی وجہ سے ساجد میر گروپ اور صلح کروانے والوں کو دھچکا پہنچا۔ 22 اکتوبر 1988ء کو ان دونوں گروپوں کی مجالس عاملہ کے اجلاس اپنے اپنے دفاتر میں ہوئے جہاں صلح کی اس تازہ کوشش اور لکھوی گروپ کی بلامشورہ اسلامی جمہوری اتحاد میں شرکت کے علاوہ اتحاد کی دیگر دعوتوں پر بھی غور ہوا۔ علامہ گروپ کے دفتر میں مولانا محمد حنیف اور مولانا عبدالغفار حلیم (جو صلح کے لیے مصروف کار تھے) بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ جب جمعیت اہلحدیث (علامہ گروپ) کی عاملہ سیاسی اتحاد کی بات کرنے لگی تو دونوں بزرگ کھڑے ہو گئے اور کہا کہ جب تک صلح نہ ہو جائے کسی دوسری جماعت سے اتحاد کا فیصلہ نہ کیا جائے۔ اس پر علامہ گروپ کی عاملہ کے تمام ارکان نے کہا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی بات لکھوی گروپ نے کیوں یاد نہ رکھی۔ ان دونوں بزرگوں نے کہا کہ آپ ہمیں دو گھنٹے کی مہلت دیں' ہم لکھوی گروپ سے بات کر کے آتے ہیں۔ چنانچہ ان کے کہنے پر دو گھنٹے کے لیے اجلاس ملتوی کر دیا گیا' یہ دونوں بزرگ مایوس لوٹے۔ انہوں نے بتایا کہ میاں فضل حق نے مولانا لکھوی اور دوسرے ارکان عاملہ کی موجودگی میں ہمیں بے عزت کیا اور کہا کہ صلح کی بات الیکشن کے بعد دیکھی جائے گی۔ فی الحال آپ یہاں سے چلے جائیں۔ چنانچہ ان دنوں بزرگوں کی اس رپورٹ کے بعد (جو انہوں نے لکھ کر بھی دی تھی) علامہ گروپ نے سیاسی اتحاد کے لیے ایک کمیٹی بنا دی۔ اس وقت تک علامہ گروپ کا رجحان کچھ یوں تھا کہ ایم آر ڈی کے ساتھ کہ جس میں پیپلز پارٹی بھی شامل تھی' نظریاتی بعد کے باعث اتحاد خارج از امکان ہے۔ اسلامی جمہوری اتحاد میں نواز شریف نمایاں تھے۔ ان کے بارے میں اہلحدیث حضرات خصوصا نوجوانوں کے جذبات بہت شدید تھے' کیونکہ جب گرفتاریوں کی تحریک جاری تھی تو نواز شریف نے علامہ گروپ کے ایک اعلیٰ سطحی وفد سے مختلف وعدے کر کے تحریک ختم کروائی تھی مگر بعد ازاں ان وعدوں کو پورا نہ کیا گیا۔ ان حالات میں اگر ان سے اتحاد ہو جاتا تو جمعیت اہلحدیث کے ختم ہونے کا خدشہ تھا۔ واقعتاً یہ سمجھا جاتا کہ موجودہ قائدین نے شہداء کا خون نواز شریف کے ہاتھ بیچ دیا ہے۔

اب لامحالہ عوامی اتحاد باقی رہتا تھا جس میں اس وقت تک جونیجو لیگ' تحریک استقلال اور جمعیت علمائے پاکستان تین جماعتیں تھی۔ چنانچہ عوامی اتحاد سے ملنے کا فیصلہ ہوا اور عوامی اتحاد کے سیکرٹری جنرل اقبال احمد خان سے' ملاقات کا وقت بھی طے ہو گیا' مگر جس صبح ملاقات ہونی تھی اس سے پہلی رات مسلم لیگ کے دونوں دھڑے اکٹھے ہو گئے۔ اب عوامی اتحاد' تحریک استقلال اور نورانی گروپ تک محدود ہو گیا۔ جمعیت اہلحدیث کے علامہ گروپ نے ان حالات میں فیصلہ کیا کہ ہم اپنے طور پر امیدوار کھڑے کریں گے اور جہاں اپنے امیدوار نہیں ہوں گے وہاں کے لیے ایک ضابطہ اخلاق طے کر دیا گیا کہ ان نکات کی روشنی میں کسی بھی امیدوار کی حمایت یا مخالفت کی جائے گی۔ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضابطہ اخلاق میں کہیں بھی پیپلز پارٹی کی حمایت کا اشارہ تک موجود نہیں تھا اور نہ کسی جگہ پیپلز پارٹی کی حمایت کی گئی۔

جہاں تک یوتھ فورس کی طرف سے پی پی پی کی حمایت کی بات ہے تو یہ بھی بے بنیاد ہے۔ یوتھ فورس سے تعلق کا اظہار کرنے والے کسی فرد نے اگر اعلان کیا ہو تو اس کی ذمہ دار پوری یوتھ فورس پر کس طرح ہو سکتی ہے؟ جب کہ تنظیم نے اس بنیاد پر مذکورہ فرد کے خلاف تادیبی کارروائی بھی کی ہو۔ میں خود یوتھ فورس کا مرکزی صدر ہوں' مجھے پی پی کی طرف سے حمایت کی یقین دہانی بھی کروائی گئی۔ میرے تمام انتخابی خرچ کی ذمہ داری اٹھانے کا لالچ بھی دیا گیا مگر میں نے کھل کر پی پی کی مخالفت کی۔ ایک صوبائی حلقے میں نواز شریف کا مدمقابل ہونے کے باوجود اسی صوبائی حلقے میں قومی نشست پر نواز شریف کی حمایت کی گئی پھر بھلا پی پی کی حمایت کا الزام کیونکر سچ ہو سکتا ہے؟۔

اب سوال یہ ہے کہ مولانا لکھوی کے مقابلے میں پی پی کے عاشق ڈوگر کی حمایت کا سبب کیا تھا؟۔ اس کا سبب پی پی کی حمایت نہ تھی بلکہ لکھوی صاحب کی مخالفت مقصود تھی اگر لکھوی صاحب اسلامی جمہوری اتحاد کی بجائے پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر بھی کھڑے ہوتے تب بھی ان کی مخالفت ہوتی۔ اسکی وجوہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1- مولانا لکھوی نے رکن مجلس شوری ہونے کے بعد اور پھر ایم این اے بننے کے بعد (85ء کے انتخابات میں) جمعیت اہلحدیث علامہ گروپ کے جلسوں کو سبوتاژ کروایا بلکہ کئی ایک جلسے انتظامیہ پر اثر انداز ہو کر رکوائے۔

2- اہلحدیث یوتھ فورس کے لڑکوں کو مختلف غنڈہ عناصر سے پٹوایا اور ان پر جھوٹے مقدمات دائر کروائے۔

3- مجلس شوری کی رکنیت اور ایم این اے شپ کے دوران اسمبلی میں مسلک کی کوئی بات نہ کی۔

4- 23 مارچ 87ء کے دھماکے سے متعلق کوئی احتجاج نہ کیا (خصوصا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسمبلی میں) بلکہ علامہ صاحب کی شہادت پر بالمعنی خوشی کا اظہار کیا۔

-5 مولانا لکھوی سرعام کہتے رہے کہ میں پنڈی کے دھماکے میں یوتھ فورس کو ملوث کراؤں گا۔

ان تمام باتوں کے باوجود جب اسی حلقے سے جمعیت اہلحدیث نے اسی حلقے کے رہنے والے میاں محمد جمیل کو ٹکٹ دیا (یاد رہے کہ مولانا لکھوی اوکاڑہ کے رہنے والے ہیں) تو کئی ایک بزرگوں نے اس حلقے سے میاں جمیل صاحب اور مولانا لکھوی میں سے ایک کو کھڑا کرنے کے لیے تگ و دو شروع کر دی۔ اکثر لوگوں کی خواہش تھی کہ لکھوی صاحب کی بجائے میاں جمیل کھڑے ہوں۔ وجہ یہ تھی کہ ایک تو میاں صاحب اسی علاقے کے رہنے والے تھے' دوسرا علاقے میں ان کی برادری کی اکثریت تھی' تیسرے پی پی کے عاشق ڈوگران کے حق میں بیٹھنے کو تیار تھے' چوتھے لکھوی صاحب نے اپنی رکنیت شوریٰ اور ایم این اے شپ کے دوران علاقے اور عوام کے لیے کچھ نہ کیا تھا۔ یہ اسباب لکھوی صاحب کے علم میں بھی تھے چنانچہ انہوں نے بھی آمادگی ظاہر کی کہ "میں تو چاہتا ہوں کہ کوئی نوجوان آگے آئے مگر میں پی پی کی فتح سے خوفزدہ ہوں اگر عاشق ڈوگر میاں جمیل کے حق میں بیٹھ جائے تو میں بھی بیٹھ جاؤں گا۔" مصالحت کروانے والے بزرگوں نے کہا کہ حضرت! عاشق ڈوگر ایک الگ پارٹی سے تعلق رکھتا ہے' اس سے ہمیں کیا مطلب؟ ہم تو چاہتے ہیں کہ آپ اور میاں جمیل میں سے کوئی ایک کھڑا ہو' مگر مولانا مصر رہے کہ نہیں عاشق ڈوگر بیٹھے گا تو میں بھی بیٹھ جاؤں گا۔ ناچار عاشق ڈوگر سے بات ہوئی (جو خود بھی نہ صرف اہل حدیث ہے بلکہ ایک عرصہ تک مولانا لکھوی کا مرید خاص اور ان کے مدرسے کا خصوصی معاون بھی رہ چکا تھا مگر اب صرف مولانا لکھوی کی ضد میں الیکشن لڑ رہا تھا)۔ عاشق ڈوگر نے جواب دیا کہ اگر اس طرح جمعیت اہلحدیث کو بلامقابلہ سیٹ ملتی ہے تو میں میاں جمیل کے حق میں بیٹھنے کو تیار ہوں مگر لکھوی صاحب پہلے کاغذات واپس لیں۔ (ایک معاہدہ بھی ہوا جس پر لکھوی صاحب' عاشق ڈوگر اور مصالحت کروانے والے افراد نے دستخط کیے)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس میں طے کیا گیا کہ جو فریق معاہدے کی خلاف ورزی کرے گا تمام پنچایت الیکشن میں اس کی مخالفت کرے گی۔ اب لکھوی صاحب اور عاشق ڈوگر دونوں یہ اصرار کر رہے تھے کہ دوسرا شخص کاغذات پہلے واپس لے۔ یہ ساری جنگ پارٹیوں کی بجائے اشخاص کی تھی جب دونوں کا اصرار بڑھا کہ دوسرا فرد پہلے کاغذات واپس لے تو ایک درمیانی راہ ڈھونڈھی گئی کہ دونوں حضرات اکٹھے جج کے پاس جائیں اور دونوں اکٹھے کاغذات واپس کریں تاکہ میاں جمیل بلا مقابلہ کامیاب ہو جائیں۔ جب یہ تجویز سامنے آئی تو مولانا لکھوی پیچھے ہٹ گئے حالانکہ اس طرح میاں جمیل کے بلامقابلہ منتخب ہونے سے جماعت کی عزت میں اضافہ ہوتا۔

صفحہ 39، کالم نمبر 2 پر ٹکا خان سے ملاقات کو بھی پیپلز پارٹی سے تعاون کی دلیل بنایا گیا ہے حالانکہ ٹکا خان سے ملاقات سے پہلے اور بعد میں مسلسل پیپلز پارٹی کی حکومت کے خلاف بیانات آتے رہے ہیں۔ یہ ملاقات صرف انتظامی نقطہ نگاہ سے تھی تاکہ کسی طرح علامہ شہید کے قاتل گرفتار ہو سکیں۔ اس سلسلہ میں جمعیت اہلحدیث کا موقف ہے کہ اگر قاتلوں کی گرفتاری کے لیے ہمیں اپنے مقام سے نیچے اتر کر بھی کسی سے ملنا پڑے تو ہم ملیں گے۔ گورنر ٹکا خان سے ملاقات سے بہت پہلے جمعیت کا اعلیٰ سطحی وفد نواز شریف، جونیجو، سابق وزیر داخلہ نسیم آہیر اور دیگر مسلم لیگی رہنماؤں سے بھی مل چکا تھا۔ یہ ملاقاتیں نظریاتی حمایت کے لیے نہیں بلکہ قاتلوں کی گرفتاری کے مطالبے کے لیے تھیں۔

اسی کالم میں لکھا گیا ہے کہ "علامہ گروپ کی مجلس شوری کے اجلاس میں پارٹی رہنماؤں نے کہا کہ انہوں نے پیپلز پارٹی کی حمایت کر کے گناہ عظیم کیا ہے۔" حالانکہ الیکشن 88ء کے بعد مجلس شوری کا کوئی اجلاس منعقد نہیں ہوا۔ آخری اجلاس 20 مارچ 88ء کو سیالکوٹ میں منعقد ہوا تھا اس لیے یہ بات قطعاً" غلط ہے۔

مضمون کے آخر میں یہ تاثر دیا گیا ہے کہ عرب شیوخ نے پیپلز پارٹی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حمایت کے باعث علامہ گروپ کی مالی امداد بند کر دی۔ حالانکہ نہ کبھی پہلے مالی امداد ہوئی ہے اور نہ ہو رہی ہے جو بند ہوتی۔ عرب ہماری اخلاقی مدد تو کرتے ہیں انہیں جماعتی اختلافات پر ہم مسلک ہونے کے باعث دکھ بھی ہے' مگر یہ صحیح نہیں کہ وہ مالی امداد کرتے ہیں۔ اگر جمعیت اہلحدیث کی مالی امداد ہو رہی ہوتی تو اس کے دفاتر کی یہ حالت نہ ہوتی۔ آج جمعیت اہلحدیث جو کچھ بھی ہے اپنے احباب کے اخلاص اور تائید الٰہی کے باعث ہے اور اس میں بیرونی امداد کا قطعاً کوئی ہاتھ نہیں۔ جن کو امداد ملتی ہے ان کی حالت دیکھیں اور جمعیت اہلحدیث کی حالت دیکھیں' سب کچھ واضح ہو جائے گا۔

اگر عرب شیوخ جمعیت اہلحدیث سے بدظن ہوتے تو حال ہی میں رابطہ عالم اسلامی کی طرف سے منشیات کے خلاف ہونے والی عالمی کانفرنس میں جمعیت اہلحدیث کو مدعو نہ کیا جاتا اور پروفیسر ساجد میر اس میں بطور مہمان مقرر شرکت نہ کرتے۔ مزید یہ کہ رابطہ کی طرف سے جمعیت کے قائدین کو اعزازاً حج کی دعوت بھی دی گئی ہے جس میں پروفیسر ساجد میر اور ایک اور مرکزی قائد حج کے لیے روانہ ہو گئے ہیں۔

"ندا" 4 جولائی کے صفحہ 18 پر شائع شدہ اس رپورٹ کے بارے میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ جس میں یوتھ فورس کے قتل کی ذمہ داری میاں نواز شریف پر ڈالی گئی ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے 27 جون 89ء کو یوتھ فورس کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 22 جون کے فیصلوں کی روشنی میں فلیٹیز ہوٹل میں ایک بھرپور پریس کانفرنس کی تھی جس میں واضح لفظوں میں کہا تھا کہ ہم نہ تو انگلی اٹھا کہ کسی کو قاتل کہنے کی پوزیشن میں ہیں اور نہ ہی کسی کو قتل سے بری الذمہ قرار دے سکتے ہیں۔ ہم نواز شریف کو حکومت کا سربراہ ہونے کے باعث ذمہ دار ٹھہراتے ہیں۔ ان کی حکومت نے اس معاملہ میں عدم دلچسپی' بلکہ غفلت مجرمانہ کا مظاہرہ کیا ہے۔ ایسا کہنا ہمارا سیاسی حق ہے۔

اسی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ سابق سیکرٹری نومبر 88ء کے انتخابات کے بعد بھوک ہڑتال کروانا چاہتا تھا' جس پر عمل نہ ہونے کے سبب وہ ساجد میر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گروپ نے الگ ہو گیا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کے خلاف نومبر 87ء میں ہی اس کی غیر اخلاقی، غیر شرعی، غیر دستوری اور غیر تنظیمی حرکات کے باعث کارروائی شروع ہو گئی تھی اور اسے جنوری 88ء میں انتخابات سے گیارہ ماہ قبل جمعیت اہلحدیث اور یوتھ فورس سے خارج کر دیا گیا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایڈیٹر کی ڈاک

بسم اللہ الرحمن الرحیم' نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ○

محترمی بشیر انصاری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ آپ کا محبت نامہ موصول ہوا۔ شکریہ' نوازش' مہربانی۔ حالات سے آگاہی ہوئی۔ ویسے میں اکثر دوست و احباب کو فون کر کے حالات سے آگاہ ہوتا رہتا ہوں۔ چنانچہ میرا سب سے زیادہ خرچہ فون پر اٹھتا ہے۔ تنظیمی دوستوں سے جماعتی صورت حال سے آگاہی ہوتی رہتی ہے۔ کبھی دل سے آہ نکلتی ہے اور کبھی واہ۔

جماعتی ترقی پر دل ازحد خوش ہوتا ہے اور جب عناصر تخریبیہ کی حرکات کا سنتا ہوں تو غم و غصہ سے دل و جگر لخت لخت ہونے لگتا ہے۔

میں اس لحاظ سے خوش نصیب ہوں کہ بڑے اچھے اور مخلص ساتھیوں کا ساتھ نصیب ہوا ہے۔ امریکہ میں یہ اچھے ساتھی ایک نعمت ہیں۔ ہر ساتھی ایک سے بڑھ کر ایک ہے۔ جماعتی احباب بہت کم ہیں (مخلص ہیں) مگر چونکہ مزدور پیشہ ہیں اس لیے جماعت کے لیے کماحقہ وقت نہیں نکال پاتے۔ پھر بھی اس دارا لکفر میں کلمہ حق کی سربلندی میں افتاں و خیزاں کوشاں ہیں۔ حافظ محمد اسحٰق علوی امیر اور حافظ عبدالرحمان ابوتراب کشمیری سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے قیادت فرما رہے ہیں۔ جب کہ روح رواں چوہدری حبیب الرحمن ہیں۔ مولانا محمد خلیل بھی اپنی شخصیت و اخلاص سے راہنمائی فرماتے رہتے ہیں۔ میں حافظ عبداللہ فہیم صاحب کے ساتھ ہی رہتا ہوں بلکہ امریکی معاشرت میں وہ میرے راہنما ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذاتی طور پر میں ان تمام ساتھیوں کے اخلاص سے محظوظ ہو رہا ہوں۔ یہ تمام ساتھی مجھ سے خصوصی پیار کرتے ہیں۔ میں سب سے زیادہ چوہدری حبیب صاحب سے متاثر ہوا ہوں۔ خطبہ جمعۃ المبارک مولانا علوی ارشاد فرماتے ہیں۔ جب کہ ہر ماہ کی پہلی اتوار کو درس قرآن پاک ہوتا ہے۔ درس کی ذمہ داری مجھ پر ڈالی گئی ہے۔

میں جس علاقے میں رہ رہا ہوں' یہ پاکستانیوں کی کثرت کا علاقہ ہے۔ محسوس یہی ہوتا ہے کہ پاکستان کے کسی علاقے میں ہی رہ رہا ہوں۔ اردو' پنجابی خوب چلتی ہے۔ پاکستان ٹی وی اور ریڈیو اسٹیشن چلتے ہیں۔ کئی ایک اردو کے جرائد بھی شائع ہوتے ہیں۔ اس طرح سیاسی پارٹیاں بھی قائم ہیں' پیپلز پارٹی کے دو گروپ قائم ہیں۔ مسلم لیگ کئی حصوں میں بٹی ہے بلکہ ہر ایرہ غیرہ نتھو خیرہ لیڈر بنا بیٹھا ہے۔ کئی ٹیکسی ڈرائیور بزعم خود لیڈر ہیں۔ خصوصاً" پاکستان میں حکومت سے مفاد لینے کے لیے کئی بونے لیڈر بنے بیٹھے ہیں۔

یہاں ایک بات اور بتاتا چلوں کہ کچھ پاکستانی سرکردہ لیڈر یہاں آکر اپنی شہرت کے لیے چند افراد کے سر پر ہاتھ رکھ کر انہیں لیڈر بنا چکے ہیں۔ کچھ وائیں صاحب کے چہیتے کچھ شہباز شریف کے پیارے اور چند ایک حسین حقانی کے دلارے لیڈر بنے بیٹھے ہیں۔ امریکی معاشرت بڑی بے ڈھنگ ہے۔ جوانی ترنگ میں اور بڑھاپا خوار ہو رہا ہے۔ شادی شدہ جوڑے بہت ہی کم ہیں۔ بوائے فرینڈز اور گرل فرینڈز ہی میاں بیوی کے قائم مقام ہیں۔ بچے پالنے کے لیے انائیں جنہیں "بے بی سسٹر" کہا جاتا ہے' رکھی ہوتی ہیں جب کہ کتے گودوں میں نظر آتے ہیں۔ خصوصاً" عورتوں نے بچوں کی جگہ کتوں کو چھاتی سے لگا رکھا ہے۔ ساری دنیا میں انسانیت کی علمبرداری کے دعوے دار اپنی گلیوں میں خوار ہوتے بوڑھوں سے بے اعتنائی برتتے ہیں۔ راہ چلتے جوڑے جہاں کہیں بوس و کنار میں مشغول ہوں تو پرواہ نہیں۔ لیکن کوئی دیکھے بھی برا بن جاتا ہے۔ مرد بنے ٹھنے رہتے ہیں "سوٹڈ بوٹڈ" حتیٰ کہ ٹائی کا بھی خصوصی اور لازمی خیال رکھا جاتا ہے جب کہ عورت کا وجود ننگا ______ اکثر پاکستانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھرانے جو کہ کافی عرصے سے امریکہ میں رہ رہے ہیں۔ ان کے بچے بھی اسی معاشرت کے رنگ میں رنگے جا چکے ہیں۔ یہاں کوئی والدین اپنے بچوں پر سختی نہیں کر سکتے۔ اگر کریں تو بچے پولیس بلا لیتے ہیں اور پولیس بچوں کے کہنے پر والدین کو حوالہ زنداں کر دیتی ہے۔ بد معاشوں کا یہ ملک آج کل مشینوں پر چل رہا ہے یعنی ہر کام کمپیوٹرائزڈ ہو چکا ہے۔

یہاں ایک اور چیز دیکھنے میں آئی ہے کہ فیملی پلاننگ کا درس دینے والے یہودی اپنی نسل میں اضافے کے لیے زیادہ سے زیادہ بچے پیدا کرتے ہیں۔ جس علاقے میں ہم لوگ رہتے ہیں یہاں یہودی گھرانوں کی کثرت ہے۔ ہر دروازہ جب کھلتا ہے تو بچوں کی لائنیں لگ جاتی ہیں۔ زیادہ بچے جننے والی یہودی عورتوں کو باقاعدہ تقریب میں انعامات اور تاج سے نوازا جاتا ہے۔ اس طرح ایک اس بات کا بھی پتہ چلا کہ یہودی لڑکیوں کا سہاگ رات سر مونڈ دیا جاتا ہے۔ بعد ازاں وہ وگ استعمال کرتی ہیں۔

کاروبار پر یہودیوں کا قبضہ ہے۔ سیاہ فام کنگلے مگر شاہ خرچ ہیں جب کہ یہودی مالدار لیکن مکھی چوس ہیں۔ چوہدری حبیب صاحب کی فارمیسی سیاہ فاموں کے علاقے میں ہے اور ان کے بقول کالوں کا علاقہ سونے کی کان ہوتا ہے۔ جب کہ یہودی آٹھ آنے کی قیمت بھی بحث کے بعد چکاتا ہے۔ سیاہ فام بھی بچوں کے معاملے میں "وارے نیارے" کر رہے ہیں۔ اسپانش زبان کو انگریزی کے بعد دوسرے درجے کی زبان قرار دیا گیا ہے۔ یہودیوں نے اسپانش لوگوں کی زبان کو دوسری حیثیت دے کر خوش کر دیا ہے جب کہ یہ ان کے خلاف ایک سازش ہے کہ وہ اپنی زبان میں مگن رہ کر انگلش نہ سیکھ پائیں اور یوں ترقی سے محروم رہیں۔ اس طرح سیاہ فام لوگوں کو ذمہ دار ملازمتیں بہت کم ملی ہوئی ہیں مگر اب ان کا رجحان بھی تعلیم کی طرف بڑھ رہا ہے۔ نئی نسل سکولوں میں کثرت سے نظر آنے لگی ہے۔

اسلام کا مستقبل بھی سیاہ فاموں کے حوالے سے روشن نظر آ رہا ہے۔ کسی بھی سیاہ فام کو روک کر پوچھا جائے یا تو وہ مسلمان ہوگا یا پھر کہے گا کہ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کا مطالعہ کر رہا ہے۔ سیاہ فام مسلمانوں کی کئی مساجد ہیں۔ اگرچہ شروع میں سیاہ فام اسلام کے نام پر چلنے والی باطل تحریکوں مثلاً" مرزائیت' مہدی سوڈانی وغیرہ کی لپیٹ میں آ گئے تھے اور ابھی تک بعض حد تک وہ اثرات نظر آتے ہیں مگر اکثریت حج' عمرہ وغیرہ کے باعث عقائد سلفیہ پر چل نکلی ہے۔

سیاہ فاموں میں اپنی محرومی کا احساس شدت سے پیدا ہو رہا ہے اور وہ یہودیوں سے نفرت کرتے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سیاہ فام طاقت کسی وقت بھی اٹھ کھڑی ہوگی اور پھر تیا پانچہ کر دے گی۔

ابھی جس وقت میں آپ کو یہ مکتوب لکھ رہا ہوں۔ ٹی وی پر خبروں میں لاس اینجلس کی خبریں نشر ہو رہی ہیں۔ جہاں چند پولیس والوں نے ایک سیاہ فام کو ڈنڈوں سے مارا' پولیس مین چونکہ سفید فام تھے چنانچہ ردعمل میں سیاہ فاموں نے قیامت برپا کر دی' مارکیٹیں توڑ پھوڑ کر لوٹ لیں' عمارتوں کو آگ لگا دی' پولیس کاروں کا ستیاناس کر دیا' 25 افراد ہلاک اور سینکڑوں گوروں کو زخمی کر دیا۔ نتیجتاً" لاس اینجلس میں کرفیو نافذ کرنا پڑا۔

لاس اینجلس کے علاوہ امریکہ کی کئی اور ریاستوں اور شہروں میں بھی سیاہ فاموں نے احتجاج کیا اور توڑ پھوڑ کی ہے۔

یہاں کی معاشرت مادہ پرست ہے' ہنسی صرف ٹی وی پروگراموں میں نظر آتی ہے یا پھر نمائشی ہوتی ہے۔ ہر کوئی کمائی کے لیے بے قرار و بے تاب ہے۔

بہرحال کئی ایک باتیں ہیں جو تحریر کے قابل ہیں وقتاً" فوقتاً" لکھتا رہوں گا۔ ایک حقیقت پر بس کرتا ہوں کہ پاکستان والوں کا قبلہ مغرب میں ہے جب کہ یہاں قبلہ مشرق میں ہے۔

ایک اور بات پاکستان میں ہر کوئی امریکہ آنے کی جستجو میں ہے جب کہ یہاں سے اکثر پاکستانی کینیڈا اور جاپان جانے کے لیے کوشاں ہیں۔ امریکہ کے وہ حالات نہیں جو پاکستان میں مشہور ہیں۔ کبھی تھے مگر اب نہیں اب تو امریکہ کی معاشی حالت دگرگوں ہے زیادہ پاکستانی ہفتہ وارانہ 200 ڈالرز کماتے ہیں' اکثر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے بھی کم کماتے ہیں' جب کہ ایک ایک کمرے کا ماہانہ کرایہ 600 ڈالرز ہے۔ اگرچہ کئی کئی ساتھی مل کر کمرے کرایہ پر لیتے ہیں مگر پھر بھی کھانے پینے اور دیگر اخراجات کے بعد بہت کم رقم بچ پاتی ہے۔ پھر کئی لوگ اپنے گرین کارڈز کے حصول کے لیے بھی جمع پونجی لگا چھوڑتے ہیں۔

میں اگرچہ مخلص ساتھیوں کے باعث آرام سے ہوں مگر ابھی تک سیٹ نہیں ہو پایا۔ ایک ہفت روزے کی ادارت ملی تھی مگر ضمیر اور نظریات آڑے آ گئے اور آج کل جاب لیس ہوں مگر اللہ کے حضور پر امید ہوں۔ (ایک در بند' ہزار در کھلا) غرضیکہ یہ چند حروف مختصراً" تعمیل ارشاد میں تحریر ہیں' تفصیل گاہے گاہے' تمام احباب و اقارب کو سلام۔

والسلام

آپ کا عاجز و حقیر! رانا محمد شفیق خاں پسروری

از نیویارک' 92-05-01

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سید المرسلین، خاتم النبین، شفیع المذنبین، امام الانبیاء، احمد مجتبیٰ، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو قرآن حکیم میں "رحمۃ اللعالمین" کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے اور یہ لقب کچھ ایسا شایان شان ہے کہ بس آپ ہی کا خاصہ ہو گیا ہے۔

رحمت کے معانی ہیں ترس، شفقت، محبت، الفت، ہمدردی، خبرگیری، غم گساری وغیرہ جب کہ عالمین جمع ہے عالم کی اور عالم ہر اس شے کو کہتے ہیں۔ جس میں اپنے وجود کے نمود کی صلاحیت ہو، جو اپنے کو نمایاں کرنے کی طاقت رکھے جو اپنے کو ظاہر کر سکے اور حضرت محمد ﷺ رحمت اللعالمین ہیں۔ گویا آپ کی رحمت کے سائے میں صرف انسان ہی نہیں جنات، حیوانات، حشرات، نباتات جمادات غرضیکہ ارض و سموات کی تمام مخلوقات و موجودات بلکہ عالم صوری و معنوی عالم وجد و شوق و شباب سبھی آ جاتے ہیں۔

آپؐ وہ رحمت اللعالمین ہیں جو مادیات و ذہنیات، کیفیات و کمیات، تصورات و تدبرات تک کو فیوض و برکات سے نوازتے ہیں۔

آپؐ رحمت اللعالمین اس لیے ہیں کہ آپؐ نے اہل عالم بلکہ عالم در عالم کی بہبود و سود، رفاہ و فلاح، خیر و صلاح، عروج و ارتقاء، صفا و بہا کے لیے بلاشائبہ غرض اور بلا آمیزش طمع اپنی مقدس زندگی کو صرف کیا، بندوں کو خدا سے ملایا، الٰہی جلوہ انسانوں کو دکھایا، دل کو پاک روح کو روشن، دماغ کو درست طبع کو ہموار بنایا۔ آپؐ رحمت اللعالمین ہیں کہ آپؐ کی تعلیم نے امن عامہ کو مستحکم اور مصلحت عامہ کو استوار کیا۔ آپؐ نے غریبی و امیری، جوانی و پیری، امن اور جنگ، امید اور ترنگ، گدائی و پادشاہی، مستی و پارسائی، رنج و راحت، حزن و مسرت، کے ہر درجہ، ہر پایہ اور ہر مقام پر انسان کی راہبری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی۔ فلک کی بلندی زمین کی پستی' رات کی تاریکی' دن کی روشنی' سورج کی چمک' چاند کی دمک' ذرہ کی پرواز اور قطرہ کی طراوت میں عرفان ربانی کی سیر کرائی۔

درندوں کو چوپانی' بھیڑیوں کو گلہ بانی' رہزنوں کو جہانبانی' غلاموں کو سلطانی اور شاہوں کو اخوانی سکھلائی۔ خشک میدانوں میں علم و معرفت کے دریا بہائے۔ سنگلاخ زمینوں سے بصیرت و حکمت کے چشمے چلائے۔

رحمت عالمین ﷺ وہی تو ہے جس نے خودغرضوں کو محبت قومی کا دردمند بنایا' جس نے دشمنوں کو اپنا جگر بند ٹھہرایا۔ وہ۔ وہ غریب کا محب' مسکین کا ساتھی' شاہوں کا تاج' آقاؤں کا آقا' غلاموں کا محسن' یتیموں کا سہارا' بے آسروں کا آسرا' بے خانماؤں کا ماوی' دردمندوں کی دوا' چارہ گروں کا درد مند' مساوات کا حامی' اخوت کا بانی' محبت کا جوہری' اخلاص کا مشتری' صدق کا منبع؛ صبر کا معدن' خاکساری کا نمونہ' اولیں انسان' آخریں رسول (ﷺ)

رحمت عالمین وہ ہے جس نے ملکوں کی دوری' اقوام کی بیگانگی' رنگتوں کا اختلاف' زبانوں کے تباین دور کرکے سب کے دلوں میں ایک ہی ولولہ' سب کے دماغوں میں ایک ہی تصور اور سب کی زبانوں پر ایک ہی کلمہ جاری کر دیا ہو' جس نے بندے کو اللہ کی حضوری تک پہنچا دیا ہو اور اسے ادعونی استجب لکم کی قدسی آواز سے آشنا بنایا ہو اور اللہ اور بندے کے درمیان کسی تیسرے کے لیے رخنہ نہ چھوڑا ہو۔

رحمت عالمین ﷺ وہ ہے جس کے دربار میں اونچ نیچ' عربی و عجمی' سرخ و سفید کی کوئی تمیز نہ رہی ہو۔ اختلاف الوان' تبلیل لسان کا فرق مٹ گیا ہو بلکہ ہر شخص اپنے اپنے ملک اور اپنی اپنی قوم کا حق وکالت ادا کرے اور اپنے اپنے دامان دل کی وسعت کے موافق پھولوں سے جھولیاں بھر رہا ہو اور اپنے اپنے ملک کے مشام جاں کو ان سے معطر کر رہا ہو۔

رحمت عالمین ہے تو بس وہ ہے

وہ دانائے سبل ختم الرسل' مولائے کل جس نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غبار راہ کو بخشا' فروغ وادئی سینا

ہفت روزہ "ندائے پسرور"

چینی نکتہ چینی

اس ماہ رانا محمد شفیق خاں پسروری' ضلع سیالکوٹ سے خوب صورت ترین تبصرہ ارسال فرماکر پہلے انعام کے حقدار قرار پائے ہیں۔ لکھتے ہیں عرصہ دراز کے بعد آپ کی خدمت عالیہ میں "اپنے پیارے" کے لیے حاضر خدمت ہوں۔ اگرچہ میرے محبوب کی شان دلربائی سب سے عجب ہے۔ ڈھب نرالی' چھب انوکھی لیکن پھر بھی تاب نہیں کہ زمانے بھر کو سنانے کے لیے اٹھیں۔ یہ بجا کہ "عشق دی سب توں وڈی عزت' گلی گلی رسوائی اے" مگر کون ہے عشق میں سچا جو اپنے عشق کی دہائی دیتا ہے۔ یہ حقیقت تو نگاہوں سے عیاں ہوتی ہے' ویسے سچ بتایئے گا کہ آپ نے تبصرے کی شرط اس لیے تو نہیں لگائی کہ اس طرح کم ازکم پورا ڈائجسٹ تو پڑھا جائے گا؟۔ اگر یہی بات تھی تو پھر آپ واقعتاً بھولے بادشاہ ہیں۔ آپ کو کیا خبر ہم اس کو' اس کے ایک ایک لفظ کے ساتھ پڑھتے ہی نہیں' ذہن نشین کر لیتے ہیں۔ صفحات کی عبارتیں کاغذ سے نکل کر ہمارے قلب میں جاگزیں ہو جاتی ہیں۔ یہ نوشتہ قرطاس دل کی لوح پہ نقش ہو جاتا ہے اور کیوں نہ ہو ہمیں تو اس زلف جاناں سے ملی ہے فکر و نظر کی چاندنی' ہمارا محبوب سب سے بڑھ کر دلنشیں ہے کہ ؂

آنکھوں سے چھلکتے ہوئے عرفان کے ترانے
زلفوں سے برستا ہوا الہام کا نشہ

اک اک لفظ تجربہ اک اک عبارت مشاہدہ' ہر ہر صفحہ' زمانہ شناس' لکھاری حساس' کہانیاں تمثیل عصر حقائق د ہر وقت کی آواز' علم نواز' ہچکیوں کی صدا' محرومیوں کی ندا' جراتوں کی للکار' محبتوں کی پکار' صداقت شعار باقی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاثار' پراز اثر پر اسرار ـــــــ!

ادب کا شاہکار' سب کا اونچا معیار' اچھا انداز لیے ہوئے اعلیٰ امتیاز لیے ہوئے اور مقبولیت کا اعزاز لیے ہوئے سطر سطر میں نکھار جو دلوں کو لبھاتا ہے' حظ و مسرور کی برکھا برساتا ہے۔ لطف و انبساط و قناعت ہے کہ بے اختیار زبان سے نعرہ مستانہ بلند ہوتا ہے۔ یا حبیبی! حیا حیا میرے محبوب زندہ باد' بقول شاعر۔

ان کی زلفوں کے سائے مہکتے رہے
لڑکھڑاتی رہی رات بھر چاندنی

ہر ماہ کے آغاز میں محبوب دلفزا کے آنے کا انتظار رہتا ہے۔ سحابِ ماہ کی آغوش سے ہمارا "ادبی چاند" کیسے بکھرتی ہیں اس کی "تحریری کرنیں" اور کیا اثر ہوتا ہے "سیاراتی" طبیعتوں کے "برجوں" پر اس "ماہ تمام" کا اگرچہ پہلے ہی شمارے سے دل نہیں بھرا ہوتا مگر آغاز ماہ میں نئی نئی اداؤں (کہانیوں) کا شوق دل میں موجیں مار رہا ہوتا ہے۔ نئے ناز و انداز کے لیے اضطراب ہوتا ہے۔ مرغ بسمل کی طرح تڑپ رہے ہوتے ہیں کہ دلبر کی دید نصیب ہوتی ہے اور ہماری عید ہو جاتی ہے۔ یہ دیدار قضاء کے تیر برساتا ہے جو "مریض جاں بلب" کے لیے "علاج مسیحا" بن جاتا ہے ـــــــ واہ رے ہمارے محبوب!

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

اس دفعہ بھی ہماری حالت حسب سابق تھی۔ عجب حال تھا اس مریض محبت کا' آخر کو سنبھل گیا دل سنبھلتے سنبھلتے' محبوب سامنے آیا ـــــــ ہم نے اس عرصہ وصال کو غنیمت جانا' اک نعمت غیر مترقبہ تصور کیا اور لگے حظ اٹھانے' سب سے قبل "رخ یار" پر آفتاب تاباں کا دیدار کیا۔ جی ہاں! دلنشیں (گمراہ) کا جو مرغ دل کیلیے دانہ صیاد ہے جس میں جبر بھی ہے وقار بھی۔ (جی ہاں جو جباری و توقیری ہے) جو عرصے سے اپنی گرفت سخت کئے جا رہا ہے (دلوں پر) اپنے جبر مسلسل سے مگر باوقار انداز سے۔ واہ جبار توقیر! اللہ تیری قبر کو نور سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھر دے۔ اس دنیائے پر فریب کے ظلم و جبر میں پسی ہوئی مخلوق کی کراہوں اور آہوں کو تو نے جو الفاظ کا پہناوا پہنایا ہے (خواہشوں کو کرچی کرچی ہوتے جو دکھایا ہے۔ امنگوں کو کفن میں بھی نمایاں کرکے اور آنسوؤں کو "نقطے" عطاء کرکے' غربت و افلاس کے مارے اور انسان نما بھیڑیوں کے ستائے ہوئے لوگوں کی ترجمانی کرکے' فریبیوں کے فریب کے پردے چاک کرکے اور عیاروں کے چہروں سے مکر و فن کے ماسک ہٹاکر تو نے دکھی دلوں کی دعائیں لی ہیں اور اپنی عاقبت کو سنوارا ہے۔ انہی صفحات معشوق پری رخ میں سے اک اور ہے جو لب شیریں کی حیثیت رکھتی ہے جس کے لفظ لفظ میں شوخی ہے' بانکپن ہے' ادا ہے' غمزہ ہے' ناز ہے جو ہزار ادا سے فریفتہ کرے اور جس کے بارے میں کہنا پڑتا ہے ؎

تیرے شانوں پہ تابندہ نشاطے
بہاروں کی سخاوت کر رہے ہیں

جی ہاں! جو اچک کے اور پھیل کے شکار کر رہے ہیں جو اک تعریفوں کے لائق اقبال مند شکاری ہے۔ شکار کھیلنا جس کا شیوہ ہے (دلوں کا شکار) جو الفاظ کا پھندہ لگائے داد کا شکار کر رہا ہے۔ جو تحسین کو اپنے دام تحریر میں الجھاتا ہے' جو رمز و کنایہ کے ہم رنگ زمین جال میں ذہنوں کو پھنساتا ہے' جو حظ و سرور اور طنز و مزاح کے دانے پر طبیعتوں کو پکڑتا ہے' جو استعارات و کنایات کی کیل کانٹے میں تجسّس کاچارہ لگاکر مزاجوں کو پھانستا ہے۔ یہ وہی شکاری ہے جو خود اک شکار ہے۔ اس شکار کے درمیان ایک "ہ" رہ ہی گئی ہے جو اس کا حق ہے یعنی یہ شکار' شکار نہیں بلکہ شہکار ہے اور شکاری' احمد اقبال کے قلم کی "شہکاری" ہے۔ کہانی ختم کرکے کتنے ہی لمحے محویت میں رہا' رشک آتا ہے احمد اقبال صاحب پر' اتنا خوب صورت لکھتے ہیں کہ حرف حرف پر دل دھڑکتا ہے۔ کہانی قاری کے دل کے زیرو بم کے ساتھ چلتی ہے۔ اگرچہ جگہ جگہ نصائح بھی ہیں لیکن انداز "حضرت ناصح" کا سا نہیں اور یوں معلوم نہیں ہوتا کہ ہم جیسے وعظ سن رہے ہوں یا زبردستی سنایا جا رہا ہو یعنی تفننِ طبع کے تمام لوازم موجود ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شعلہ بھی شبنم بھی، شرر بھی پھوار بھی، تلخی، ترشی، شیرینی، نمکاہٹ سبھی کچھ میسر ہے ۔

حسیں زلفوں کے پرچم کھول دیجئے
مہکتے لالہ زاروں تک چلیں گے

مہکتے لالہ زاروں کے تصور میں گم ایک "جہد مسلسل" کرنے والے، ایک بانکے، ایک سجیلے، جرات مند، شجاع شاب صالح، باہمت، باعزم کہ جو نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو ہے، کی ہم نشینی میں فریبیوں تک جا پہنچے، مہروں کی چالیں دیکھیں، حالات کی ستم ظریفیاں، اپنوں کی فریبیاں، لاچاریاں، مجبوریاں، آلائم و مصائب کیا کیا نہ تھا جو ہم نے دیکھا۔ ہمیں فخر ہوا اس پاکستانی پر جو فلسطین سے پاکستانیوں کی محبت کا ترجمان ہے۔ جو ان کے لیے دلوں کے جذبات کا استعارہ ہے، ان کے لیے اہل پاکستان کی فکرمندیوں کا وکیل ہے، جو گردش لیل و نہار میں گھر کر ہمارے لیے تفریح مہیا کر رہا ہے اور دوسروں کے لیے تقرب الٰہی کا باعث ہے، جس کے لیے مجھے کہنا پڑتا ہے کہ ۔

خود کڑی دھوپ میں رہ کے میرے لیے
تو نے زلفوں کے شاداب سائے بنے

آپ بجا سمجھے! میں ہمت و استقلال کے اسی کوہ پیکر، حق کے لیے لڑنے والے اسی مرد جرار کی بات کر رہا ہوں جو ایک مجاہد ہے جو شجاعت و صداقت کے حوالے سے علی کا یار ہے اور اس لحاظ سے واقعتاً "خان بہادر" ہے۔ جو اپنے نظریئے کے لیے اخلاص اور تحریک کی عظیم مثال ہے جو سبق ہے نوجوانوں کے لیے، قابل رشک ہے مسلمانوں کے لیے، جو خود فریبی کے اس دور میں روشن مشعل ہے اور قارئین جاسوسی کے لیے اب "ضرب المثل" ہے۔ اک آوازہ ہے ان افراد کے لیے جو مسئلہ فلسطین کو بھول رہے ہیں۔ اک شہرہ ان کے لیے جو اس معاملے میں مایوس ہو رہے ہیں۔ ایک پکار ہے ان کے لیے جو اپنوں کا ساتھ چھوڑ گئے ہیں اور ایک للکار ہے ان کے لیے جو امت مسلمہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ سرورق حضرت ذاکر کی ایک اور بہترین کاوش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ سوائے ٹارچ والے کے باقی سب کچھ انداز عاشقانہ ہے۔ مکتوب ملفوف پر نشانہ بوسہ حسینہ ثبت ہے اور لکھا ہے "سیکرٹ" کیا انداز دلربائی ہے۔ (میرے مولا تیری دہائی ہے) بھائی یہ سیکرٹ کہاں رہا؟۔ یہ تو سب بھید کھل گیا سرورق پر پہلی کہانی تاوان پڑھی جو گنجلک ہونے کی وجہ سے اچھا تاثر نہیں چھوڑ سکی۔ حضرت سے تو ان کی کہانی کا مصنف' جاسف منصوری' اچھا کہ چونکا دینے والا' انجام نہ ملنے کی وجہ سے کہانی نہیں لکھی اور کاغذ کورے کا کورا ہی رہنے دیا۔ ان کی طرح محض سرورق سے مطابقت پیدا کرنے کے لیے کہانی کا بیڑا غرق تو نہیں کیا۔ کہانی در کہانی سے صفحات تو زیادہ ہو سکتے ہیں لطف پیدا نہیں کیا جا سکتا۔ کہانی شروع سے آخر تک پڑھی جائے تو صاف دکھائی دیتا ہے' کہانی مکمل کی گئی ہے لکھی نہیں گئی۔ تضادات و عجائبات اکثر دیکھنے میں آئیں گے' خط لانے والے بچے کون تھے؟۔ جہاں منصوری کو قید کیا گیا تھا وہ ڈاکوؤں کا بھٹ تھا' وہاں سکول کہاں سے آ گیا اور سکول جانے والے صاف ستھرے بچے کہاں سے آ گئے؟۔ کیا چوکیدار ان کو نہ روک سکا؟۔ شہری حسینہ کو بھی وہیں رکھا گیا جہاں منصوری تھا۔ دوسرے معنوں میں منصوری وہیں تھا جہاں شہری حسینہ تھی۔ رضوانہ نے خط کو جس طرح والہانہ انداز سے چوما تھا وہ اس کے جذبہ عشق کی انتہا کی علامت ہے مگر جب ڈاکو اپنے انجام کو پہنچتے ہیں تو اپنے اور سیر عاشق و معشوق کو بھول چکی ہوتی ہے اور جاسف منصوری کے ہمراہ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جاسف منصوری کی بیگم نے جس طرح اسے گھر سے نکالا' بالکل غیر حقیقی تھا۔ ایسے حالات میں تو عورتوں کا دم خشک ہو جاتا ہے اور باہر جاتے اپنے خاوندوں کو بھی روکتی ہیں۔ یہاں اگر جاسف منصوری باہر جانے کی ضد کرتا ہوا دکھایا جاتا تو کچھ بات بھی تھی۔ پھر جب منصوری باہر نکلا اور بھاگتے ڈاکو دیکھے تو واپس گھر میں داخل ہو سکتا تھا مگر شاید گھر کا دروازہ بند کیا جا چکا تھا؟۔ یا اسے ابوالمنصور صاحب نے گم کر دیا تھا۔ "سچل شاہ" کی زبان بھی خوچوں والی لکھی گئی ہے حالانکہ سندھی لوگ اس طرح اردو نہیں بولتے۔ یہ انداز پٹھانوں کا ہے ایک طرف تو ڈاکو اتنے خطرناک کہ ذرا سی بات پر جان سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مارنے پر تیار اور دوسری طرف رضوانہ سے سلوک اور منصوری کو ڈھیل' ان کے فرشتہ سیرت ہونے کی عکاس ہے۔ سرورق پر لکھوانے کے لیے "سرورق" دو تین ماہ پہلے دے دیا کریں تاکہ جاسوسی کے معیار کے مطابق لکھا جا سکے۔ قلوپطرہ کی وصیت "ایڈونچر اور تجسّس سے بھرپور کہانی ہے' مگر نام کچھ جچا نہیں' کچھ اور ہونا چاہیے تھا' باہر سرورق پر لفافہ کسی حسینہ کی انگلیوں میں دبا ہے مگر کہانی میں لفافہ حسینہ کی بجائے آذر کے ہاتھ میں دکھایا گیا ہے۔ چینی نکتہ چینی بہت خوب سلسلہ ہے۔ نقطے نقطے میں چینی لفظ' لفظ میں نکتہ' ہر لمحہ شوخی' ہر پل بانکپن' بات بات پر حاضر جوابی' خوش فکری و خوش انتخابی' ذہن رسا کے کمالات' قلب صفا کے معاملات' پہلی اور انعام یافتہ کہانی "متاع جاں واقعتاً" انعام کی حق دار تھی۔ شروع سے لے کر آخر تک تسلسل قائم رہا' عبدالقیوم شاد کو اللہ قائم و دائم رکھے۔ اپنی ایک نگارش سے شاد باد کر گئے' جلال قیصر جیسا شخص جہان کی خاطر جان ہار گیا' حالانکہ جان ہے تو جہان ہے اور اصل متاع بے نظیر جان ہی ہے۔ "متاع جاں" سے بڑھ کر کیا متاع ہوگی؟۔ مہنگی گواہی بھی اچھی رہی۔ ہیری جیسے افراد راتوں رات دولت مند بننے کے لیے غیرقانونی ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں اور بھول جاتے ہیں کہ سو دن چور کا ایک دن ساد کا۔ آتش زدہ بہترین کاوش ہے۔ مختصر اور جامع میکارٹن تو پاکستانی پولیس والا معلوم ہوتا ہے جو دولت کے حصول کے لیے بڑے سے بڑا غیرقانونی اقدام کرنے سے بھی باز نہیں آ رہا۔ خالدہ شاد کی "دہشت گردی" نے تو ہمیں بھی اپنا قائل کر لیا۔ یہ کہانی تفریح پسند اذہان کے لیے شادمندی' لیے ہوئے ہے۔ بومین جیسا تشدد پسند ایک سپورٹس مین ہونے کے باوجود متحمل نہیں بلکہ انتہائی متشدد ہے جو اپنی انا کی خاطر بے گناہوں کے خون سے ہاتھ رنگنے سے بھی دریغ نہیں کرتا ہے۔ عائشہ جمال کی بقدر ظرف' ظروف سازی کے حوالے سے انسانی ذہن اور نفسیات پر بہترین اور خوب صورت کہانی' لیونارڈ' جو خباثت اور سستی شہرت ہونے کے لحاظ سے اسے جینی کی قدر کرنا چاہیے تھی۔ گرفتار بلا بھی ایک تاثراتی کہانی تھی' جو کئی دنوں تک جوں کی توں ذہن میں رہے گی۔ ہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانکہ مشاہدے اور معائنے کا نتیجہ ہوتا ہے۔ انسانی زندگی کا عکاس اور ذہنوں کے اندرون خانوں کا مظہر______ بہرحال میرا محبوب، محبوب کامل ہے۔ اپنی ندرت کے لحاظ سے اپنی درایت و بداعت کے لحاظ سے، اپنی تحریروں کے لحاظ سے، پراز تاثیر تصویروں کے لحاظ سے، دل کی گہرائی سے نکلی کہانیوں کے باعث۔

ماہنامہ "جاسوسی ڈائجسٹ"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوم آوارہ! اپنی باگ موڑ

وادی نجد میں وہ شور سلاسل نہ رہا
قیس دیوانہ نظارہ محمل نہ رہا
حوصلے وہ نہ رہے' ہم نہ رہے' دل نہ رہا
گھر یہ اجڑا ہے کہ تو رونق محفل نہ رہا
اے خوش آں روز کہ آئی بصد ناز آئی
بے حجابانہ سوئے محفل ما باز آئی

حضرات! میں اس بات پر بجا طور فخر کرتا ہوں کہ میں اہل حدیث ہوں بلکہ اہل حدیث گھرانے میں پیدا ہوا ہوں۔ ابتدائے شعور سے اسی مسلک کی حقانیت میں مصروف و مشغول رہا ______ اسے پرکھا' جانچا اور صحیح پایا اور بڑائی سے سر اونچا ہو گیا۔

تاریخ کا مطالعہ کیا' معلوم ہوا کہ میرے اسلاف و اکابر نے ہر دور میں اسلام کی کھیتی کے سرسبز و شاداب رکھنے کے لیے خون دل و جگر اور پارچات جسم و جاں ______ اور اعلائے کلمۃ الحق کے لیے ہر دور ظلم و جور میں جرات و شجاعت کا مظاہرہ کیا' ہر ظالم و جابر کے مقابل صدائے صداقت و عدالت اور ہر گمراہی و بے راہ روی کے وقت تجدید و احیائے دین حق کے لیے متحرک رہے۔

چشم کائنات اس بات کی گواہ ہے کہ "اہل حدیث" ہی اس طریق کے راہی ہوئے جو رسول مقبول ﷺ اور اصحابؓ کا "نقش قدم" ہے اور جنھوں نے دین حق مبین اشاعت حق و صداقت' ہمدردی مسلمان کے لیے اپنی زندگیاں' پائندگیاں قربان کر دیں۔ محبت رسول ﷺ و اللہ عز و جل میں کٹے ضرور ہٹے نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الغرض اہل حدیث کا ماضی درخشندہ و تابناک ہے اور خون شہادت کے چھینٹے حرف و حکایت کو نقوش و سواد بنا کر صفحہ عالم پر ثبت کیے ہوئے ہیں۔

اللہ رحم کرے! جب آج کی خلفشاری دیکھتا ہوں تو فخر و انبساط' دل شکستی و دل برداشتگی میں بدل جاتا ہے۔ روح کانپ جاتی ہے' دل رونے لگتا ہے کہ ان "ثریا مکینوں" کو دیکھو' آج "ترائیوں" کے رہائشی بنے ہوئے ہیں۔ ستاروں سے کھیلنے والے' گندگی کے ڈھیر پر کس طرح بسیرا کیے ہوئے ہیں ____ چوٹیوں کے باسی شاہین ٹوٹی ٹہنی پر بیٹھے ہوئے ہیں اور بے پرواہ ____!

یا للعجب! یہ ماضی کے مزار پر بیٹھے ہوؤں کو دیکھ' جن کی آنکھ میں قطرہ کا نام و نشان نہیں۔ ان مسیحاؤں کو دیکھو جن کے اپنے وجود میں زندگی کی رمق نہیں ____ ان رہبروں کو دیکھ جو خود گم گشتہ راہ ہوں ____ ان فلک پروازوں کو دیکھ جن کے پر ٹوٹ چکے ہیں جو بھونچال میں سکون سے ہیں۔

حیرانی ہے کہ "دوسروں کے گریبانوں سے کھیلنے والے آپس میں دست بگریباں ہیں۔" ششدری کا مقام ہے کہ "اشرف الاشراف" مکان ذلت و مذمت میں ہیں اور خبر تک نہیں۔

تفوبر تو اے چرخ گرداں تفو

اے اہل حدیث کہلانے والے بزرگو!

تم لقمانی حکمت سے آراستہ' تاب خورشید سے پیراستہ ____!

اسراریت معنوی و صوری' تم پر کشف' قرآن و حدیث کی ترجمانی تمہارا مقدر ____ فقاہت و درایت سے تم لبریز ____ ذہانت و فطانت تمہارا محور ____! وعظ و خطابت' علمیت و بدیعت' اقبالیت و بداعیت' ثقاہت و براعت (اور نہ معلوم کیا کیا) تمہارے لیے لونڈی و غلام ____!

ایک بچہ "حروف ابجد" سے ناآشنا تم سے ایک بات پوچھتا ہے ____ کہ اے میرے بڑے' بڑو ! ہم جو "رفعیت و اعلیت" کے قوام تھے۔ آج "تذلیل" ہمارا مقام کیوں ہے؟۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اپنی کم عقلی اور علمی بے بضاعتی کا قائل ہوں۔ اس بات کا بھی اعتراف کرتا ہوں کہ لکھنے کا طریقہ نہیں اور بات کرنے کا ڈھنگ نہیں ______ لیکن ایک بات ضرور کہوں گا اور ببانگ دہل کہوں گا کہ میں "غلط کار بچہ" تم بڑوں سے بدرجہا بہتر ہوں کہ "مجھے احساس زیاں" ہے۔

تم علوم معقول و منقول کے ماہر' مفردات و مرکبات کے مقام عالی و معالی پر فائز' آیات و احادیث کے "واعظ الدھر" الفاظ و کلمات کے عظیم کھلاڑی ______ لیکن اپنے علوم و فنون کو تعمیر کی بجائے تخریب کی نذر کر رہے ہو' "اصلاح" تمہارا کام تھا مگر تم فساد کو اپنائے ہوئے ہو' تم نے تو دوسروں کی سیرتوں کو سنوارنا تھا اور ہوا یہ کہ تمہاری اپنی سیرتوں میں رخنے پڑ گئے ______ "کفر و تشریک" کے فتاوی تمہارے لیے کھیلوں کے گیند بن گئے ______ تمہاری صبح و مسا' لیل و نہار فسد میں گزر رہے ہیں ______ تم گفتار کے غازی' کردار کے غازی نہ بن سکے۔

"بادہ کہن" کو وقت کی خمار آلودگیوں کے علی الرغم کرنے والو! ہنگامہ گذشتہ اور شورش رفتہ کی دست افشانیوں اور پاکوبیوں کے عالم کو ملیا میٹ کرنے والو ______! میں تمہارا باغی بچہ تم سے مخاطب ہوں مگر اس زعم سے کہ تم مجھے "نافرمان" نہیں کہہ سکتے۔ تم کیسے باپ ہو کہ اپنی اولاد کا مستقبل تباہ کر رہے ہو ______ تم کیسے باپ ہو' اپنی اولاد کو زہر کے ٹیکے لگا رہے ہو۔ پھل دار پودے نہیں لگا سکتے تو "تمے" تو نہ بوؤ۔

اے میرے سچے رب! میرا مستقبل سنوار اور اس قوم آوارہ کی باگ موڑ دے۔ (آمین)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں

عشق و محبت کے متعلق مشہور ہے کہ ہر محب' محبوب کی بات پر مرمٹتا ہے اور اس کے اشاروں پر رقص کرتا ہے۔ کوئی محبوب کی خواہش کی تکمیل کی خاطر ستاروں کو توڑنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ کوئی جوئے شیر بہا لاتا ہے۔ کوئی حکومت و سلطنت کو ٹھوکر مارتا ہے۔ کوئی صحراؤں کی خاک چھانتا ہے۔ کوئی دریاؤں کا پانی کھنگالتا ہے کہ کسی طرح میرا محبوب راضی ہو جائے۔

افسانوی دنیا سے نکل کر تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ محبت کی خاطر بلالؓ کوئلوں کے بستر پر راضی ہیں۔ تپتی ریت پر قیلولہ کر رہے ہیں بھاری پتھروں کو پھولوں کے ہار کی طرح سینے پہ سجایا۔ کمر سوراخوں سے چھلنی ہو گئی۔ مصعب بن عمیرؓ شہزادگی کی زندگی چھوڑ کر بوریا نشین بنتے ہیں۔ ابو بکرؓ محبوب کی تکمیل کی خاطر بال بچوں کو چھوڑتے ہیں۔ گھر کی صفائی کرتے ہیں۔ عمر فاروقؓ دوست و احباب کی رفاقت چھوڑ کر تن من دھن قربان کرتے ہیں۔ عثمانؓ غنی سخاوت کے دریا بہاتے ہیں۔ علیؓ شیر خدا کہلاتے ہیں۔ خبابؓ بن ارت سولی پر سواری کرتے ہیں۔ عبداللہ بنؓ حذافہ خود بھی تکلیف و مصائب برداشت کرتے۔ ساتھیوں کو بھی شہید کرواتے ہیں مگر محبوب کی بات کو ترک نہیں کرتے امام ابو حنیفہؒ جیل کی مصیبتیں سہتے ہیں۔ احمد بن حنبلؒ طعن و تشنیع کے علاوہ کوڑوں کے ساز کی جھنکار سنتے ہیں۔ امام مالکؒ منہ کالا کروائے گدھے پر سوار ہیں۔ شافعی راہ آلائم و مصائب کے راہی بنتے ہیں۔ ابن تیمیہؒ خون میں نماز ادا کرتے ہیں۔ غرضیکہ لاکھوں جانثار ایک ہاتھ میں مال و متاع دوسرے پہ جان کے نذرانے لیے ہمہ وقت محبوب کی بات کی خاطر تیار ہیں کہ محب کا یہ وصف ہوتا ہے کہ وہ اپنے محبوب کی کسی بات کی مخالفت نہیں کرتا اور جو مخالفت کرے اسے کوئی محب نہیں کہا کرتا مگر اب۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عاشقوں کے انداز بدل گئے
نئے راگ ہیں ساز بدل گئے

چند دنوں سے اخبارات میں ایسی خبریں آ رہی ہیں کہ آج فلاں جگہ کل فلاں جگہ یوم مجدد الف ثانی منایا گیا ہے۔ ان کی مدح سرائی میں کئی قلابے ملائے گئے۔ مقررین حضرت مجدد مرحوم کی محبت کے دعوے کرتے کرتے تھکاوٹ سے نڈھال ہو جاتے ہیں مگر محبت کے دعوے ختم ہونے کا نام نہیں لیتے کہ حضرت مجدد مرحوم کے محب ہم ہی ہیں اور کوئی نہیں۔ حالانکہ اگر دیکھا جائے تو یہی بلند بانگ دعوی محبت حضرت مجدد مرحوم کی مخالفت کرتا ہے۔ وہ اس طرح کہ حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں احادیث التامین اکثر واضح (ابکار المنن: ص 189 یعنی آمین بالجہر کی احادیث زیادہ اور صحیح ہیں۔

کیا یہ صحیح نہیں کہ آج مجدد صاحب سے محبت کا اظہار کرنے والے اصحاب ہی آمین جیسی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کے ساتھ ساتھ حضرت مجدد الف ثانی کی عملاً مخالفت کرتے ہیں۔ کیا یہی ہے مجدد مرحوم کی محبت؟ کیا محبت کے انداز ایسے ہی ہوا کرتے ہیں؟ یہ محبت کا کونسا انداز ہے؟ یا پھر اِ۔ صحیح ہے ۔

لو کان حبک صادقا لا طاعبتہ
لان المحب لمن یحب مطیع

ہفت روزہ "الاسلام" 20 ربیع الاول 1400ھ
1980ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گواہ ہے دیدہ گریاں

ٹھہرا ہوا منظر ہے جسے خون کی تصویر
دھڑکن کی ہر صدا سکتہ جاں' مہر بہ لب ہے
ہر تار نفس فتنہ اوہام کا بربط
نے میں نہ کوئی نغمہ بجز گریہ شب ہے
یخ بستہ فضائیں کس سورج کو پکاریں
یہ مرگ رسا خواہش لمحات' غضب ہے

اے منادیان حق و طالبان صدق کہلانے والو! اپنے دین' اپنے مسلک کی حقانیت کے داعیو! سنو ____! اور غور سے سنو' پڑھو ____ خوب غور سے پڑھو' آج میں دیدہ بے تاب کی بے خوابیاں دل غم زدہ کی پوشیدہ بے تابیاں' نالہ نیم شب کا نیاز خلوت و جلوت کا گداز' آتش شوق کی چنگاریاں' روح کی بے قراریاں چند لفظوں میں سکیڑ رہا ہوں اور انہیں کاغذ پر بکھیر رہا ہوں۔

ادھر دیکھو ____ اے اونچی شان' اعلیٰ مقام چاہنے والو! میں تمہیں' آج آئینہ دکھلانے لگا ہوں ____ ماضی و حال میں پھرانے لگا ہوں۔

تم خیر امۃ ہو بہترین رسالت تمہارے لیے تم اشراف اقوام' مسجود ملائکہ کی عظمت تمہارے لیے کلام الرحمٰن کی نگہبانی تمہارا اعزاز دین حق و مقبول تمہارا نصب العین افضل و اعلیٰ رسول تمہارا نصیب ہر رنگ کا پھول تمہارا نصیب حدیث کے سورج' اثر کے قمر تمہارے ابوبکرؓ' عمرؓ تمہارے' عثمانؓ و حیدرؓ' تمہارے ایوبؓ و ابوذرؓ' تمہارے بلالؓ و عمیرؓ تمہارے' طلحہؓ و زبیرؓ' تمہارے عباسؓ و ابوہریرہؓ تمہارے' سعیدؓ' و ابوعبیدہؓ تمہارے' معاویہؓ و ابن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عاصؓ تمہارے' خالدؓ و ابن ابی وقاصؓ تمہارے _____ غرض کہ سب صحابہ عوام و خواص تمہارے۔

دیکھو! اے ماضی فراموشو _____ ! دیکھو ابو حنیفہؒ و مالکؒ تمہارا مقدر' شافعیؒ و ابن حنبلؒ وجہ تکبر' بخاریؒ و مسلمؒ تمہارا غرور' ابن جبیرؒ و ابن تیمیہؒ سب مخور _____ اکابر تمہارے سارے کے سارے باخلوص و باحضور _____ ادھر بھی دیکھو' شرمسار قوم کے بیٹو! ماضی قریب کو دیکھو۔

یہ ولی اللہؒ ہے جس نے صدائے کلمتہ اللہ بلند کی دھرتی بسوئے چند کی' یہ عالم جلیل شاہ اسماعیلؒ ہے جو دعوت و عزیمت کا نشان تھا۔ یہ سید احمد بریلویؒ کہ جہاد و مجاہد کی شان تھا' ذرا پرے "غیراللہ" کے سامنے سر نہ جھکانے والا احمد سرہندیؒ "مجدد الف ثانی" ہے اور ادھر شیخ الکل فی الکل نذیر حسین استاذ لاثانی ہے' مدبر عظیم عبدالعزیز رحیم آبادی ہے۔ مجاہدوں کا گروہ خاندان عظیم آبادی ہے۔ شیخ القرآن امام عبدالوہابؒ ہے۔ عبدالستار محدث دہلوی فرزند لاجواب ہے۔ ولی اللہ عبداللہ غزنوی ہے' شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسریؒ ہے۔

ذرا غور سے دیکھو _____ کون کون ہیں؟۔ مولانا بارک اللہؒ' مفسر قرآن محمد لکھوی' استاذ العلماء عبداللہ روپڑی' مفسر قرآن محمد ابراہیم میرؒ سیالکوٹی' سرخیل اہلحدیث محمد داؤد غزنویؒ' مولانا عبدالجبار کھنڈیلویؒ' علامہ یوسف کلکتوی محقق سیف اللہ بنارسیؒ' محدث شرف الدین دہلویؒ' شارح مبارک پوری و ڈیانویؒ' صاحب التحریر نواب صدیق حسن خانؒ' ولی اللہ امام عبدالجبار غزنویؒ' قمر پنجاب حافظ عبدالمنانؒ' مجاہد کبیر بشیر سسوانیؒ' امیر فضل الٰہی وزیر آبادیؒ' سبھی تمہارے آباؤ اجداد کامران ہیں این و آں ہیں۔

اے زمین کے حقیرو! پر تقصیرو!

تم ستاروں سے کھیلتے تھے۔ سمندروں میں اترتے تھے' آسمان کی وسعتوں میں اڑتے تھے' پہاڑوں کو روندتے تھے۔تم نے _____ بادشاہوں کے ایوانوں میں عرب و عجم کے بت خانوں میں اونچے محلوں میں' جنگی میدانوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں _____ ننگی تلواروں میں' کوڑوں کی جھنکاروں میں' شعلوں پر شراروں پر'
خنجروں کی دھاروں پر گلی و بازار میں' ہر وقت ناسازگار میں' خون میں لت پت
پارچا جات تاتار میں' ہر سمت اور ہر طرف' لڑتے مرتے' سر بکف ادائے حق کی
خاطر' باطل کے مخالف' صدائے کلمتہ الحق بلند کی دھرتی بسوئے چند کی تم نے وہ
کیا جو کوئی نہ کر سکا جو کوئی نہیں کر سکتا _____ میں تمہارے کارناموں کا
قائل ہوں' اسی طرف مائل ہوں' تذکروں کو چومتا ہوں' عقیدت میں جھومتا
ہوں میں ہی کیا سبھی معترف و مصدق ہیں۔ شاہد ہیں بیتے دور' ماضی کے اوراق
پریشاں اور گواہ ہیں دیدہ گریاں۔

مگر _____ اے خواب غفلت کے مزے لینے والو! یہ سب تم
تھے؟۔ تم نہ تھے _____ تم اتنا کچھ تھے؟۔ تم کچھ بھی نہیں _____ وہ کوئی
اور ہو گا' تم کہاں؟۔

آہ _____! کبھی کیا کیا تھا! کون کون تھا؟۔ اور اب ۔

عشاق نہ پتھر' نہ گدا کوئی نہیں ہے
اب شہر میں سایوں کے سواء' کوئی نہیں ہے

سنو _____! وہ تم نہیں تمہارے اسلاف تھے _____ تم ان میں
شامل نہیں ہو سکتے _____ کہ وہ معبر' تم مغرق تم میں جمود' وہ متحرک' وہ
سیارہ تم ثبات' تم موت وہ حیات' تم نری گفتار' وہ سرتاپا کردار' تم دن کو سوؤ'
وہ راتوں کو بھی جاگیں تم دھن کے پجاری' وہ دنیا سے بھاگیں تم شاہوں کے
حاشیہ نشیں وہ صرف حق کے قریں _____ اس لیے کہ تم نے _____
آسمانوں کو زمیں کی ترائی میں کھو دیا' پہاڑوں کو سمندر کی گہرائی میں ڈبو دیا۔
عرش معلی کے باسیوں کو تحت ثریٰ میں اور گلہائے رنگیں کو گندگی کے ڈھیر میں
پھینکا تم نے تذکروں کو ردی میں بیچ دیا یا چولہوں میں جھونک دیا _____ تم
نے اپنے ہاتھوں زہر پیا مگر تم سقراط نہیں تم نے اپنے گریباں پھاڑے مگر تم قیس
نہیں۔ تم تو سراسر باعث ذلت ہو' محض باعث عبرت ہو' کہ بھول گئے اپنے
ماضی کو ہر شہید ہر غازی کو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتاؤ ـــــ کہ تم صاحبان عقل و ہنر ہو! اہلیان فکر و نظر ہو! مالکان دست کارگر ہو اور کہلانے والے دیدہ ور ہو ـــــ! بتاؤ تو ذرا ـــــ! تمہارے تذکروں کو گھن کیوں کھا گیا۔ تمہارے قمر درایت اور شمس بداعت کو گرھن کیوں لگ گیا؟۔ تمہارے گلشن افکار کو کون سی خزاں ختم کر گئی اور آگہی کے ھما ہمدوش افلاک کو کون سی بلا ہضم کر گئی؟۔ روشنی کا مینار کیا ہوا' عظمت کا شعار کیا ہوا ـــــ □۔ تمہاری گفتار کیا ہوئی' تمہارا کردار کیا ہوا؟۔

تمہاری بلندی' پستی کیسے ہو گئی؟۔ تمہاری عزت سستی کیسے ہو گئی؟۔ کبھی غور کیا؟۔ کیا سوچا ـــــ تم نے سوچا ہو گا؟۔ تم بھلا کیوں سوچنے لگے؟۔ آواز حق سے تمہارا رشتہ کیا؟۔ دنیا پہ چھانے والوں سے تمہارا کیا تعلق ـــــ!

اپنے کو راہ حق کا راہی کہتے تمہیں شرم نہیں آتی جنہیں اسلاف کہتے ہو کیا ان کی زندگی تمہاری طرح مردگی کی علامت تھیں؟۔ کیا تمہارے پاس احساس سود و زیاں' تیاری امتحان ہے؟۔ رہبری کی عزت' خوئے کارواں ہے؟۔ جو جام انہوں نے تھمایا تھا سلامت ہے؟۔ جو علم انہوں نے لہرایا تھا بحفاظت ہے؟۔

تمہاری شریعت و طریقت اب بھی عمل ہے یا تمہاری زیست سراسر بطل ہے؟۔

اپنا دستور تم نے مانا؟۔ اپنا منشور تم نے جانا؟۔ اپنی تاریخ کا کیا کیا؟۔ تذکروں کو پھاڑ دیا ـــــ بتاؤ! اپنا سب کچھ ختم کرنے والو! اپنے طریق سے ہٹنے والو! ناموری پر مرنے والو! جواب دو تم ہو کیا؟۔

سکون نواز یا باعث آزار؟۔ روح بد یا دلوں کا قرار؟۔ فقیر و گدا یا شہریار؟۔ گلچیں یا چمن کا نکھار؟۔ دوپہر کی دھوپ یا شجر سایہ دار؟۔ شکستہ پایا شہسوار؟۔

کارگاہ ہستی یا خوش فہم و نابکار؟۔ حسرت ناتمام یا امید آثار؟۔ بولو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

_____!

اے روح کو تڑپانے والو! نقش ماضی مٹانے والو_____!
آتش غم سے دھکے نالوں کے' تڑپتی روح کے سوالوں کے جواب دو
_____جواب دو' اے باعثان عبرت! وجوہ ذلت جواب دو۔
جو آگ لگائی تھی تم نے' اس کو تو بجھا دیا اشکوں نے
جو اشکوں نے بھڑکائی ہے' اس آگ کو ٹھنڈا کون کرے؟
اے مصلحت پسندو!
درہم و دینار کے بندو_____! بتاؤ_____!
تاریکیوں کو ضیاء بخشنے والے' تجلیوں کے محتاج کیوں ہوئے؟۔ روشنی دینے والوں نے اپنے گھر کے لیے ایک بھی دیا نہ رکھا؟۔ سورج کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے والے ذرے کی چمک سے گھبرانے لگے' کیوں؟۔ سمندروں کی گہرائی میں اتر جانے والے سیلابوں کا رخ بدلنے والے قطرہ آب سے ڈرنے لگے؟۔ کارزاروں کے غازی' اپنوں کے پھولوں سے مرنے لگے؟۔
کیوں_____ آخر کیوں؟۔

رہرواں فرزانہ گلشن میں شبنم' صحرا میں طوفان ہوئے؟
نغمات رنگیں ہر گوش پہ عریاں ہوئے؟

خضراں منزل گم گشتہ راہ ہیں۔ حاملین سنت طالبان جاہ ہیں۔ حریم جاں صنم کدے ہوئے' خدا کے گھر بت کدے ہوئے' قلوب میں تڑپ نہ رہی' سوز میں بھڑک نہ رہی' ظلمت کفر ہر سو چھا گئی' تمازت دینی منہ چھپا گئی۔
فلک نما جراتیں روبہ زوال ہو گئیں۔ تمام برتریاں پامال ہو گئیں۔ فضائے دھر عزم محاذ نہ رہی۔ حق کی آواز' دلنواز نہ رہی' شہسوار' شکستہ پا ہو گئے' شاہین بے نگاہ ہو گئے' ہاتھوں میں جوڑ نہ رہا' بازوؤں میں زور نہ رہا' پاؤں کے نصیب میں منزل کا موڑ نہ رہا۔ بطلیت کا توڑ نہ رہا' علم شرمندہ عمل نہ ہوا' قلم تابندہ عقل نہ ہوا' مرکز انقلاب قلب صنوبری ہو گیا' رستم بھی مخدوم "قیصری" ہو گیا' بت جنگجو سے صلح ہو گئی' حمیت گہرائیوں میں کھو گئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیرت' کہ ہوئی نیلام' جھکا سر' سر بزم عام۔جہد مسلسل مقید تغافل ہے' دانش اسیر تجاہل ہے' معجزہ تھا' فسوں گری کا شکار ہوگیا' مقام ارفع ذلت کا ہار ہوا' دل مضمحل کی ربودگی میں غیرتوں کی تپیدگی نہ ہوئی' نقش ستم گری نہ مٹا' جنبش زندگی نہ ہوئی ____ کیوں ____ آخر کیوں؟۔

کیا اس لیے نہیں کہ سرچشمہ ہدایت' قرآن مجید زندگیوں سے نکل گیا' احادیث مطہرہ پر عمل نہ رہا' احکام شرعیہ تاویل کا شکار کیے گئے' اسلام کو چھوڑ دیا' غیروں کے قوانین لیے گئے' دنیا کو تھاما' دین کو چھوڑا۔ ملک و ملت سے مفاد کی طرف منہ موڑا۔ اظہار کی عادت جاتی رہی' مصلحت آتی رہی۔ ہم اسلاف کے متضاد ہوئے' راہروئے فساد ہوئے' قول و فعل' گفتار و کردار ایک نہ رہے' کسی طرح بھی نیک نہ رہے۔ زندگیاں سراسر اور محض تضاد ہیں۔

آؤ ____ اے پستیوں کا رونا رونے والو! اپنا مقام کھونے والو! اگر تم مقام ارفع چاہتے ہو' منصب اعلیٰ کے خواہش مند ہو' پھر عرش معلی کے مالک کو متوجہ کرنا چاہتے ہو' پرانی زندگی کا مزا پانا چاہتے ہو ____ تو آؤ ماضی کی یاد دہانی کرو۔ اسلام کی ترجمانی کرو' صاحب ایمان ہو جاؤ' حامل قرآن ہو جاؤ' اسلاف کے تذکروں کو زندہ کرو' زندگیوں کو تاریخ سے تابندہ کرو' جھوٹ بعذر مصلحت چھوڑو' دنیاوی آرائش' زیب و زینت چھوڑو' اتفاق و اتحاد سے رہو' عمل بالحدیث اور اجتہاد سے رہو۔

پھر دیکھنا ____ بلندی تمہارا مقدر ہوگی۔ تسخیر تمہاری محکوم ____ کہ

"وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین"

کی یہی صدا ہے' یہی راز بقاء ہے اور ____ "گواہ ہے دیدہ گریاں' دیدہ عبرت نگاہ"

صحیفہ "اہل حدیث" یکم رجب المرجب 1404ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت محدث گوندلویؒ ____ کا ایک آٹوگراف

"گوندلوی کہ مدخول فی الجنتہ"

1405 = 574 + 680 + 25 + 126

رہیں گے سونے حدیث و سنن کے کاشانے
سخنیان نویٔ لاکھ گنگنائیں گے
ہزار ڈھونڈھیں گے چراغ ذوق تلاش
ترا مثیل اب زمانے میں نہ پائیں گے

چند سال ہوئے مختار مسعود کی کتاب "آواز دوست" مطالعہ سے گزری تھی۔ اس کے باب "قحط الرجال" میں چند الفاظ ایسے حسین تھے کہ ادبی شاہکار ہونے کی وجہ سے حافظہ میں رہ گئے تھے' دوران مطالعہ معنی آفرینی سے زیادہ حسن ترتیب نے متاثر کیا تھا۔ جب حضرت حافظ صاحب رحلت فرما گئے اس وقت "قحط الرجال" کے الفاظ پھر گونجنے لگے اور اس شدت سے کہ گویا یہ الفاظ حضرت حافظ صاحب کے لئے معرض وجود میں آئے تھے۔

قحط میں موت ارزاں ہوتی ہے اور قحط الرجال میں زندگی' مرگ انبوہ کا جشن ہو تو قحط' حیات بے مصرف کا ماتم ہو تو قحط الرجال۔ ایک عالم موت کی ناحق زحمت کا' دوسرا زندگی کی ناحق تہمت کا۔ ایک سماں حشر کا' دوسرا حشرات الارض کا' زندگی کے تعاقب میں رہنے والے قحط سے زیادہ قحط الرجال کا غم کھاتے ہیں۔

قحط میں آبادیاں تباہ ہوتی ہیں اور قحط الرجال میں ذہنیتیں' حضرت حافظ صاحب کی وفات حسرت آیات کے بعد جماعت کی حالت دیکھی تو بے اختیار مختار مسعود کے الفاظ کو داد دی واہ' اور موت کی بے داد پر آہ کی کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگیاں بے مصرف ہو چکی ہیں۔ اکثریت ہے، اہمیت نہیں

بے دلی ہائے تماشا کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق
بے کسی ہائے تمنا کہ نہ دنیا ہے نہ دیں

میں دل گرفتہ ہو گیا، جب اقلیت میں تھے ہر سو چھائے تھے صاحبان علم و حشم کی کمی نہ تھی اور اب اکثریت میں ہیں مگر تباہ حال۔

دل گرفتگی نے کہا ایسی اکثریت کی شادابی اس ویرانی پر قربان جہاں مادر ایام کی ساری دختران آلائم موجود ہوں مگر قحط الرجال نہ ہو۔ "اس وبا میں آدمی کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ مردم شماری کریں تو بے شمار مردم شناسی ہو تو نایاب" حضرت حافظ صاحب یگانہ روزگار شخصیت تھے، علم و فضل میں یکتا، درس و تدریس میں منفرد، تحقیق و تدقیق میں انوکھے، حافظہ میں فرید عصر، جلالت صوری و معنوی میں سند ایام، تعریفوں کے پیکر، تو ہینوں کے مظہر، جماعت اہلحدیث کا بجا طور فخر ہر مسئلہ و اختلاف میں مرجع و محور جدا ہوئے تو جماعت کو یوں چھوڑ گئے جیسے جسد سے روح نکل جائے۔ گویا

آج راہی جہاں سے داغ ہوا
خانہ عشق بے چراغ ہوا

نہایت کم سنی میں والد مکرم مولانا محمد رفیق خان پسروری رحمتہ اللہ علیہ کی محفلوں میں اکثر مسائل میں بطور سند جن شخصیات کا تذکرہ ہوتا ان میں حضرت والا جاہ حافظ صاحب کی شخصیت بھی تھی۔ میں شعور نہ ہونے کے باوجود ان سے بہت حد تک واقف ہو چکا تھا جب کچھ شعور ہوا تو یہ آگہی متاثر کن ہوتی چلی گئی اور پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ وہ عالم اسلام کی موجودہ سب سے بڑی علمی شخصیت کی حیثیت سے دل و جان کا سودا کر گئے۔

دوران تعلیم اساتذہ کرام (جن میں سے اکثر ان کے شاگرد تھے اور جو باقی تھے وہ شاگردوں کے شاگرد تھے یعنی کوئی ایسا نہ تھا جو حضرت کا فیض یافتہ نہ ہو) گاہ بگاہ حافظ صاحب کا حوالہ دیتے تدریس کا طریقہ بتلاتے دل میں ارمان تھے کہ ہم بھی اس یوسف کے چاہنے والوں میں نام لکھوائیں خواہ تھوڑا ہی مگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکتساب ضرور کریں۔ مگر واہ ری قدرت! تیرے عجب نظارے ہیں ساماں سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں۔

کر دیا تقدیر نے باطل فسانہ شوق کا
درہم برہم ہو گیا کارخانہ شوق کا

بھرتے بھرتے عمر کا پیمانہ آخر بھر گیا
رہ گیا افسوس مرنے والا مر گیا

میں نے حافظ صاحب کی کتب کا مطالعہ کیا ہے ان کے چند درس بھی سنے ہیں وہ ایک ایسی علمی شخصیت کے مالک تھے جو علم کا استعارہ بن چکے ہوں' "بلا مبالغہ" ان کی انگلیوں میں اگر حرکت ہوتی تھی تو وہ بھی علمی یعنی وہ مجسم علم تھے۔

ان کی ہر ہر کتاب عوام تو دور کی بات ہے اکثر بلکہ سبھی علماء کے لئے علم سے بالا ہوتی ہر باکمال اسے مخزن علم جانتا اور یوں مستفید ہوتا درسوں کا یہ عالم ہوتا تھا کہ اک لفظ کی تشریح میں نکلے ہیں تو پھر نا معلوم کن کن علوم کی سیر کراتے رہتے' کتنا ہی وقت گزرنے کے بعد فرماتے "اوہ میں کدھر آ گیا----" گویا ایک استغراق کی حالت طاری ہو جاتی تھی اور علوم اپنے اپنے درواکئے "اھلا" و سھلا"" کی صورت منتظر رہتے تھے اور جب سامعین کا خیال آتا تو آپ کتنے ہی علوم کو مایوس کر کے واپس آ جاتے۔ آپ کا قریباً ہر درس نامکمل رہتا' مگر لوگ اپنے اپنے ظرف لبریز کئے اٹھتے۔ میں نے بخاری شریف کی آخری حدیث پر تین درس سنے ہیں اور ہر مرتبہ بیان الگ تھا۔ سید اکرم شاہ صاحب کا بیان ہے کہ آپ نے کئی سال تک صرف اک آیت پر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا' کئی سال کے بعد لوگوں کے اصرار پر دوسری آیت شروع کی تھی۔

اس طرح آپ کے متعلق مشہور ہے کہ نوجوانی و نوخیزی کی عمر میں پادری عبدالحق کو آپ نے اس حالت میں شکست دی تھی۔ کہ وہ ہر مسلمان مناظر کو کہتا تھا کہ صرف سورۃ اخلاص کی تشریح کرے اور جب بھی کوئی تشریح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا تو وہ فوراً کہتا نہیں فلاں علم میں حضرت حافظ صاحب نے اسے کہا تو بتا دے کتنے علوم میں اس کی تشریح کروں اس نے چند علوم گنوائے آپ نے اس سے کتنے ہی زیادہ علوم میں تشریح کر دکھلائی' اسی کم سنی میں علماء احناف سے بھی آپ کے مباحثے ہوئے آپ کی قوت حافظہ' آپ کی علمی دسترس اور کم عمری دیکھ کر حاسدین بوکھلا اٹھے کہ "یہ کمسن تارا خود ساختہ آفتابوں کو کنارہ نہ کر دے حضرت حافظ صاحب پر جادو کروا دیا۔ مگر لبید بن عاصم یہودی جیسے امتی رسول معظم ﷺ کے اس عظیم روحانی فرزند کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے اور آخر کو یہ علمی آفتاب کنصف النہار چمکا اور برصغیر کے چپے چپے کو خصوصاً اور عالم اسلام کے مختلف علاقوں کو عموماً منور کر گیا۔ آپ کی علمی حیثیت کے متعلق اندازہ لگانا ہو تو حضرت علامہ کے مندرجہ ذیل بیان سے بخوبی لگ سکتا ہے۔کہ

جب حضرت حافظ صاحب مدینہ یونیورسٹی سے ایک سال استاذی کے فرائض ادا کر کے (بعض ناگزیر وجوہ کی بناء پر) واپس تشریف لائے تو وہاں کے اساتذہ نے مجھے (علامہ صاحب کو) کہا کہ آپ حافظ صاحب سے درخواست کریں کہ وہ یہیں رہ جائیں تاکہ ہم استفادہ کر سکیں ہم ان سے لائبریری کا کام لینا چاہتے ہیں (یعنی ہمیں حوالے ڈھونڈھنے میں مشکلات نہ ہوں' جو حوالہ ڈھونڈھنا ہو گا وہ حضرت حافظ صاحب سے پوچھ لیا کریں گے کہ حافظہ و علمیت میں آپ کے مطالعہ سے گزر چکی ہیں)۔

یعنی پرانے تمام علوم اگر فی الوقت کہیں موجود ہیں تو وہ حافظ محمد گوندلوی کا سینہ ہے۔

پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ
افسوس کہ تم کو میر سے صحبت نہیں رہی

ہر اچھے آدمی کے گرد اک ہالہ ہوتا ہے اس کے قریب جائیں تو دل خود بخود منور ہو جاتا ہے میں روشنی کے اس حلقے میں پہلی بار اس وقت داخل ہوا جب وہ سیالکوٹ جامعہ ابراہیمیہ میں درس بخاری سے فارغ ہوئے۔ یہ آج سے تقریباً" سولہ سترہ سال پہلے کی بات ہے۔ میری حالت بہت عجیب تھی'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دل میں عقیدت موجزن' دماغ پر احساس علمیت کا دبدبہ اور روح پر روحانیت کا جلال' میں کاملا حافظ صاحب کی طرف بڑھا' بچپنا تھا کہ آٹوگراف لے رہا تھا ورنہ اس شخصیت کی باتیں تو نوشتہ قلب ہو چکی تھیں' حضرت حافظ صاحب نے آٹوگراف بک پکڑی' میری طرف دیکھا' ہونٹوں پر دھیمی دھیمی مسراہٹ بکھری اور لکھنا شروع کیا۔

"اتقوا اللہ واشکروہ" اور دستخط کر دیتے۔ اس وقت تو میں آٹو گراف لینے پر خوش تھا مگر شعور ہونے اور حضرت حافظ صاحب کی عبارت سمجھنے پر وجد میں آگیا آپ نے اس مختصر سی عبارت میں بہت بڑے المیے کا علاج بتایا ہے یعنی "آج جو ہم قحط الرجال کا رونا روتے ہیں یہ سمجھ لیں کہ قدرت کا سارا نظام اصولوں کے تابع ہے بڑے آدمیوں کی پیدائش کے بھی کچھ اصول ہوں گے' ایسا معلوم ہوتا ہے بڑے آدمی انعام کے طور پر دئیے جاتے ہیں اور سزا کے طور پر روک لیے جاتے ہیں۔ عطا تو اسی کے حق میں ہوتی ہے جو حقدار ہو' آخر قدرت ایک سپاس نا آشنا قوم کو بڑے آدمی کیوں عطا کرے اسے اپنے عطیے کی رسوائی اور ناقدری ناروا گزرتی ہے۔ عطاء کا پہلا حق یہ ہے کہ انسان اس کا شکر ادا کرے۔ دل شکر سے لبریز ہو تو روشن ہو جاتا ہے' شکوہ کیجیے تو بجھ جاتا ہے ناشکر گزار ہو تو پتھر بن جاتا ہے' شکر گزار ہمیشہ روشن ضمیر اور روشن دماغ ہوتا ہے ناشکر گزار' زود فراموش' فسادی اور زود رنج ہے اسی لئے ہدایت ہوئی کہ اللہ سے ڈرو یعنی اسے بھولو مت ہمیشہ یاد کرو اور اس کا ہر حال میں شکر ادا کرو۔

جب جماعت اہلحدیث برصغیر میں قلیل التعداد تھی اس وقت اس میں حافظ صاحب کی عبارت کی صورت بہت ہستیاں تھیں چنانچہ قحط الرجال نہ تھا اور جب اکثریت ہوئی تو شکر گزاروں سے ناشکر گزار بڑھ گئے۔

ناشکر گزاری کا نتیجہ بے ہنری کی صورت سامنے آیا اور جہاں ناشکر گزار اور بے ہنر جمع ہو جائیں وہاں منافقت کا دور دورہ ہوتا ہے۔ جب اشراف کی حاجت نہ رہے تو کوئی ان کی تلاش اور دلجوئی کیوں کرے؟ ہنرمندوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی قدر ناشناسی سے بے ہنری کو فروغ ملتا ہے کم ظرف کو سر آنکھوں پر بٹھایا جائے تو اشراف کی عزت میں کمی ہو جاتی ہے اور اشراف کی بے عزتی اللہ کے عطیے کی ناقدری ہے جو اس کی (اللہ کی) ناشکرگزاری ہے ہمیں اللہ سے ڈرنا چاہیے اور اس کا شکر ادا کرنا چاہیے تھا کہ اس نے ایسے ایسے عدیم المثال اشراف سے نوازا مگر ہم نے ان کی عزت و توقیر نہ کی اور بے ہنروں کے ہتھے چڑھ گئے جو ہمارے لئے سراسر موت ثابت ہوئے تمامتر نقصان کے باوجود کچھ بھی عبرت نہ پکڑی کہ عبرت تو وہ پکڑتے ہیں جو شکر کرنا جانتے ہوں۔ حضرت حافظ صاحب محدث زماں تھے مگر فخروریا سے مبرا' امام العصر تھے اور بوریا نشین ذکاوت و صیانت میں اعلیٰ' سادہ و مطہر' متانت و امانت کے پیکر' علم و فضل کے بحر بے کراں' نمود و نمائش سے الگ' ہر چھوٹے بڑے پر مشفق سیاست و سیادت میں بہت آگے' شرافت و نجابت میں مجسم جمیل تمام علوم و تقابل ادیان میں ماہر و کامل' اخلاص اور بے لوثی کے مظہر' تدریس و تالیف میں بے نظیر' تحقیق و تدقیق میں عدیم المثال' زہد و تقویٰ کا اعلیٰ نمونہ' واقعتاً "بقیۃ السلف' بے داغ کردار کے مالک مصفا سیرت کے صاحب' ایسی وجاہت اور نورانی وقار کے مالک کہ باید و شاید شیوخ الحدیث کے شیخ اور کاملوں کے استاد' آیت من آیات اللّٰہ' "لا یوجد فی قلبہ الا اللّٰہ" کی کامل تصویر' امامت و عدالت کا مرقع' نرم دم گفتگو گرم دم جستجو' رزم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاک باز' علم کا بے کنار سمندر ہونے کے باوجود خاموش طبع ____ ہر حال میں ہر طرح ہمارے لئے نمونہ ____!

قلم شکن' سیاہی ریز' کاغذ سوز و دم درکش
حسن این قصہ عشق درنامہ نمی گنجد

افسوس اس بات کا نہیں کہ حافظ صاحب کی ذات رخصت ہو گئی' افسوس تو اس بات کا ہے کہ جماعت اہلحدیث کا بہت بڑا شرف مجسم تھا نہ رہا' علم و کمال کے پیکر کا سایہ اٹھ گیا۔ کانٹے چھوڑ گئی آندھی' لے گئی اچھے اچھے پھول۔ظہور صبح نے سب کارخانہ کر دیا برھم' فروغ شمع کا پروانہ کارباب محفل کا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی بے نصیبی پہ رونا آتا ہے کہ بالمشافہ فیض نہ اٹھا سکا' حافظ صاحب کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ نہ کر سکا۔ اگرچہ جو ملا انہی کے فیض یافتگان سے ملا پھر بھی رو رہا ہوں۔

تو بھی میرے ساتھ مل کے گردش ایام رو
اے اسیر حلقہ زنجیر صبح و شام رو
تو بھی رو اے علم' تو نے اس کو پالا تھا
یہ چراغ کشتہ اسی گھر کا اجالا تھا

ہفت روزہ "اہل حدیث" یکم نومبر1996ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت مولانا مدنپوری رحمۃ اللہ علیہ

چند یادیں

دنیا ایک سرائے کی مانند ہے' کوئی آتا ہے کوئی جاتا ہے۔ یہاں کی مجلس دائمی نہیں بلکہ فانی اور عارضی ہے۔ تاریخ عالم کا مطالعہ اور کل من علیہا فان کا ارشاد اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ ہر چیز فانی ہے اور حیات و ممات کا سلسلہ تمام مخلوق کے ساتھ وابستہ ہے۔ یہ فانی دنیا جہاں سے ہر انسان نے جانا ہے وہاں' کچھ ایسے افراد بھی ہوتے ہیں جو فنا کے باوجود غیر فانی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں اور وہ ذرائع ابلاغ کے سہارے زندہ نہیں رہتے بلکہ اپنے کردار و عمل اور کارہائے نمایاں کی ایسی قندیلیں روشن کر جاتے ہیں۔ جو باد مخالف کے باوجود نہیں بجھتیں ؎

ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است برجریدۂ عالم دوام ما

انہی چند گنے چنے افراد میں سے ایک عظیم و فہیم شخصیت گزشتہ دنوں ہم سے جدا ہوئی۔ اناللہ و انا الیہ راجعون

وہ ارفع و عالی شخصیت صاحب نیک طینت' مجسمہ حمیت' پیکر حسن سیرت حضرت مولانا محمد رفیق مدنپوری کی ہے۔

آغاز تعارف

میں نے جب عالم غیر شعور سے نکل کر عصر شعور میں قدم رکھا تو دیکھا کہ میرا گھر معہد علمی اور مھد عملی ہے۔ والد بزرگوار حضرت مولانا محمد رفیق خاں پسروری رحمۃ اللہ علیہ اس کے سرپرست ہیں۔ ہمیں انگلی سے لگا کر مسجد میں لے جاتے اور جب کوئی علمی بحث ہوتی ہمیں اپنے پاس بٹھا کر گوش ہوش سے سامع اور نظر غور سے ناظر بننے کا حکم دے کر خود مصروف گفتگو ہو جاتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جب میں ذرا لکھنے پڑھنے کے قابل ہوا تو والد مکرم کی یہ عادت بن گئی کہ کوئی کتاب یا حوالہ دیکھنا ہوتا تو مجھے کہتے تاکہ مجھے بھی اس سے واقفیت ہو جائے یوں ہماری علمی و عملی پرورش ہوتی رہی۔

اس دور میں ہی ہمیں والد محترم کے ہم جلیس حضرات سے تعارف ہوا۔ ہمارے علاقے میں اہلحدیث بہت تھوڑے تھے اس لیے والد محترم گاہے گاہے مختلف دیہاتوں میں اپنے خرچ اور تعاون سے جلسے کرا دیا کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے تقریباً ہر ماہ یا ہر ہفتہ ہمارے گھر میں مختلف علماء کی محفل رہتی اور والد مکرم مجھے اکثر جلسہ پر ہمراہ لے جاتے۔ سٹیج پر اپنے قریب بٹھاتے اور پورا جلسہ غور سے سننے پر مجبور کرتے۔ ان دنوں والد محترم کی محفل میں جو حضرات تشریف فرما ہوتے ان میں حضرت مولانا محمد یحیٰی صاحب حافظ آبادی مرحوم رئیس المناظرین مولانا حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد حسین صاحب شیخوپوری، حضرت مولانا احمد دین صاحب بھٹی، فاضل نوجوان مولانا محمد صدیق صاحب اختر چونڈوی ______ مولانا عطاء الرحمٰن صاحب اشرف، حضرت مولانا محمد علی صاحب جانباز، حضرت مولانا محمد ابراہیم ریاستی مرحوم اور حضرت مولانا سید بارک اللہ شاہ صاحب شامل ہیں حضرت مولانا مدنپوریؒ اس محفل کے روح رواں ہوتے تھے۔ میں ان حضرات سے صرف والد صاحب کی وجہ سے متعارف تھا۔ یہ حضرات بھی میرے ساتھ نہایت شفقت سے پیش آتے۔ آج اس محفل بے مثال کو یاد کرتا ہوں تو آنکھیں بھر آتی ہیں۔ دل دھڑکنے لگتا ہے۔ ذہن غم سے بوجھل ہو جاتا ہے۔ روح غمگین ہو جاتی ہے ۔

ظاہر ہیں میری شکل سے افسوس کے نشاں
خار الم سے پشت بدنداں گزیدہ ہوں
ہوں گرمیٔ نشاط تصور سے نغمہ سنج
میں عندلیب گلشن نا آفریدہ ہوں

اب تو ان محفلوں کی یاد ہی سرمایہ حیات ہے جن میں حسن گفتار، علمی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و ادبی لطائف، شگوفے، مسائل و رسائل اور ان کے حل اپنے اپنے انداز سے جلوہ گر رہتے تھے۔ مولانا مدنپوری رحمتہ اللہ علیہ سے میری اولین ملاقات انہی محفلوں میں ہوئی، مگر ابتدا میں والد مکرم کے ہم نام اور دوست ہونے کی وجہ سے ان کی بہت عزت کرتا تھا، مگر جب سن شعور کو پہنچا تو ان سے میری عقیدت ایک عالم دین مبلغ اسلام اور مناظر بے بدل ہونے کی وجہ سے مزید بڑھ گئی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے والد محترم نے محلّہ کھوکھراں میں اہل بدعت اور عیسائیوں کی کثرت کو دیکھ وہاں جلسے کا اہتمام کیا اور مولانا مدنپوریؒ کو مدعو کیا۔ آپ جب اسٹیج پر جلوہ افروز ہوئے تو مخالفین نے نعرہ ہائے شرارت بلند کرنے شروع کر دیئے مگر آپ نے نہایت تحمل سے تقریر شروع کی اور آغاز میں یہ اشعار پڑھے۔

رزم کی داستان اگر سنیئے
ہے زبان میری تیغ جوہر دار
بزم کا التزام گر کیجئے!
ہے "سخن" میرا ابر گوہر بار
ظلم ہے گر نہ دو سخن کی داد
قہر ہے گر نہ کرو مجھ کو پیار

(دوسرے شعر میں آپ نے قلم کی بجائے موقع کی مناسبت سے لفظ سخن لگا لیا)

آپ تقریر کر رہے تھے اور مخالفین آہیں بھر رہے تھے۔ آپ کی تقریر میں ایک سحر محسوس ہوتا تھا گویا جس سے لوگ دم بخود اور ہمہ تن گوش تھے۔ وہی افراد جو پہلے مخالفانہ نعرہ بازی کر رہے تھے اب داد تحسین دے رہے ہیں اور غالب کے الفاظ میں اس حقیقت کے معترف ہیں۔

ہیں اور بھی دنیا میں سخن ور بہت اچھے
کہتے ہیں کہ غالب کا ہے انداز بیاں اور

آپ معنی اساس اور سخن شناس تھے۔ علوم عقلیہ ونقلیہ کو عوام الناس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سامنے پیش کرنے میں آپ کو ایسا ملکہ حاصل تھا کہ باید و شاید۔

عطیات ربانی میں سے ایک خاص عطیہ جو آپ کو حاصل ہوا وہ ہے خوش آوازہ اور طیب لہجہ۔ آپ کے بیان میں سلاست' ندرت اور فصاحت ہوتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ جس بزم میں وارد ہوئے اپنا ایک اثر چھوڑ کر آئے۔ آپ کی جہاں بھی آمد ہوتی وہاں ہجوم خلق ہو جاتا اور بعض اوقات تو پاؤں رکھنے کو جگہ نہ ملتی تھی۔ آپ کی جوہر بیانی کا ایک خاص وصف یہ بھی تھا کہ آپ کو جو موضوع بھی دیا جاتا آپ اس کا حق ادا کر دیتے اور موقع کی مناسبت سے ایسا زود اثر خطاب فرماتے کہ مخالفین بھی انگشت بدنداں رہ جاتے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے سرگودہا کے جامعہ رحمانیہ بلاک نمبر 19 میں آپ کا جلسہ رد شیعت اور فضائل اصحابؓ شارع شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تھا۔ جامعہ رحمانیہ سے متصل شیعہ حضرات کا جامعہ محمدیہ بھی ہے۔ نو اور دس محرم کی درمیانی رات کو شیعہ حضرات بھی اپنی مجالس قائم کیے ہوئے تھے۔ ہمارا جلسہ بغیر اجازت ہو رہا تھا کیونکہ فساد کے پیش نظر انتظامیہ نے جلسہ کی اجازت نہ دی تھی' اب شیعہ بھی اسلحہ سے لیس تھے اور پورے سرگودھا کے سنی بھی' ضلع سرگودہا کی پوری انتظامیہ بھی بلاک نمبر 19 میں سمٹ آئی تھی۔ تمام کے دل دھڑک رہے تھے کہ اب کسی نے آواز اٹھائی اور جھگڑا ہوا۔ اب کوئی بولا کہ فساد ہوا۔

مولانا مدنپوری رحمتہ اللہ علیہ اس جلسہ کے مقرر تھے انتظامیہ اور عوام اپنی اپنی جگہ اس مرد خدا کے بارے میں ؎

پھر وہ سوئے چمن آتا ہے خدا خیر کرے
رنگ اڑتا ہے گلستان کے ہوا داروں کا

کے مصداق بنے بیٹھے تھے۔

جب آپ اسٹیج پر آئے تو عوام نے فرط جذبات سے نعرہ ہائے تحسین بلند کرنے شروع کر دیئے۔ آپ نے انہیں نعروں سے باز رکھا مگر کون رکتا تھا؟ ایسے کٹھن موقع پر جب آپ نے گلہائے کلام بکھیرنے اور لٹانے شروع کیے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر سمت سے واہ واہ کی صدا آنے لگی۔ جلسہ کے بعد انتظامیہ کے ارکان اور شیعہ حضرات یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ عالم و مقرر ہو تو ایسا جس نے موضوع اور خطابت کا حق بھی ادا کر دیا اور کسی کو کچھ کہا بھی نہیں ہے ۔

آتے ہیں غیب سے یہ مضامین خیال میں
غالب صریر خامہ نوائے سروش ہے

حضرت مدنپوری رحمتہ اللہ علیہ نہ صرف میدان خطابت کے شاہسوار تھے بلکہ تحریر میں بھی آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ انہوں نے مختلف عنوانات پر بڑے تحقیقی مقالات لکھے تھے مگر انہیں زیور طبع سے آراستہ نہ کیا جا سکا۔ گوجرانوالہ جامعہ رحمانیہ میں پچھلے سال ملاقات ہوئی تو فرمانے لگے کہ میں نے مختلف مذاہب و مسالک کا بغور مطالعہ کر کے ان پر کئی دفتر تیار کیے ہیں تاکہ آئندہ نسل کو حقیقت سمجھنے میں آسانی ہو' ان کے دو دفتروں میں میں نے اپنے مسلک کے حق میں غیروں کی تحریریں جمع کی ہیں نیز غیروں کی کتب سے انہیں کے خلاف اقتباسات اور حوالہ جات جمع کیے ہیں۔ ضرورت اس کی ہے کہ انہیں منظر عالم پر لایا جائے۔

مسلک سے محبت

حضرت مولانا مدنپوریؒ نے تقریر و تحریر میں مسلک اہلحدیث کی اشاعت کے لیے حقائق کے موتی بکھیرے ہیں۔ عمر کے آخری سال میں اپنے محلہ میں اپنی زیر نگرانی ایک ادارہ قائم کیا جس کا مقصد علمائے اہلحدیث کو اغیار کے ادیان سے آگاہ کرنا' ان کے اعتراضات کا تسلی بخش جواب دینا اور اپنے مسلک کو انہی کی کتب سے پیش کرنا تھا۔ ہر جمعرات کو اجلاس ہوتا' مختلف علماء مختلف موضوعات پر مقالے پڑھتے تھے۔ مجھے بھی ایک مکتوب ارسال کیا اور اس کے چند روز بعد پسرور کے قریب قصبہ کلا سوالہ میں تشریف لائے تو فرمایا کہ جمعرات کو ہمارا اجلاس ہوتا ہے اس میں شریک ہوا کرو۔ کلاسوالہ میں میں نے ان کی آخری تقریر سنی۔ ادارہ کی طرف سے مسلک کی محبت سے رچے بسے چند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجلاس ہوئے مگر آپ جلد ہی رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پچھلے سال فیصل آباد میں کچھ شرپسندوں نے علمائے اہلحدیث سابقین کی خدمات جلیلہ کے خلاف سخت اعتراضات کیئے تو آپ نے اپنی انتہائی علالت کے باوجود ان کا جواب جمعہ کے خطبات میں دیا مخالفین دم بخود ہو گئے۔

جن دنوں میرا پہلا مضمون بعنوان "تحریک اہلحدیث غیروں کی نظر میں" الاسلام میں شائع ہوا تو مجھے ملے اور از راہ شفقت فرمایا۔ بیٹا تمہارا جذبہ قابل قدر ہے۔ اللہ تمہیں مزید زور قلم دے، تم "لقب اہلحدیث" اور "سواد اعظم" کے موضوعات پر کچھ لکھو، میں نے ان دونوں موضوعات پر لکھا جن میں سے ایک "صحیفہ اہلحدیث" میں سواد اعظم اور اہلحدیث اور دوسرا الاسلام میں تعارف اہلحدیث کے عنوان سے شائع ہوا جب آپ نے ان مضامین کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور شاباش دی۔ میں نے آپ کو بریلوی کتب خانہ مکتبہ لاثانیہ کے زیر نگرانی شائع ہونے والی امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "القول البدیع" کے دو حوالے جن سے ثابت تھا کہ لقب اہلحدیث رسول اللہ کی زبان سے صادر ہوا ہے اور اہلحدیث جنتی ہیں۔ دکھائے اور احمد سعید کاظمی (بریلوی) کی کتاب "مقالات کاظمی" سے اصحاب رسول کے خلاف حوالہ جات سنائے تو آپ نے فرمائش کی کہ یہ دونوں کتب مجھے ارسال کر دینا۔ چند دن بعد میں نے ان کا ابھی پیکٹ بنایا ہی تھا کہ چھوٹا بھائی بھاگا بھاگا آیا اور بھرائی آواز میں بولا۔ مولانا مدنپوری فوت ہو گئے ہیں۔ یہ سنتا تھا کہ پیکٹ ہاتھ سے گر پڑا اور زبان انا للہ وانا الیہ راجعون کا ورد کرنے لگی۔

کہوں کیا دل کی کیا حالت ہے ہجر یار میں غالب
کہ بے تابی سے ہر ایک تار بستر خار بستر ہے

ہفت روزہ "الاسلام" 14 مارچ 1980ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنازے کی گواہی

الحاج میاں فضل حق مرحوم و مغفور کئی حوالوں سے جماعت اہل حدیث کی ایک منفرد شخصیت تھے۔ پاکستان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کی تاریخی حیثیت اور اس کے بانیوں کی شخصیات اور سیرت و کردار کے چشم دید گواہ اور بے شمار سربستہ رازوں کے امین! قیام پاکستان کے بعد جماعت اہل حدیث کو منظم کرنا بڑی جان جوکھوں میں ڈالنے والی بات تھی اور مسلک و جماعت پر ایک احسان عظیم تھا جو شیخین (مولانا داؤد غزنوی اور مولانا اسماعیل سلفیؒ) اور ان کے مخلص ساتھیوں نے فرمایا حالات بہت کٹھن اور ذرائع و وسائل کا شدید فقدان تھا جو ان بزرگوں کی ان تھک کوششوں اور پاپیادہ طویل طویل سفروں سے ممکن ہوا۔ یہ قافلہ سخت جاں جماعت کو ثری سے ثریا کی طرف گامزن کر گیا۔ اس قافلے کی باقیات میں سے ایک الحاج میاں فضل حق تھے۔

ہمارا اور میاں صاحب کا ساتھ ان کے بڑھاپے میں ہوا اور ہم نے ان کو (بلا مبالغہ) بیماری اور بڑھاپے کے باوجود جوانوں سے زیادہ متحرک اور ان تھک پایا۔ مسلسل سفر سے ہم اکتاہٹ محسوس کر جاتے تھے مگر میاں صاحب ہر دم تازہ دم محسوس ہوتے۔ ہم حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ کے ساتھیوں میں سے تھے اور یہ سوچا کرتے تھے کہ علامہ شہید جیسا باصلاحیت جوان رعنا اور پھر جماعت کے تمام معروف خطیب، واعظ و مقرر بھی ان کے ساتھی ہیں پھر بھی میاں فضل حق گروپ کیوں باقی ہے؟۔ بعد میں جب دونوں گروپوں کی صلح ہوئی اور میاں صاحب کے ساتھ کام کا موقع ملا تو سمجھ میں آئی کہ اصل دم میاں صاحب کے متحرک اور ان تھک جستجو میں پوشیدہ تھا کہ وہ اکیلے جماعت کا کام کرتے تھے۔ ان کے آخری دور میں جب کہ وہ اکثر بیمار رہنے لگے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکیلے جماعت کی نیک نامی کو زندہ و پائندہ کر رہے ہیں۔ ملی یک جہتی کونسل کے لاہور کے پروگراموں اور مظاہروں میں انہوں نے اکیلے جماعت کی عزت بڑھائی۔ مسجد شہداء' لاہور میں ملی یک جہتی کونسل کے تحت ناموس رسالتؐ کے سلسلے میں مشترکہ جلسہ تھا۔ انہوں نے ایک ایک عالم کو خود فون کیا پھر تمام شرکائے اجلاس کو دوپہر کا کھانا اپنی جیب سے (پیکٹ بند) دیا اور ہر پیکٹ میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کا ہینڈ بل رکھ دیا تاکہ معلوم ہو کہ یہ کھانا مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی طرف سے ہے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ساتھ ان کو جنون کی حد تک لگاؤ تھا اور وہ اس کی تشہیر و تنظیم اور عروج کے لیے ہر دم متفکر رہتے تھے۔ جمعیت کے بانی بزرگوں سے ان کی عقیدت مثالی تھی۔ جب کبھی مولانا سید داؤد غزنوی یا مولانا اسماعیل غزنویؒ کا ذکر ہوتا تو حضرت میاں صاحب کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو جاتے۔ بار بار پرانے بزرگوں (جن کے ساتھ تنظیمی تعلق رہ چکا تھا۔) یاد کرکے رونا شروع کر دیتے اور دیر تلک ان بزرگوں کی باتیں کرتے رہتے۔ ان کی زندگی کے آخری ایام کا واقعہ ہے کہ میاں عتیق الزمان نے اپنے گھر مولانا محمد اشرف سلیم اور مولانا عبدالرحمان مدنی کی مرکزی جمعیت میں شمولیت کے سلسلے میں ایک استقبالیہ دیا جہاں مہمان خصوصی میاں صاحب تھے۔ میاں صاحب نے دونوں علماء کرام کو مرکزی جمعیت میں شمولیت پر مبارک باد دی اور فرمایا کہ یہ باغ مولانا سید داؤد غزنوی اور مولانا اسماعیل سلفی کا لگایا ہوا ہے جس کو پانی وقت کے جید علماء محدثین اور مفتیان کرام نے دیا اور ساتھ ہی رونا شروع کر دیا۔ میں نے عرض کی کہ میاں صاحب آپ اپنی یادوں کو قلمبند کروا دیں تاکہ وہ جماعت کی ایک تاریخی دستاویز کے روپ میں موجودہ نسل کو میسر ہو۔ اس سلسلے میں میاں صاحب کے کیسٹ انٹرویو کا پروگرام بھی بن چکا تھا مگر (عرفت ربی بفسخ العزائم) میاں صاحب نے فرمایا کہ میں نے اسحاق بھٹی سے بات کی ہے۔ اس نے مجھے ایک سوال نامہ بھی بھیجا ہے۔ میں انشاء اللہ جلد ہی یہ سلسلہ شروع کر دوں گا۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(بعد ازاں جنازہ پر میں نے مولانا اسحاق بھٹی کو بتلایا کہ میاں صاحب نے یہ فرمایا تھا اور عرض کیا کہ بھٹی صاحب آپ جماعت کی بہت سی تاریخ کے چشم دید گواہ ہیں اور بزرگوں کے قریب رہے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ پر جماعت کا قرض ہے جو ادا ہو جانا چاہیے۔ حضرت بھٹی صاحب نے فرمایا انشاء اللہ ضرور)

چند روز قبل میاں نعیم الرحمان طاہر نے بتلایا کہ مولانا بھٹی نے وعدہ فرمایا کہ وہ میاں صاحب پر کام کریں گے۔

میں ذاتی طور پر بہت جذباتی واقع ہوا ہوں۔ بالخصوص تنظیمی معاملات میں _____ میں میاں صاحب کے خلاف ہوا کرتا تھا۔ (جس طرح دور کے ڈھول سہانے ہوتے ہیں اسی طرح دوری انسان کو حقائق سے بے بہرہ کیے رکھتی ہے۔) میں سمجھتا تھا کہ میاں صاحب جماعت کو چلنے نہیں دیتے اور بعض لوگ بھی اسی طرح کا ذہن بناتے رہتے تھے۔ چنانچہ 1993ء کی مجلس شوریٰ کے اجلاس منعقدہ فیصل آباد میں' میں نے میاں صاحب پر کھلم کھلا سخت تنقید کی لیکن میاں صاحب یا ان کے کسی ساتھی کی طرف سے مجھے کوئی بات نہ کہی گئی۔ بعد ازاں میں نے دیکھا کہ میاں صاحب نے تنظیمی معاملات میں بھی مداخلت نہیں کی۔ مجھے خود بھی احساس ہوا کہ میں غلط سوچتا رہا ہوں کہ ایک روز میاں صاحب سے مل کر اپنے رویئے پر معذرت خواہ ہوا۔ میاں صاحب نے کمال بزرگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجھے فرمایا کہ تم میرے لیے اسی طرح ہو جس طرح نعیم اور طارق ہیں اور ساتھ ہی فرمایا کہ تمہارے والد (مولانا محمد رفیق خاں پسروریؒ) کے ساتھ ہمارے بڑے قریبی اور برادرانہ تعلقات تھے۔

اسی مجلس میں انہوں نے بتلایا کہ جب تمہارے والد پر سکھوں نے حملہ کیا اور ان کے ایک بازو کو کاٹ دیا تو سخت حالات کے باوجود میں اور میرے ساتھی ان کو جنڈیالہ گرو سے نکال کر امرتسر ہسپتال لے گئے تھے۔

بعد ازاں میاں صاحب مجھ پر بہت مہربان رہے۔ اکثر دفتری معاملات میں مجھ سے مشورہ فرماتے رہتے۔ یہاں تک کہ بعض دوستوں نے مجھے ان کا "

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کار خاص" قرار دیا۔ (یہ ویسے بھی غلط تھا کیوں کہ میں حضرت الامیر کے حکم کے مطابق ان کا اسسٹنٹ تھا)

میں نے کئی سفران کی معیت میں کیے۔ ان کی شخصیت کی نرمی، تازگی اور کھلکھلاہٹ آج بھی اسی طرح ذہن میں تازہ اور چہرے کی شادابی نگاہوں کے سامنے ہے۔ دوران سفر راہ میں آنے والے قصبات، دیہات اور شہروں کے بزرگوں، مساجد یا جماعتوں کے متعلق اپنی یادیں دہراتے رہے۔ (میاں صاحب پر مضامین لکھتے وقت ان کی تاریخ پیدائش و وفات اور یکساں باتیں تحریر کرنے کی بجائے ان کی مجلسوں کی گفتگو اور ان کے ممدوح بزرگوں سے متعلق ان کی یادوں پر زیادہ لکھنا چاہیے۔) جامعہ سلفیہ سے والہانہ لگاؤ تھا۔ لاڈلے بچوں کی طرح جامعہ سلفیہ کی نگہداشت کرتے، ان کی محنت اور توجہ نے جامعہ کو نہ صرف واقعتاً" جامعہ (یونیورسٹی) بنا دیا بلکہ بین الاقوامی شہرت بھی عطاء کر دی تھی۔

میں ایک دن ایک بوسیدہ رجسٹر کی خاک اڑا کر اس کو کھول بیٹھا۔ وہ رجسٹر جامعہ سلفیہ کے ابتدائی ایام کے اجلاس کی کاروائی کا تھا۔ اس میں درج تھا کہ جامعہ سلفیہ کس طرح معرض وجود میں آیا اور اس کو چلانے کے لیے کتنی مشکلات درپیش رہیں۔ جامعہ سلفیہ کے لیے کس کس طرح کبھی تقویۃ الاسلام اور کبھی چینیانوالی مساجد اور کبھی کہیں پڑاؤ ڈالا گیا اور بالآخر ایک مختصر سی جگہ پر لائل پور میں "سکونت پذیر" کر دیا گیا پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ جامعہ کے چلانے کے لیے فنڈز کی کمی تھی حتیٰ کہ ایک دفعہ فیصلہ ہوا کہ بجلی سے چلنے والے پنکھے فروخت کر دیئے جائیں تاکہ جامعہ کا خرچہ چل سکے لیکن جب میاں صاحب کو اس کا صدر بنا دیا گیا تو پھر کبھی بھی ایسی شکایت کا موقع نہ ملا۔

یہی وجہ ہے کہ 1960ء سے لے کر تادم آخریں میاں صاحب جامعہ سلفیہ کے صدر رہے اور ان کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے میاں نعیم الرحمان طاہر کو ان کی جگہ رئیس الجامعہ منتخب کر لیا گیا۔ میاں صاحب کسی مدرسے کے فارغ التحصیل نہ تھے مگر علماء کرام سے ان کی عقیدت اور تعلق نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کو "مولانا فضل حق" بنا دیا تھا۔ ایک تاجر پیشہ آدمی کا دین سے ایسا تعلق اور دینی تنظیم کے لیے اسباب کا ایسا خرچ باید و شاید!

حضرت علامہ شہید کے ساتھ ان کے جو جماعتی اختلافات رہے' وہ محتاج بیان نہیں مگر جماعتی صلح کے بعد ہم نے اکثر دیکھا کہ وہ حضرت علامہ شہید کا تذکرہ بڑے احسن انداز سے کرتے اور علامہ شہید کے نام پر ان کی آنکھیں چمک اٹھتیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ

علامہ صاحب بڑے ہی باصلاحیت تھے۔ ان کا مطالعہ بہت تھا۔ ایک ایک بات پر ڈھیروں کتابوں کے حوالے دیتے چلے جاتے۔ خطیب بڑے پائے کے تھے۔ کوئی شخص ان سے کسی مسئلے پر بات نہ کر سکتا تھا۔ وہ مسلکی معاملے میں بڑے غیرت مند تھے۔

اسی طرح اختلاف سے قبل علامہ شہید اپنے خانگی تعلقات کا بڑے اچھے انداز میں تذکرہ فرمایا کرتے تھے اور کئی واقعات بھی سناتے پھر کہتے کہ کچھ افراد نے غلط فہمیاں ڈال دی تھیں لیکن جب مولانا محمود احمد میرپوری نے برطانیہ میں ہماری ملاقات کروائی تو علامہ صاحب بڑے تپاک سے ملے تھے۔

خود علامہ شہید اس ملاقات کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ میاں فضل حق تو جمعیتوں کا اتحاد چاہتے تھے مگر (ایک بزرگ کا نام لے کر فرماتے تھے) وہ نہیں چاہتے۔

(جب دونوں جماعتوں کا اتحاد ہو گیا۔ حضرت علامہ شہید کا فرمایا ہوا درست ثابت ہو گیا۔ اس بزرگ نے اپنے رویئے سے نہ صرف ثابت کیا ہے کہ وہ اتحاد کے خواہاں نہیں بلکہ مستقل طور پر جماعت کے اتحاد کے خلاف رہے ہیں۔)

اتحاد کے بعد میاں فضل حق صاحب نے جماعتی ترقی و ترویج کے لیے بارہا ایثار فرمایا۔ کہنہ سالی اور بیماری کے باوجود شہر شہر' قصبہ قصبہ اور گاؤں گاؤں سفر کیا۔ مجلسوں اور میٹنگوں میں اتحاد کے متعلق غلط فہمیوں اور شکوک و شبہات کے ازالے کے لیے قدرے متحرک ہو گئے۔ حضرت الامیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب پروفیسر علامہ ساجد میر کے ساتھ اس طرح کا ساتھ نبھایا کہ ہر طرح کے وسوسوں اور اندیشوں کا گلہ گھونٹ دیا۔

حضرت الامیر اور وہ حقیقتاً "یک جان اور دو قالب کی صورت ہو کر جماعت کی ترویج و تعریج میں مشغول رہے۔ ان کے اخلاص اور ایثار کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہوگی کہ میاں نواز شریف نے جب انہیں دیرینہ تعلقات کی وجہ سے ایوان بالا (سینٹ) کا ٹکٹ دیا تو وہ بھی انہوں نے جماعت کی بہتری اور حضرت الامیر کی شخصیت کے باوصف ان کے نام کر دیا۔ کئی ایسے مواقع آئے کہ جب انہوں نے جماعتی معاملات کے لیے بے دریغ خرچ کیا اور بلا سوچ سمجھے دوسرے افراد کی تحسین بھی فرمائی اور اپنی جگہ آگے کر دیا۔

جماعتی معاملات اور جماعتی غیرت و حمیت ان میں بہت زیادہ تھی۔ وہ ہر دم مرکزی جمعیت کی ترقی اور مضبوطی کے خواہاں رہتے تھے۔ ایک موقع پر جب کہ وہ بیمار تھے ایک فتنہ جدیدہ کے امام اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ان سے ملنے آئے تو ملاقات سے انکار کر دیا کہ ان افراد نے اس ملاقات سے بھی غلط پروپیگنڈہ کرنا تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ جماعتی تاریخ میں آج تک سوائے اس "شرذمہ قلیلہ" کے کوئی ایسا گروہ پیدا نہیں ہوا جو اس طرح کثرت سے جھوٹ بولتا ہو اور پھر جھوٹ کو بھی شریعت کا سہارا اور بہانہ فراہم کرتا ہو۔

ان کی ساری زندگی "فاستبقوا الخیرات" کی عملی تصویر تھی۔ وہ خیر و فلاح کے لیے ہمہ تن اور جماعتی معاملات کے لیے سراپا جستجو تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی وفات پر اہل دل کی آہیں' آنسو اور زبانوں کے کلمات خیر میں ڈھل گئیں اور ان کا جنازہ ان کی پاک سیرتی کی گواہی بن گیا۔

مسلم' ابن ماجہ اور الفتح الربانی کے مطابق رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "مامن رجل مسلم یمت فیقوم علی جنازته اربعون رجلا لایشرکون باللہ شیاء الا شفعهم اللہ فیه" کہ جس کے جنازے میں چالیس موحد مسلمان شریک ہو جائیں' اللہ تعالیٰ (ان چالیس موحدوں کی وجہ سے اس کو بخش دیتے ہیں۔)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بعض روایات کے مطابق (مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے۔) ایک سو مسلمانوں کی نماز جنازہ میں شرکت بخشش کا باعث ہوتی ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرمایا کرتے تھے کہ جنازہ ہمارے اور ہمارے مخالفوں کے درمیان فرق کرے گا۔"

جناب میاں فضل حق کا جنازہ ان کی نیکی کا واضح ثبوت تھا جس میں تقریباً" پاکستان بھر کے علماء کرام اور بزرگ شریک ہوئے تھے بلکہ اس لحاظ سے یہ جنازہ منفرد اور عجیب تھا کہ جس روز جنازہ ہوا۔ اس روز میاں صاحب نے بحیثیت ناظم اعلیٰ تمام مدارس کے شیوخ الحدیث اور جید اساتذہ کرام کا اجلاس بلوایا ہوا تھا جس کی میاں صاحب نے صدارت فرمانی تھی اور اس اجلاس کے ذریعے پاکستان کے دینی مدارس کی تقویت، تنظیم اور علوم دینی کے فروغ و اشاعت کے پروگرام طے کرنے تھے۔

تقریباً" تمام ہی شیوخ الحدیث، اساتذہ کرام (جو واقعتاً" انتہائی نیک ہستیاں ہیں۔) میاں صاحب کی دعوت پر تشریف لائے مگر ہوا یہ کہ اجلاس کی جگہ میاں صاحب کے جنازے میں شرکت فرمائی دینی علوم کی ترقی و اشاعت کے دلدادہ مدارس دینیہ کے خیرخواہ الحاج میاں فضل حق کی میت پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے بخشش و مغفرت کی دعائیں کیں۔ خشوع و خضوع الحاد و گریہ سے !

اللهم اغفرله وارحمه و عافه واعف عنه وادخله فی الجنة الفردوس ووسع مدخله آمین ○

دین ھدیٰ کا پاسبان فضل حق
زندہ کردار انسان فضل حق
نیکی کرتا رہا ساری زندگی
"سو مستحق غفران" فضل حق

ہفت روزہ "اہل حدیث" 19 اگست 1996ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درد سے واقف نہ تھے' غم سے شناسائی نہ تھی!

اندرا کا لاڈلا' نہرو خاندان کا چشم و چراغ راجیو گاندھی بم دھماکے میں ہلاک ہو گیا' اف تف کی صدائیں گونجنے لگیں۔ پیغامات تعزیت گھومنے لگے' تاریں بجیں' ٹیلیفون ہونے لگے۔ اخبارات میں شہہ سرخیاں لگیں۔ صفحات کے صفحات سیاہ ہو گئے اور ہو رہے ہیں------ ہر کسی نے راجیو کو خراج عقیدت پیش کیا۔ کیا مسلم کیا غیر مسلم راہنماؤ سربراہان مملکت سب نے اسے بڑا انسان اور عظیم سیاستدان کہا------ ایک کافر کی ارتھی اس طرح اٹھی کہ

ایک عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

کا گمان و سامان ہو گیا----- اور میں سوچنے لگا یاالٰہی! ماجرا کیا ہے؟ یہ اہل خرد کو کیا ہو گیا ہے؟ دانش و بینش کی کسوٹی اور سیادت و عظمت کے پیمانے پر بڑا کون ہوتا ہے چھوٹا کون؟ کیا محض تخت پر بیٹھنے سے آدمی بڑا اور ٹاٹ پر بیٹھنے سے چھوٹا ہو جاتا ہے؟ کیا بڑائی اور چھوٹائی خاندانی اور حسب و نسب کی مرہون منت ہے یا کردار کی؟ عظیم کون ہے؟ ہزاروں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے والا راجیو یا آنے والے فتنے کے خاتمے کیلئے جان دینے والی" قاتلہ"؟ (کہ جس نے اپنی جان دے کر آزمائے ہوئے حکمران کو آنے نہیں دیا)---------

خون کا رنگ سرخ ہی ہوتا ہے خواہ وہ سونے کا چمچ منہ میں لیکر پیدا ہونے والے کا ہو----- یا جھونپڑی میں جنم لینے والے کا' پنجاب کا سکھ مرے یا اندرا قتل ہو خون کا رنگ سرخ ہی رہے گا----- کشمیر کے حریت پسند کا خون ہو یا کشمیر کی آگ دھکانے والے راجیو کا---- خون سرخ ہی ہو گا----- عدل و انصاف کے ترازو میں بھی وزن برابر ہی رہتا ہے----- نواب احمد خاں کا سر ہو یا ذوالفقار علی بھٹو کا---- کبھی ایسا نہیں ہو سکتا کہ دولت مند کے ایک سر کا وزن لاکھوں یا ہزاروں مفلسوں کے سروں کے برابر ہو----- انصاف کا ترازو' اندھے قانون کے ہاتھوں میں ہوتا ہے جو چہروں کی رونق اور خوشحالی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں دیکھتا سروں کو محض سر ہی جانتا ہے---- دنیا کا کوئی قانون' کوئی آئین' کوئی نظریہ' کوئی ازم یا کوئی دین ایسا نہیں جو انصاف کیلئے افراد کے جرم کو نہ دیکھے حیثیت کو دیکھے---- (اگر کہیں ایسا ہے تو پھر کلجگ ہے کلجگ) میں تو اپنے ان لیڈروں پر حیران ہوں جو راجیو کی مدح و ستائش میں لگے ہیں' اس کے جنازے پر بادیدۂ نم شریک ہوئے ہیں اور اس کے تذکرے پر جن کی آنکھیں بھیگ بھیگ جاتی ہیں۔ ان کو اس وقت کیا ہوا تھا جب بابری مسجد کے سلسلے میں خون مسلم کی ارزانی کرنے والے ہندوؤں کو راجیو آشیرباد دے رہا تھا؟ یہ لوگ اس وقت کہاں تھے جب پنجاب میں سکھوں پر گولیاں چل رہیں تھیں۔ اس وقت کہاں تھے جب حالیہ انتخاب میں کانگریسی غنڈے چھرے گھونپ رہے تھے؟ ایک راجیو کے مرنے پر واویلا کرنے والوں کو کشمیر کی بہنوں اور بیٹیوں کی لٹی عصمتیں نظر نہیں آتیں۔ (اس وقت تو یہ امریکن قونصلیٹ میں جشن مناتے ہیں) انہیں اجتماعی جنازے دکھائی نہیں دیتے اور اجتماعی جنازوں پر فائرنگ انہیں سنائی نہیں دیتی (اس وقت تو ایک لفظ مذمت ان کے مونہوں سے نہیں نکلتا) راجیو کیلئے رونے والو! اپنے ملک میں انڈین را کی تخریبی کارروائیوں پر بھی افسوس کرو۔ افسوس صد افسوس اس وقت حکمرانوں اور سابق حکمرانوں پر---- کہ وہ راجیو کے قتل کی تو مذمت کرتے ہیں۔ لیکن اپنے ہی ملک میں تڑپتے لاشے نظر نہیں آتے' اپنے ملک میں بموں کے دھماکوں کے مقتول دکھائی نہیں دیتے۔ ایک ظالم کافر کے قتل کی مذمت کرنے والو! شہدائے اہلحدیث اور عالم اسلام کے عظیم سپوت علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ کے قاتل کہاں ہیں؟ راجیو کی ارتھی میں رسماً" یا سیاسۃً" شرکت کرنے والو! ایک گلدستے سے ہلاک ہونے والے کافر کی ارتھی میں تو تم نے غم و اندوہ کا اظہار کیا--- لاہور کے گلدستے سے ہلاک ہونے والے علمائے اسلام کی تفتیش سے بے رغبتی کیوں؟؟؟

(ہفت روزہ اہلحدیث۔ لاہور)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت مولانا محمد رفیق خان پسروری رحمہ اللہ

از:۔ مولانا عبدالرشید حنیف جھنگ

قرآن مجید کی صداقت کے لیے موت بھی ایک مستند دلیل ہے: کل من علیھا فان۔ ہر ذی روح چیز فانی ہے۔ بقاء و دوام صرف اور صرف رب ذوالجلال کے لائق ہے۔ اس کارخانہ فانی میں وجودی بقا اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور روحانی بقا کے سزا وار وہ لوگ ہیں جو اپنی زندگیوں کو رب ذوالجلال کے قانون شریعت پر پوری صلاحیتوں کو وقف کرتے ہیں اور بے تاب نظر آتے ہیں۔ یہ طبقہ علماء ربانی ہے۔ جن کے لیے قرآن مجید نے واضح الفاظ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کے مقدس اصول سے بیان فرمایا اس کی مزید تشریح اور شہادت کو ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے العلماء ورثۃ الانبیاء سے معنون فرمایا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ڈگری اتنی بے مثل ہے کہ اس پر دنیا و ما فیھا کو قربان کیا جا سکتا ہے علماء ربانی کی وفات کا المیہ پوری قوم کے لیے ایک ہمہ گیر زخم ہوتا ہے جس کی وضاحت سید الرسل جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمائی کہ علم انسانی قلوب سے نکالا نہ جائے گا بلکہ علماء کی وفات سے' علماء رفتہ رفتہ دار فناء سے دار البقاء کو سدھار جائیں گے۔ موت سے مفر کی کوئی شکل نہیں ہے۔ موت ایک ربانی امر ہے جسے ٹالا نہیں جا سکتا۔ بعض اموات کا صدمہ اور غم ایک فرد کے ساتھ اور کسی کا برادری کے ساتھ اور کسی کا کسی خاص قوم اور طبقہ کے ساتھ ہے۔ لیکن بعض ایسی شخصیات ہوتی ہیں جن کی موت کا غم پوری قوم اور ملک کے لیے ہوتا ہے انہیں میں مولانا محمد رفیق پسروری ہیں جنہیں مرحوم لکھتے ہوئے ہاتھ لرزاں اور آنکھوں سے آنسو رواں ہیں۔ مرحوم نے اپنی پوری زندگی احیاء دین' کتاب و سنت کی ترویج اور اشاعت کے لیے جذبہ محبت رسول ﷺ کی سرشاری میں وقف کر رکھی تھی۔ مرحوم قومی' ملکی' ملی' دینی' اصلاحی' تبلیغی تصنیفی اور علمی زندگی کے تمام شعبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جات میں نمایاں تھے۔

کئی بار آپ حج کرنے کے لیے بیت اللہ تشریف لے گئے اور ہمیشہ حرم پاک میں قرآن اور حدیث کا درس دیتے۔مسلک اہلحدیث پر عملاً گامزن تھے۔ غرضیکہ آپ کا میدان تبلیغ وسیع تھا۔

میدان تصنیف' مولانا موصوف کی تصانیف دو درجن کتب ہیں جو قرآنی علوم اور احادیث نبویہ کے امور پر مشتمل ہیں۔ مسئلہ ختم نبوت' چہل حدیث' علم غیب' مسئلہ حاضر و ناظر اور اصلاح عقائد شمشیر محمدیہ حصہ اول و دوم درہ محبوب برد بر مجذوب بہت مشہور ہیں۔

مولانا مرحوم غرباء جماعت اہل حدیث کے خدام میں سے تھے۔ آج کل آپ جمعیتہ اہل حدیث ضلع سیالکوٹ کے نائب امیر تھے۔ صحیفہ اہلحدیث میں مرحوم کے نہایت قیمتی مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔

فتاوی نویسی: مولانا مرحوم فتاوی نویسی میں بھی ماہر تھے چنانچہ موصوف نے فتاوی رفیقیہ کے نام سے ایک کتاب مرتب کی جو شائع ہو چکی ہے۔

مولانا مرحوم کی وفات سے پوری جماعت اہلحدیث کو شدید صدمہ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الخلد میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ جماعت اہلحدیث جھنگ چودھری عبدالرشید خاں صاحب مرحوم کے بھائی کے صدمہ اور غم میں برابر کی شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ اللهم اغفر له وارحمه وادخله الجنة

ہفت روزہ "الاسلام" 18 مارچ 1977ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم و عمل اور وعظ و تبلیغ کی ایک اور شمع گل ہو گئی

از:- بشیر انصاری

کئی روز سے مولانا مرحوم کی شدید علالت کی خبریں موصول ہو رہی تھیں۔ آخر وہی ہوا جس کا خدشہ تھا اور وہ وقت آپہنچا جو ہر ذی روح کا مقدر ہے اور جس میں لمحہ بھر کی تاخیر و تعجیل نہیں ہو سکتی۔

مولانا مرحوم تقریباً ایک ماہ پیشتر بیمار ہوئے۔ گھر پر علاج ہوتا رہا مگر ہفتہ عشرہ پیشتر آپ پر فالج کا شدید حملہ ہوا اور آپ کو مشن ہسپتال سیالکوٹ داخل کروا دیا گیا مگر۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

پھر علامہ اقبال ہسپتال سیالکوٹ میں زیر علاج رہے مگر کوئی آفاقہ نہ ہوا۔ احباب نے آپ کی گرتی ہوئی صحت کے پیش نظر یہی مناسب سمجھا کہ گھر پر ہی علاج بہتر ہے چنانچہ 23 فروری کو پانچ بجے شام پسرور لایا گیا۔ سیالکوٹ سے روانگی کے وقت کسے معلوم تھا کہ ان کا سفر پسرور' سفر آخرت کا پیش خیمہ ہے کیونکہ آپ اسی روز چند گھنٹے بعد یعنی آٹھ بجے شب ساٹھ برس کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا مرحوم کے نامور شاگرد اور رفیق کار مولانا محمد صدیق صاحب اختر خطیب چونڈہ نے بتایا کہ مولانا مرحوم نے شدید بیماری کی حالت میں بھی قدم قدم پر سنت نبویؐ کو پیش نظر رکھا اور آخری وقت بھی آپ کی زبان پر اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری تھا۔

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد رفیق خانصاحب پسروری رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں کہ آپ نے اپنی پوری زندگی کتاب و سنت کی دعوت و تبلیغ میں صرف کر دی۔ آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کا دائرہ خاصا وسیع تھا۔ پسرور اور دور دور تک گردونواح کے دیہاتوں میں بھی آپ نے توحید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی شمعیں فروزاں کر رکھی تھیں۔ عیسائیوں اور مرزائیوں سے آپ نے کامیاب مناظرے کیے۔ اسی لیے فرق باطلہ کے قد آور مناظر بھی آپ سے گفتگو کرنے سے کنی کتراتے تھے۔ آپ کی طبیعت کا یہ خاصا تھا کہ مخالفین کی زیادتیوں کا انتقام لینے کی سکت رکھنے کے باوجود معاف کر دیتے تھے۔ آپ نے صرف جہاد باللسان ہی نہیں کیا بلکہ جہاد بالقلم بھی کیا۔ چنانچہ آپ نے مسلک اہلحدیث کی حقانیت اور فرق باطلہ کے ابطال پر چھوٹی بڑی چھبیس کتابیں لکھیں اور آج تک کسی نے ان کی کتابوں کا جواب نہیں دیا۔

آبائی طور پر مولانا مرحوم کا تعلق موضع ہابھڑی ضلع کرنال مشرقی پنجاب سے تھا۔ قیام پاکستان کے بعد آپ ہجرت کر کے یہاں قیام پذیر ہو گئے۔ برصغیر کے نامور عالم دین اور مفسر حضرت مولانا عبدالستار محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے آپ نے سند فراغت حاصل کی اور کچھ کتابیں امام العصر حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمتہ اللہ علیہ سے بھی پڑھیں۔ حضرت میر رحمتہ اللہ علیہ آپ سے بے حد شفقت فرماتے۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں جب آپ خطبہ جمعتہ المبارک ارشاد فرمانے سے قاصر تھے تو آپ نے اپنی موجودگی میں مولانا پسروری کو کہا کہ آپ جمعہ پڑھائیں۔ میں سنوں گا۔ پسرور میں جماعت اہلحدیث مختصر ہونے کے باوجود ماشاء اللہ کافی فعال ہے اور اہلحدیث کی متعدد مسجدیں ہیں۔ مولانا مرحوم جس طرح مسلک اہلحدیث کے بے باک مبلغ اور نڈر مجاہد تھے۔ اسی طرح آپ کو اہلحدیث کے نام سے بے حد محبت تھی اسی لیے آپ نے اپنی مسجد کا نام جامع اہلحدیث' مدرسے کا جامعہ اہلحدیث' کتب خانہ کا مکتبہ اہلحدیث اور مکان کا اہلحدیث منزل نام رکھا۔ پسرور میں آپ ہر سال بڑے ذوق و شوق اور اہتمام کے ساتھ سالانہ تبلیغی جلسہ منعقد کیا کرتے تھے۔ جس میں پورے ملک کے جید علماء اہلحدیث تشریف لا کر اپنے مواعظ حسنہ سے مستفید فرماتے۔ آپ چند برسوں سے مرکزی جمعیتہ اہلحدیث پاکستان سے وابستہ ہو چکے تھے اور آپ ضلعی جمعیتہ اہلحدیث سیالکوٹ کے نائب امیر اول تھے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چھ بار زیارت حرمین سے مشرف ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چکے تھے۔ عالم اسلام کی مایہ ناز شخصیت سماحتہ الشیخ عبدالعزیز بن باز حفظ اللہ تعالٰی اور معروف محقق فضیلتہ الشیخ عبد القادر بن حبیب اللہ السندی کے علاوہ سعودی عرب کے دیگر شیوخ سے آپ کے گہرے مراسم تھے۔

مولانا مرحوم جس عظیم الشان مسجد کے تا حیات خطیب رہے۔ اس کے بانی خود مولانا ہی تھے۔ آپ یہاں باقاعدگی سے نماز فجر کے بعد درس قرآن ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ بائیس برسوں میں آپ نے دو مرتبہ قرآن مجید ختم کیا جمعتہ المبارک کے خطبات میں تیسرا قرآن مجید قریب الاختتام تھا کہ خود داغ مفارقت دے گئے۔

روزنامہ "نوائے وقت" میں آپ کی وفات کی خبر پڑھ کر بے حد صدمہ ہوا اور دل کی کیفیت بدل گئی۔ اس سوچ میں ڈوب گیا کہ جماعت اہلحدیث اپنے اکابر سے تہی دامن ہوتی جا رہی ہے۔

راقم الحروف ایک ضروری کام کے سلسلے میں اس روز سیالکوٹ میں تھا۔ جمعیتہ شبان اہلحدیث سیالکوٹ کے سرگرم کارکن الطاف الرحمٰن صاحب نے مجھے جناب محمد اکرام صاحب (جندر بازار) کے مکان پر ٹیلیفون پر اطلاع دی کہ نماز ظہر کے بعد جامع اہلحدیث باغ ڈپٹی سے پسرور کے لیے روانگی ہے۔ آپ وہاں تشریف لے آئیں چنانچہ حضرت مولانا حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹی کے ہمراہ باغ ڈپٹی پہنچا۔ مرکزی جمعیتہ شبان اہلحدیث سیالکوٹ کے ناظم اعلٰی جناب میاں محمد یوسف صاحب سجاد وہاں تشریف لے آئے۔ مولانا شیخ عتیق الرحمٰن صاحب سے بھی وہاں ملاقات ہوئی۔ نماز ظہر کے بعد میاں محمد یوسف صاحب سجاد' قاری ایم اے بسمل صاحب اور دیگر احباب کے ہمراہ بذریعہ ٹرین پسرور پہنچے اور دیکھا کہ سوگوار سینکڑوں کی تعداد میں جامع مسجد پہنچ چکے ہیں۔ مولانا محمد علی صاحب جانباز شیخ الحدیث جامعہ ابراہیمیہ سیالکوٹ رنج و غم کی تصویر بنے کھڑے تھے۔ مولانا عطاء الرحمٰن صاحب اشرف استاذ جامعہ ابرہیمیہ اپنے وسیع قدوقامت کے باوجود غم و اندوہ سے بے جان نظر آتے تھے۔ مولانا محمد صدیق صاحب اختر (چونڈہ) کی حالت تو دیکھی نہ جاتی تھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے ۔ سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

سوگواروں کا ہجوم بڑھتا جا رہا تھا۔ سیالکوٹ ڈسکہ اور گوجرانوالہ کے احباب بھاری تعداد میں پہنچ چکے تھے اور ہر شخص مولانا مرحوم کی دینی خدمات پر رطب اللسان تھا۔ نماز عصر کا وقت ہوا۔ مولانا محمد علی جانباز صاحب نے امامت کے فرائض سرانجام دیئے۔ مولانا مرحوم کی میت آخری دیدار کے لیے مسجد میں رکھ دی گئی۔ ٹھیک چار بجے ہزاروں سوگواروں کی معیت میں جنازہ قبرستان کی طرف روانہ ہوا۔ قرب و جوار کے مکانوں کی چھتوں پر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے پسرور کی تمام مستورات اور بچے امڈ آئے ہیں۔ بلاشبہ اللہ والوں کا جنازہ ایسے ہی اٹھا کرتا ہے۔ سواچار بجے نماز جنازہ پڑھنا تھی۔ مولانا عطاء الرحمن صاحب اشرف مائیک پر سوگواروں کی صفیں درست کرنے کی تلقین فرما رہے تھے اور مولانا مرحوم کے بھائی الحاج عبدالرشید خاں صاحب کی طرف سے اعلان کر رہے تھے کہ جس شخص نے مولانا مرحوم سے کوئی رقم یا کوئی اور چیز لینی ہو وہ مجھ سے ابھی لے لے جو شخص یہاں حاضر نہیں وہ بعد میں بھی لے سکتا ہے۔

نماز جنازہ پڑھنے میں ابھی کچھ وقت باقی تھا۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مولانا محمد صدیق اختر صاحب نے مولانا مرحوم کی دینی خدمات کا مختصر سا تذکرہ کیا اور یہ بھی بتایا کہ مجھے بیس سال تک مولانا مرحوم کی رفاقت کا شرف حاصل رہا ہے۔ میں نے ان کا ظاہر و باطن یکساں پایا ہے۔ درحقیقت وہ سلف صالحین کا ایک نمونہ تھے۔ یہ بھی فرمایا کہ مولانا کی وفات سے ہماری جماعت میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے اس کا پر ہونا مشکل ہے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی دعوت و تبلیغ کے لیے وقف کیئے رکھی۔ نماز جنازہ کے لیے مولانا محمد ابرہیم صاحب ریاستی امیر جمعیتہ اہلحدیث ضلع سیالکوٹ آگے بڑھے اور ابھی ساڑھے چار بجنے میں چند منٹ باقی تھے۔ آپ نے بھی چند لمحوں میں مولانا مرحوم کی دینی خدمات کو سراہا پھر رقت آمیز لہجے میں نماز جنازہ پڑھائی۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ.....

نماز جنازہ میں اسد اللہ خاں صاحب باجوہ امیدوار قومی اسمبلی قومی اتحاد۔ عبدالقیوم صاحب بٹ ایڈووکیٹ امیدوار صوبائی اسمبلی قومی اتحاد۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا قاری محمد اسمٰعیل صاحب اسد سیالکوٹ' مولانا محمد ابراہیم صاحب امیر جمعیتہ اہلحدیث ضلع سیالکوٹ مولانا محمد علی صاحب جانباز سیالکوٹ' مولانا محمد حیات صاحب خطیب ڈسکہ۔ مولانا محمد صادق صاحب گوجرانوالہ۔ مولانا حافظ محمد الیاس صاحب اثری گوجرانوالہ۔ میاں محمد یوسف صاحب سجاد۔ مولانا محمد صدیق صاحب اختر' صوفی احمد دین صاحب لائلپور۔ حافظ خالد محمد صاحب خطیب پسرور۔ قاری محمد اسلم صاحب گوجرانوالہ۔ مولانا عطا الرحمن صاحب اشرف اور ملک منظور احمد صاحب امیر جماعت اسلامی پسرور کے علاوہ ہر مکتب فکر کے احباب نے شرکت کی مگر پیپلز پارٹی کا کوئی امیدوار جنازہ میں شریک نہیں ہوا۔

جناب علامہ احسان الٰہی صاحب ظہیر شیخ اہلحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب امیر جمعیتہ اہلحدیث گوجرانوالہ مولانا حافظ عبدالغفور صاحب امیر جمعیتہ اہلحدیث جہلم' مولانا محمد اسحاق صاحب چیمہ امیر جمعیت اہلحدیث ضلع لائلپور۔ مولانا حکیم عبدالرحمٰن صاحب آزاد مولانا عبدالرشید صاحب حنیف جھنگ اور مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رحمانی خطیب کامونکی نے اپنے تعزیتی پیغامات میں مولانا مرحوم کی وفات کو جماعت اہلحدیث کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان قرار دیا اور مولانا مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کے ساتھ ساتھ پسماندگان سے گہری ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی سے نوازے اور جماعت اہلحدیث میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے اس کا نعم البدل عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

آخر میں ہم مولانا مرحوم کے رفقاء کار اور ان کے احباب سے گزارش کریں گے کہ وہ مرحوم کے مشن کو زندہ و پائندہ رکھنے کے لیے اولین فرصت میں لائحہ عمل مرتب فرمائیں اور ان کی روشن کی ہوئی توحید و سنت کی شموں کو اسی آن بان سے فروزاں رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

ہفت روزہ "الاسلام" 13 ربیع الاول 1397ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دیگر تالیفات وتصنیفات

تحقیق البشر فی ضوء الکتاب والخبر	مسئلہ بشریت پر ایک عجیب انداز کی کتاب
شرعی اذان اور مروجہ صلوۃ و سلام	اذان سے قبل پڑھے جانے والے مروجہ درود پر سیر حاصل بحث
لقب اہل حدیث	لقب اہلحدیث پر کیے جانے والے تمام اعتراضات کا جواب
اہل حدیث اور پاکستان	تحریک اہلحدیث کے ایک باب پر
اسلام اور جمہوریت	اسلام کے جمہوری دین ہونے کی بحث
خطبات چینیانوالی	جامع مسجد چینیانوالی کے علمی خطبات
مجموعہ مضامین	مختلف اخبارات وجرائد میں شائع شدہ مضامین کا مجموعہ
کالمیات	ہفت روزہ الاسلام، اہلحدیث، صحیفہ اور مختلف اخبارات
فوٹو گرافی کا جواز	فوٹو گرافی کی اہمیت اور اس کی شرعی حیثیت
حلالہ کی شرعی حیثیت	حلالہ جیسے قبیح فعل پر منفرد کتاب
قربانی کے چار دن	اپنے موضوع پر علمی اور منفرد کتاب
سواد اعظم اور اہل حدیث	اپنے معانی پر مفصل کتاب